فتاویٰ امجدیہ

مصنف:

صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی

محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان



تأثرات

از قلم:- محدّثِ کبیر حضرت علاّمہ ضیاء المصطفیٰ قادری

بانی جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

فتاویٰ امجدیہ کی جلد چہارم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مالی بحران اور بعض دیگر مصروفیات کے باعث اس کی اشاعت میں بہت زیادہ تاخیر ہوئی۔ جس کیلئے میں معذرت خواہ ہوں۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ کے بعد اعلیٰحضرت امام احمد رضا ہی کی وہ شخصیت ہے جنھیں فقہ حنفی کا وہ مجدد قرار دیا جاتا ہے کہ بلاشبہ آپ متقدمین فقہاء کی صفوں میں نظر آتے ہیں۔ سچ فرمایا ہے، علمائے حرمین طیبین نے اگر امام ابوحنیفہ انھیں پالیتے تو اپنے اصحاب کی صفوں میں جگہ دیتے۔

اعلیٰحضرت کے طریقہ استدلال وطرز استنباط، حسن بیان اور جامع تعبیر کا پرتو سب سے زیادہ صدر الشریعہ کے یہاں ملتا ہے۔

مولانا آل مصطفیٰ مصباحی نے فتاویٰ امجدیہ کی اس جلد پر بھی حواشی تحریر کئے ہیں بعض حواشی میں نے پڑھے پسند آئے۔ موٗلانا موصوف پر فتویٰ نویسی کا رنگ غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور زیادہ پختہ کار بنائے اور علماء وعوام کو فتاویٰ امجدیہ سے اکتساب فیض کا موقع عطا فرمائے،

وما التوفیق الا باللہ العلی العظیم۔

وارد حال پورٹ لیس ماریشش

ضیاء المصطفیٰ قادری
۹ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

7

پیغام

نائبِ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی

صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ اٰل اصحاب نبی اللہ

یہ بات بڑی خوشی کی ہے کہ سوا سال بعد ہی فتاویٰ امجدیہ جلد رابع پریس جاری ہے جبکہ تیسری جلد بارہ سال ۸ر مہینے کے بعد چھپی تھی فالحمد للہ علیٰ ذٰلک
فتاویٰ امجدیہ کی اشاعت امجدی فیملی پر ایک قرض تھا، اللہ کا شکر ہے کہ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ۵۰ر سال گزرنے پر یہ قرض ان کے نبیرہ عزیزم علاء المصطفےٰ زید مجدہٗ نے چکا دیا۔ ایک قرض اس سے بھی بڑا ان لوگوں پر شرح طحاوی کی اشاعت کا ہے۔ جس کے شائع نہ ہونے کا مسئلہ ایسا چیستاں ہے کہ اب تک حل نہیں ہو سکا۔ خدا کرے وہ روز سعید آئے کہ شرح طحاوی بھی چھپ جائے۔

چاروں جلدوں کے مجموعی صفحات ۱۸۲۸ سائز $\frac{۲۰\times۳۰}{۸}$ ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے حضرت صدر الشریعہ نے ۷ر ربیع الاول ۱۳۴۰ھ سے جو فتاویٰ لکھے ہیں ان کی نقلیں محفوظ رکھی تھیں۔ یعنی یہ فتاویٰ صرف ستائیس سال کے ہیں۔ اس میں بھی ایک جلد غائب ہو چکی ہے

صدر الشریعہ صرف دار الافتاء کی خدمت پر ہی مامور نہ تھے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی حیات مبارک ہی سے حضرت صدر الشریعہ کئی کئی اہم دینی خدمات انجام دیتے تھے،

دار العلوم منظر اسلام کے صدر المدرسین کی حیثیت سے دار العلوم کے تمام اندرونی نظم و ضبط کو بحال رکھنا۔

دورۂ حدیث کے ساتھ شرح مواقف شمس بازغہ وغیرہ جیسی کم از کم چھ کتابوں کا پورے

اوقات تعلیم میں درس دینا۔

مطبع اہلسنت چلانا۔ اس میں چھپنے والی کتابوں اور پوسٹروں کی تصحیح۔ اور بوقت ضرورت آریوں، وہابیوں، گاندھویوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں، کے مقابلے میں جلسوں اور مناظروں میں جانا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی حیات ظاہری میں اعلیٰ حضرت کے نام آئے ہوئے خطوط کو پڑھکر سنانا اور ان کے اعلیٰحضرت جو جواب ارشاد فرمائیں ان کا املا کرنا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اخیر خدمت تو موقوف ہوگئی، بقیہ ساری خدمات باقی رہیں، اخیر موقوف تو ہوئی مگر اس کی جگہ فتاویٰ نے لے لی۔ میں اپنی نجی تحقیق اور معلومات کی بنا پر کہتا ہوں کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے وصال کے بعد جو استفتاء وہاں پہنچتے تھے۔ تقریباً سب کے جوابات حضرت صدر الشریعہ لکھا کرتے تھے۔ اب ناظرین صدر الشریعہ کے متعلق مذکورہ بالا خدمات پر نظر ڈالیں اور پھر فتویٰ نویسی کی پیچیدگی کو سامنے رکھیں تو انھیں کہنا پڑے گا کہ ان اہم گوناگوں دینی خدمات میں مصروفیت کے باوجود فتوی لکھ لینا، وہ بھی اتنا زیادہ اور اتنا اہم مافوق النظر خرق عادت سے کم نہیں

یوں تو صدر الشریعہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے بہت اختصار کے ساتھ فتاویٰ لکھتے تھے لیکن جب مسئلہ اہم ہوتا یا مختلف فیہ ہوتا تو اس وقت صدر الشریعہ کا اشہب قلم ایسی جولانی دکھاتا کہ بڑے بڑے عش عش کرتے رہ جاتے۔ کانپور مسلم ہال کی مسجد کے سلسلے میں مولانا عبد الباری صاحب مرحوم نے جو فیصلہ کیا اس کے خلاف صدر الشریعہ کا پورا رسالہ قامع الواہیات من جامع الجزئیات تیسری جلد میں چھپ گیا جس کا جی چاہے اس کا مطالعہ کرے۔ اس پر واضح ہو جائیگا کہ حضرت صدر الشریعہ علم کے ایسے بحر ناپیدا کنار تھے کہ نہ جس کی گہرائی کا پتہ تھا اور نہ ساحل کا۔

بہر حال یہ ,, دائرۃ المعارف الامجدیہ،، کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ اس نے فتاویٰ امجدیہ چھپوا کر ہمیں اس سے مستفید ہونے کا موقعہ دیا۔ مولیٰ عزوجل قبول فرمائے۔ اور اس قسم کے دوسرے اہم کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد شریف الحق امجدی
۲۵ رمضان ۱۴۱۷ھ

بسمہٖ تعالیٰ وحمدہٗ

آل مصطفیٰ مصباحی

عرضِ حال

صدر الشریعہ، فقیہ اعظم ہند علامہ حکیم مفتی امجد علی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان، ایک ایسے مستند فقیہ، دقیقہ رس مدرس، باکمال مصنف اور متبحر عالم دین کا نام ہے، جو اپنے فکر و تفقہ علم و آگہی اور عبقریت و صلاحیت میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ برصغیر میں علم و فن کی جو قندیلیں آج روشن ہیں۔ وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ فقیہ گرامی کے چراغِ قلم سے مقتبس ہیں ؎

یک چراغ ست دریں بزم کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

فقہ حنفی میں حضرت صدر الشریعہ کی حیثیت ایک محقق و قانون داں کی ہے۔ جو فقہ کے اصول و مبادی و جزئیات و معانی کے عالم و عارف کی حیثیت سے معروف ہیں۔ فقہ حنفی کا کون سا ایسا باب ہے جس کے جزئیات اور دلائل آپ کے ذہن میں مستحضر نہ ہوں۔ سفر ہو، یا حضر، حالتِ صحت ہو یا مرض بلاتکلف زبانی و تحریری فتویٰ دینا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

فتاویٰ امجدیہ:۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے تحریری فتاویٰ کا مجموعہ ہے، جو اہل علم خصوصاً اربابِ افتاء کے لئے ایک عظیم علمی و فقہی سرمایہ ہے، جو آیاتِ قرآنیہ، احادیث کریمہ، قواعد و اصول اور فقہائے احناف کے محقق، مرجح، مؤثق اور مختار و مفتیٰ بہ اقوال و ارشادات سے مزین ہے۔ دلائل و ابحاث اور ندرت استدلال و حسنِ استنباط کے لحاظ سے "فتاویٰ رضویہ" کا خلاصہ اور مثنیٰ ہے۔

فتاویٰ امجدیہ جلد اوّل و دوم کی اشاعت کے تقریباً تیرہ سال بعد، سال گذشتہ (سنہ ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء) دو سال کی تگ و دو کے بعد تیسری جلد منظر عام پر لائی گئی۔ اور شکرِ خدا کہ ابھی سال بھر کا عرصہ بھی نہیں گذرا ہے کہ اس کی چوتھی جلد اپنی ظاہری و معنوی خوبیوں کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اتنی عجلت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ۱؍۲؍ ذی قعدہ سنہ ۱۴۱۷ھ

مطابق ۱۰ / ۱۱ / مارچ ۱۹۹۷ء کو مصنف علیہ الرحمہ کا پچاسواں عرس پاک ہے۔ جس میں معروف تقریبات کے علاوہ بعض اہم علمی ودینی پروگرام کا بھی اہتمام کیا جارہا ہے۔ حضرت صدر الشریعہ پر ایک علمی سیمینار بھی منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس لئے طے ہوا ہے کہ عرس امجدی تک فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم اور تفصیلی نہ سہی تو مختصر "سوانح صدر الشریعہ" ہی منظر عام پر لایا جائے۔ فتاویٰ امجدیہ کا کام میرے حصہ میں تھا۔ اور سوانح کا کام دوسرے کے ذمے۔ لیکن تقسیم کار کے باوجود جب صورت حال مایوس کن رہی۔ تو بالآخر "سوانح" کا کام بھی فقیر ہی کو انجام دینا پڑا۔ جسے میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ "سوانح" کی وجہ سے فتاویٰ امجدیہ کے کام میں قدرے تاخیر ہونے لگی۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر حضرت صدر الشریعہ کا فیضان کرم شامل حال نہ ہوتا۔ تو مجھ جیسا بے بضاعت و بے مایۂ علم دانش، "فتاویٰ امجدیہ" کا یہ غیر معمولی کام وہ بھی اتنی عجلت کے ساتھ انجام نہیں دے پاتا۔ اس جلد کی تبییض و تبویب کا کام بھی گرامی قدر حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب کلیمی نے انجام دے رکھا تھا۔ تہہ دل سے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ فقیر نے از سرِ نو ترتیب کے بعد پہلے مسودہ سے مبیضہ کا مقابلہ کیا۔ حوالہ کی عبارتوں میں جہاں خامی نظر آئی، اصل کتاب سے مقابلہ کرکے اس کی تصحیح کرتا گیا۔ بعض کتابیں جو بروقت دستیاب نہ ہوسکیں، ان کی مشتبہ عبارتیں اندازہ سے درست کی گئیں۔ جہاں جہاں مناسب سمجھا حاشیہ لکھا، اور حسبِ سابق اپنے دو کرم فرما اساتذہ (فقیہ عصر علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری مدظلہما العالی) سے قطعی صحت اور اصلاح کرائی۔

جلد سوم کی طرح اس جلد کی بھی فہرست بھی فقیر کی تیار کردہ ہے۔ عجلت کی بنا پر اپنی خواہش کے مطابق کماحقہٗ فہرست مرتب نہ کرسکا۔ تاہم کوشش یہی کی گئی ہے کہ جملہ مسائل کا احاطہ ہوجائے۔ کتابت شدہ کاپی کا مبیضہ سے مقابلہ بھی فقیر نے کیا ہے اس جلد کی بھی مستقل کتابت کیلئے ادریؔ کا وہی کاتب تیار ہوا۔ جس نے جلد سوم کی کتابت

کی تھی۔ مگر اِس بار بھی اُس نے وہی اپنا مذہبی رنگ دکھایا۔ جہاں جہاں دیوبندی وہابی مکتب فکر کی تردید تھی۔ اس کی کتابت چھوڑ دی۔ دوسرے کاتب سے لکھوانا پڑا۔ کام کا سلسلہ کچھ اس طرح رہا کہ مقابلہ و تصحیح وغیرہ ضروری کام کرکے مبیضہ کاتب کے حوالے کرتا، اور وہ کتابت کرتا تعلیمی سال کے اواخر میں تدریس و افتار کی مشغولیات کے علاوہ "سوانح صدر الشریعہ" کا کام بھی میرے ذمہ آگیا۔ جس کی وجہ سے کام کی رفتار سست ہوگئی۔ اور کاتب نے بھی دوسروں سے کتابت کا معاملہ طے کرلیا۔ وسط شعبان تک کسی طرح میں نے اپنا کام تو پورا کردیا۔ مگر کاتب کے پاس تقریباً دو سو صفحات کی کتابت باقی رہ گئی۔ جتنی کتابت ہوچکی تھی اُسے اپنے ساتھ گھر لیتا آیا۔ پھر مولانا علاء المصطفےٰ قادری نے مولوی عسجد رضا سلمہٗ کی معرفت ۵ رمضان المبارک کو بقیہ کاپی میرے پاس بھیجی۔ بہرحال کسی طرح محبی مولانا فیاض عالم مصباحی اور دو تلامذہ عزیزم بشیر رضا و سعید الرحمٰن سلمہما کو لے کر بڑی تیزی سے پروف ریڈنگ کا کام شروع کردیا پھر فہرست مرتب کی۔ آج ۱۲ رمضان کو میرے پاس سے یہ کاغذات گھوسی جارہے ہیں پھر کاتب کی تصحیح و کتابت کے بعد پریس بھیج دیئے جائیں گے۔

؎ بہ حرفے می تواں گفتن تمنائے جہانے را ✤ من از شوقِ حضوری طول دادم داستانے را

بہرحال! پچاسویں عرس امجدی کے حسین موقع پر ہم یہ کتاب اپنے قارئین کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے بے پناہ خوشی محسوس کررہے ہیں۔ کتاب کی ترتیب، تعلیق اور تصحیح میں حزم و احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ مگر اس کے باوجود کتابتی اغلاط، طباعتی نقائص، اور تصحیح کی فروگذاشتوں کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسلئے اگر کوئی غلطی نظر آئے۔ تو اُسے میری علمی کم مائے گی اور کوتاہ فکری پر محمول کریں حضرت صدر الشریعہ کا دامن اس سے پاک ہے۔

فتاوىٰ امجدیہ جلد چہارم:۔ حضرت صدر الشریعہ کے محفوظ تحریری فتاویٰ کی آخری جلد ہے۔ اِس جلد میں تین کتابیں ہیں (۱) کتاب الحظر والاباحۃ (۲) کتاب الشتّٰی (۳) کتاب السیر۔ ۵۰۲ فتاویٰ ہیں اصل کتاب کے صفحات ۵۲۹ ہیں۔ ذیل میں تینوں عنوان کی مختصر وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

کتابُ الحظر والاباحۃ:۔ یعنی ممنوع اور مباح چیزوں کا بیان، شریعت طاہرہ مسلمانوں کو اچھے کردار و عمل سے مزین دیکھنا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے انسانی زندگی

کیلئے مکمل نظام پیش کیا ہے ، یوں تو فقہ کے جملہ ابواب عمدہ نظامہائے حیات کے اصول پر مشتمل ہیں لیکن خصوصیت کیساتھ "حظر واباحت" کا باب اسلامی اعمال واخلاق کا گویا دوسرا نام ہے۔ جس میں کھانے پینے ، اوڑھنے پہننے ، سلام وکلام وغیرہ کے شرعی آداب مذکور ہیں۔ اور لہو ولعب بغض وحسد ، کذب وغیبت اور ظلم وتکبر جیسی بری خصلتوں کی ممانعت بھی ہے۔

اس باب میں بیان کئے محظورات سے بچ کر۔ اور جائز امور کو اپنا کر مسلمان اس پرفتن دور میں بھی شرعی سماج کی تشکیل اور معاشرتی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز کرسکتے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں مذکورہ عنوان کے تحت اسی قسم کے فتاوی درج ہیں۔

کتاب الشتی :- اس عنوان کے تحت فقہ کی کتابوں میں متفرق مسائل درج ہوتے ہیں کبھی ان مسائل کا تعلق کسی خاص باب یا کتاب سے بھی ہوتا ہے ، اس کتاب میں مذکورہ عنوان کے تحت عموماً واصالۃً ایسے فتاوی درج کئے گئے ہیں ، جن کا تعلق بظاہر دوسرے کسی خاص باب سے نہیں ہے۔

کتاب السیر :- قدیم کتب فقہ میں اس عنوان کے تحت اسلام کی خارجہ پالیسی کے ضابطوں کا بیان ملتا ہے ، مثلاً غیر مسلم ممالک سے مسلمانوں کے تعلقات ومعاملات کس انداز کے ہوں؟ ممالک کی سیاسی تقسیم کس طرح ہو؟ اسلام سے منحرف ہونے والوں کیلئے تعزیر کی کون سی صورت اختیار کی جائے؟ وغیرہ ، مگر طویل عرصہ سے مسلمانوں نے اپنا اقتدار کھودیا ہے ، اور اسلامی حکومت کی کایا پلٹ کردہ گئی ہے طرح طرح کی گمراہیاں جنم لے رہی ہیں اور شرعی راہ عمل سے دوری کا رواج بڑھتا جارہا ہے ، یہی وجہ ہیکہ اسلام سے کفر کی طرف ڈھکیلنے والے الفاظ کے بولنے اور لکھنے میں خوف محسوس نہیں کیا جاتا۔ (أعاذنا الله عن هذه الشرور والفتن) چونکہ عصر حاضر میں ممالک کی سیاسی تقسیم اور غیر مسلم دنیا سے تعلقات جیسے معاملات تقریباً متروک ہیں۔ اسلئے مذکورہ عنوان کے تحت مندرج فتاوی کا تعلق مذاہب باطلہ کے رد ، کفریہ الفاظ کے استعمال کرنیوالوں کے حکم شرعی ، اور مرتدین کے احکام وغیرہ سے ہے۔

بقیہ جلدوں کی طرح اس جلد کے فتاوی میں بھی حضرت صدر الشریعہ کا تحریری اسلوب صاف ، سلیس ، اور شگفتہ ہے۔ اختصار وجامعیت تو آپ کے فتاوی کی امتیازی خصوصیت ہے

اور جہاں تفصیل سے کام لیا ہے تو تحقیق کے موتی بکھیر دیئے ہیں۔
دونوں طرح کے فتاوٰی کا ایک ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔
آپ سے بعد نماز وعیدین مصافحہ کی بابت پوچھا گیا۔ آپ نے جواب دیا:۔

["مصافحہ جائز، اور حدیث سے اس کا جواز مطلقاً ثابت، نماز کے بعد یا عید کے دن مصافحہ کرنا اسی مطلق میں داخل، اپنی طرف سے مطلق کی تقیید باطل"]

اِس جواب پر غور کیجئے! حکم بھی مذکور ہے، دلیل بھی ہے، ضابطہ بھی ہے، مانعین جواز کا رد بھی ہے، اور دلیل رد کی طرف واضح اشارہ بھی موجود ہے۔ جہاں تفصیل و تحقیق فرمائی ہے، حق ادا کر دیا ہے جس کی متعدد نظیریں فتاوٰی میں آپ کو ملیں گی۔ سجدۂ تعظیمی سے متعلق آپ سے استفتاء ہوا کہ اس کا جواز تو قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا تھا۔ اِس جواز کے نسخ پر کوئی دلیل قطعی نہیں ہے بلکہ ممانعت پر صرف خبر آحاد ہے، جو قطعی کی ناسخ نہیں ہو سکتی۔ آپ نے تقریباً اٹھارہ صفحات پر مشتمل اسکا ایسا تحقیقی جواب عنایت فرمایا، کہ گویا دلائل و ابحاث کا دریا موجیں مار رہا ہے آپ نے اپنے فتوٰی میں پہلے اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا، یا برادرانِ یوسف علیہ السلام کا ان کو سجدہ کرنا کس معنٰی کے لحاظ سے تھا۔! آپ نے معتبر تفسیروں اور شروحِ احادیث کی روشنی میں اس تعلق سے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔

(۱) یہاں سجدہ کے لغوی معنٰی "انحنار" یعنی جھک جانا مراد ہے، ان مواقع میں سجدہ سے پیشانی زمین پر رکھنا مراد نہیں۔ (۲) وہ سجدہ شرعی سجدہ تھا، یعنی پیشانی کا زمین پر رکھنا، مگر وہ سجدہ ان کو نہ تھا جن کے سامنے کیا گیا، بلکہ یہ سجدہ خدا کو تھا، اور حضرت آدم اور حضرت یوسف علٰی نبینا علیہما السلام محض قبلہ تھے۔ (۳) وہ سجدہ بوضع جبہۃ تھا۔ اور شرائع سابقہ میں تحیت و اکرام کیلئے سجدہ جائز تھا۔ ہماری شریعت میں اسکا جواز منسوخ ہو گیا

پھر استفتاء میں مذکور اعتراض کے دفعیہ کی طرف ان الفاظ میں رُخ فرماتے ہیں۔

["جب اس قدر عظیم اختلافات موجود ہیں۔ اور سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اسکو انحنار پر محمول کرتے ہیں، تو ظاہر کہ یہ آیت جوازِ سجدۂ تحیت و اکرام میں قطعی الدلالۃ نہیں]

پھر اس کے ناسخ کا قطعی ہونا کیا ضرور، جبکہ دلیلِ جواز قطعیت کا افادہ نہیں کرتی، بلکہ یہ جواز برتقدیر ثبوت ظنی ہے، ...... یہ قولِ رابع جو بکر نے اختراع کیا ہے، بالاجماع باطل ہے۔ (ملخصاً)

اِس طرح کی بحثوں اور دلیلوں سے پورا فتوٰی سالامال ہے۔ جو ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گیا ہے، فقیر اس کا نام "التحقیقات الآنیفۃ فی ردّ جواز السجدۃ التحیۃ" منتخب کرتا ہے۔ پوری کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، مطالعہ کرتے جائیے اور مصنف علیہ الرحمہ کی فقہی بصیرت کے جلووں سے آنکھیں منور کیجئے۔

ناشر:۔ معروف دینی و تعلیمی ادارہ "طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ" ہے۔ مجدد دین و ملت امام احمد رضا اور اُن کے تلمیذ و خلیفہ حضور صدر الشریعہ علیہما الرحمہ سے منسوب یہ عظیم ادارہ کوئی دس سال سے خدمتِ دینِ متین میں سرگرم عمل ہے۔ قانون اسلام اور عربی ادب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تصنیفی واشاعتی اور اصلاحی خدمات میں مصروف ہے ـــ اب تو بحمدہٖ تعالٰی ادارہ کی بے لوث خدمات اور زرّیں کارناموں کی گونج ملک و بیرون میں سنائی دے رہی ہے۔ جس کی تعمیر و ترقی میں سب سے بڑا دخل بانی جامعہ و سربراہ اعلٰی محدثِ کبیر علّامہ ضیاء المصطفٰی قادری جانشین صدر الشریعہ کی تگ و دو اور کوشش و محنت کا ہے۔ ان کے علاوہ مدیرِ جامعہ مولانا علاء المصطفٰی قادری اور اساتذۂ کرام کی جد وجہد اور اخلاص نے اس میں چار چاند لگائے ہیں جامعہ کا دوسرا شعبہ عورتوں کی اعلٰی تعلیم و تربیت کے لئے مخصوص ہے۔

اخیر میں ہم اپنے اساتذہ خصوصاً حضور محدثِ کبیر صاحب قبلہ اور محب محترم مولانا علاء المصطفٰی قادری اور ان احباب و تلامذہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں، جنھوں نے اِس کام کی تکمیل میں میرا ساتھ دیا ہے شکریہ کے رسمی الفاظ سے زیادہ ان کے لئے بڑا توشہ وہ اجر ہے جو انشاء المولٰی تعالٰی انھیں آخرت میں عطا کیا جائیگا۔

دعا رہے کہ مولٰی تعالٰی ہمارے حوصلوں میں نئی قوتِ پرواز اور عزائم میں طاقتِ ثبات واستقلال عطا فرمائے۔ اور اس خدمت کو نجاتِ آخرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والثناء۔

خاکِ پائے اولیاء

آلِ مصطفٰی مصباحی

خادم تدریس وافتاء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو۔ (یوپی۔ انڈیا)

متوطن مشیحنہ، ڈاکخانہ پورلہ دلیا بارسوئی ضلع کٹیہار، بہار۔

۱۳؍ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء

عرضِ ناشر

فتاویٰ امجدیہ کی چوتھی اور آخری جلد ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ہمیں بحد درجہ خوشی بھی محسوس ہورہی ہے اور اطمینان بھی۔ خوشی اس بات کی کہ ملت کا ایک عظیم علمی سرمایہ جو ابتک نگاہوں سے پوشیدہ تھا وہ ملت کو سپرد کیا جارہا ہے اور اطمینان اس کا کہ صدر الشریعہ کی طرف منسوب ہونے کی حیثیت سے اُن کی علمی وادبی بقیات / ورثے کے تعلق سے جو ذمہ داری ہمارے سر تھی اسکی ایک اہم کڑی سے آج ہم عہدہ برآ ہورہے ہیں۔

مندرجہ ذیل علماء اور مفتیانِ کرام و مخیر حضرات کی نگرانی میں فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم کا مسودہ ترتیب دیا گیا۔

۱۔ محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ
۲۔ فقیہِ عصر حضرت مفتی شریف الحق صاحب مفتیٔ اعظم جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ
۳۔ مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی صاحب، استاد جامعہ امجدیہ رضویہ۔ گھوسی اعظم گڑھ
۴۔ مولانا علاء المصطفیٰ قادری، مدیر جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی۔ اعظم گڑھ
۵۔ الحاج احسان اللہ خاں صاحب۔ بمبئی
۶۔ عالیجناب الحاج عبد العظیم صاحب۔ بنارس
۷۔ عالیجناب الحاج حافظ زبیر احمد صاحب۔ دہلی

رضاء المصطفیٰ اعظمی
خطیب میمن مسجد
مہتمم دار العلوم نوریہ رضویہ
کلفٹن۔ کراچی

۷۸۶/۹۲

اپنی باتیں

فقیہ اعظم حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان علم کے ایک ایسے کوہِ گراں تھے جن کے چشمۂ فیض سے آج بھی سارا عالم سیراب ہو رہا ہے۔ درسگاہوں کی رونق، خانقاہوں کی چہل پہل انھیں کی مرہون منت ہے۔ امام اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی نگاہِ کیمیا اثر نے آپ کی باوقار علمی شخصیت میں چار چاند لگادیا۔ حضرت صدرالشریعہ نے اپنے مرشد کامل کی جانشینی اور خلافت کا ایسا حق ادا کیا کہ اعلیحضرت نے یہ کہکر "تفقہ جس کا نام ہے میرے بیٹھنے والوں میں مولانا امجد علی میں سب سے زیادہ پائیے گا" حضرت صدرالشریعہ کے فقیہ اعظم ہونے کی سند دیدی۔

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضرت صدرالشریعہ کے فتاویٰ کی چوتھی جلد منظر عام پر آرہی ہے۔

مولانا آل مصطفےٰ صاحب مدرس جامعہ امجدیہ رضویہ کی یہ سعادتمندی ہے کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود فتاویٰ کی چوتھی جلد پر بھی حواشی تحریر کئے۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین

فدا المصطفےٰ قادری
رکن جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو
مدرس مدرسہ شمس العلوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

کتاب الحظر والاباحۃ

(جائز و ناجائز کا بیان)

مسئلہ :۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین زید وعمرو وبکر وخالد نے ایک عالم کو بغرض اہانت وتذلیل برسر عام گذرگاہ مار دیا۔ جس پر تعزیراً عام مسلمانان باشندگان قصبہ ومضافات نے اسکے ساتھ مہاجرہ ومقاطعہ کا اعلان کر دیا ہے، اور امام قصبہ نے زجراً یا ترہیباً ایسے اشخاص کو مجمع خاص میں جہاں اکثر اہل علم و روسائے قصبہ موجود تھے کافر کہدیا ہو، اور پھر امام مذکور بایں خیال کہ مذکورہ اشخاص یعنی ضاربین عالم میرے پڑوسی یا محلہ یا قبیلہ کے ہیں۔ بلا اجازت عامۂ مسلمین باجبر ہی اور بغیر توبہ خالص کرائے ہوئے اسکی پاس کرے اور ان لوگوں کے ساتھ مواکلت ومشاربت اور مجالست اختیار کرتا ہو بایں وجہ اکثر لوگ امام سے متنفر ہو جائیں تو اس کو امام بنانا یا امامت سے معزول کرنا کیسا ہے باوجود تنفر واکراہ اسکی اقتدیٰ جائز ہے یا نہیں۔ بصورت قباحت امام سے کم عمر یا کم علم کوئی دوسرا شخص اکثر اہل اسلام کی رائے سے امام ہو سکتا ہے یا نہیں اگرچہ امام سابق کو بھی اقتدیٰ کرنی پڑے۔ بینوا توجروا ؟

الجواب :۔ عالم تو عالم کسی عام مسلمان کو ذلیل کرنا اور اسکی توہین حرام ہے

حدیث میں ارشاد فرمایا من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ جس نے کسی مسلم کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ عزوجل کو اذیت دی، یہ حکم عام مسلمانوں کے ذلیل و رسوا کرنے کا ہے اور عالم دین چونکہ مذہبی پیشوا و مقتدا ہے اس کو ذلیل کرنا اور زیادہ اشد ہوگا، بلکہ بعض علماء نے ایسے شخص کی تکفیر فرمائی ہے، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔ من قال لعالم عویلم یکفر، جو کسی عالم کو ملانٹا یا مولویا کہے وہ کافر ہوجائے گا جب صیغہ تصغیر سے پکارنے کا یہ حکم ہے تو مارنے میں بدرجہ اولیٰ تذلیل و تحقیر ہے، بیشک ایسے لوگ جنھوں نے عالم دین کی توہین کی ہے ضرور ایسے ہیں کہ ان سے مقاطعہ کیا جائے اور جب تک توبہ نہ کریں اور اس عالم سے معافی نہ چاہیں اس وقت تک بدستور مقاطعہ جاری رکھا جائے اور امام کا پہلے ان کی نسبت ایسے احکام جاری کرنا پھر ہمسائیگی و قرابت وغیرہ کے خیال سے ایسے فساق و فجار کی اعانت کرنا اور ان کے ساتھ مواکلت و مشاربت کرنا احکام شرعیہ سے بے پرواہی و سخت بیباکی و کبیرہ و فسق ہے اور یہ ایسا امر ہے کہ اسکی وجہ سے بنی اسرائیل کے علماء پر اللہ عزوجل کی لعنت اتری اور انھیں فاسق بتایا گیا اور ایمان سے خالی ہونا بیان کیا گیا۔ سنن ابن ماجہ میں بروایت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ان بنی اسرائیل لما وقع فیھم النقص کان الرجل یری اخاہ علی الذنب فینھاہ عنہ فاذا کان الغد لم یمنعہ ما رأی منہ ان یکون اکیلہ وشریبہ وخلیطہ فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض ونزل فیھم القراٰن فقال لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسی بن مریم حتی بلغ ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منھم فاسقون قال وکان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متکئاً فجلس وقال لاحتی تاخذوا علی یدی الظالم فتاطروہ

علی الحق اطراً۔ وسنن ابی داؤد وترمذی کے الفاظ یہ ہیں ، لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نہتھم علماؤھم فلم ینتھوا فجالسوھم فی مجالسھم و اکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض فلعنھم علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون قال فجلس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان متکئا فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروھم اطرا ، جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے علماء نے منع کیا وہ باز نہ آئے پھر وہ علماء ان کی مجالس میں ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگے اور ایک ساتھ کھانے پینے لگے اللہ تعالیٰ نے بعض کے قلوب بعض کے مشابہ کردیئے اور داؤد و عیسیٰ علیہما السلام کی زبانی ان پر لعنت بھیجی یہ اس وجہ سے کہ نافرمانی کرتے اور حد سے گذرتے تھے پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا قسم ہے اسکی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجات نہ پائیں گے جب تک ان کو حق پر نہ روکیں ، بنی اسرائیل میں جب نقص واقع ہوا اس وقت کوئی شخص اپنے بھائی کو گناہ کرتے دیکھتا تو اسے گناہ سے منع کرتا مگر دوسرے دن یہی اس کا ہم نوالہ ہم پیالہ ہوتا اور میل جول کرتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے کے مشابہ کردیئے اور ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا ، اور فرمایا جو بنی اسرائیل سے کافر ہوئے داؤد و عیسیٰ بن مریم کی زبان سے ان پر لعنت کی گئی اور اگر یہ لوگ اللہ و نبی اور اس پر ایمان لاتے جو ان پر اتارا گیا تو ان کو دوست نہ بناتے مگر ان میں اکثر فاسق ہیں ۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس امام کو معزول کریں کہ فاسق کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پڑھی تو لوٹانا واجب ، غنیہ

لہ سنن ابن ماجہ ص ۲۸۹ باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر ۱۲ مصباحی

میں ہے۔ فی تقدیمہ تعظیمہ وقد امر باھانتھم شرعاً[1]۔ اور لازم ہے کہ جب تک امام توبہ نہ کرے دوسرے لائق امامت کو امام مقرر کریں اگرچہ وہ امام اوّل سے علم وعمر میں کم ہو کہ اعلم کو ترجیح اس وقت ہے کہ وہ ضروریاتِ امامت کا جامع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ مسئولہ حافظ محمد حسین، گندہ نالہ بریلی ۴ جمادی الآخرہ ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم چار پانچ شخص مولود شریف پڑھتے ہیں اور ہم لوگوں کو خوشی دل سے شوق ہے اب یہاں پر چند لوگ ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو کہ مولود خوانوں کی مذمت کرتے ہیں اور ان کے پڑھنے کی نقلیں بناتے ہیں اور انکے نام تبدیل کر کر کے رکھتے ہیں، اب ہم کو یہ نہیں معلوم کہ گانڈھوی وہابی لوگ تو دشمن تھے مگر یہ نہیں معلوم کہ اب کونسا فرقہ نکلا ہے کہ جو حضور کے نام لیوا ہیں انکو بُرا بھلا بُرا کہتے ہیں پس ہم کو یہ بتا دیا جائے کہ یہ کون سا فرقہ نکلا ہے اور ان کے واسطے شریعت کیا فرماتی ہے؟

الجواب:۔ کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی بُرا کہنا اس پر طعنہ کرنا اس کی نقلیں کرنا حرام ہے کہ یہ ایذائے مسلم ہے اور ایذائے مسلم حرام، حدیث میں فرمایا من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ۔ جس نے مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا پہونچائی۔ اور فرمایا۔ لیس المومن بالطعان[2]

---

[1] ردالمحتار میں ہے۔ إن فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم إھانتہ شرعاً (ج ۱ ص ۳۷۶)
غنیہ میں ہے۔ لو قدموا فاسقاً یاثمون بناء علی أن کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ص ۴۷۹)
درمختار میں ہے۔ کل صلوٰۃ أدیت مع کراھۃ التحریم تجب إعادتھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[2] رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن مسعود۔ ج ۲ ص ۱۹ ابواب البر والصلۃ ۱ آل مصطفیٰ مصباحی

مومن کی شان طعن کرنا نہیں۔ رواہ الترمذی والبیہقی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ
اور فرمایا۔ ما احب انی حکیت وان لی کذا وکذا۔ اگر مجھے بہت کچھ ملے جب بھی میں
کسی کی نقل نہ کروں۔ رواہ الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا
امام نووی نے فرمایا کہ نقل کرنا بھی از قبیل غیبت ہے اور غیبت بنص قطعی حرام اور اپنے
بھائی مردہ کا گوشت کھانا ہے[1]۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ الغیبۃ
اشد من الزنا۔ غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ قالوا یا رسول اللہ وکیف الغیبۃ
اشد من الزنا۔ صحابہ نے عرض کی غیبت کیونکر زنا سے سخت تر ہے۔ قال ان الرجل
یزنی فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ حتی یغفرھا لہ صاحبہ فرمایا
کہ آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرے تو اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنیوالے
کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہی معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے۔ پھر یہ احکام تو ہر اس
شخص کیلئے ہیں جو مسلمان کو ایذا پہنچاتا ہے یا اسکی نقل کرتا ہے اور یہاں تو حکم اور
سخت ہے کہ اللہ و رسول کے ذکر کرنے والے کو ایذا پہنچائی گئی۔ اور اس کی خاص اس
بارے میں نقل کی گئی اسے معافی مانگنا اور توبہ کرنا شرعاً لازم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۵:۔ مرسلہ عبدالحکیم صاحب شہر کانپور۔ محلہ مصری بازار مسجد محمد تقی ۳ رجب ۱۳۳۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں زید و قوم زید۔ قوم نورباف کو جو
لفظ مومن سے معروف ہیں بنظر حقارت و تذلیل بلفظ "جولاہا" جو بزبان پنجابی ہندو پارچہ
باف کو کہتے ہیں استعمال کرنا خلاف شریعت ہے یا نہیں؟
(۲) ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے منافقت رکھنا کیا حکم رکھتا ہے؟

---

[1] ارشاد ہے۔ لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ۔
ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تو یہ تمہیں گوارہ نہ ہوگا۔ پ۲۶ حجرات
مصباحی

الجواب(۱) :۔ اگر صرف قوم کا بتانا مقصود ہو طعن مد نظر نہ ہو تو حرج نہیں پھر بھی ایسے لفظ سے تعبیر کریں کہ ان کو برا نہ لگے۔ اور اگر طعن و تحقیر و تذلیل ملحوظ ہو تو حرام حدیث میں فرمایا۔ لیس المؤمن بالطعان۔ مومن کی شان یہ نہیں کہ طعن کرنیوالا ہو اور فرمایا۔ ان اللّٰہ قد اذھب عنکم عُبِّیَّۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالآباء انما ھو مؤمن تقی او فاجر شقی لہ اور صحیح مسلم شریف کی حدیث میں طعن فی الانساب کو امور جاہلیت میں شمار فرمایا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

(۲) منہ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ یا بغض و حسد رکھنا حرام ہے۔ ۲ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ سلیمان شکرانی براد س قادری رضوی از مقام لبی نیاسالینڈ برٹس سنٹرل افریقہ۔

بعد نماز جمعہ مصافحہ کرنا سنت نبوی ہے یا فرض ہے یا عام رواج پر ؟

الجواب :۔ مطلقاً مصافحہ سنت ہے بعد نماز جمعہ مصافحہ بھی اسی مطلق کا ایک فرد ہے۔ طحطاوی علی الدر میں ہے۔ تستحب المصافحۃ بل ھی سنۃ عقب الصلوات کلھا وعند کل لقی ابوالسعود عن الشرنبلالیۃ۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از شہر کہنہ بریلی۔ ۲۲، محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں۔ زید بعد نماز عیدین کے معانقہ کرتا ہے۔ اور بکر اس کو معانقہ سے منع کرتا ہے کہ یہ رسم کفار ہے معانقہ عیدین کے بارہ میں شرع شریف کا کیا حکم صادر ہے ؟

الجواب :۔ بعد نماز عید معانقہ جائز ہے اگر محل فتنہ نہ ہو، بکر کا قول سراسر

لہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۸ باب المفاخرۃ والعصبیۃ۔ ۱۲

۲ حدیث میں فرمایا۔ لا تباغضوا ولا تحاسدوا، آپس میں بغض و حسد نہ رکھو، رواہ الترمذی عن انس رضی اللّٰہ عنہ ج ۲ ص ۱۵، ایضاً مسلم شریف ج ۲ ص ۳۱۵ کتاب البر والصلۃ ۱۲ مصباحی

غلط ہے کہ یہ رسم کفار ہے اگر کسی موقع پر کفار کرتے ہوں تو ان کی رسم ہونا کیسے ثابت ہوا ممکن کہ انہوں نے مسلمانوں سے سیکھا ہو اور یوں تو کفار بھی اپنے تہواروں میں نئے کپڑے پہنتے ہیں خوشی کرتے ہیں انھیں بھی رسم کفار قرار دیکر عید کے دن حرام کردیا جائے اس کی کافی بحث مع ثبوت و دلائل رسالہ وشاح الجید میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از پوکرن مارواڑ مدرسہ معینیہ مسئولہ شاہ قمرالدین دھلوی ۲۳ محرم ۱۳۴۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ حیات ہیں یا نہیں ؟

(۲) بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) انبیاء علیہم السلام کا زندہ ہونا اور ان کی حیات حدیث سے ثابت ابن ماجہ کی روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ اور اولیاء کی حیات کلام اولیاء سے ثابت۔ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) مصافحہ جائز۔ اور حدیث سے اس کا جواز مطلقاً ثابت۔ نماز کے بعد یا عید کے دن مصافحہ کرنا اسی مطلق میں داخل۔ اپنی طرف سے مطلق کی تقیید باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ از بنگال ۲۱ محرم ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز عیدین عیدگاہ میں مصافحہ و معانقہ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب:۔ عید کے دن مصافحہ و معانقہ جائز ہے[1]۔ کما حققہ شیخنا المجدد

---

[1] فتنۂ شہوت کا خوف نہ ہو، اور کپڑوں کے اوپر معانقہ ہو تو یہ بلاشبہ جائز ہے، جس کے جواز پر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی رسالتہ وشاح الجید ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ہوڑہ محلہ کرسٹان پاڑہ مرسلہ حکیم ابو محمد عبدالرزاق آروی امام مسجد ۳۷۳ ۲۷ صفر ۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز پنجگانہ علی العموم مقتدی آپس میں مصافحہ کیا کرتے ہیں اور اس کو بھی ضروری خیال کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ روکنے والے سے جھگڑتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ شامل شامل مسجد میں حاضر ہیں بعد فراغت نماز جماعت مصافحہ کریں اور پہلے سے نہ کریں ایسا اعتقاد کیسا ہے ؟

الجواب:۔ مصافحہ بعد نماز جائز ومباح بلکہ بہتر ہے متون میں جواز مصافحہ کو مطلق رکھا اور بغیر دلیل شرعی مطلق کی تقیید نہیں ہوتی، لہذا یہ حکم مصافحہ بعد نماز کو بھی شامل اسی وجہ سے صاحب درمختار نے اطلاق متون سے مصافحہ بعد نماز کے جواز پر استدلال کیا فرماتے ہیں۔ اطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتقی وغیرہا یفید جوازہا مطلقا ولو بعد العصر وقولہم انہ بدعۃ ای مباحۃ حسنۃ کما افادہ النووی فی اذکارہ وغیرہ فی غیرہ[۱]۔ مصنف کا اتباع درر وکنز ووقایہ ومجمع وملتقی وغیرہا میں مصافحہ کو مطلقا ذکر کرنا یہ فائدہ دیتا ہے کہ وہ مطلق جائز ہے اگرچہ بعد نماز عصر کیا جائے اور بعض فقہا کا بدعت کہنا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ بدعت مباحہ وحسنہ ہے

حاشیہ ص ۶ کا۔ ائمہ دین کا اجماع ہے۔ درمختار میں ہے۔ وکرہ تحریما تقبیل الرجل ومعانقتہ فی ازار واحد وقال ابو یوسف لاباس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد ولو کان علیہ قمیص اوجبۃ جاز بلاکراھۃ بالاجماع، ج ۵ ص ۲۶۹ کتاب الحظر والاباحۃ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱] درمختار ج ۵ ص ۲۶۹ کتاب الحظر والاباحۃ ۔ آل مصطفیٰ مصباحی

جیسا کہ نووی نے اپنے اذکار میں اور دوسرے لوگوں نے دوسری کتابوں میں ذکر فرمایا، حدیقہ ندیہ میں ہے۔ بعض المتاخرین من الحنیفة صرح بالکراھة فی ذالک ادعاءبانه بدعة مع انه داخل فی عموم سنة المصافحة مطلقا۔ حنفیہ میں سے بعض متاخرین نے اس میں کراہت کی تصریح کی اس ادعا سے کہ وہ بدعت ہے حالانکہ یہ سنت مصافحہ کے عموم میں داخل ہے، مجمع البحار میں ہے۔ ھی من البدعة المباحة۔ مصافحہ بدعت مباحہ سے ہے۔ ردالمحتار میں ہے۔ قال الشیخ ابوالحسن البکری وتقییده بما بعد الصبح والعصر علی عادة کانت فی زمنه والا فعقب الصلوات کلها کذالک کذا فی رسالة الشرنبلالی فی المصافحة ونقل مثله من الشمس الحانوتی وانه افتی به مستدلا بعموم النص الوارد فی مشروعیتها وھوالموافق لماذکره الشارح من اطلاق المتون۔ یعنی شیخ ابوالحسن بکری نے فرمایا وہ ان کا نماز بعد صبح وعصر" کے ساتھ مقید کرنا بر بنائے عادت تھا اس زمانہ میں ان دو نمازوں کے بعد مصافحہ کرتے تھے ورنہ تمام نمازوں کے بعد اس کا حکم یہی ہے جیسا کہ شرنبلالی کے رسالہ مصافحہ میں ہے، اور اسی کے مثل شمس حانوتی سے بھی منقول ہے اور یہ کہ انھوں نے اس کے جواز کا فتوٰی دیا اس دلیل سے کہ جو نص اسکی مشروعیت میں وارد ہے عام ہے اور وہی موافق ہے اس چیز کے جس کو شارح نے ذکر کیا کہ متون کی عبارتیں اس بارے میں مطلق ہیں۔ الحاصل یہ مصافحہ جائز اور غالباً ان کا جھگڑنا اسی بنا پر ہوگا کہ مخالف اسے ناجائز وگناہ بتاتا ہوگا نہ یہ کہ اسکو فرض و واجب جانتے ہوں گے اور جب علماء اس کو جائز بتاتے ہیں اور بعض نے اسے مکروہ کہا اگرچہ اصح قول اوّل ہی ہے پھر دوسرا اگر اس قول کو اختیار کرے تو اوروں کو جو جائز جانتے اور کرتے ہیں، سختی سے منع بھی نہیں کرسکتا، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۹۔ مسئولہ مولوی احسان علی طالب علم مدرسہ اہل سنت ۴ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ

کتّے کو مکان کی نگہبانی کے لئے پال سکتے ہیں یا نہیں؟ اگرچہ شکاری نہ ہو؟

الجواب:۔ مکان کی نگہبانی کیلئے اگر کتا پالنے کی ضرورت ہو تو پال سکتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ فی الاجناس لاینبغی ان یتخذ کلبا الا ان یخاف من اللصوص اوغیرھم وکذا الاسد والفھد والضبع وجمیع السباع وھذا قیاس قول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کذا فی الخلاصۃ ویجب ان یعلم بان اقتناء الکلب لاجل الحرس جائز شرعًا وکذلک اقتناءہ للاصطیاد مباح وکذلک اقتناءہ لحفظ الزرع والماشیۃ جائز، کذا فی الذخیرۃ۔ اجناس میں ہے۔ کتّے کو پالنا نہیں چاہیئے مگر جبکہ چور وغیرہ کا خوف ہو۔ یہی حکم ہے شیر اور بجو اور چیتا اور دیگر درندوں کے پالنے کا، اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کا قیاس ہے، ایسا ہی خلاصہ میں ہے۔ اور یہ جاننا ضروری ہے کہ کتّے کا پالنا حفاظت کیلئے جائز ہے، ایسے ہی شکار کیلئے اسکا پالنا مباح ہے۔ اور اسی طرح کھیتی اور چوپائے کی حفاظت کیلئے پالنا بھی جائز ہے۔ ایسا ہی ذخیرہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی قادر بخش صاحب از چوہڑ کوٹ تحصیل بارکھان ملک بلوچستان غرہ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

(۱) انگریزی خواندن وتعلیم کردن جائز یا نہ بعضے علماء فتوی بکفر می دہند؟

(۲) بعضے آدمی چوں کلمہ طیبہ خوانند اوّل بسم اللہ الرحمن الرحیم گفتہ کلمہ گویند یک دو ملّایاں گفتہ کہ ایں چنیں گفتن نشاید۔ بعضے گویند ہیچ پرواہ نہ۔ ہرچہ حکم باشد تحریر فرمایند؟

(۳) بعضے چوں کلمہ طیبہ خوانند بایں لفظ زائد میگویند کہ لا الہ الا اللہ پاک محمد رسول اللہ آیا بایں لفظ زائد پاک در اعراب ومعنیٰ نقصان شود یا ہیچ حرج نیست؟

الجواب (۱):۔ از نفس تعلّم وتعلیم زبان انگریزی باکے نیست۔ امابسا اوقات بسبب امر آخر قباحت رونماید مثلاً صحبت کفار وفجار وتعلم امور خلاف شرع کہ ازیں اسباب عقائد فاسدہ

دردل جاگیرد۔ وبعض وقت از اسلام برطرف شود، فاما اگر ایں چنیں نباشد مضائقہ ندارد واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قبل کلمہ طیبہ تسمیہ خواندن چرا نشاید، ہیچ سببے نیست کہ منع گردد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) درمیان درجملہ عربی لفظ پاک کہ فارسی است داخل کردن من حیث الترکیب نشاید ومن حیث المعنیٰ خللے ندارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: مسئولہ مولوی احسان علی طالب علم مدرسہ اہلسنت ۱۳ رجادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ انگوٹھی سیپ یا بالون کی بنی ہوئی استعمال کرنا چاہیئے یا نہیں ؟

(۲) کسی فقیر یا غیر فقیر سے کوئی شخص مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائے اور فقیر مصافحہ سے انکار کرے یہ کیسا ہے ؟

(۳) دو چھلے ایک جگہ جڑے ہوئے یا صرف ایک چھلا پہننا جائز ہے یا نہیں ؟

(۴) سہرا باندھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز تو کس قسم کا اور ناجائز تو کس قسم کا جواز میں کوئی حدیث ہے یا نہیں ؟

(۵) حرام حمل سے جو بچہ پیدا ہو۔ بوجہ ننگ وعار مار ڈالنا چاہیئے یا نہیں ؟

(۶) مسلمان درویش جس کا کلام شرعی اور طریقی تذکرہ سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ کشف اور کرامتیں بھی اکثر ظاہر ہوا کرتی ہیں اور غیروں کو نصیحت بھی کرتا ہے۔ لیکن خود منکرات میں مبتلا۔ بظاہر نماز سے کچھ علاقہ نہیں۔ ایسے شخص سے مرید اور ارادت کرنا چاہیئے یا نہیں اور ان کا اعتقاد بالولایت کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اگر ممنوعات چیزیں لانیکے لئے کہیں یا پیسہ طلب کریں تو ان کی بات ماننا چاہیئے یا نہیں ؟

الجواب (۱) نہیں چاہیئے تنویر الابصار و درمختار میں ہے۔ ولا یختم الا بالفضۃ لحصول الاستغناء بہا فیحرم بغیرہا۔ یعنی انگوٹھی نہ پہنے مگر چاندی کی کہ اس سے

حاجت پوری ہوجاتی ہے۔ لہٰذا دوسری چیزوں کی انگوٹھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بلاوجہ شرعی مصافحہ سے ہاتھ کھینچنا اور اس سے مصافحہ نہ کرنا ایذائے مسلم ہے اور حدیث میں ہے۔ من اٰذی مؤمنا فقد اٰذانی۔ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) چھلا ایک گھیا دو جڑے ہوئے پہننا مرد پر حرام ہے۔ تنویر الابصار میں ہے ولا یتحلی الرجل بذھب وفضة الا بخاتم ومنطقة وحلیة سیف منہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) سہرا باندھنا جائز ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ۔ ہاں وہ سہرا جسمیں نلکیاں ہوتی ہیں۔ جو خاص ہندوؤں میں رائج ہے ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) قتل نفس ناحق حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ جس نفس کو اللہ نے حرام کیا اسے قتل نہ کرو مگر حق کیساتھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) پیر کیلئے چار شرطیں ہیں[۱]۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ فاسق معلن نہ ہو۔ اور جب یہ شخص تارک صلوٰۃ و شارب خمر ہے تو ہرگز اسے پیر نہ بنایا جائے اگرچہ اس سے خوارق ظہور میں آتے ہوں اور نہ اس کے کہنے سے ممنوعات کا ارتکاب کیا جائے لاطاعة للمخلوق فی معصیة الخالق۔ اور اسے پیسہ بھی نہ دیا جائے کہ شراب خور ہے تو شراب میں بھی صرف کریگا۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی

---

[۱] اگر ان میں سے ایک شرط بھی کم ہو تو بیعت جائز نہیں۔ وہ چار شرائط یہ ہیں (۱) پیر سنی صحیح العقیدہ ہو۔ (۲) فقہ کا اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی حاجت کے سب مسائل جانتا ہو اور کوئی نئی حاجت در پیش ہو تو اس کا حکم کتاب سے نکال سکے۔ (۳) اس کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح و متصل ہو۔ (۴) فاسق معلن نہ ہو یعنی اعلانیہ کسی کبیرہ کا مرتکب یا کسی صغیرہ پر مصر نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم ال مصطفٰے مصباحی

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از مڑھی ٹولہ شہر کہنہ بریلی مسئولہ مسیح اللہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایام محرم الحرام میں اپنے بچوں کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام پر فقیر بنانا اور اس کو گود میں لے کر بھیک منگوانا اور سقہ بنانا اور پیک بنانا اور گلے میں پیلا سرخ ڈورا جس کو کلاوا کہتے ہیں پہنانا اور سبز کپڑے رنگ کر پہنانا اور علم اور تعزیہ پر سرخ سبز رومال رنگ کر چڑھانا اور یہ کام لڑکپن سے زندگی بھر تک جاری رکھنا جائز ہے یا ناجائز، اور مٹی کے برتنوں کے منہ پر پیلا سرخ ڈورا باندھ کر شربت بھرنا اور اس پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی فاتحہ دلانا۔ مصنوعی کربلا کو جانا علم اور تعزیہ بنانا اور سینہ کوٹ کر ماتم کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا

الجواب :۔ سوا فاتحہ وایصال ثواب کے تمام امور ناجائز ہیں۔ فقیر بننا اور بھیک مانگنا ناجائز بلا ضرورت شرعیہ سوال حرام ہے، حدیث میں اس کی سخت ممانعت آئی۔ سقہ بنانا اور زیور پہنانا بھی حرام ہے، ہاں ایصال ثواب کیلئے کوئی پانی یا شربت پلائے تو یہ کار خیر ہے اور محمود۔ مگر نہ زیور پہنے نہ رنگے ہوئے ہرے کپڑے کہ عشرۂ محرم میں یہ تعزیہ داروں کی علامت ہے اور منع۔ اور پیک بننا بھی بالکل ناجائز و مہمل اور اسکی کمر میں گھنٹیاں باندھنا حرام، حدیث میں فرمایا۔ لاتصحب الملئکۃ رفقۃ فیھا جرس ایسے لوگوں کے ساتھ ملئکہ رحمت نہیں ہوتے، کلاوہ پہننا پہنانا بھی ناجائز۔ علم و تعزیہ بنانا ناجائز اور اس پر کپڑے چڑھانا بھی ممنوع، شربت کے گھڑوں پر کلاوہ باندھنا بھی ناجائز۔ یونہیں اس مصنوعی کربلا کو جانا۔ سینہ کوٹنا ماتم کرنا حرام۔ حدیث میں فرمایا لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عمل خیر کی توفیق دے، وہ کام کریں جس سے امامین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روحیں خوش ہوں، نہ کہ بیکار باتوں میں مال ضائع کریں، اور آخرت کا

مواخذہ سر پر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ فقیر شفاء الرحمٰن غفرلہ الرحمٰن مظفر پوری ۲۳ صفر ۱۳۴۲ھ جمعہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محرم و داری وتخت اٹھانے یا اسی قسم کے گناہ کے کام کے ذریعہ وواسطہ سے اگر ہندو مسلمان میں فساد وخون ریزی ہو جائے اور اس صورت میں کوئی مسلمان کفار کے ہاتھ سے مارا جائے تو آیا یہ مسلمان متوفی درجہ شہادت پائیگا یا نہیں؟

ایسے ہی اگر ہندؤں کے رسوم ورام لیلا وغیرہ کے اٹھانے میں فساد ہو اور مسلمان مقتول ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ تعزیہ داری ناجائز وگناہ ہے، اگر قتال وقتل اس کی ترویج کیلئے ہوں تو شہادت نہیں، مگر جب کہ جنگ کا یہ مقصد نہ ہو بلکہ یہ کہ ہمارا مسلمان ہونا کفار پر شاق وگراں اور اس وجہ سے کفار ہم سے لڑیں اور غالبًا اسلام وکفر کے قتال کا مآل یہی ہوتا ہے، اگرچہ ابتداءً کوئی معصیت ہی سبب ہو، تو یہ بلاشبہ شہادت ہے کہ قتل ہونا اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ہے، ایک صاحب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کوئی غنیمت کیلئے لڑتا ہے اور کوئی ذکر وشہرت کیلئے لڑتا ہے اور کوئی اس لئے لڑتا ہے کہ اپنا مرتبہ یعنی شجاعت لوگوں پر ظاہر کرے، اس میں سے کون اللہ کی راہ میں ہے فرمایا۔ من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله۔ جو اس لئے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ رواہ البخاری ومسلم عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رام لیلا یا اس کے مثال کفریات کی دفع میں مسلمان مارا جائے تو شہید ہے کہ یہ مرنا کفر کے دفع میں ہوا اور دفع کفر اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ از مدرسہ مظہر العلوم سکندر پور ضلع بلیا ۱۲ شوال ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری اس شخص کیلئے جو اپنے کو حنفی اور سنّی المذہب کہتا ہے۔ شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں اور مجلس ذکر شہادت میں مرثیہ پڑھنا اور شیعوں کی طرح نوحہ کرنا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب :- تعزیہ داری ناجائز و بدعت ہے، اور ایک نہیں بلکہ بدعات کثیرہ پر مشتمل مرثیے اکثر روافض کے ہیں۔ جو اغلاط و اکاذیب پر مشتمل، بے اصل و پادرہوا حکایات کو متضمن، اور بہتوں میں تبرّا بھی ہے، ان کا پڑھنا حرام و نہایت سخت حرام مسلمانوں کو ان سے احتراز لازم، اور نوحہ بھی امور جاہلیت سے ہے، احادیث میں نوحہ کرنے پر شدید وعیدیں آئیں، ہاں جو امور شرع نے جائز رکھے ہیں، مسلمان وہ کریں کہ حضرت امامین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایصال ثواب کریں، تصدق کریں روزے رکھیں، اور ثواب ان کا نذر کریں، اور تشبہ روافض سے بچیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مرسلہ عبداللہ از موضع ذرو ضلع نینی تال ۱۲ر صفر ۱۳۴۱ھ

(۱) تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہیں ؟

(۲) غیر مقلد اور وہابی رافضی ان لوگوں سے عداوت رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) تعزیہ بنانا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہابی رافضی اور تمام بدمذہبوں سے دور رہنا چاہیئے، یہ ایمان کے دشمن ہیں، دشمن کو دشمن ہی جاننا چاہیئے، اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین، اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ، حدیث میں فرمایا۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم، اپنے کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالدیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مسئولہ قاسم علی خاں بمقام قصبہ اسلامپور ریاست جے پور ۱۵ر جمادی الاخری ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں پر غیر مقلدین اور وہابی کا بہت بڑا زور شور ہو رہا ہے تو کیا ان لوگوں کے ساتھ کھانے وغیرہ میں شامل رہنا اور ان سے میل محبت رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ ان سے میل جول ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ان کا ہم نوالہ وہم پیالہ ہونا حرام، حدیث میں ارشاد ہوا۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم تم اپنے کو ان سے دور رکھو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کریں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالدیں اور ارشاد ہوا۔ ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ ان کے ساتھ پیو۔ ولا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم اگر بیمار پڑیں تو پوچھنے کو نہ جاؤ اور مر جائیں تو انکے جنازہ پر نہ جاؤ غرض سنیوں کو بد مذہبوں سے کوئی علاقہ نہیں اسی میں ایمان کی سلامتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ حکیم حاجی سید نعیم الدین صاحب بہاری حال مقام مانی کاچر ڈاک خانہ مانی کاچر ضلع دوھوبڑی ۱۲ ؍صفر ۴۲ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے حقانی نائب رسول صراط مستقیم کہ غیر مقلدین وہابیوں کا اخبار و کتاب نصیحت اگرچہ اس میں حدیث و آیت قرآن ہو پڑھنا عوام الناس کو جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب :۔ بد مذہب کے اخبار و کتب عوام نہ دیکھیں اگرچہ وہ آیات و احادیث بھی لکھیں کہ یہ لوگ اپنی کتابوں، تحریروں میں موقع پاکر ضرور کچھ باتیں اپنی بدمذہبی کی بھی لکھ دیا کرتے ہیں۔ بہت ممکن کہ عامی کے ذہن میں گھر کر جائے اور ہلاک ہو۔ امام ابن سیرین کے پاس دو بد مذہب حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم آپ سے

ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں فرمایا نہ، عرض کی تو کوئی ہم آیت پڑھ کر سنائیں۔ فرمایا نہ، یا تم اٹھ جاؤ یا میں چلا جاؤں گا۔ وہ دونوں نکل گئے لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی فرمایا انی خشیت ان یقرء اعلی آیۃ فیحرفانھا فیقر ذالک فی قلبی۔ میں ڈرا کہ آیت پڑھ کر اس کے معنیٰ میں کچھ تحریف کریں اور میرے دل میں گھر کرے۔ اسی وجہ سے حدیث میں ایسے لوگوں سے اجتناب تام کا حکم فرمایا ہے، إیاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ تم اپنے کو ان سے دور رکھو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں گمراہ کردیں اور تمہیں فتنہ میں ڈالدیں۔ نیز ان کی کتابیں وغیرہ اسطرح پڑھنے میں مصنفین کی وقعت ذہن میں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور بدمذہب کی توقیر حرام۔ حدیث میں ہے، مَنْ وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ رواہ الطبرانی عن عبداللہ ابن بشیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرح مقاصد وغیرہ میں ہے ان حکم المبتدع البغض والاھانۃ والرد والطرد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی محمد یوسف صاحب از امرتسر جامع مسجد متصل عیدگاہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۴۰ھ

امرتسر میں انجمن تبلیغ اسلام کی بنیا در رکھی گئی ہے جس کے بانی مبانی مولوی نور احمد دیوبندی امام مسجد شیخ بڈھا ہیں، باقی ممبر ہر طبقہ کے ہیں اور غزنوی طبقہ بھی ہے مولوی ثناء اللہ بھی شامل ہے، اور کل امامان مساجد کو مدعو کیا گیا ہے۔ گو وہابی ہو، دیوبندی ہو حنفی ہو، اور ہمیں بھی بلایا گیا ہے کیا اس مجلس میں شرعاً شامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ ایسی انجمن جس میں ہر قسم کے بدمذہب رکن ہوں بلکہ بانی انجمن خود وہابی عقیدہ کا شخص ہو، اس میں شریک ہونا اور ان کے زیر اثر کام کرنا ناجائز ہے، اہلسنت اپنی الگ انجمن قائم کریں یا کسی سنی انجمن کے ماتحت کام کریں، کہ اس امر کیلئے

سنّی انجمنیں قائم ہوچکی ہیں اور کام کر رہی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: مسئولہ معین الدین ساکن محلہ گندہ نالہ بریلی ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اور میلاد شریف بھی پڑھتا ہے۔ اسی زید نے کہا کہ اذانِ قبر کو ہم نے بریلی میں چند روز سے سنا ہے اور کسی دیگر شہر میں نہیں سنا اس پر ایک شخص سنّی عمرو نے کہا کہ "اور کوئی بیٹی چود جاتا بھی ہے"، اس پر زید نے عمرو سے کہا کہ تو کافر ہوگیا، بعدہ حاضرین نے پوچھا کہ تو نے کس کو گالی دی، عمرو نے کہا وہابیوں کو۔ اس واسطے کہ وہ اذانِ قبر کو جائز نہیں کہتے ہیں تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ عمرو نے جو وہابیوں کو گالی دی وہ کافر ہوا یا نہیں؟ اور زید نے جو ایک سنّی شخص یعنی عمرو کو فتویٰ کفر دیا یہ خود کافر ہوا یا نہیں۔ اگر کافر ہوا تو اسکو تجدید اسلام و تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ (شخص مذکور بالا دونوں جاہل مگر زید قدرے اردو پڑھلیتا ہے)

الجواب: فحش لفظ زبان سے نکالنا نہ چاہیئے، وہابیہ تو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتے ہیں اگر مسلمان نے انھیں گالی دی تو کیا برا کیا، مگر یہ ضرور ہے کہ فحش لفظ سے بچے اور یہ عجب بات ہے کہ جس نے وہابی کو گالی دی تو وہ زید کے نزدیک کافر ہوگیا۔ اور جس نے اللہ اور رسول کو گالی دی زید کے نزدیک مسلمان ہے کہ زید ان کے پیچھے یا ان کو مسلمان جاننے والے کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، حالانکہ اکابر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا۔ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے بہرحال زید پر توبہ فرض اور وہابیہ سے قطع تعلق لازم ورنہ ایسے شخص سے میلاد شریف پڑھوانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از گورسٹی ورگس شاپ ڈاکخانہ انگس ضلع ہوگلی مرسلہ تجمل حسین ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ آیا اس شخص کیساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا اور سلام وکلام جائز ہے یا نہیں، جو شخص ہر عقائد کو حق سمجھ کر (خواہ وہ عقائد قادیانی کے ہوں یا وہابیین یا اہل سنت والجماعت یا روافض کے ہوں) ان مذاہب مذکورہ کے خلاف مذہب والے کے سامنے کہتا ہے ان مذاہب کو، اور کہتا ہے کہ میرے دل میں ایسا نہیں ہے؟ بینوا بسند الکتاب والدلیل توجروا باجر عظیم من حضرۃ الرب الجلیل۔

الجواب:- جو شخص تمام مذاہب کو حق جانتا ہے وہ گمراہ ولا مذہب ہے[۱]۔ اس کے ساتھ میل جول اٹھنا بیٹھنا سلام کلام ناجائز۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ[۲]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱] تمام مذاہب کو حق جاننا ارشاد رسول کو جھٹلانا ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تفرقت الیھود علی اثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی (ترمذی ج ۲ ص ۸۹ ابواب الایمان) بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی سب کے سب جہنمی ہیں سوائے ایک فرقہ کے۔ صحابہ نے عرض کیا ناجی فرقہ کون ہے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ اس حدیث میں صاف تصریح ہے کہ تمام مذاہب حق نہیں۔ حق صرف ایک مذہب ہے۔ جس کو اہل سنت وجماعت کہتے ہیں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "در اہل ہفتاد و دو ملت در آتش دوزخ اند اہل یک ملت در بہشت۔ وآں اہل یک ملت مسمّی بجماعت است از جہت اجتماع ایشاں بر کلمۂ حق برآنچہ اجماع کردند برآں سلف کہ براہ راست بودہ اند"۔ (اشعۃ اللمعات باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ج ۱ ص ۱۴۲)

لہٰذا تمام مذہب کو حق جاننا یقیناً گمراہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۲] پ ۱۲ ر ۱۰ سورۂ ھود۔ آل مصطفیٰ مصباحی

مسئلہ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو معلوم ہوجائے کہ فلاں شخص وہابی ہے۔ یا وہابی کا مرید ہے۔ جس کی تحریروں سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اہانت ثابت ہوچکی، باوجود اس کے وہ خود وہابی نہیں وہابی کو برا سمجھتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس سے میل جول رکھتا ہے۔ اور اس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے ؟ اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- اگر زید کو وہابیہ کے اقوال کفریہ کی اطلاع ہے، اور باوجود اس کے پھر انہیں مسلمان جانتا ہے اونکے پیچھے نماز پڑھتا ہے، تو اونہیں کے حکم میں ہے، جہاں تک نرمی و آسانی سے اوسے سمجھا سکیں سمجھائیں اور نہ مانے تو اونہیں کے سے برتاؤ اس کے ساتھ بھی کئے جائیں اور ناواقف ہو اور ان کے اقوال کفریہ و عقائد سے خبر نہ ہو تو اسے اس وقت تک جب تک علم نہ ہو اس کے حکم میں داخل نہ کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از رانی کھیت جامع مسجد نینی تال مرسلہ مولوی قاری جلیل الدین صاحب ۱۹ ربیع الثانی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ ایسی انجمن جس کے اندر قادیانی، وہابی، سنی شیعہ بہر نوع جتنے فرق باطلہ بھی ہوں سب شریک ہوں تو ایسی انجمن دینی انجمن کہلانے کے مستحق ہے کہ نہیں۔ اور سنی حنفی لوگ شریک ہوں کہ نہیں ؟

الجواب :- ایسی انجمن ہرگز دینی انجمن نہیں، نہ اس میں سنیوں کو شرکت جائز بد مذہبوں سے میل جول ناجائز ہے، اور جب شریک ہوں گے تو علاوہ میل جول کے کبھی ان کی تعظیم بھی ہوگی، ان سے تقریر بھی کرائی جائے گی، ردالمحتار میں ہے فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۔ وقال تعالیٰ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ـــــــ

لے پ ۷ س انعام

مسئلہ:- مسئولہ جناب ولایت حسین صاحب محلہ بہاری پور بریلی ۳۰ شعبان ۱۳۴۰ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میری لڑکی کے نکاح میں کچھ چند سوال آپس میں ردوبدل کے ہوئے جن میں میرا حقہ پانی پنچایت کرکے بند کردیا۔ اور چار مہینے تک یہ حکم لگایا کہ تمہاری کچھ نہیں سنی جائے گی، پھر میں نے پنچایت کی اور بہت عاجزی سے ان لوگوں کے سامنے یہ کہا کہ بھائی میری لڑکی کا معاملہ ہے، میری خطا جا بیجا ہوئی ہے اس کو واسطے خدا اور رسول کے معاف کردی جائے، ان لوگوں نے یہ کہا کہ واسطہ خدا اور رسول کا ہمارے دلوں سے پہلے ہی اٹھ گیا ہے لہذا چند آدمیوں نے یہ پوچھا کہ بھائی یہ کلمہ تو بہت برا کہا، انہوں نے جواب دیا کہ اگلی پنچایت میں بھی ایک شخص نے واسطہ خدا اور رسول کا دیا تھا اسکی بھی نہیں مانی تھی لہذا تمہاری بھی نہیں مانی جائے گی۔ انھیں لوگوں میں سے چند آدمیوں نے توبہ کی خدا ہم کو معاف کرے، اب ایسی حرکت نہیں کریں گے نہ ہم ایسے لفظ کے شریک ہیں مگر ان آدمیوں نے یہی کہا کہ ہم اسی بات کے قائل ہیں۔ جو ہم چار مہینہ تک تم کو بند کیا ہے اب ہم چار مہینہ تک اپنے حکم کے قائل ہیں، بیشتر کوئی بات نہیں سنینگے، ان میں چند آدمی امامت کرتے ہیں آیا ان لوگوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:- جس مسلمان کے سامنے اس کا بھائی اپنی خطار کی معافی چاہے تو اس پر لازم ہے کہ خطا معاف کردے، ورنہ حدیث میں نہ معاف کرنے والے کے بارے میں جو وعید آئی ہے اسکا مستحق ہے اور اس کلمہ سے یہ لوگ توبہ کریں ورنہ اہل برادری انکا حقہ پانی بند کردیں اور ان کو امامت سے معزول کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- مسئولہ عبد الغنی ساکن فتح گنج غزلی ضلع بریلی ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۴۰ھ

علماء دین شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کیا فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے لوگوں کو روزہ نماز کیواسطے کہا کہ تم لوگ نماز روزہ کیوں نہیں رکھتے اگر تم لوگ اس

کام کو کرو تو چھوٹے بڑے سب کریں، اس پر ان لوگوں نے کہا کہ تم کوئی پارسا ہے یا پرہیزگار، جو ہم لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ اس پر اس شخص سے ۱۵ روپئے تاوان کا لیا ہے اور الزام یہ لگایا ہے کہ تم نے ہم لوگوں کو گالی دیا ہے اس کا تاوان ہے اور کچھ لوگ نشہ پیتے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے ؟

الجواب :- جو لوگ نماز روزہ کے پابند نہیں ہیں ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور صوم وصلاۃ کی پوری پابندی کریں، کہ نماز و روزہ کے ترک کرنیوالے بہت سخت گنہگار و مستحق غضب جبار ہیں اور جرمانہ لینا ناجائز ہے وہ روپئے واپس کریں بحرالرائق میں ہے - والتعزیر بالمال منسوخ ، اگر واقعی اس شخص نے گالی دی ہے تو ان لوگوں سے معافی چاہے، ورنہ حق العبد میں گرفتار رہے، اور جو لوگ نشہ کا استعمال کرتے ہیں اسے ترک کریں، اور توبہ کریں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مسئولہ جومی موضع ساری پور ضلع بریلی

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص موسوم جھنگے مسلمان قوم نورباف نے جو ایک عورت کو بلا نکاح کئے ہوئے تین برس سے اپنے گھر میں جورو بنا کر رکھا ہے، آیا از روئے شرع شریف اس عورت کو بلا نکاح کئے ہوئے رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- حرام حرام سخت حرام ہے[۱]، اس پر لازم ہے کہ فوراً عورت سے علیحدہ ہو جائے اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مرسلہ حاجی عبداللطیف ایوب از ٹمرنی ضلع ہوشنگ آباد ۵ ذیقعدہ ۱۳۴۰ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سونے کے بٹن بغیر زنجیر کے

---

[۱] جتنی قربت ہوئی سب زنا خالص، اس سے جو اولاد پیدا ہوئی ولدالزنا ہوگی، واللہ تعالیٰ اعلم مصطفیٰ

پہننا جائز ہے یا نہیں۔ اگر گم ہونے کے خوف سے سوت یا ریشم کا ڈورا پیرو کر پہننا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ سونے کے بٹن بغیر زنجیر کے جائز ہیں[1]۔ اور اس میں ڈورا لگانا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ حافظ عبدالمجید خاں صاحب از موضع مسنہ ڈاکخانہ ندواسرائے ضلع اعظم گڈھ۔ ۹ر محرم الحرام ۱۳۴۱ھ

مردے کیواسطے طالب العلم کو دعوت کھانا کھلا کر قرآن شریف پڑھانا یا بخشنا امام صاحب کے نزدیک جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب:۔ میت کو ایصال ثواب جائز، فقراء وطلبہ کو کھانا کھلانا اور قرآن پڑھوا کر ثواب پہنچانا بھی جائز، مگر اجرت پر قرآن مجید پڑھوانا خواہ اجرت پیشتر طے ہو جائے یا وہاں ایسا دستور ہو، دونوں صورتیں ناجائز، کہ المعروف کالمشروط۔ رد المحتار میں ہے والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرأۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ وفیہا من کتاب الاستحسان وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا، وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ ظفر علی خاں رضوی محلہ قرولان بریلی ۲۱ر محرم الحرام ۴۱ھ

ماموں اور بھانجے کی ایک ساتھ ایک وقت میں مسلمانی کرانا منظور ہے اس میں عورتوں کو اعتراض ہے، لہٰذا اس معاملے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے آگاہ فرمائیے؟

الجواب:۔ ماموں اور بھانجے کے ایک ساتھ ختنہ کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں، عورتوں کا اعتراض غلط ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] درمختار میں ہے۔ وفی التتارخانیۃ عن السیر الکبیر لا باس بازرار الدیباج والذھب (ج ۵ ص۔ ۲۵ کتاب الحظر والاباحۃ)۔ مصباحی

مسئلہ:۔ مسئولہ جناب محمد ظہور الحق صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ موضع سمجھورہ ضلع علی گڈھ ۵ ذوالحجہ ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سود خوار کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ خواہ پابند صوم و صلوٰۃ ہو یا نہ ہو؟

الجواب:۔ اگر وہ شئی جو کھانے کے لئے لائی گئی معلوم ہے کہ یہ حرام ہے تو اسکا کھانا حرام، ورنہ حرام نہیں، امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ۔ مگر سود خوار اس کے یہاں کھانے سے اجتناب ہی چاہئے۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ضلع فریدپور پوسٹ نربا قاضی صاحب کا آفس مرسلہ محمد مبارک علی ۷ صفر ۴۳ھ

مریدان شیفتہ حال و طالبان سوختہ بال بارادہ تعظیم و تحیت، بجائے سلام مسنون سر بہ پیش شیخ خود بنہند، ایں فعل بحسب شریعت و طریقت چہ حکم دارد جائز است یا نہ؟

الجواب:۔ سجدۂ تحیت دریں شریعت حرام است بلکہ بقصد تعظیم مجرد انحنا تا حد رکوع ممنوع و نا روا۔ قال رجل یا رسول اللہ الرجل یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا۔[۲] وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ فقر ۱۸ صفر ۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بالصفا صابون و ہڑتال سے بال اڑانا جائز ہے یا نہیں؟

---

۱ خصوصاً عالم دین کو، کہ اسی میں شرعی مصلحت ہے تاکہ سود خوار کی زجر و توبیخ ہو، اور مسلمانوں کی نگاہ میں اس کے فعل کی تقبیح ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲ و گفت امام علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ در حدیقۂ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ۔ الانحناء البالغ حد الرکوع لا یفعل لأحد کالسجود ۱۲۔ مصباحی

الجواب:۔ موئے زیرناف وغیرہ جہاں کے بال دور کرسکتے ہیں ایسے مقام کے بال ہڑتال چونا یا صابن سے اڑا سکتے ہیں[1]۔ علمگیری میں ہے۔ ولو عالج بالنورۃ فی الحانۃ یجوز کذا فی الغرائب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ مولوی ولی الرحمٰن پوکھریروی مظفرپوری ۲۰ صفر المظفر ۴۳ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ روضہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسا اگر کوئی شخص ہندوستان میں اس غرض سے بناوے کہ اسکو ہمیشہ دیکھ کر یاد آوے کہ روضہ مبارک ایسا ہے اور اس میں قبر شریف نہ بنائی جائے صرف مکان روضہ ہو ایسا بنانا جائز ہے یا نہیں ؟

(۲) روضہ مبارک کا نقشہ ہندوستان میں بنا کر کے آپ کا ریش مبارک یا نعلین مبارک یا جبۂ اقدس رکھکر زیارت کرنا اور اس کا بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب:۔ روضۂ منورہ کی صحیح نقل بنا کر بقصد تبرک رکھنا جائز ہے،[2] جس طرح

---

[1] موئے زیرناف کو مونڈا جائے یا کترا جائے یا ہڑتال، چونا، صابن، نورہ، وغیرہ لگا کر صاف کیا جائے۔ سب صورتیں جائز ہیں۔ مقصود اس جگہ کی نظافت ہے۔ مگر مردوں کیلئے مونڈنا افضل ہے۔
امام نووی خمس من الفطرۃ والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ الافضل فیہ الحلق ویجوز بالقص النتف والنورۃ۔ عالمگیری میں ہے (شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۸ باب خصال الفطرۃ) الافضل ان یقلم اظفارہ ویحلق عانتہ۔ اور عورتوں کیلئے قول اسلم یہ ہے کہ نوجوان عورت کیلئے نتف (اکھیڑنا) اور عمر رسیدہ کیلئے حلق (مونڈانا) افضل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[2] شرع مطہر میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور غیر جاندار کی تصویر جائز۔ جس طرح ذی روح کی تصویروں کی حرمت یقینی ہے یوں ہی غیر ذی روح کی تصویروں کا جواز اجماعی۔ بکثرت حدیثیں اسکے جواز کی تصریح فرماتی ہیں،

کاغذ پر اسکا فوٹو بہت سے مسلمان رکھتے ہیں۔ یونہیں اگر پتھر وغیرہ کی عمارت بنائیں تو اس میں اصلاً حرج نہیں، جانور کی تمثال حرام وناجائز ہے، غیر ذی روح کی تصویر میں کوئی قباحت نہیں، نقشہ نعلین مبارک کو ائمہ وعلماء جائز بتاتے اور اس کے مکان میں رکھنے کو سبب برکت جانتے، شبیہ روضہ کا بھی وہی حکم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ تبرکات شریفہ اس میں رکھنا اور ان کی زیارت کرنا اور بوسہ دینا سب جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳:۔ از ملوکپور بریلی مسئولہ مولوی عبد المجید طالب علم مدرسہ منظر اسلام، ربیع الاول

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ سوائی پیغمبر اور اصحاب کے کوئی بزرگان دین کو حضور پرنور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قدس سرہ کہنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تب کس صورت پر جائز ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ لفظ "اعلیحضرت" وحضور پرنور" انبیاء کرام علیہم السلام یا صحابۂ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص نہیں، نہ عرفاً خاص نہ شرعاً حضرت اور حضور کا لفظ تو بہت عام ہے اب اگر کسی معظم دینی کو اعلیحضرت کہا یا حضور پرنور کہا، تو اسے نبی یا صحابہ کے کسی خاص وصف میں شریک کرنا نہوا۔ بلکہ ان تمام لوگوں میں جنھیں حضرت یا حضور کہا جاتا ہے اسے بڑا مانا اور اسمیں اصلاً حرج نہیں بلکہ معظمان دین کو عظمت کے ساتھ ذکر کرنا چاہئیے بلکہ قرآن مجید تو مطلقاً مؤمنین کے لئے فرماتا ہے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ تمہیں اعلیٰ ہو اگر مؤمن ہو۔ یونہیں "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" یا "قدس سرہٗ" بھی

بقیہ حاشیہ ص۲۵ کا۔ روضۂ منورہ، نعلین مبارک کے نقوش وتصاویر وتماثیل بھی اسی جواز اجماعی میں داخل جس کے جواز میں اصلاً کلام نہیں، بہت سے علمائے کرام، علمائے اعلام اور اکابر دین وبزرگان معتمدین نے روضۂ مبارکہ ونعلین اقدس کے نقشے بنائے اور ان کی تعظیم اور ان سے برکتیں حاصل کیں۔ (تفصیل کیلئے زرقانی علی المواہب، جذب القلوب، فتاوی رضویہ وغیرہ کا مطالعہ کریں) واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفیٰ مصباحی

صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں، صاحب ہدایہ کے تلامذہ نے ان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابجا کہا ہے، بہت سے مواقع میں ہدایہ کے ہے قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور اس سے مراد خود صاحب ہدایہ ہیں۔ قرآن مجید نے صحابۂ کرام کے متبعین کو بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا ارشاد فرمایا۔ السابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از محلہ ذخیرہ بریلی مسئولہ منشی شوکت علی صاحب ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۴۳ھ

کیا حکم ہے علمائے اہلسنت والجماعت کا اس مسئلہ میں کہ بیری کی کڑیاں مکان میں ڈالنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں، شاید لوگ یہ سمجھتے ہوں گے کہ بیری کی لکڑی قبر میں ڈالی جاتی ہے تو مکان میں لگانا شگون بد ہے۔ اگر ایسا خیال ہے تو وہم فاسد وجہالت ہے، کوروں کے تختے قبر میں لگاتے ہیں تو اسکی کڑیاں بھی نہ ڈالیں ایسے اوہام قابل اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مولوی شفاء الرحمٰن طالب العلم مدرسہ منظر اسلام ۶ ربیع الآخرہ ۱۳۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں حامی سنت وماحی بدعت علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندو بنئے کے گھر کی بنائی ہوئی شیرینی (یعنی مٹھائی) سے میلاد شریف ونیاز بزرگان دین جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ کفار ہنود کی بے احتیاطیاں کون نہیں جانتا نہ ان کے یہاں نجاسات سے اجتناب ہے نہ اصول طہارت سے واقف، مگر معاملہ طہارت ونجاست میں مجرد اوہام کا اعتبار نہیں، اصل طہارت ہے جب تک نجاست کا یقین نہ ہو کسی خاص شئی میں حکم نجاست نہ ہوگا۔ محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینه وهو قول ابی حنیفة۔ مگر ان ملیچھوں کی یہاں

کے کھانے شیرینی وغیرہ سے جہاں تک ممکن ہو اجتناب ہی چاہیئے خصوصاً مجلس میلاد شریف اور فاتحہ میں ان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی مٹھائی سے پرہیز و گریز کرنا چاہیئے، ہر چیز پر فاتحہ ہوسکتی ہے پلاؤ وغیرہ روٹی گوشت چاول ان سب پر فاتحہ ہوسکتی ہے اور اگر میٹھی ہی چیز چاہیں تو بلا تکلف ہر شخص کے یہاں حلوا تیار ہوسکتا ہے اس پر نیاز دلائیں یا چھوہارا کھجور اور دیگر پھلوں پر فاتحہ دیکر تقسیم کریں ہندو کی یہاں کی مٹھائی کیوں خریدیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بریلی شہر کہنہ محلہ کانکر ٹولہ مسئولہ عزیز احمد خانصاحب ۵ ربیع الآخر ۱۳۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ دو تحریکوں میں سے (جو ذیل میں درج ہیں) کس میں مسلمانوں کی شرکت جائز ہے۔ اور کس میں ناجائز، اگر ناجائز ہے تو گناہ کی نوعیت کیا ہے، اور نمایندگان قوم کے سلسلہ مخالفت و روک تھام کے کیا فرائض ہیں۔ (تحریک بوائے اسکاوٹ)

یہ تحریک ابتداً مغربی ممالک سے شروع ہوئی۔ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ طلباء میں ورزش اور اصول صحت کا شوق پیدا کیا جائے۔ اور تھوڑی سے ابتدائی فوجی تعلیم دیکر ان کو چند ایسے ضرور کام سکھلائے جائیں۔ جوان کو آئندہ زندگی میں کارآمد ثابت ہوں اور ان کمزوریوں سے بچایا جائے جو موجودہ تعلیم کی لوازمات ہیں۔ اس اصول کو مدنظر رکھکر اس تحریک کے تین وعدے اور دس قانون مندرجہ ذیل ہیں۔

(اسکاوٹ کے عہد)

(۱) میں از روئے قسم عہد کرتا ہوں کہ خدا اور اپنے بادشاہ اور ملک کی خدمت بدل و جان بجالاؤں گا۔

(۲) عوام الناس کی امداد پر کمربستہ رہوں گا۔

(۳) اسکاوٹ کے قوانین کی پابندی کروں گا۔

آئین مذکورہ

(۱) اسکاوٹ کی عزت پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ (۲) اسکاوٹ بادشاہ کا وفادار افسران و والدین کا مطیع و فرماں بردار اور ملک کا خیرخواہ ہوتا ہے۔
(۳) اپنے عہد کو مفید ثابت کرنا اور دوسروں کی امداد رسی اسکاوٹ کا عین فرض ہے
(۴) اسکاوٹ ہر شخص کا خیرخواہ اور آپس میں بھائی ہوتا ہے بلاتصور ملت و مذہب۔
(۵) اسکاوٹ نہایت مہذب اور خلیق ہوتا ہے۔ (۶) اسکاوٹ جانوروں کو بھی عزیز رکھتا ہے، لیکن شکار و خوراک سے باز نہ آویگا اور موذی جانوروں کو دفع کرے گا۔
(۷) اسکاوٹ اپنے والدین۔ پرول لیڈر۔ اسکاوٹ ماسٹر کے احکامات کو بسر و چشم بجالاتا ہے،
(۸) اسکاوٹ ہر حالت میں سداخوش و خرم اور خندہ پیشانی رہتا ہے۔
(۹) اسکاوٹ کفایت شعار ہوتا ہے۔ (۱۰) اسکاوٹ نہایت صفائی پسند ہوتا ہے

اس تحریک نے جن جن ممالک میں ترقی کی، وہاں نہایت بارآور۔ اور نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔ اور یہی وجہ اس کی عام مقبولیت کی ہوئی۔ جب یہ تحریک ہندوستان پہنچی تو اس کو مفید اور کارآمد دیکھ کر اہل ہنود نے اس کا خیرمقدم کیا۔ مگر فوراً اس کی شدھی کرلی اور "سیواگنتی بوائے اسکاوٹ" اس کا نام رکھدیا۔ اور اس کی آڑ میں شدھی اور سنگٹھن کے مقاصد پورا کرنے کیلئے مسلمانوں کو بھی دعوت شرکت بہت ذوق و شوق سے دینا شروع کردی۔ کچھ بھولے بھالے مسلمان شریک بھی ہوگئے۔ منجملہ دیگر اصولات کے اس تحریک کے خاص اصول مذکورہ ذیل قابل غور ہیں۔

(۱) یہ کہ اسکی تنظیم فوجی نمونہ پر رکھی گئی ہے۔ فوج کا ایک جھنڈا ہوتا ہے۔ "سیواستمی بوائے اسکاوٹ" کا جھنڈا بالکل ہندو عقاید کے موافق بنایا گیا ہے۔ جس کا نمایاں نشان سَتیہ ہے۔ جس کو مسلمانوں نے اکثر ہندو مکانوں پر بنا ہوا دیکھا ہوگا جس کی شکل یہ ہے۔ 卐

(۲) ہر اسکاوٹ کو جو سیوا اسمتی میں شریک ہوگا اس جھنڈے کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا

(۳) یہ کہ اس جھنڈے کو "آریہ انداز" سے سلام کیا جاتا ہے یعنی دونوں ہاتھ جوڑ کر ماتھے سے لگا کر، گردن کو جھکا کر بجنسہ اسی طرح کہ جیسے ہندو اپنی بتوں کو مندروں میں ڈنڈوت کرتے ہیں۔

(۴) روزانہ تعلیم کے اول و آخر ایک دعا، سب ملکر پڑھتے بلکہ گاتے ہیں کہ جو ٹھیٹھ سنسکرت میں ہے۔ جس میں ہند کی دیوی کی مدح سرائی کی گئی ہے۔ اس دعا کا نام "بندے ماترم" رکھا گیا ہے۔ جو عرصہ تک انقلاب پسندوں کا خاص راگ رہا ہے

(۵) ہر روز بعد اختتام کام بآواز بلند "بھارت ماتا کی جے" پکاری جاتی ہے۔

(۶) اس کا تمام انتظام ہندی میں رکھا گیا ہے۔ وعدے، قانون، لکچر، اسپیچ ایڈریس، نوٹس، وغیرہ سب ہندی میں ہے۔ تاکہ اردو زبان کے مقابلہ میں ہندی زیادہ رواج پاجاوے۔

(۷) اس تحریک "سیوا اسمتی بوائے اسکاوٹ" کی آڑ میں ہندو سنگٹھن کے تمام مقاصد پورے کئے جاتے ہیں۔

(۸) اس تحریک کے اصول کے موافق ایک زندہ شخصیت بطور نمونہ پیش کی جاتی ہے جس کو چیف اسکاوٹ کہتے ہیں، اور جس کی تقلید اخلاقیات و سیاسیات و عقائد میں ہر اسکاوٹ پر فرض ہوتی ہے۔ چنانچہ "سیوا اسمتی بوائے اسکاوٹ" تحریک میں بہترین نمونہ اور مثال مسلمانوں کے قدیمی کرم فرما۔ شدھی کے حامی اور سنگٹھن کے بانی پنڈت مدن موہن (مالوی) مقرر کئے ہیں، جن کی پیروی و اتباع ہر اسکاوٹ پر فرض ہے

"ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا"

امور مذکورہ بالا میں شرکت دینا ہر اسکاوٹ کے واسطے خواہ وہ مسلم ہو یا عیسائی ضروری ولازمی ہے۔ یہ تحریک اس وقت تمام انگریزی مدرسوں میں نہایت سرعت

دسرگرمی کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور مسلمانوں کو شریک ہونے کی خاص کوششیں ہو رہی ہیں۔ اس وجہ سے یہ مسئلہ علمائے کرام و نمایندگان قوم کی خاص توجہ کا محتاج ہے؟ بینوا توجروا

الجواب :- اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ ہر مسلم کا فرض اہم و اعظم اصول، اسلام کی پابندی ہے۔ اسی پر ہر فلاح و نجاح ترقی و عزت موقوف۔ مسلمانوں نے جو کچھ ترقیاں کیں اسلام ہی کے سایۂ عاطفت میں رہکر کیں۔ اور جتنا اسلام کا ساتھ چھوڑا اسی قدر پستی میں گرتے گئے۔ قرآن مجید کا ارشاد کریم ہے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ[1] مسلمان اگر اپنی ترقی چاہتے ہیں تو احکام اسلام کے پابند ہو جائیں، اور کفار کا پس رو و متبع بنکر مسلمان کیوں کر ترقی کرسکتا ہے۔ کافر کب چاہیگا کہ مسلمانوں کو فروغ ہو قرآن عظیم فرماتا ہے۔ لَا يَأْلُوْنَكُمْ خَبَالًا[2] کفار تمہیں نقصان پہنچانے میں کمی نہ کریں گے۔ ودوا ماعنتم۔ ان کی تو آرزوئے دلی یہ ہے کہ تم مشقت میں پڑو، ان تعلیموں کو پس پشت ڈال کر فرزندان اسلام کو جو مصیبتیں اٹھانی پڑیں وہ دنیا نے دیکھیں مگر لیڈران اب بھی اسی لکیر کو پیٹتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے سے اب بھی باز نہیں آتے۔ بالجملہ جو تحریک اٹھائی جائے اس میں سب سے پہلے اس امر کا لحاظ ضرور ہے کہ اصول اسلام کے مخالف نہو کہ اگرچہ بظاہر اس میں بہت کچھ نفع نظر آتا ہو مگر جب خلاف شرع ہے تو انجام ہمیشہ خراب ہوگا اور بجائے نفع، نقصان ہوگا۔ اسکاوٹ کے عہد میں یہ شرط ضرور ہونی چاہئے کہ جہاں تک اسلام اجازت دیگا کہ گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں۔ لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ اس کے قوانین کا نمبر اول قبیح ہے مسلمان کو خدا ہی پر بھروسہ چاہئے نہ کہ اسکاوٹ کی عزت پر وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ[3]

[1] پ ۴ آل عمران۔ [2] پ ۴ س آل عمران رکوع ۳۔ [3] پ ۱۳ س ابراہیم رکوع ۱۴۔ مصباحی

نمبر۲۔ میں بھی وہی شرط چاہیئے۔ نمبر۴ میں بلا امتیاز ملت اخوۃ قائم کی ہے۔ حالانکہ اخوت صرف مسلمانوں میں ہوگی مومن و کافر میں اخوت کیسی، قرآن عظیم بصیغۂ حصر فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ[1]۔ قواعد اسکاوٹ میں ان امور کی ترمیم کیطرف ضرور لحاظ چاہیئے کہ یہ باتیں خلاف شرع ہیں۔ دوسری تحریک سیوا سمتی سے نامزد کی گئی اس میں مسلمانوں کو شریک ہونا حرام حرام سخت حرام کہ یہ کفریات وضلالات پر مشتمل ہے خاص ہندوؤں کی وضع کا جھنڈا کہ یہ ان کے شعار سے ہے یہی پتا دے رہا ہے کہ یہ خاص ہنود کی جماعت ہے۔ اور ایسی جماعت میں مسلمان کا منسلک ہونا ہنود کے جھنڈے کے نیچے آنا اور کام کرنا اور اس کا حامی بننا کب روا ہوسکتا ہے۔ پھر ہندوؤں کی طرح اس کے آگے سر خم کرنا اور ڈنڈوت کرنا تشبہ بہنود ہے۔ اور حدیث میں فرمایا۔ من تشبہ بقوم فھو منھم۔ اور سنسکرت زبان میں وہ مدح سرائی اور وہ بھی ہند کی دیوی کی۔ یہ بھی خاص کفار کا طریقہ ہے بلکہ کفر ہے اور کچھ بعید نہیں کہ اس میں دیگر الفاظ کفر بھی ہوں اور نہ سہی تو یہ دیوی کی مدح سرائی کیا کفر نہیں۔ اور جے بولنا بھی خاص ہنود ہی کا شیوہ ہے۔ اور وہ بھی بھارت ماتا کی کہ یہ تو ہندوؤں ہی کی ماتا ہوگی۔ اور سب سے شدید واشد خباثت یہ کہ اس کی آڑ میں ہندو سنگٹھن کے مقاصد پورے کرنا اس کا کام ہے اور اس کے اہم مقاصد میں ہنود کا باہم اتحاد اور مسلمانوں پر ان کا تسلط اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش وغیرہ وغیرہ ہے اور چونکہ یہ سیوا سمتی ہندوؤں سے خصوصیت رکھتی ہے اسلام و مسلمین سے ادنی تعلق منظور نہیں اس وجہ سے ہندوستان کی موجودہ زبان اردو جسے ہندوؤں نے مسلمان کی زبان سمجھ رکھا ہے ترک کردی اور زبان بھی وہی جاری کرنا چاہتے ہیں جو خالص ہندو زبان ہے اور جب اس کا مقصد پوشیدہ ہندو سنگھٹن کو کامیاب کرنا ہے تو یہ بالکل کفر کی مشین ہے۔

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۰

اور مسلمانوں کو اس میں شریک ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کفار کو خاص ان کے مذہب باطل کی ترویج میں اعانت دیتے ہیں قرآن کریم تو اعانت علی الاثم کو حرام فرماتا ہے۔ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[1]۔ اور بے شک اعانت علی الاثم اثم ہے یوہیں اعانت علی الکفر بھی کفر۔ خلاصہ یہ کہ اس کے قوانین از اول تا آخر سراسر باطل اور اسلام کے بالکل مخالف، اب بھی سب کچھ دیکھکر مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں اور نافع و مضر دوست و دشمن میں تمیز نہ کریں تو سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ان میں اسلامی احساس نہ رہا اور اپنے تراشیدہ خیالات کا نام اسلام رکھ لیا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ:۔ از بنارس تھانہ جیت پورہ محلہ ناگ مرسلہ محمد یوسف ۱۹ رجمادی الاولیٰ ۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید و بکر دو شخص ہیں جس میں زید کچھ اردو و فارسی پڑھا لکھا ہے بکر محض ان پڑھ ہے حتی کہ حروف شناس تک نہیں ہے زید و بکر دونوں وعظ و نصیحت کیا کرتے ہیں اور بدن و سر کو جبہ و دستار عربی سے مزین کرتے ہیں۔ آیا مذکورہ بالا شخصوں میں سے کس کو وعظ و نصیحت و جبہ و دستار کی از روئے شرع شریف کے اجازت ہو سکتی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ وعظ گوئی کیلئے علم درکار ہے، بے علم سے کیا توقع کہ صحیح مسائل بیان کر سکے بلکہ صحیح کو بھی غلط پیرایہ میں ادا کر کے غلط کر دے گا۔ پھر ایسے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب ان سے مسائل پوچھے جائیں تو یہ نہ کہیں گے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس میں اپنی سبکی سمجھتے ہیں اور لوگوں کے سامنے اپنے خیال میں سمجھتے ہیں کہ ہمارا بے علم ہونا ظاہر ہو جائے گا۔ لہذا الٹا سیدھا جو جی میں آیا کہدیا۔ حدیث میں ہے اتخذ الناس رءوسا جھالا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ اگر ان کو وعظ گوئی کا شوق ہے تو پہلے علم حاصل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[1] پ ۶ س مائدہ ۔ مصباحی

مسئلہ:۔ مسئولہ مولوی شفاء الرحمٰن طالب العلم مدرسہ اہلسنت بریلی ۲۳ رجمادی الاولیٰ ۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک مسلمان درویش شرعی اور طریقی تذکرہ سے بھرا ہوا ہے کشف اور کرامتیں بھی اکثر ظاہر ہوتی ہیں، اور غیروں کو نصیحت بھی کرتا ہے۔ لیکن خود مسکرات میں مبتلا، بظاہر نماز سے کچھ علاقہ نہیں۔ ایسے شخص سے مرید ہونا چاہیئے یا نہیں۔ اگر وہ ممنوعات چیزیں لانے کیلئے کہے یا پیسہ طلب کرے تو اس کی بات ماننا چاہیئے یا نہیں۔؟

(۲) دستور ہے کہ ہندو مسلمان کے درمیان وطن وجواری علاقہ کیوجہ سے راہ ورسم لین دین کھانا پینا ہوتا ہے، ایسی حالت میں ہندو کے گھر سے کچھ غلہ کی بیج بلاقیمت لاکر اپنے کھیت میں بونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ (۱) جب مسکرات کا استعمال کرتا ہے تو اس سے بیعت نا جائز ہے، کہ عدم فسق بالاعلان شرط بیعت ہے، اور خوارق کا ظہور اسے ولی اللہ نہ کردے گا۔ اس کے کہنے سے نہ ممنوعات کا مہیا کرنا جائز، نہ اس لئے اسے پیسہ دینا روا۔ لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہندو سے غلہ لیکر اپنے کھیت میں بونا تو جائز ہے۔ مگر اس سے اتنا میل جول کہ کھانے پینے میں شرکت ہو نا جائز۔ حدیث میں ہے۔ لاتترأی نارا ھما۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بریلی محلہ سوداگران مرسلہ سید قناعت علی صاحب امین جماعت رضائے مصطفےٰ ۱۲ ر شعبان ۴۳ھ

علمائے اہلسنت کی خدمت میں گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطابق عقائد اہلسنت وجماعت مع ثبوت آیات وحدیث مرحمت فرمادیں؟

(۱) جو مسلمان ہو کر یہ کہے کہ اللہ ورسول چاہیں تو میرا یہ کام ہوگا وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

(۲) جو مسلمان ہو کر بزرگان دین جو قبروں میں ہیں۔ ان کا وسیلہ لیتا ہے اور ان کو پکارتا ہے، ان سے مرادیں منگواتا ہے، اس عقیدہ سے کہ یہ اللہ کے پیارے ہیں۔ اللہ ان کی سنتا ہے اور قبول کرتا ہے وہ مسلمان اللہ ورسول کے نزدیک مسلمان ہے یا نہیں ؟

(۳) وسیلہ اللہ ورسول کا کیا حکم ہے ؟

(۴) علم غیب کس کو کہتے ہیں ؟

(۵) جو مسلمان ہو کر نبی ولی کو علم غیب کا بتاتا ہے جیسے کہ اللہ کو ہے۔ وہ مسلمان اللہ ورسول کے نزدیک مسلمان ہے یا نہیں ؟

(۶) جو مسلمان ہو کر یہ عقیدہ کر رکھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات ہو گئی وہ اللہ ورسول کے نزدیک مسلمان ہے یا نہیں ؟

(۷) جو مسلمان ہو کر یہ کہے کہ میں صرف قرآن کو مانتا ہوں، حدیث سے انکار کرتا ہوں، وہ مسلمان اللہ ورسول کے نزدیک مسلمان ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) یوں کہنا بہتر ہے کہ اللہ چاہے پھر اوسکا رسول، کہ حدیث میں یوہیں تعلیم فرمائی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لاتقولوا ماشاء اللّٰہ وشاء فلان ولکن قولوا ماشاء اللّٰہ ثم شاء فلان۔ مگر سوال میں جو مذکور ہے اوسطرح کہنے سے بھی شرک وکفر لازم نہیں کہ مسلمان ہرگز اللہ ورسول کو برابر نہیں جانتا مسلم پر ایسا خیال اتہام وبدگمانی ہے، اور بدگمانی سے بچنا فرض قال اللہ تعالیٰ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[۱]۔ اے ایمان والو بہت گمان سے بچو بیشک بعض گمان گناہ ہیں اور حدیث میں فرمایا ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔ گمان سے بچو بیشک گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، بعض اکابر فرماتے ہیں۔ الظن الخبیث لاینشؤ الامن قلب خبیث

[۱] پ ۲۶ سورہ حجرات۔

براگمان نہیں پیدا ہوتا مگر خبیث دل سے، اگر فقط ذکر میں اللہ و رسول کا ایک ساتھ بیان کرنا ہی شرک ہو جایا کرے، تو اس شرک عام سے کون بچے گا صحابہ کرام کی عادت کریمہ تھی کہ فرمایا کرتے "اللہ و رسولہ اعلم"، اللہ و رسول جانیں، اور اس کی مثالیں کتب حدیث میں بکثرت ہیں، اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ[۱] انھیں اللہ و رسول نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا۔ اور فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ[۲] اور اچھا تھا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انھیں دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے، اب دیتا ہے ہمیں اپنے فضل سے اللہ اور اس کا رسول۔ ان آیتوں میں اللہ عزّوجل نے دولتمند کرنے اور دینے میں اپنے ذکر کے ساتھ رسول کا بھی ذکر فرمایا۔ تو جس طرح یہاں شرک نہیں وہاں بھی شرک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب ۲ بزرگان دین سے توسل جائز و محمود، مستحب و محبوب ہے خواہ وہ اپنی ظاہری حیات میں ہوں یا اس عالم سے پردہ فرما گئے ہوں۔ قرآن عظیم سے توسل کا جواز ثابت، صحابہ و تابعین و ائمہ دین میں اس پر عمل جاری اور اب تک اہل حق میں رائج و معمول بہا ہے۔ اگرچہ کور باطن اسے ناجائز کہتے بلکہ شرک تک پہونچاتے ہیں اور بزعم خود "ایاک نستعین" سے اپنے مدعائے باطل پر استدلال کرتے اور اسکے حصر سے اپنے لیکھے یہ سمجھتے ہیں کہ محبوبان خدا انبیاء و اولیاء سے استعانت کی اور شرک دوڑ پڑا۔ اگر آیت کا یہی مفہوم ہو جسے انھوں نے سمجھ رکھا ہے تو یہ شرک کا حکم دینے والے کب اس سے بچے ہیں، کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے کسی سے استعانت نہیں کی، یہ لوگ نوکر چاکر جورو بچے سے مدد نہیں لیتے مصیبت پڑتی ہے تو اہل محلہ اور پڑوسیوں سے استعانت نہیں کرتے، مقدمہ بازیوں میں حکام

ا؎ پ ۱۰ سورہ توبہ ٢؎ پ ۱۰

وو کلاء سے استعانت نہیں چاہتے. بیمار پڑتے ہیں تو طبیبوں ڈاکٹروں سے علاج
نہیں کراتے' یہ سب کچھ جائز و روا مگر بزرگان دین کو پکارا کہ انکے کلیجوں میں تیر لگا اور
شرک کا زہر اگل دیا۔ کیا نوکر چاکر جورو بچے حکیم ڈاکٹر حکام و وکلاء وغیرہم انکے خدا ہیں کہ
انھیں پکارنا ان سے مدد لینا حصر ایاک نستعین کے منافی نہیں' غیر تو صرف انبیاء و اولیاء
ہیں کہ انکے پکارنے میں شرک کو دپڑتا ہے یا یہ سمجھ رکھا ہوگا کہ وہ تو زندہ ہیں زندوں کو
پکارنے اون سے مدد لینے میں کچھ باک نہیں' اور انبیاء و اولیاء کو یہ لوگ بالکل
مردہ اور بے اختیار و مجبور محض جانتے ہیں جیساکہ امام الطائفہ نے تقویۃ الایمان
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ افتراء باندھا اور حدیث کا بالکل غلط مطلب یہ گڑھا کہ
" یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں" نہ حدیث میں اسکا ذکر نہ پتہ
نہ اشارۃً نہ صراحۃً اور مفتری کو ایسا ملعون افتراء کرتے ہوئے نہ شرم آئی نہ حیا۔ نہ حدیث
" من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار" سے خوف کیا' نہ آیت " اِنَّمَا
یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ " کی پرواہ کی' تو اگر اوس خیال باطل سے
اپنے زعم میں زندہ و مردہ کا فرق سمجھ رکھا ہے اور غالبًا سائل نے اسی وجہ سے
یہ قید بڑھائی کہ بزرگان دین جو قبروں میں ہیں تو ان کے مذہب کا محصل یہ ہوا
کہ زندوں کو خدا کا شریک ماننا جائز ' اس شریک کرنے میں انکی توحید کو ٹھیس
نہیں لگتی شرک تو جب ہے کہ ان سے مدد چاہو جو قبور میں آرام فرما ہیں مگر ایاک
نستعین کا کیا جواب دیں گے کیا اس آیت نے کچھ زندہ مردہ کا فرق کیا ہے' اگر فرق
ہے تو حصر کدھر گیا' ولاکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون اگر غیر خدا سے استعانت شرک
ہوگی تو جس طرح مُردوں سے استعانت شرک ہوگی زندوں سے بھی شرک ہوگی' خدائے
وحدہ لاشریک لہٗ ہے کوئی اوسکا شریک نہیں ہوسکتا۔ بلکہ شرک وہ استعانت
ہے کہ غیر خدا کو قادر بالذات و مستقل مان کر اوس سے استعانت کرے اور آیت کریمہ

میں یہی مراد اور بیشک اس معنی کے اعتبار سے کسی سے استعانت نہیں کرسکتے اور نہ معاذ اللہ مسلمان ایسا عقیدہ رکھتے کہ اولیاء انبیاء مستقل و بالذات قادر ہیں اور اگر اولیاء و انبیاء کو مظاہرِ الٰہی و واسطۂ فیض جانا تو اس میں اصلاً حرج نہیں بلکہ ایسی استعانت قرآن و حدیث سے ثابت اللہ عزوجل فرماتا ہے "وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ"[1] اللہ کی طرف وسیلہ طلب کرو اور فرماتا ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی[2]" نیکی اور تقوی پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو" اور فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ[3]" اے ایمان والو صبر و نماز سے استعانت کرو۔ کیا وہابیہ کے نزدیک صبر و نماز عینِ خدا ہیں کہ ان سے استعانت حصر ایاک نستعین کے مخالف نہیں۔ مگر ہے یہ کہ یہود کی طرح وہابیہ بھی اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ کے مصداق ہیں قرآن کریم کی ایک آیت دیکھتے ہیں دوسری سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اہل اسلام انبیاء و اولیاء سے اسی قسم کی استعانت کرتے کہ واسطۂ فیض جانتے ہیں نہ یہ کہ قادر بالذات و فاعل مستقل قرار دیتے ہوں اور مسلمانوں کی طرف اس کی نسبت افتراء و اتہام ہے امام تقی الدین سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفاء السقام میں فرماتے ہیں لیس المراد نسبۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال ھذا لا یقصدہ مسلم نصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین" اور اسی استقلال و عدم استقلال کا فرق ظاہر کرنے کو امام ابن حجر مکی قدس سرہ "جوہر منظم" میں یہ فرماتے ہیں "فالتوجہ والاستغاثۃ بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبغیرہ لیس لہا معنی فی قلوب المسلمین غیر ذالک ولا یقصد بہما احد منہم سواہ فمن لم ینشرح صدرہ لذالک فلیبک علی نفسہ نسأل

[1] پ ۶ سورہ مائدہ۔ [2] ایضاً [3] پ ۲ سورہ بقرہ

الله العافیۃ والمستغاث بہ فی الحقیقۃ ھو اللہ تعالیٰ والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واسطۃ بینہ وبین مستغیث فھو سبحانہ مستغاث بہ والغوث منہ خلقا وایجادا والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستغاث بہ والغوث منہ سببا وکسبا۔ احادیث اس باب میں بکثرت ہیں بعض حدیثیں سنئے طبرانی عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا ضل احدکم شیئا واراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عبادا لایراھم۔ جب کسی کی کوئی چیز گم ہوجائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی مونس نہ ہو تو یہ کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنھیں یہ دیکھتا نہیں وہ اسکی مدد کریں گے، اور حدیث جلیل الشان رفیع المکان جس کو ترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وطبرانی وحاکم وبیہقی نے سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یہ کہے اللھم انی اسئلك واتوجہ الیك بنبیك محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بك الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی، انھوں نے اس پر عمل کیا نابینائی دور ہوئی بینائی حاصل ہوئی اور اس حدیث پر صحابہ وتابعین نے عمل کیا لوگوں کو تعلیم دی عمل کرنے والوں کے مقاصد پورے ہوئے مگر جن کے ظاہر وباطن کا نور سلب کرلیا گیا ہو اوسے نہ حدیث نفع دے نہ قرآن۔ من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور والعیاذ باللہ رب العلمین حضور قطب عالم غوث اعظم امام العرب والعجم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ارشاد فرماتے ہیں من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ، ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ، ومن توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت حاجتہ جو مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے وہ مصیبت دور ہو اور جو سختی میں میرا نام لے کر مجھے پکارے وہ سختی زائل ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ عزوجل کی طرف مجھ سے توسل کرے اس کی حاجت پوری ہو، بزرگان دین اولیائے کاملین علمائے راسخین کے اقوال نہایت کثیر ہیں جن سے استعانت ثابت، شیخ محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں۔ "آنچہ مروی ومحکی ست ازمشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل واستفادہ ازاں خارج ازحصرست و مذکورست درکتب ورسائل ایشاں ومشہوراست میان ایشاں حاجت نیست کہ آنرا ذکرکنیم وشاید کہ منکر متعصب سود نکند اوراکلمات ایشاں عافانا اللہ من ذالک اور مسئلہ استعانت واستمداد کی تفصیل تام دیکھنی ہو تو رسائل امام اہلسنت مجدد دین وملت، اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے مطالعہ سے آنکھیں منور کرے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۳ اللہ عزوجل احکم الحاکمین مالک الملک، ہے معطی حقیقی ہے جو چاہے عطا فرمائے اوس کے حکم کو کون پھیرنے والا، یہ نہیں ہو سکتا کہ اوسکو وسیلہ ٹھہرایا جائے حدیث میں اسکی ممانعت آئی ہاں اس کے نیک بندوں کو اوسکے حضور وسیلہ کرنا جائز آیت وحدیث سے اسکا جواز ثابت جیساکہ جواب نمبر۲ سے ظاہر، منکر متعصب کا یہ دعویٰ ہے کہ بعد وفات نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم حضور کو وسیلہ نہیں کیا جاسکتا اور دلیل یہ پیش کرتا ہے صحابی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور وسیلہ کے نماز استسقار کیلئے لے گئے وہ صحابی اللہ کے رسول کو حیات النبی جانتے تھے انھوں نے اللہ کے رسول کا وسیلہ نہیں لیا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ صحابیوں کا طریقہ اختیار کرے

جو زندہ عالم درویش ہو پھر اللہ و رسول کا۔ ابعد ار بھی ہو اسکی دعا کا وسیلہ لینا چاہئے۔ یہ واقعہ اسکے دعوے کیلئے اصلاً مفید نہیں، حدیث میں یہ ہرگز نہیں کہ حضور کو وسیلہ نہیں کر سکتے یا توسل جائز نہیں حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال اللھم کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے طلب باراں کرتے اور یہ کہتے الٰہی ہم تیری طرف اپنے نبی کو وسیلہ کرتے اور تو مینھ برساتا اور ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ کرتے ہیں تو مینھ برسا اور بارش ہوئی۔ اس حدیث سے یہ کہاں نکلا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا توسل جائز نہیں اسلئے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ کرتے ہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلئے کیا ہو کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ غیر نبی کو وسیلہ کرنا جائز نہیں یا یہ بتانا مقصود ہو کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول سے بھی توسل ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالاتفاق افضل ہیں اور یہ خود ان سے توسل کرتے ہیں بعد وفات حضور کو وسیلہ کرنا کیوں جائز نہیں کیا اس وجہ سے کہ زندگی میں تصرف ہوسکتا ہے اور بعد وفات تصرفات باطل ہوگئے اب کچھ نہیں کر سکتے جیسا وہابیہ کا امام کہتا ہے کہ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" تو یہ باطل محض ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ اور جب خود یہ شخص بھی کہتا ہے کہ صحابی اللہ کے رسول کو حیات النبی جانتے تھے تو اب حیات ظاہری و بعد وفات میں کیا فرق رہا کہ اوسوقت توسل جائز تھا اور اب نہیں، کیا اوسوقت حضور دعا کر سکتے اور اب نہیں یا اوسوقت اللہ عزوجل حضور کی سنتا تھا اور اب نہیں نعوذ باللہ من ذلک۔ بلکہ حضور کے مراتب علیا یوماً فیوماً آناً فآناً ہمیشہ ترقی پر ہیں اور جسطرح اوسوقت توسل جائز تھا اب بھی جائز، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پیشتر مذکور ہو چکی اور یہ کہ صحابہ کرام نے بعد وفات حضور بھی اوس پر عمل کیا اور حضور کو وسیلہ کیا اور اونکے مقاصد پورے ہوئے بلکہ توسل منجملہ آداب دعا کے ایک ادب ہے علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردالمحتار میں فرماتے ہیں وقد عد من آداب الدعاء التوسل علی ما فی الحصن بلکہ توسل کا انکار بدعت و بدمذہبی ہے کہ یہ انکار توسل ابن تیمیہ کی بدعت ہے اوس سے پہلے کسی نے اس سے انکار نہ کیا، اوسی ردالمحتار میں ہے قال السبکی یحسن التوسل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ربہ ولم ینکرہ احد من السلف ولا الخلف الا ابن تیمیۃ فابتدع ما لم یقلہ عالم قبلہ اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ع۴ ۔ غیب وہ ہے کہ نہ اوسے حواس سے جان سکیں نہ اوسے بداہت عقل مقتضی ہو علامہ بیضاوی تفسیر میں فرماتے ہیں المراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا یقتضیہ بداھۃ العقل، واللہ تعالیٰ اعلم

ع۵ ۔ علم غیب دو قسم ہے ذاتی کہ کسی کا دیا ہوا نہ ہو اور عطائی کہ اللہ عزوجل کے عطا سے ہو قسم اول اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے کہ اوسکا علم بلکہ اوسکی ہر صفت ذاتی ہے یہ علم غیب سوا خدا کے کسی کو نہیں ہوسکتا آیات نفی لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا ھُوَ، وغیرہ میں یہی مراد اور قسم دوم انبیاء کو عطا ہوتا ہے اور اونکے توسط سے اولیاء کو بھی ملتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ اور فرماتا ہے لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا

ـــٰٓ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم بل رفعہ اللہ الیہ ۔ آج کل قادیانی یہ کہتے ہیں کہ انکی وفات ہوگئی ۔ اور یہ لوگ بالاجماع یقیناً کافر مرتدین ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ـــٰٓ جو یہ کہتا ہے وہ قرآن کو بھی نہیں مانتا۔ قال اللہ تعالیٰ مَآ اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔[1] حدیث میں ہے رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ الا انی اتیت القرآن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجد تم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجد تم فیہ من حرام فحرموہ فان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ (الحدیث) بیشک مجھے قرآن ملا ہے اور اس کے ساتھ اس کا مثل کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ اس قرآن کو لازم پکڑو جو اس میں حلال پاؤ حلال جانو اور جو اس میں حرام پاؤ حرام جانو اور بیشک رسول اللہ نے جسے حرام فرمایا اوسکے مثل ہے جسے اللہ نے حرام فرمایا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از مقام کو سالپورہ مارواڑ مرسلہ مولابخش امام مسجد ڈاکخانہ گوڑیہ

(۱) شادی کے اندر گانا اور ناچنا کیسا ہے ؟

(۲) عورت و مرد شادی میں ناچیں یہ درست ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) :۔ ناچنا حرام ہے اور عورتوں کا گانا جب مزامیر کے ساتھ ہو یا آواز اجنبی تک پہونچے یہ بھی حرام ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حرام ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از کوسالپورہ ملک مارواڑ ڈاکخانہ گڑیا مرسلہ پیرزادہ سید مولابخش ۳ ذی الحجہ ۴۳ھ

(۱) جس کے مکان پر شادی ہو اور وہاں پر ناچ گانا ہو وہاں کھانا کھانا عالم کو جائز ہے یا نہیں ؟ اگر ناجائز ہے تو کس میں ؟

[1] پ ۲۸ سورہ حشر۔

(۲) دھوبی کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- جہاں منہیات شرعیہ، ناچ، رنگ، گانا، بجانا ہوتا ہو وہاں جانا ہی نہیں چاہئے اور اگر لاعلمی میں وہاں چلا گیا تو حکم یہ ہے کہ اگر قدرت رکھتا ہو تو بند کردے ورنہ وہاں سے چلا آئے۔ اور کھانا نہ کھائے اور اگر پیشتر یہ معلوم ہو کہ وہاں ناچ وغیرہ ہے تو نہ جائے عالم ہو یا غیر عالم دونوں کو ایسی جگہ جانا منع ہے درمختار میں ہے۔ فان قدر علی المنع فعل وإن لا یقدر صبر ان لم یکن ممن یقتدی به فان کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لان فیه شین الدین وان علم أولا باللعب لایحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی به أولا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲ دھوبی مسلمان ہو تو اس کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از ضلع راولپنڈی تحصیل گوجر خان ڈاکخانہ سکھو موضع مراوی جنجیل مرسلہ مولوی مراد علی ۷ رصفر ۴۰ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کہ اکثر لوگ نکاح شادیوں پر ڈھولک بجواتے ہیں اور مستورات ہمراہ ڈھولک کے غیر محرم مردوں کے سامنے باآواز بلند تالیاں بجا کر گیت گاتی ہیں انکو اور ان کے خاوندوں کو اور خویش کو خوشی سے سننے والوں کے لئے شریعت محمدی صلی تعالیٰ علیہ وسلم کیا حکم دیتی ہے ؟

(۲) دولہا کو سہرا باندھنا دولہا و دولہن دونوں کو گانا باندھنا چھوٹی چھوٹی روٹیاں

---

[1] دھوبی مسلمان ہو تو محض اس کے پیشے کی وجہ سے اس کے یہاں کھانا نہ کھانا جہالت اور تقلید ہنود ہے جب دھوبی مسلمان ہے تو ضرور اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں طہارت کا خیال رکھے گا۔ حدیث میں فرمایا گیا ظنوا المؤمنین خیراً۔ البتہ جو دھوبی طہارت کا لحاظ نہ رکھے۔ اس کے کھانے پینے سے احتراز بہتر ہے۔ مگر اس خصوص میں دھوبی ہی کیا۔ جو بھی طہارت کا لحاظ نہ کریگا۔ اس کے یہاں کھانے سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
آل مصطفےٰ مصباحی

تیل میں تلکر دولہا و دولہن کے ہاتھوں پر رکھنا جس کو پنجابی زبان میں دومانیاڈالنا کہتے ہیں۔ یہ رسمیں کرنا کیسا ہے؟

(۳۳) اگرچند مسلمان بڑی کوشش سے ان ناجائز فعلوں کو بند کرتے ہوں اور حسب خواہش مستورات کے جو شخص مسلمان کہلانے والا جابرانہ طور پر یہ لفظ کہے کہ لوگ بڑے بڑے گناہ بھی کریتے ہیں اور یہ مستورات کے ساتھ ڈھولک مارنا کوئی کفر نہیں ہے دو چار گھڑی ان کو دل خوش کرتے۔ یہ کہکر ڈھولک بجوانا اور مستورات کا اس کے ساتھ گانا شروع کرادیوے، اس کے واسطے شرع محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیا فرماتی ہے۔؟ بینوا توجروا

الجواب ۳۳۔ ڈھولک بجانا ناجائز ہے یوہیں عورتوں کا اسطرح گانا کہ نامحرم کو آواز پہونچے اور وہ بھی تالیاں بجاکر، حرام ہے اور اسکا قصداً سننا بھی حرام ہے اور ایسی مجلس میں شرکت کا بھی یہی حکم ہے درمختار میں ہے وفی البزازیہ استماع صوت الملاھی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام استماع الملاھی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر ای بالنعمۃ فصرف الجوارح الی غیر ماخلق لاجلہ کفر بالنعمۃ لا شکر فالواجب کل الواجب ان یجتنب کی لایسمع لما روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام ادخل اصبعہ فی اذنہ عند سماعہ، فتاوی قاضی خاں میں ہے۔ استماع صوت الملاھی کالضرب ونحوہ حرام حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے کان میں ایک بار باجے کی آواز آئی تو کان میں انگلی رکھ لی اور راستہ سے اتنی دور ہوگئے کہ آواز آنا موقوف ہوگیا جب نافع نے خبر دی کہ اب آواز نہیں آتی، اوسوقت کان سے انگلی نکالی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عن نافع قال کنت مع ابن عمر فی طریق فسمع زمارا فوضع اصبعیہ فی اذنیہ وناء عن الطریق الی الجانب الآخر ثم قال لی بعد ان بعد یا نافع ھل تسمع شیئا قلت لا

فرفع اصبعیہ من اذنیہ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمع صوت یراع فصنع مثل ما صنعت قال نافع وکنت اذ ذالک صغیرا رواہ احمد وابو داؤد غرض ایسے مجمع میں شرکت ہرگز جائز نہیں - قال اللہ تعالیٰ - وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ - واللہ تعالیٰ اعلم

۲ سہرا باندھنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس قسم کا سہرا نہ ہو جو خاص ہندوؤں کی رسم ہے یوہیں دولہا اور دولہن کے ہاتھوں پر روٹی رکھنے میں بھی کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اور گانہ باندھنا سمجھ میں نہیں آیا کہ اس سے کیا مراد ہے واللہ اعلم

۳ گناہ کرنا اور اس پر اصرار کرنا اس گناہ کو اور سخت کر دیا کرتا ہے جنھوں نے ایسا کیا بہت برا کیا اور گناہ کو ہلکا سمجھنا اور سخت ہے اور جو اسے جاری کرتا ہے سب کے مجموعہ کے برابر اسے گناہ کا عذاب ہے - حدیث میں ہے - من سن سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئ - واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مرسلہ غلام حمدانی از پٹن ضلع اورنگ آباد ریاست حیدرآباد دکن ۲ صفر ۴۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین زید کا پسر بدچلن ہو گیا ہے یعنی شراب خوار اور مکان میں چوری کرتا ہے اور والدین کی خدمت نہیں کرتا والدین کی نافرمانی کرتا ہے، بدیں وجہ زید چاہتا ہے اپنے پسر کو عاق کر دوں - لہٰذا امید کہ حسب الحکم شرع شریف فتویٰ صادر فرما دیا جائے ؟

الجواب :- والدین کی نافرمانی سخت کبیرہ شدیدہ ہے صحیح بخاری ومسلم کی حدیث میں شرک کے بعد اسے ذکر فرمایا - ارشاد فرماتے ہیں - الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین الخ دوسری حدیث میں ہے - ولا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک - اپنے والدین کی نافرمانی نہ کر اگرچہ وہ تجھے حکم کریں کہ اہل ومال سب کو چھوڑ دے مگر عاق ہونا یا نہ ہونا یہ اولاد کی صفت ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی

کرنے سے خود ہی عاق ہو جائے گا اگرچہ ماں باپ یہ نہ کہیں کہ ہم نے عاق کیا اور اگر فرمانبردار ہے تو عاق نہ ہو گا اگرچہ والدین کہیں کہ ہم نے عاق کیا، بہرحال عاق کرنے کے معنی جو عوام میں مشہور ہے کہ ماں باپ جب ایسا کہدینگے تو اولاد ترکہ سے محروم ہوجائے گی یہ صحیح نہیں، عاق کرنے کے بعد بھی ترکہ پاسکتی ہے کہ عقوق موانع ارث سے نہیں۔ ہاں اگر اپنی زندگی میں دوسرے نیک اولاد کو مال دینا چاہتا ہے اور اس بدکار کو نہ دینا چاہے تو اس میں مواخذہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی عبدالحی سلمہ از ہلدوانی ضلع نینی تال ۱۵ صفر ۴۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ انگوٹھی یا چھلا چاندی کا مردوں کو پہننا مذہب حنفیہ میں جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ مرد کو چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی جائز ہے، جس کا وزن ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو، اور چھلا یا چند نگ کی انگوٹھی ممنوع ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے ۔ ثم الخاتم من الفضۃ انما یجوز للرجل اذا ضرب علی صفۃ مایلبسہ الرجال اما اذا کان علی صفۃ خواتم النساء فمکروہ وھو ان یکون لہ فصان کذا فی السراج الوھاج ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از گورہٹی ضلع ہوگلی بنگال مرسلہ مولوی عظیم اللہ صاحب ۲۰ رجب ۴۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشریعت وطریقت ان مسائل میں جو نمبروار عرض کئے جاتے ہیں۔ کہ زید جو کسی قدر اردو جانتا ہے اور جنگل میں تانت بننے کا کام کرتا تھا اب وہ پیر بن کر مسلمانوں کو مرید کرتا پھرتا ہے، اور اسی پیری مریدی کو ذریعۂ معاش بنا رکھا ہے اور ظاہر کرتا ہے میں نقشبندی ہوں اور اصول شرع سے بھی جیسا چاہیئے واقف نہیں ہے ۔

ایک دن وہ اپنے مریدین کو لیکر حلقہ کرنیکے واسطے مسجد میں آیا اور دروازہ

بند کرکے مسجد کے اندر اس کے مرید بھی (جو کما حقہ مسائل نماز تک نہیں جانتے اور محض بے علم ہیں اور جماعت مسجد میں بھی بلا عذر شرعی حاضر نہیں ہوتے ہیں) ذکر کرنے لگے اور زید درمیان میں بیٹھکر اشعار الاپنے لگا۔ اور اس کے مریدین اچھلنے کودنے اور شور کرنے لگے تو امام مسجد جو مسائل شریعت و طریقت سے واقف ہیں اچھلنے کودنے شور کرنے اور زید کے اشعار پڑھنے سے منع کیا بخوف ریا۔ تو زید نہایت برہم ہوکر امام صاحب پر ناشائستہ کلمات سے حملہ کرنے لگا اور نہایت بدتہذیبی سے حملے کر رہا ہے تو عرض یہ ہے کہ بے علم مریدین کا اچھلنا کودنا جائز ہے یا ناجائز اور ان کو بخوف ریا اچھلنے کودنے سے روکنا چاہیئے یا نہیں اور زید کا ذاکرین عوام کو جوش دلانے کیواسطے ان کے درمیان بیٹھ کر اشعار الاپنا اصول مشائخ نقشبند کے خلاف ہے یا نہیں اور جو مرید زیادہ اچھلتا کودتا ہے زید اس کے روبرو اس کی بہت تحسین کرتا ہے بایں الفاظ ہے کہ "وہ بڑا مست ہے"، کیا زید کا بے علم مرید کو گمراہ بنانا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا اور حکم اللہ

(۲) سوال زید ایسے آدمی پر جس کے تقوی و صلاحیت کو عام و خاص مسلمان جانتے ہیں زنا اور فاحشہ کا اتہام لگاتا ہے اور اس کے علاوہ بہت سے جھوٹے جھوٹے بہتان باندھ کر اعلان کرتا پھرتا ہے تو زید کیلئے کیا حکم ہے؟

(۳) زید اپنے مریدین کو تعلیم دیتا ہے انھیں لفظوں کے ساتھ کہ "وہ پہلے اپنے پیر کا حکم مانو اس کے بعد خدا کا حکم ماننا"، کیا یہ زید کی ضلالت اور گمراہی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو زید سے مرید ہونا چاہیئے یا نہیں؟

(۴) زید اپنے فضل و کمالات پر دعوی کرتا ہے کہ میں سراپا نور ہوگیا ہوں اور کہتا ہے کہ دوسرے پیر اپنے مریدین کو بیٹھا دیں اور میں اپنے جاہل اور نئے مرید کو بیٹھا کر توجہ دیتا ہوں۔ دیکھو کس کا اثر پڑتا ہے۔ کیا صوفیائے کرام

اپنے فضل وکمال پر دعوی بھی کرتے ہیں۔ اگر نہیں کرتے ہیں تو کیا زید اپنے دعوی میں کذاب و مضل عوام ہے یا نہیں ؟ بفرمان واجب الاذعان انک لاتھدی من احببت ۔

(۵) زید اس روایت کا مقر و معترف ہے کہ نوح علیہ السلام کی ایک لڑکی تھی اور آپ نے چار شخصوں سے ایک ایک شرط کی کہ اگر تم اس شرط کو پوری کروگے تو تم سے اپنی لڑکی بیاہ دونگا پس چاروں نے اپنی اپنی شرطیں پوری کردی اب نوح علیہ السلام گھبرائے کہ لڑکی ایک چاروں سے ایفائے وعدہ کیونکر ہو۔ ارشاد باری ہوا کہ اے نوح نہ گھبراؤ ایک کتی اور ایک گدھی اور ایک بندری لاکر حجرہ میں بند کرکے کلمہ پڑھ کر منہ پر ہاتھ پھیر دو پس نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تینوں لڑکیاں بن گئیں چاروں سے ایفائے وعدہ کیا اور اسی کتیاں کی نسل سے ابتک لوگ ہورہے ہیں۔ جو بزرگوں پر حملہ کرتے تو اس روایت کی اصلیت کیا ہے ؟ اگر غیر اصل ہے تو اس روایت کے معتقد و مقرر پر کیا ہوگا اس لئے کہ ایک تو نبی پر افترا کرنا اور دوسرا اشرار کا نسل کلاب سے ہونا۔ ابولہب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا اور یزید امام حسین علیہ السلام کے خاندان سے تھا اور ان کے مثل اور بھی بہت ہیں ؟

(۶) زید کے نزدیک خلافت طریقت وارشاد آتنی ارزاں ہے کہ زید ایسے آدمی کو خلافت و اجازت بیعت دیتا ہے جو علم شریعت سے نابلد اور اس کی بی بی بازاروں میں پھرا کرتی ہے اور تارک صلاۃ ہے، کیا زید کی ضلالت اور خلافت کو ذلیل کرنا نہیں ہے اگر ہے تو کیا حکم ہے ؟

(۷) زید اپنے مریدوں سے کہا کرتا ہے کہ ہر واجب اور سنت کے مسائل

کے سیکھنے کا وقت نہیں ہے چھوڑو تم لوگ ذکر کیا کرو اور اس شعر کو مریدوں میں پڑھا کرتا ہے ؎ علم ظاہر سے گرے ذرہ خاک پر
علم باطن سے چڑھے افلاک پر
کیا یہ ضلالت اور کفر ہے یا کیا ؟

(۸) قوال نیچے بیٹھکر حمد و نعت اور منقبت گاتے ہیں، اور زید تخت بلند پر بیٹھکر سنتا ہے کیا زید بے ادب ہے یا نہیں اور خلاف سنت و طریقت کرتا ہے یا کیا حکم ہے ؟

(۹) زید جس کے عقائد و حالات اوپر عرض کئے گئے اس سے مرید ہونا جائز ہے یا ناجائز ؟ اور پہلے جو لوگ مرید ہو چکے ہیں ان کو زید کی بیعت توڑ دینا چاہیئے یا کیا ؟ جو حکم ہو ارشاد فرمائیں ؟ بینوا توجروا رحمکم اللہ۔

الجواب (۱) مسجد میں اچھلنا، کودنا، شور کرنا منع ہے۔ مسجد کا احترام واجب حدیث میں ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم و شراءکم و بیعکم و خصوماتکم و رفع اصواتکم و اقامۃ حدودکم و سل سیوفکم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور خرید و فروخت اور جھگڑوں اور آوازوں کے بلند کرنے اور حد قائم کرنے اور تلواروں کے برہنہ کرنے سے بچاؤ۔ رواہ عبد الرزاق عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دوسری حدیث میں ہے۔ ایاکم و ھیشات الاسواق۔ بازاروں کی طرح چلانے سے بچو۔ رواہ مسلم عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شخص قادر ہو تو اس کو ضرور اچھلنے، کودنے، اور شور کرنے سے روکنا چاہئے یوہیں اگر اشعار، حمد و نعت اور امور دین سے متعلق نہوں تو ایسے اشعار کے پڑھنے سے بھی منع کیا جائے گا۔ متعدد احادیث میں ایسے اشعار مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی

یہ احکام ریا کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اگر ریا نہ بھی ہو جب بھی ممنوع۔ اور ریا ہو تو ممانعت اور زیادہ۔ مونھ پر تعریف نہ کرنا چاہیئے۔ حدیث میں اسکی ممانعت ہے اور اس سے عجب، تکبر وغیرہ مصائب پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ خصوصاً عوام کم ظرف کہ ان کی تعریف مونھ پر کرنا اور وہ بھی جو اُنکا پیر ہو اُسکی زبان سے سم قاتل اور سخت مہلک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زنا کی تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے جب تک چار مسلم مردوں کی شہادت سے ثبوت شرعی نہ دے۔ اور ایسا شخص بحکم قرآن مجید اسی درہ کا مستحق ہے اور ہمیشہ کیلئے مردود الشہادۃ ہے اور یہ شخص فاسق ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[1] اس نص قطعی قرآنی سے زید کیلئے تین حکم ثابت ہوئے، اسی کوڑے لگائے جائیں، اُسکی گواہی کبھی قبول نہ کی جائے، اور وہ فاسق ہے۔ زید پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور جس پر تہمت لگائی، اس سے معافی مانگے اور ان حرکات شنیعہ سے باز آئے۔ یوہیں بہتان باندھنا کبیرہ ہے اور مسلم کی شان سے مستبعد۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ[2] اس کبیرہ شدیدہ سے بھی زید توبہ کرے اور اگر زید ان امور سے توبہ نہ کرے تو لوگ اس سے میل و جول ترک کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ[3] اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالم کے پاس نہ بیٹھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[1] پ ۱۸ سورۂ نور رکوع ۱۔ [2] پ ۱۴ سورۂ نحل۔ [3] پ ۷ سورۂ انعام۔ مصباحی

(۳) یہ کلمہ بظاہر گمراہی وضلالت کا کلمہ ہے۔ پیر کا حکم خدا ہی کا حکم ہوتا ہے اور حکم خدا کے خلاف جو حکم کرے وہ شیطانی حکم ہے۔ اوس سے بچنا فرض اور ایسے کو پیر بنانا بھی حرام۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ [1] غیر خدا کے لئے کوئی حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) بعض مشائخ کرام واولیاء عظام سے کسی کسی موقع خاص پر ایسا منقول ہے کہ ضرورت ومصلحت کی بنا پر اپنے مراتب وکمال کا اظہار فرمایا اور ان کا فرمانا بے شک حق تھا وہ واقعی صاحب کمال تھے اس سے نہ تفاخر مقصود تھا، نہ دوسروں کی تذلیل، نہ مخلوق کو اپنی طرف متوجہ کرکے دنیا کمانا اور زید جس کے متعلق یہ سوالات ہیں شیخیت کے ہرگز قابل نہیں۔ اور یہ قول مردود ونا قابل قبول، بظاہر جاہ طلبی وتحصیل دنیا کیلئے معلوم ہوتا ہے زید کو ایسی باتوں سے اجتناب لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ایسے موضوعات واکاذیب جس کا نشان وپتہ نہ ہو بیان کرنا جائز نہیں انسان اولاد کلب سے نہیں۔ ہاں جو لوگ بزرگان دین پر حملے کرتے ہیں وہ کتوں سے بدتر۔ اور بد مذہب جہنمیوں کے کتے۔ حدیث میں ارشاد ہوا۔ اھل البدع کلاب اھل النار۔ اور جو شخص جماع کے وقت بسم اللہ نہیں کہتا تو اولاد میں شیطانی اثر ہوتا ہے۔ پھر ایسی اولاد سے جو نہ ہو کم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) خلافت اسکو دی جاتی ہے جو اہل ہو اور وہ دیتا ہے جو اہل ہو۔ اگر نااہل نے نااہل کو خلافت دی، تو کیا جائے شکایت۔ کہ جیسا پیر ویسا خلیفہ۔ ورنہ پیر کے شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ بقدر ضرورت علم رکھتا ہو تاکہ فرض وواجب کا ترک نہ ہو اور حرام سے بچے۔ صوفیۂ کرام فرماتے ہیں، ”صوفی بے علم مسخرۂ شیطان ست“، اور بغیر علم مکائد شیطان سے ہرگز نجات نہیں پاسکتا۔ پھر دوسروں کو کیا رہنمائی کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[1] پ ۱۳ رسورۂ یوسف رکوع ۴۔

(۷) مسائل واجب کا سیکھنا واجب کہ جب تک علم نہو عمل کیونکر، اور جب واجب کو ترک کریگا گنہگار ہوگا اور سنیت کا سیکھنا سنت، بغیر اتباع سنت سلوک کی منازل طے نہیں کرسکتا، مشائخ فرماتے ہیں۔ من تصوف بغیر علم فقد تزندق علم ظاہر بیشک خاک پر گرنے یعنی تواضع کا سبب ہوتا ہے۔ اور حدیث میں فرمایا من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ جو شخص خاکساری اختیار کریگا اس کیلئے رفعت وبلندی ہے اور جو تکبر کرتا اور اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اسے خدائے تعالیٰ ذلیل کرتا ہے حدیث بخاری میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ ان حقا علی اللہ ان لایرفع شئی من الدنیا الا وضعہ۔ الحاصل علم ظاہر سبب تواضع ہے اور جب باطن درست ہوا اور خودی و تکبر زائل ہو تو رفعت وبلندی حاصل ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) حمد ونعت ومنقبت کو ادب کیساتھ سننا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) ہر سوال کا جواب مذکور ہوا۔ جبکہ زید میں یہ تمام باتیں پائی جاتی ہے تو ہرگز اس قابل نہیں کہ اوسکے ہاتھ پر بیعت کی جائے اور جولاعلمی میں ہوچکے انھیں چاہیئے کہ کسی شیخ جامع شرائط بیعت کے ہاتھ پر پھر مرید ہوں۔

مسئلہ:۔ از کلکتہ زکریا اسٹریٹ ۲۲ مرسلہ منشی محمد عبدالعزیز خانصاحب ۲۶ رجب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چشمہ رولڈگولڈ یا پیتل کا لگاکر نماز پڑھنے سے مکروہ ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ چشمہ لگاکر نماز پڑھنے میں کراہت نہیں۔ کمانی اگرچہ کسی چیز کی ہو۔ کہ کمانی تابع ہے خود ملبوس نہیں، تو جس طرح بٹن کا استعمال جائز ہے اس کا بھی جائز کہ علت مشترک ہے، خاص کمانی کا کوئی جزئیہ نظر فقیر سے نہیں گذرا۔ بٹن پر اس کو قیاس کرکے حکم لکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

کہ مسلمان آدمی مسلمان لڑکے کا ختنہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بیل اور بکرا وغیرہ کا خصی کرنا اور خصیتین ان جانوروں کے توڑ ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ اور عوام لوگ ان امور کے کرنے والوں کو حقارت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ کھانے پینے کو روک دیتے ہیں۔ آیا اس کی شرعاً کوئی ممانعت ہے، اور ایسا کرنا چاہیئے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ ختنہ کرنا سنت ہے اور یہ شعار اسلام ہے اور اسی وجہ سے اسے عرف میں سنت کرنا اور مسلمانی کرنا بھی کہتے ہیں، ایسے افعال کرنے والے کو نظر حقارت سے دیکھنا یا ان کے ساتھ کھانے پینے کو منع کرنا جائز نہیں، یوہیں بکرے وغیرہ کو خصی کرنا یا ان کے خصیتین کوٹنا بھی جائز ہے جب کہ اوسمیں منفعت ہو مثلاً اوسکے گوشت کا اچھا اور فربہ ہونا، عالمگیری میں ہے۔ واما خصاء الفرس فقد ذکرہ شمس الائمۃ الحلوانی فی شرحہ انہ لاباس بہ عند اصحابنا وذکرہ شیخ الاسلام فی شرحہ انہ حرام واما فی غیرہ من البہائم فلاباس بہ اذا کان فیہ منفعۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از یادرہ ریاست بڑدودہ مرسلہ مولوی حشمت علی لکھنوی سلمہٗ ۲۶ محرم الحرام ۳۷ھ

ایک مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہے کہ سر پر انگریزی فیشن کے بال رکھنے حرام ہیں یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی اور منع کی دلیل دہی حدیث تشبہ ہے یا کچھ اور۔ ایک شخص نمازی بھی ہے ڈاڑھی بھی مطابق شریعت رکھتا ہو بظاہر ہر فسق سے بچتا ہو صرف انگریزی بال رکھتا ہو وہ فاسق معلن ہے یا نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ انگریزی طرز کے بال رکھنا مکروہ ہے اور ظاہر یہ کہ مکروہ تحریمی ہے کہ اوّلاً عاداتِ فقہاء ہے کہ مکروہ جب مطلق بولتے ہیں اسی کو مراد لیتے ہیں

دوم دلیل کی طرف نظر کیجائے تو تحریم ہی کا تقاضا کرتی ہے جس طرح دیگر امور میں کفار سے مشابہت کم از کم مکروہ تحریمی ہے، یہ بھی انہیں کے حکم میں ہے۔ فتاوی عالمگیری و ردالمحتار میں ذخیرہ سے ہے۔ لا باس للرجل ان یحلق وسط راسه ویرسل شعرہ من غیر ان یفتله وان فتله فذالك مکروہ لانه یصیر مشابھا ببعض الکفرۃ والمجوس فی دیارنا یرسلون الشعر من غیر فتل ولکن لا یحلقون وسط الراس بل یجزون الناصیة کذا فی الذخیرہ۔ مکروہ تحریمی و حرام کا محصل ایسے امور میں ایک ہے یعنی گنہگار ہونا اور عادت کرنے پر مکروہ تحریمی میں فاسق ہوتا ہے۔ اور حرام میں ایک بار کا ارتکاب بھی فاسق کردیتا ہے، اور جب بطور عادت ہو تو اعلان ظاہر ہے کہ عادۃً سر کے بال کی حالت پر بکثرت لوگ مطلع ہوتے ہیں، ہمیشہ کہاں تک چھپائے گا لہذا ایسے کو امام نہ بنانا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ عبدالواحد خانصاحب پریسیڈنٹ درگاہ معلےٰ اجمیر شریف۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آستانہ درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز میں جو احاطہ سنگ مرمر ہے۔ اس کے اندر کوئی طوائف بیٹھکر گانا گا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورتوں کا ایسا گانا جسکی آواز مردوں تک پہنچے حرام ہے۔ عورت اس چیز کو کہتے ہی ہیں جس کے چھپانے کا حکم ہے، اور یہ صنف چونکہ چھپانے کیلئے ہے، اسی لئے اس کو عورت اور مستورات کہتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطان۔ عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ نکلتی ہے شیطان اسکی طرف جھانکتا ہے۔ رواہ الترمذی عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه، لہذا اس کی آواز بھی بلاضرورت مردوں سے مخفی رہنی چاہیئے، یہاں تک کہ جو زیور پہنیں ان کی آواز بھی اجنبی کو نہ پہنچے۔ اور خوشبو

لگائیں تو ایسی نہ ہو کہ اسکی مہک دوسروں کو پہونچے۔ حدیث صحیح میں ارشاد ہوا طیب الرجال ریح لا لون لها و طیب النساء لون لا ریح لها۔ جب شرع مطہر نے یہاں تک لحاظ رکھا ہے تو گانا کہ فطرۃً اس میں مقناطیسی کشش ہے بلا قصد اس طرف نفس کو توجہ ہوتی ہے عورتوں کو اسکی اجازت کیونکر ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ قواعد موسیقی کی بھی اس میں رعایت ہو۔ ایسے گانے کے مظنۂ فتنہ ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ اور گانے والی جب بازاری عورت ہو تو بلا تکلف سننے کے لئے سوا حیا کے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے، پھر سننے والے ضرور ادھر جائیں گے اور اس گانے سے لطف اٹھائیں گے۔ اور گانے کا اثر جذبات کو ابھارتا ہے، پھر اہل زمانہ خصوصاً عوام کی حالت معلوم، ان کے دلوں میں جو خیالات و جذبات اسے سن کر پیدا ہوں گے ظاہر، ردالمحتار میں ہے۔ فی النوازل نغمة المرأة عورة وتعلمها القرآن من المرأة احب قال علیه الصلاة والسلام التسبیح للرجال والتصفیق للنساء فلا یحسن ان یسمعها الرجل اھ و فی الکافی لا تلبی جهرا لان صوتها عورة ومشی علیه فی المحیط فی باب الاذان بحر قال فی الفتح وعلی هذا لو قیل اذا جهرت بالقرأة فی الصلاة فسدت کان متجها ولهذا منعها علیه الصلاة والسلام من التسبیح بالصوت لاعلام الامام بسهوه الی التصفیق اھ واقره البرهان الحلبی فی شرح المنیة الکبیر وکذا فی الامداد ثم نقل عن خط العلامة المقدسی ذکر الامام ابو العباس القرطبی فی کتابه السماع ولا یظن من لا فطنة عنده انا اذا قلنا صوت المرأة عورة انا نرید بذلك کلامها لان ذلك لیس بصحیح فانا نجیز الکلام مع النساء للاجانب ومحاورتهن عند الحاجة الی ذلك ولا نجیز لهن رفع اصواتهن ولا تمطیطها ولا تلیینها وتقطیعها لما فی ذلك من استمالة الرجال الیهن وتحریك الشهوات منهم ومن هذا لم یجز ان توذن المرأة اھ۔ اس عبارت سے بخوبی ظاہر کہ شرع مطہر نے عورتوں کی آواز کو غیروں سے

محفوظ رکھنے میں کہاں تک خیال فرمایا ہے جب تسبیح وتلبیہ واذان کہ ذکر الٰہی ہیں ان میں آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا تو اشعار عاشقانہ کا گانا کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ ایسے مضامین سے ایسے ہی خیالات پیدا ہوں گے اور خواہش نفسانی میں جوش پیدا ہوگا سننے والے اس کی طرف چل پڑینگے۔ اور جب بے پردہ بے حجاب ہوگی تو دیکھینگے بھی، اور طرح طرح کے معاصی میں مبتلا ہوں گے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء، میرے بعد عورتوں سے زیادہ کوئی فتنہ مردوں پر ضرر رساں نہیں۔ رواہ البخاری ومسلم عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضور سے سوال کیا کہ اگر اچانک (بلا قصد) نظر پڑجائے تو کیا حکم ہے ارشاد فرمایا نگاہ پھیرلے رواہ مسلم، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا، یا علی لا تتبع النظرۃ النظرۃ فان لک الاولیٰ ولیست لک الآخرۃ ای علی اگر دفعتاً نگاہ پڑجائے تو اسکے بعد دوسری نگاہ نہ پڑے (یعنی فوراً نظر پھیرلو) کہ پہلی نظر (جو بلا قصد تھی) جائز ہے اور دوسری، جائز نہیں، رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والدارمی عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب ایسے بڑے جلیل القدر صحابی سردار ولایت کو یہ حکم دیا جاتا ہے، تو اب اس زمانہ کے غیر متشرع فسق وفجور میں مبتلا رہنے والوں کا قول کہ ہمیں اپنے دل پر قابو ہے، عورتوں کی طرف نظر کرنے سے ہمارے خیالات خراب نہ ہوں گے، ایک شیطانی دھوکا ہے، جو عند الشرع ہرگز مقبول نہیں۔ جو لوگ گانا سننا جائز کہتے ہیں وہ بھی مطلق جائز نہیں کہتے، بلکہ ان کے نزدیک اس کے جواز کیلئے چند شرطیں ہیں۔ انمیں ایک بھی معدوم ہو تو جائز نہیں، ردالمحتار میں ہے۔ ومن اباحہ من الصوفیۃ فلمن تخلی عن اللھو وتحلی بالتقوی واحتاج الی ذلک احتیاج المریض الی الدواء ولہ شرائط ستۃ ان لایکون فیھم امرد الخ

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ان شرائط میں پہلی شرط یہ ہے کہ امرد نہ ہو، جب امرد کا ہونا ناجائز کردیتا ہے تو جہاں عورت گانے والی ہو وہ کب جائز ہوسکتا ہے بالجملہ بازاری عورتوں کے گانے ضرور ناجائز، خصوصاً اماکن متبرکہ میں کہ اولاً ایسی جگہ کو ایسی ناجائز باتوں سے زیادہ محفوظ رکھنا چاہئے، ثانیاً، حاضرین فیض و برکت لینے کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور ان امور میں مبتلا ہو کر گنہگار ہوتے ہیں، جو لوگ اتنا قابو رکھتے ہیں کہ اوسے روک سکیں ان پر لازم کہ اپنے اختیارات ازالہ منکر میں صرف کریں، حدیث میں ہے۔ من رای منکر افلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الایمان۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱ مرسلہ جناب کفایت حسین صاحب حنفی رضوی قادری بریلوی ساکن صالح نگر بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و وارثان انبیاء و مرسلین صلوۃ اللہ وسلام علی نبینا وعلیہم اجمعین۔ اس مسئلہ میں کہ زید کا ایسے آدمیوں سے رسم وتعلق بسبب دنیا کے میل جول سے ہے کہ وہ قمار باز ہیں اور نشہ باز وزنا کار ورشوت خور ہیں ان کے ساتھ کھانا پینا کوئی حرج شرع تو نہیں ہوتا ہے اور اگر ہوتا ہے تو کیا اور کتنا؟

۲۔ زید کا ایسے آدمیوں سے بھی رسم وتعلق ہے کہ ان کے بھائی برادر نشہ کا کام کرتے ہیں مثلاً نشہ بناتے ہیں یا نشہ فروخت کرتے ہیں یا قمار بازی کرتے ہیں اور وہ پیسہ زید کے تعلق داروں کے گھر آتا ہے زید ان کے ساتھ رہے او کھائے پئے تو کیا حرج شرع ہوگا۔؟

۳۔ ایسے شخص جیسے کہ اوپر تحریر ہیں ان کے کوئی تقریب خاص و عام یا نیاز و فاتحہ ہو تو شرکت بروئے شرع کیسا؟

۴۔ عورت اگر مرد کو سلام کرے مثلاً بڑے بھائی چچا ماموں نانا وغیرہ کو تو کن

لفظوں میں اور ان مردوں میں جواب کن لفظوں میں ہونا چاہیئے ؟

۵ مرد اگر عورت کو سلام کرے مثلاً بڑی ہمشیرہ، چچی، خالہ، ممانی، نانی وغیرہ کو تو کن لفظوں میں، اور عورت کا جواب کن لفظوں میں ہونا چاہیئے ؟

بینوا توجروا۔ جواب کتبہائے معتبرہ سے فرمائیں جائیں ؟

الجواب (۱) :۔ فساق سے میل جول میں اگر گمان غالب ہو کہ وہ فسق و فجور سے باز آئیں گے تو بہ نیت اصلاح اون سے میل جول کرے اور اگر یہ گمان غالب ہو کہ ترک تعلق میں نفع ہوگا یعنی متاثر ہو کر فسق کو ترک کریں گے، اور آج کل عام طبائع اسی قسم کی ہیں تو ایسی صورت میں میل جول نہ کرے اور اگر نہ میل جول سے باز آنے کا گمان ہو نہ مقاطعہ سے، جب بھی ترک تعلق ہی کرلے۔ کہ اپنا فائدہ اسی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) :۔ بہتر یہی ہے کہ زید اون سے جدائی کرے، اور اگر وہ کھانا مشتبہ ہو تو اوس سے پرہیز کرے۔ من اتقی الشبہات فقد استبرأ لدینہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) :۔ اگر مجلس دعوت میں کوئی قبیح شئی ہو مثلاً ناچ وغیرہ تو اوس میں ہرگز شریک نہ ہو کہ حرام ہے اور نہو تو وہی تین صورتیں ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴-۵) :۔ مرد کو سلام کرے تو السلام علیک یا السلام علیکم کہے۔ عورت کو سلام کیا جائے تو السلام علیکِ یا علیکن کہا جائے۔ اور آج کل جس طرح رواج ہے کہ صرف سلام کہتے ہیں اس سے بھی سلام کی سنّت ادا ہوجاتی ہے قرآن مجید میں فرمایا۔ قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم

---

[۱] پ ۱۲ سورہ ھود، رکوع ۶۔ مصباحی

مسئلہ:۔ از قصبہ فتح کھلڈا۔ تعلقہ مہکر۔ ضلع بلڈانہ ملک میرار سی پی محمد اسلم خان ولد محمد سرفراز خان صاحب۔

مشرک لوگ جو کھانا یا شیرینی یا میوہ یا غیر کھانے والی شئی وہ اپنے دیوتاؤں کے نام خیرات کرنے اور نذر کرنے کی نیت سے تقسیم کرتے ہیں۔ وہ لینا کھانا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا جو بجرا دیوؤں کے نام سے چھوڑا ہوا ہو اس کا گوشت کھائیں یا نہیں؟ یا دیوؤں کے نام سے باغ یا کنواں وقف کیا ہو تو اس کا پانی پھل مسلمان استعمال کریں یا نہیں؟ خلاصہ فرمائیں؟

الجواب:۔ جو مٹھائی وغیرہ بتوں پر چڑھاتے ہیں۔ اگرچہ وہ حرام نہیں ہوجاتی تاہم اس سے اجتناب اولیٰ ہے۔ کہ وہ اسے تبرک سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں۔ اور بت پر چڑھنے کے بعد کوئی چیز تبرک نہیں ہو سکتی۔ جانور جو بتوں کے نام پر چھوڑتے ہیں۔ وہ مالک کی ملک میں باقی رہتا ہے۔ اگر اس کے مالک سے اجازت لیکر کسی نے اللہ کے نام سے ذبح کیا حلال ہوگیا۔ کہ ذبح میں نیتِ ذابح کا اعتبار ہے، اگر اس نے اللہ کے نام سے ذبح کیا۔ حلال ہے۔ اور غیر اللہ کے نام ذبح کیا تو حرام اگرچہ مالک کی نیت کچھ ہو۔ یوہیں باغ کا پھل اور کنویں کا پانی بھی جائز ہے حرمت کی کوئی وجہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از مولوی عبد الکریم صاحب اسلام میاں کی باڑی محلہ بیچن تلہ شہر ہوڑہ۔ ۵ رجب ۴۶ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں آج کل کے مصنوعی ہجڑے جن کا پیشہ ناچ و رنگ ہے۔ اور دیگر افعال منکرات کے مرتکب ہیں، اگر وہ میلاد کرائیں تو ان کی مجلس میلاد شریف میں شرکت کرنی اور شیرینی لینی یا ان کے شادی وغیرہ کی ضیافت قبول کرنی اور ان سے

مسجد وغیرہ کیلئے چندہ اور کسی قسم کی امداد لے سکتے ہیں یا نہیں ؟

۲ عورتوں کو اینگور، سیندور، البسن وغیرہ مانگ میں لگانا اور پیشانی پر ٹکلی چسپاں کرنا، کیا اس میں کوئی کراہت ہے ؟ کیونکہ بکر کہتا ہے کہ حرام ہے ؟

۳ سعد و نحس یا عقرب جنتریوں میں لکھا رہتا ہے، اس کے مطابق عمل کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے ؟

۴ انگریزوں کے مستعمل گرم کوٹ جو بازاروں میں کم قیمت پر فروخت ہوتے ہیں آیا خرید کر استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں۔ اور انگریزوں کی وضع پر کمیز کوٹ از سر نو بنوانا جائز ہے یا ممنوع ؟ اگرچہ دامن نیچا ہو ؟ کیونکہ ان کے کوٹ کمیز کا دامن کمر سے کچھ نیچے ہوتا ہے۔ واسکٹ پہننا کیسا ہے ؟

الجواب (۱):- اگر معلوم ہے کہ یہ مال جو چندہ وغیرہ میں دے رہا ہے، بعینہ حرام ہے۔ تو اس کا لینا جائز نہیں۔ یو ہیں اگر غالب گمان اوسی کا ہے۔ جب بھی نہ لے۔ اور اگر اس کے پاس حرام و حلال دونوں قسم کے مال ہیں۔ اور یہ علم نہیں کہ یہ جو دے رہا ہے حرام ہے۔ تو اس صورت میں احتیاط اولیٰ ہے۔ من اتقی الشبہات فقد استبراء لدینہ۔ ایسے لوگوں سے اتنا خلط نہ کرنا چاہئے کہ اونکی شادی وغیرہ تقریبات میں شرکت ہو کہ اولاً ایسے لوگوں کی تقریبات منکرات شرعیہ سے خالی نہیں ہوتیں، اور ہوں بھی تو ان کے یہاں جانا تہمت سے خالی نہیں۔ اتقوا مواضع التہم۔ یو ہیں ان کے یہاں مجلس میلاد شریف میں بھی شرکت نہ کرے۔ مگر جب کہ مقصود شرکت سے امر بالمعروف و ازالۂ منکر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) سیندور لگانا مثلہ میں داخل اور حرام ہے۔ نیز اوسکا جرم پانی بہنے سے مانع ہو گا۔ جس سے غسل نہیں اترے گا۔ اور افشاں یا ٹکلی بھی وضو و غسل کے ادا کرنے میں مانع ہیں۔ اور ٹکلی میں ہندؤں سے مشابہت ہوتی ہے کہ

مسلمان عورتیں استعمال نہیں کرتیں۔ ان کے استعمال سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ سب بے اصل اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں کہ اونکا اعتبار ہرگز نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) کفار کے وضع کے کپڑے پہننا ناجائز۔ یعنی جو وضع اونکے ساتھ مخصوص ہو اس سے احتراز لازم، حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ایاکم وزی الاعاجم کماھو مروی فی صحیح مسلم۔ اگر خاص ان کی وضع کے نہ ہوں، تو استعمال کرسکتے ہیں، اگرچہ پُرانے خریدے گئے ہوں۔ کہ قرن اوّل میں صحابہ کرام اموال غنیمت میں کفار کے کپڑے بھی لیتے اور انھیں استعمال فرماتے۔ یوہیں وہ کپڑے جو اون کی وضع کے ہیں اون کو کاٹ کر دوسری وضع کے بنا لیئے جائیں کہ اب وہ کفار کی وضع کے باقی نہ رہیں، تو اون کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ (۱) از گرمٹکال ڈاکخانہ نارائن پیٹھ ریاست حیدرآباد دکن مرسلہ مولوی اسرارالرحمٰن صاحب ۱۸ رجب ۱۳۲۶ھ

کتاب سیدالاولیاء مطبوعہ مطبع محب ہند دہلی فیض بازار کے صفحہ ۲۸۷ سطر ۱۴ میں شہر صفر کے آخری چہار شنبہ کو لکھا ہے کہ قوی البرکت ہے۔ اور خوشی منائے، خیرات کرے، وغیرہ ایک رباعی بھی واللہ اعلم کس کی ہے، مشہور ہے کہ ؎

آخری چہار شنبہ ز ماہ سفر ؎ جانب باغ سیر کن بنگر
ہر کہ شادی کند دریں آوان ؎ غم نہ بیند بقول پیغمبر

تیسرا مصرع مجھے اس وقت یاد نہیں آیا۔ ظنی لکھدیا ہے۔ ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ، حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی جن کے خاندان سے اس ناأہل کا بھی تعلق ہے۔ اس کا رد معلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس کا فیصلہ آپ فرمادیں

اس کا یہاں اور غالباً ہندوستان کے اور مقامات میں بھی بہت رواج ہے۔ کہ جنگل کو سیر کیلئے جاتے ہیں۔ اور کئی قسم کے کھانے تیار کرتے ہیں ؟

مسئلہ (۲) محرم شریف میں ایستادگی عَلم و تعزیہ کے متعلق لوگوں کے مختلف روایات ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کے نام کی چیز ہے۔ اور علموں پر نام پاک آل اطہار و بعض آیات قرآنی بھی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض روایات ہیں کہ حافظ محمد علی صاحب حضرت شاہ سلیمان موسوی کے خلیفہ اس کے خلاف تھے ایک بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعزیہ کے ساتھ دیکھا۔ جب سے وہ تعزیہ کیلئے اپنے ہاتھ سے بانس کی کھپچیاں چھیلا کرتے ہیں۔ لہذا اس کے متعلق احکام شریعت و طریقت لکھیئے ؟

الجواب (۱) :- آخر چہار شنبہ بالکل بے اصل ہے، اور یہ جو مشہور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس روز غسل صحت فرمایا۔ کتابوں سے ثابت نہیں۔ بلکہ اس کا عکس ثابت ہوتا ہے یعنی اس دن میں مرض شدید و سخت تھا۔ لہذا جس بنا پر خوشی منائی جاتی ہے، وہ صحیح نہیں، تو یہ کام بھی وجہ صحت نہیں رکھتا، رہا حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس دن کو با برکت فرمانا ہو سکتا ہے کہ اپنے کشف سے معلوم فرمایا ہو۔ چونکہ آپ کے کلام سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے با برکت ہونے کی کیا وجہ ہے۔ لہذا اس کو اس بے اصل بات پر حمل نہ کیا جائے گا۔ اور ممکن ہے کہ حضور کے مرض کی شدت کا دن ہے اس وجہ سے صدقہ دینے کو فرماتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ چونکہ خود حضرت محبوب الٰہی سلطان الاولیاء کی ولادت کا دن ہے۔ اس وجہ سے با برکت فرماتے ہیں، اور خوشی کرنے کا حکم دیتے ہیں جس طرح بزرگان دین کا روز وصال با برکت دن ہوتا ہے، اسی طرح روز ولادت بھی با برکت ہے۔ کہ اہل دنیا کو یہ نعمت اوس روز ملی ہے اور یہ رباعی ادسی

بے اصل روایت کی بنا پر ہے، لہذا قابل اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ علم و تعزیہ بدعت ہیں، بلکہ سیکڑوں بدعتوں کے مجموعہ کا نام تعزیہ داری ہے، ایسی روایتوں اور حکایتوں پر احکام شریعت کا مدار ہو تو شریعت نہ ہوئی کھیل ہوا۔ آپ ان تمام افعال کی طرف نظر کیجئے جن کو تعزیہ داری کا جزو لاینفک تصور کیا جاتا ہے، تو واضح ہو جائیگا کہ تعزیہ داری کتنے قبائح پر مشتمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از قصبہ بھینڈاڑا ڈاکخانہ خاص ضلع بیچ علاقہ ریاست ادمپور میواڑ مرسلہ جناب عبدالمجید صاحب پیش امام مسجد نداخان۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمان کو دھوتی کا پہننا درست ہے یا نادرست، اس طرح پر کہ جیسے عام کافر و مشرک دھوتی پہنتے ہیں، یعنی دھوتی کی دونوں لنگوں کو ٹانگوں میں ڈال کر پیچھے کمر پر گھرس لینا، لہذا بموجب قرآن مجید و حدیث شریف کے مفصل و مشرح جواب مرحمت فرمادیں، عنداللہ و عندالرسول ماجور و مشکور ہوں گے۔؟

مسئلہ (۲) مسلمان عورت کو لہنگا پہننا درست ہے یا نادرست ؟

الجواب (۱-۲):۔ مسلمان کا لباس اُس قسم کا ہونا چاہئے۔ جس طرح عام مسلمانوں خصوصاً صالحین کے لباس ہوتے ہیں۔ ایسا لباس جو کافروں کی وضع قطع کہلاتا ہے ناجائز ہے۔ خصوصاً جبکہ اوسکی وجہ سے مسلم و کافر کا امتیاز جاتا رہے۔ ان بلاد میں جہاں دھوتی خاص ہندؤں کا لباس گنا جاتا ہے، مسلمانوں کو پہننا نہ چاہئے صحیح مسلم شریف کی حدیث میں امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد موجود ہے۔ ایاك وزی الاعاجم۔ عجمیوں یعنی مجوسیوں کے لباس سے بچو، یونہیں لہنگا کہ یہ بھی ہندوانی وضع گنی جاتی ہے، اس سے بھی مسلمان عورتیں پرہیز کریں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ظاہری حالت کو بھی کفار سے مشابہ نہ ہونے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از کاٹھیاواڑ مرسلہ جناب محمد عمر خانصاحب لکھنوی مقام گونڈل بردوکان جناب موسیٰ میاں حاجی ہاشم میاں ٹوپی والے ۱۰ ذی الحجہ ۴۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چیناسلک "جو چین کا ریشم ہوتا ہے۔ جس کا تانا بانا دونوں ریشم ہوتا ہے، اسکا پہننا کیسا ہے۔ آیا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اور جائز ہے تو اس کی کیا وجہ ہے مفصل جواب روانہ کیجئے گا، چیناسلک کا نمونہ بھی حاضر ہے؟

الجواب:- ریشم کے کپڑے پہننا مردوں پر حرام ہے، حدیث میں ارشاد ہوا، محرم علی ذکور امتی۔ ریشم کیڑے سے پیدا ہوتا ہے۔ آج کل درختوں کی چھال کو باریک کرکے بھی ریشم بناتے ہیں مگر یہ نہ حقیقتاً ریشم ہے نہ اوسکا پہننا حرام اگر یہ "چیناسلک" نقلی ریشم ہو تو جائز ہو گا۔ جو لوگ اس کے ماہر ہیں وہ شناخت کرسکیں گے۔ کہ یہ اصلی ریشم ہے یا نقلی۔ بظاہر دیکھنے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصلی ریشم ہے، بہر حال اگر اس کا نقلی ہونا ثابت ہو جائے، تو حرام نہ ہوگا پھر بھی احتیاط چاہیئے کہ اگرچہ حرام نہ ہو۔ مگر لوگوں کو بدگمانی کا موقع ہے۔ اور ایسے امور سے بھی پرہیز چاہیئے۔ حدیث میں ہے۔ اتقوا مواضع التھم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از اجمیر شریف ۱۱ ذی الحجہ ۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں جو حسب ذیل تحریر ہیں کہ، لڑکی بالغ زمانہ حال میں کس عمر میں ہو جاتی ہے؟

(۲) جس سے نکاح جائز ہے اس سے پردہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب (۱):- کم سے کم نو برس کی عمر میں لڑکی بالغ ہوسکتی ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں، درمختار میں ہے، فان لم یوجد فیھما شیئ (ای من علامۃ البلوغ) فحتی یتم لکل منھما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی۔ اوسی میں ہے۔ وادنیٰ مدتہ

لہا تسع سنین وھو المختار، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب(۲): جس سے نکاح جائز ہے اوس سے پردہ لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: مسئولہ محمد اسد اللہ طالب علم مدرسہ منظر اسلام بریلی ۱۰ ارجمادی الآخرہ ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ذکر جلی کی حد کیا ہے؟ کس طریقہ پر کرنا چاہیئے۔؟

الجواب: اتنی آواز سے ذکر نا کہ دوسرے سنیں، "ذکر جہر" ہے اور مشائخ کے یہاں اس کے بہت سے طریق ہیں، مبتدی کیلئے ذکر جہر چار ضربی زیادہ مفید ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانوں بیٹھکر بائیں پاؤں کی رگ کی ماس دہنے پاؤں کے انگوٹھے سے دبائے اور سر اتنا جھکائے کہ پیشانی گھٹنے کے مقابل ہوجائے اور بائیں جانب سے لا شروع کرکے دہنے گھٹنے کے مقابل تک سرلائے اور یہاں سے الٰہ شروع کرے یوں کہ دہنے مونڈھے پر ل کو ختم کرے اور ہ موںھ پیچھے پھیر کر کہے اور الا اللہ کی ضرب قلب پر لگائے، ذکر جہر بقوت زیادہ مفید ہے مگر نہ اتنا قوی کہ اپنے کو ضرر پہونچے اور یہ بھی خیال رہے کہ مریض یا سوتے یا نمازی یا کسی کو اسکی وجہ سے تکلیف نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: مسئولہ سید ایوب علی صاحب بریلی محلہ سوداگران ۲۵ ر شعبان ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب کو لڑکی پیدا ہوئی گھر کے لوگ "عاصیہ" نام رکھتے ہیں اس کے متعلق جو ارشاد ہو جواب دیا جائے۔؟

الجواب: یہ نام اچھا نہیں حدیث میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک صاحبزادی کا نام "عاصیہ" تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو بدلکر "جمیلہ" نام رکھا۔ رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اس لڑکی کا وہی نام رکھیں جو حضور نے رکھا یعنی جمیلہ یا آسیہ نام رکھدیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ شمس الدین ساکن محلہ بہاری پور بریلی ۷ رشوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف حضرت کہدینا کیسا ہے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت لکھا ہے، یا آپ کے خلفائے راشدین نے بھی کہیں لکھا ہے۔ یا ہمارے علماء نے کہیں لکھا ہے یا ہمارے اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہیں لکھا ہے۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت نہ کہیں تو کیسا ہے؟

الجواب:۔ لفظ حضرت الفاظ تعظیم سے ہے اس کے بولنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اس کے بعد درود شریف بھی ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جب ذکر کیا جائے، درود شریف کے ساتھ ہونا چاہئے۔ نیز درود شریف سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ یہ لفظ خصائص سے نہیں، اور غیر نبی وملک پر بالاستقلال درود بھیجنا منع ہے، اور لفظ حضرت کہنا ضروری نہیں بلکہ اختیار ہے کہ کوئی دوسرا لفظ استعمال کریں مثلاً حضور، آقا، مولیٰ، جناب یا اوصاف کریمہ رسول اللہ، نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی یاد کرسکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ رحیم بخش ساکن محلہ شاہدانہ بریلی ۲۸ رشوال ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس نے فرائض کی نافرمانی کی، اسواسطے برادیوں نے اس کو بند کردیا۔ اور کچھ لوگوں نے اسکی شراکت دی، اور اس شخص نے کھانا کیا، وہ کھانا کیسا ہے، کھانے کے واسطے اور جن آدمیوں نے انکی شراکت دی ہے ان کو شرع شریف کیا حکم دیتی ہے؟

حاشیہ عــہ **مسئلہ**:۔ مسئولہ غلام عباسی محلہ تکیہ بقر علی بریلی ۱۵ رشوال ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عرصہ تین سال کا ہوا شادی کیئے ہوئے۔ پہلی رخصت میں ایک شبانہ روز رہ کر چلی گئی دوسری رخصت میں بیس روز رہ کر چلی گئی اس کے بعد یہیں جھگڑے شروع ہوئے۔ اب اپنا مہر گھر بیٹھے طلب کرتی ہے۔ اس وجہ پر برادروں نے یہ فیصلہ کردیا تھا کہ نہ تو لڑکی والا اپنی لڑکی کو بلا عذر شرعی روک سکتا ہے۔ اور نہ لڑکا والا بلا عذر شرعی لڑکے کی بیوی روک سکتا ہے۔ اب لڑکی نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ میرا مہر دلوا دیا جائے۔ لہذا کس شکل پر وہ مہر لے سکتی ہے؟

الجواب:۔ بیان سائل سے معلوم ہوا کہ مہر میں مؤجل یا معجل کی کوئی شرط نہ تھی۔ لہذا اس وقت عورت مہر نہیں لے سکتی بلا رضامندی۔ واللہ تعالٰی اعلم

کتبہ سلطان احمد عفی عنہ ۱۲ منہ

الجواب:۔ اگر صورت واقعہ یہی ہے کہ اس شخص نے حکم شرع کو نہ مانا، اس بنا پر اہل برادری نے بند کردیا، تو جب تک توبہ کرکے حکم شرع کو قبول نہ کرے اہل برادری اسکی شرکت نہ دیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے، فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ، اور جو ایسے کا شریک ہو اس کیلئے بھی یہی حکم ہے، اور یہ شرکت ناجائز، قال اللہ تعالٰی۔ تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اور یہ کھانا جو مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنیکے لئے کیا گیا ہے اسے کھانا بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ مسیت اللہ محلہ عالمگیری گنج بریلی ۲۸ رشوال ۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے لڑکے کا ختنہ کیا، اور اس کی خوشی میں اہل برادری کا کھانا کیا، مگر زید کی منکوحہ دختر اپنے شوہر کے یہاں جانے سے بسبب آپس کے نزاع

کے رکی ہوئی ہے، اور اس کی خواہش یہ ہے کہ میرا مہر معجل مجھکو دیدیا جائے، تب میں شوہر کے یہاں جاؤنگی، لہٰذا بدیں وجہ اہل برادری کا اعتراض ہے کہ زید کے یہاں کا کھانا حرام ہے، لہٰذا دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ یہ کھانا حرام، یا حلال اور اگر حلال ہے تو اعتراض کرنے والوں پر حد شرع کیا قائم ہو؟

الجواب:۔ پیشتر فقیر کے پاس اس مضمون کی تحریر آئی کہ زید نے حکم شرع کو نہ مانا اس بنا پر اہل برادری نے اسے بند کیا۔ پھر برادری کے توڑنے اور اپنا شریک بنانے کیلئے یہ کھانا کیا۔ اگر واقعہ یہی ہے تو کھانا اور شریک ہونا نا جائز، اب اس استفتاء سے معلوم ہوا کہ اس زید نے نہ حکم شرع کی مخالفت کی اور نہ برادری نے اسے بند کیا اور یہ کھانا بتقریب ختنہ ہے لہٰذا اگر صورت واقعہ یہ ہے تو کھانے میں شریک ہوسکتے ہیں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ کذب و افتراء سے بچیں، اور جو سچا معاملہ ہو اس پر کاربند ہوں، اور نا جائز نزاع و نفسانیت کو دور کرکے حکم شرع کا اتباع کریں۔ احکام شرعیہ عمل کیلئے ہیں اس لئے نہیں کہ دوسرے کو زد پہنچائی جائے، اور خود عمل نہ کیا جائے، اللہ عزوجل نیک راستہ پر چلائے اور نفسانیت کو دور کرے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس سوال کے بارے میں طوائفان کے یہاں وعظ کہنا جائز ہے یا نہیں، اور وعظ ختم ہونے کے بعد شرینی وغیرہ تقسیم ہو تو اسکا لینا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور مولوی یعنی واعظین کو وہ لوگ نذرانہ دیویں تو اسکا لینا درست ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۲) وعظ یا میلاد شریف میں اکثر میلاد خواں یا واعظین کا یہ دستور ہوا کرتا ہے کہ وعظ ختم کرنے کے پہلے ہی بتاشہ یا شرینی تقسیم کروادیا کرتے ہیں، اور بعد ختم وعظ کے صرف دعا کر لیتے ہیں، اور بعض واعظین یا میلاد خواں کا یہ دستور ہوتا ہے کہ بعد ختم وعظ کے کچھ شرینی سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ دیکر بعد کو تقسیم کرواتے ہیں، جو

تبرک سمجھی جاتی ہے، چونکہ طوائف کے یہاں وعظ ختم ہونے سے پہلے ہی شرینی وغیرہ تقسیم کروادی تھی اور بعد ختم واعظ کے صرف دعا مانگی تو کیا وہ شیرینی تبرک سمجھی جاوے گی، کیونکہ اس پر فاتحہ تو ہوئی ہی نہیں تھی تو اسکا لینا اور کھانا درست ہوا یا نہیں؟

اور یہ بھی ہمکو علم نہیں ہے کہ وہ شیرینی جو تقسیم ہوئی تھی ناجائز پیسہ کی تھی یا جائز کی سوا اس شیرینی کا لینا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب (۱):۔ طوائف کے یہاں جانا ہی ناجائز ہے، مگر جبکہ اس امر کیلئے گیا کہ اس کے پیشہ کی مذمت بیان کریگا اور توبہ کرائیگا اور چھوڑوانے کی کوشش کریگا۔ اور انکی شرینی اور نذرانہ سے اجتناب ہی چاہئے۔ اتقوا مواضع التهم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ جبکہ بعینہ اس شرینی کا حرام ہونا معلوم نہ ہو تو حرام نہیں، اشباہ والنظائر میں ہے الحرمة تنتقل مع العلم، امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وبه ناخذ مالم نعرف شيئاً حراماً بعينه[۱]، مگر طوائف کے یہاں جائے کیوں کہ شیرینی لینے نہ لینے کا سوال پیدا ہو، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ عبد الحکیم محلہ قصابان بریلی ۴ محرم ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مذاقاً بہ نیت اہانت برہمن کے اسکو ہاتھ دکھلانا اور بعد ہاتھ دکھلانے کے اس کے سامنے

---

[۱] طوائف کی شیرینی یعنی نفس طعام اس صورت میں حرام ہوگا جبکہ بعینہ وہی طعام اسے بطریق حرام ملا ہو یعنی زنا کی اجرت میں بعینہ وہی شیرینی والی چیز دی گئی، یا طوائف نے اسے حرام روپئے سے خریدا اور خریداری میں عقد و نقد اسی حرام روپئے پر جمع ہوئے حرام پر عقد ہونیکے یہ معنی ہیں کہ وہ حرام روپئے دکھا کر کہا کہ اسکے بدلے فلاں چیز دے دو، ۔ پھر جب بائع نے وہ چیز دے دی تو مشتری نے وہی حرام روپئے ثمن میں دیئے یہ حرام کا نقد ہوا ان دونوں صورتوں میں وہ شیرنی حرام ہے ورنہ نہیں، البتہ اس سے اجتناب اولیٰ ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفےٰ مصباحی

لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم پڑھنا اور برہمن کو دل سے جھوٹا سمجھنا، اور اس کی بات پر عمل نہ کرنا کیسا ہے، بینوا توجروا

الجواب:- اگر اہانت مقصود تھی اور اسے جھوٹا جانا تو اس غرض سے ہاتھ دکھانے میں کوئی حرج نہیں، مگر یہ ظاہر بھی اسی وقت کردے کہ دوسروں کو دھوکا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- مسئولہ بہار شاہ ساگن ہرہرپور تھانہ حافظ گنج ضلع بریلی، ۱۳ محرم ۱۳۴۲ھ

علمائے دین و شرع متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک موضع میں فقیروں کا چھاندہ بند کردیا، مسلمانوں نے اس وجہ پر کہ اہل اسلام تو یہ کہتے ہیں کہ ہم لڑکے کی شادی میں چھاندہ نہیں دیں گے، اور نیاز و تیجے و چالیسویں میں دیں گے اور فقیر یہ کہتے ہیں کہ جب تم دعوت کردگے تو ہم چھاندہ لیں گے، اور اگر آپکو یہی منظور ہے کہ ہم لڑکے کی شادی میں چھاندہ نہیں دیں تو آپ فقیروں کی دعوت لڑکے کی شادی میں نہ کریں، یہ بات اہل اسلام کو منظور نہیں ہے، اور اسی بات پر فقیر بند تھے، لیکن ایک مسلمان کے یہاں پر عقیقہ ہوا تھا اس نے سب فقیروں کی دعوت کی، اور قریب قریب کے آدمی علاوہ فقیروں کے تھے، اور صاحب خانہ اس بات کی قسم بھی کھاتا ہے کہ جس وقت میں نے فقیروں کی دعوت کی تھی تو اس وقت مجھکو یہ معلوم نہیں تھا کہ فقیر بند ہیں لیکن جس وقت فقیر اور سب اہل اسلام کھانا کھانے کے واسطے آئے، اور کھانا سامنے سب صاحبوں کے آچکا تھا، تو اس وقت جملہ مسلمانوں نے کہا کہ ہم کھانا نہ کھاویں گے اور باہم طرفین سے خوب گفتگو ہوئی اور صاحب کھانا نے مجبور ہو کر خدا اور رسول کا واسطہ دیا، اور توبہ بھی کرتا تھا اور بار بار رنجیدہ ہو کر خدا اور رسول کا واسطہ دیتا تھا لیکن کسی مسلمان نے نہیں مانا، اور یہ کہا کہ فقیروں کو اٹھادو تو کھانا کھاویں، لہذا ایسا ہوا کہ فقیروں کو اٹھا دیا تو سب مسلمانوں نے کھانا کھایا، علاوہ پھر بارھویں دن پنچایت ہوئی تو اسی شخص کو پھر خطادار بنانا چاہا تو اس نے کہا کہ میں نے تو حکم کی پابندی کی، کس طرح خطادار ہوں

تواس کو معافی ملی ؟

الجواب:۔ بیان سائل سے معلوم ہوا کہ فقیروں کو کھانا کھلانے کے بعد کچھ کھانا گھر لیجانے کیلئے دیتے ہیں، اسے چھاندہ کہتے ہیں۔ فقیروں کو کھانا کھلانا یا انھیں گھر لیجانے کے واسطے کچھ دینا یہ دینے والے کے اختیار میں ہے، فقیر اس کو جبراً نہیں لے سکتے وہ اپنی خوشی سے شادی یا غمی میں دیں، تو فقیر لے لیں، نہ دیں تو ان کا کچھ اختیار نہیں اور جس شخص نے فقیروں کو عقیقہ میں بلایا، اس کا شرعاً کوئی گناہ یا جرم نہیں، اور صاحب خانہ پر یہ تشدد کہ فقیروں کو اٹھادو، اس وقت ہم کھانا کھائیں گے، یہ سخت زیادتی ہے اور اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ دلانے پر بھی نہ ماننا، بہت بیجا ہٹ اور ضد ہے، بلاوجہ شرعی کسی کو ذلیل کرنا کب روا ہے، جس نے فقیروں کی دعوت کی یہ کوئی خطا نہیں، زبردستی اسے خطاوار ٹھہرانا ظلم ہے، یہ لوگ اس سے معافی مانگیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ رحیم بخش محلہ بہاری پور بریلی ۱۵ ار محرم ۱۳۴۲ھ

(۱) چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین وھادی راہ یقین حسب ذیل مسئلہ میں کہ زید فریق اکہرے میں ہے، اور عمرو فریق دوہرے میں۔ عمرو فریق دوہرے والے زید سے دوہرا حصّہ کے واسطے جبر کرکے زور ڈالتے ہیں کہ دوہرا حصّہ چودھری کو دو، دوہرا حصّہ جبراً طلب کرنا یا دینا ہماری شریعت مطہرہ میں جائز ہے یا ناجائز جو لوگ جبراً لڑکر کے دوہرا حصّہ لیتے ہیں ان کا کھانا کیسا ہے ؟

۲ سوم میں جو حصّہ چنے اور بتاشا تقسیم ہوتے ہیں وہ کس کا ہے ؟ اور جس پر یہ حصّہ چودھری صاحب دوہرا مانگتے ہیں وہ لینا کیسا ہے ؟

۳ سرپنچایت کسی سے خطاواری لیکر مٹھائی منگاتے ہیں اور چودھری لوگ اسکا بھی دوہرا حصّہ لیتے ہیں یہ کیسا ہے ؟

۴؎ اور میت کے چالیسویں کا جو کھانا ہوتا ہے اسکے بھی چودھری لوگ دوھری دعوت لیتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

۵؎ شادی کی تقریب منگنی میں جو بتاشا تقسیم ہوتے ہیں اس کا بھی دوہرا حصّہ لیتے ہیں؟

۶؎ جب شادی کا دن مقرر ہوتا ہے اس کا بھی دوہرا حصّہ لیتے ہیں یہ کل حصّہ جبر کرکے لیتے ہیں؟

الجواب:۔ لوگ اگر اپنی خوشی سے بلا جبر و تشدد اگر چودھری کو بوجہ اسکی عزت و امتیاز کے دوہرا حصہ دیں، تو اس میں کچھ حرج نہیں، اور اگر جبراً چودھری اپنی قوم سے دوہرا حصہ لے تو یہ ناجائز و حرام ہے، ہاں اگر چودھری کسی کام کے معاوضہ میں دوہرا حصہ لیتا ہو تو یہ ایک اجارہ ہو گا، اگر اجارہ کے شرائط پائیں جائیں مثلاً کام اور اجرت کی تعیین ہو تو اجارہ صحیح ہو گا، ورنہ فاسد، بیجے کے چنے بتاشے اور چالیسویں کا کھانا یہ حق فقرا ہے، اغنیاء کو ان سے اجتناب چاہئے، فتح القدیر میں ہے، ھی بدعۃ مستقبحۃ لأن الدعوۃ انما شرعت فی السرور لا فی الشرور، ہاں اگر چودھری یا برادری کے جو لوگ محتاج و فقیر ہوں تو کھا سکتے ہیں مگر دوہرا حصہ جبراً نہیں لے سکتے، خطاواری یعنی جرمانہ شرعاً ناجائز ہے، بحر الرائق میں ہے، التعزیر بالمال منسوخ۔ یہ رقم جب ناجائز ہوئی تو اس کا اکہرا حصّہ بھی ناجائز ہے نہ کہ دوہرا شادی یا منگنی وغیرہ خوشی کی تقریبوں میں خویش و اقارب یا اہل برادری کو جو حصّے بانٹے جاتے ہیں یہ ہدیہ و ہبہ ہے یہ امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں، اس میں اصلاً کراہت نہیں مگر جبراً دوہرا تو دوہرا اکہرا بھی نہیں لے سکتے، اور وہ اپنی خوشی سے دو تو کیا۔ دس حصّے بھی دیدے تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ حکیم حاجی سید نعیم الدین صاحب بہاری۔ حال مقام مانی کاچر

ڈاک خانہ زمانی کاچر ضلع دھوبڑی ۱۲ صفر ۴۲ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے حقانی نائب رسول صراط مستقیم کہ دستر خوان بچھا کر ہاتھ دھو کر کھانا کھانا سنت ہے، یا ہاتھ دھو کر دستر خوان بچھانا سنت ہے اور بعد کھانا کھانے کے دستر خوان پر ہاتھ منہ دھونا جائز ہے یا نہیں؟ دستر خوان زمانہ نبوی سے ایجاد ہوا ہے یا بعد میں کسی شاہی وقت سے یا قبل زمانہ نبوی سے ایجاد ہے اور دستر خوان کس خیال سے ایجاد کیا گیا؟

الجواب:۔ کھانے سے قبل اور بعد ہاتھ دھونا سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ برکۃ الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور دستر خوان ہونا بھی بہتر ہے احادیث سے ثابت۔ مگر یہ امر کہ پہلے دستر خوان بچھایا جائے یا پہلے ہاتھ دھوئے جائیں نظر فقیر سے نہیں گذرا، مگر جب اسی جگہ ہاتھ دھوئیں جائیں تو زیادہ نظافت اسمیں ہے کہ دستر خوان بچھانے سے قبل اور اٹھانے کے بعد ہاتھ دھوئیں کہ ہاتھ دھلانے والے کے پاؤں دستر خوان پر نہ پڑیں کہ اگر پاؤں صاف نہ تھے تو دستر خوان آلودہ ہوگا۔ اور اس پر روٹی رکھنے میں کراہت معلوم ہوگی اور بعد میں اگر کھانے کے ریزے گرے ہیں تو ان پر پاؤں پڑنا بھی اچھا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ جناب ثابت علی از ٹانڈا محلہ سکراول پورب طرف ضلع فیض آباد ۱۸ صفر ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ۔ بینوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ بغیر حساب عورت کو گائے وغیرہ کا دودھ دوھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ دودھ دوہنے کیلئے مرد ہونا شرط نہیں عورت بھی دوہ سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ محمد اسمٰعیل بیگ بیحنا تھ پارہ رائپور ممالک متوسط ۱۸رصفر ۱۳۴۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ والدین اپنی اولاد کو کسی قصور پر عاق کرنے کے مجاز ہیں اور کیا ایک بھی عاق کرسکتا ہے؟

الجواب:۔ اولاد کا عاق ہونا خود انکی صفت ہے والدین کے عاق کرنے پر موقوف نہیں، بلکہ شرعاً عاق کرنے کے کوئی معنی بھی نہیں، جو اولاد ماں باپ کی نافرمانی کرے یا انھیں ایذا دے وہ عاق ہے۔ اگرچہ والدین نے یہ نہ کہا ہو کہ میں نے عاق کیا اور یہ سخت کبیرہ ہے اور والدین میں ایک کا بھی عاق ہونا کبیرہ ہے اور دونوں کا ہے تو دوچند گناہ۔ عقوق الوالدین کی شرح میں مرقاۃ میں ہے۔ والمراد عقوق احدھما اور ایک حدیث میں خصوصیت کے ساتھ ماں کا ذکر آیا ہے۔ نھی عن عقوق الامھات صحیحین کی روایت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے۔ ان اللہ حرم علیکم عقوق الامھات۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ(۱) مرسلہ علی بخش صاحب قوم شیخ ساکن بریلی محلہ کانکر ٹولہ ۲ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ وہ کھانے جو غریبوں سے زبردستی اور اصرار کرکے لئے جاتے ہیں اور اگر نہ دیویں تو ذلیل کرتے ہیں اور طعن مارتے ہیں کہ ہم نے بھی کھلایا ہے ادلا بدلا ہے۔ یہ کھانے ہم کو شریک میں کیسے ہیں؟

مسئلہ(۲) کربلا کی سبیل میں جبراً چندہ لینا اور کربلا میں عورتوں کا جانا کیسا ہے؟

مسئلہ(۳) جوا کھیلنا اور جو کھیلنے کو منع کرے اس کو یہ جواب دینا کہ نہ کھیلیں گے تو چھچھوندر کا جنم ہوگا یہ کیسا ہے؟

مسئلہ(۴) یہ رسوم بیاہ شادی کے اندر موجود ہیں منڈھا گاڑنا۔ مٹی بھرنی ڈھولک بجانا۔ اور عورتوں کو گانا رسم رت کرنا۔ گھوگنی اور گلگلوں پر اصرار کرنا۔ دیگر ناچ باجہ وطائفہ وغیرہ کرنیکو جو منع کرے اسکو باٹرا دیا ٹرا دلا مذہب کہنا کیسا ہے؟

الجواب (۱):۔ جبراً کھانا لینا حرام ہے۔ اور کھانا نہ دینے پر اس غریب کو ذلیل کرنا بھی حرام۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ اور کھانا جو دعوتوں میں کھلایا جاتا ہے یہ قرض نہیں ہوسکتا کہ قرض میں تملیک ہوتی ہے اور یہاں تملیک نہیں بلکہ اباحت ہے۔ کہ کھلانے والے کی ملک میں ہے۔ اور یہ کھاتا ہے تو جبراً وصول نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ جبراً چندہ لینا حرام ہے اور اس مصنوعی کربلا میں مردوں کو بھی جانا جائز نہیں نہ کہ عورتوں کو ہرگز ہرگز جانے نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳):۔ جوا کھیلنا حرام و کبیرہ اور شیطانی کام ہے قرآن عظیم میں ہے انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن۔ اور یہ کہنا کہ جوا نہ کھیلے گا تو چھچھوندر کا جنم ہوگا کفر ہے۔ کہ یہ تناسخ (آواگون) کا قائل ہونا ہے اور تناسخ کا قائل ہونا کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴):۔ ڈھول بجانا، عورتوں کا گانا، ناچ، باجا، یہ سب حرام ہیں، گلگلے یا گھونگنیوں میں حرج نہیں جبکہ ان کے ساتھ گانا بجانا نہ ہو، رت جگا جو عام طور پر ہوتا ہے کہ عورتیں گاتی بجاتی ہیں یہ ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ڈاڑھی منڈانا کیسا ہے۔ ڈاڑھی جس کی منڈی ہوئی ہو۔ اس کے پیچھے نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں۔ لوگ عام طور پر ڈاڑھی کتروانے اور منڈوانے والے کو ایک نہیں سمجھتے یہ ان کا سمجھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ داڑھی جب تک ایک مشت سے زائد نہ ہو اس کا کتروانا حرام ہے اور منڈانا اس سے زائد برا، حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ، مونچھیں پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ اس مسئلہ کا کافی بیان رسالہ لمعۃ الضحی

مصنفہ شیخ الاسلام امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ میں مطالعہ کیا جائے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ حسین میاں از ہنیگلہ متعلقہ بھروچ ۷ ربیع الآخر ۴۲ھ

کیا حکم ہے شرع شریف کا کہ جو شخص داڑھی کتروائے (یعنی ایک مشت سے کم کرنا) اس کی امامت ناجائز ہے۔ چونکہ یہاں ایک مولوی صاحب کسی عربی رسالہ کے حوالہ سے امامت نادرست اور خود کی نماز نادرست یہاں تک کہ اس کے ساتھ سلام کرنا بھی نادرست ہے۔ اور اسکی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں اگر ایسا ہی ہے تو اکثر لوگوں کی نماز نادرست ہوگی اور سلام کا نادرست ہونا وغیرہ ایک فساد پیدا کرنے والا ثابت ہوگا۔ جناب اگر کسی متداول کتب کا حوالہ دیکر مرقوم فرمائیں عین نوازش ہوگی، اور مہر وغیرہ کا نقش بھی مرقوم ہو چونکہ چند آدمی جھگڑا کرنے کے درپے ہیں بغیر شرع کے تسلی نہیں ہوسکتی ہے۔ لہذا جتنا ہو مفصل طور پر مرقوم فرماویں اور منڈانے اور کترنے میں کیا فرق ہے؟

الجواب:۔ داڑھی کو کتر کر ایک مشت سے کم کرنا ناجائز و حرام ہے در ر و غرر وغیرہ میں ہے۔ الاخذ من اللحیۃ وھی دون القبضۃ کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھا فعل مجوس الاعاجم والیھود والھنود وبعض اجناس الافرنج۔ شیخ محقق لمعات میں فرماتے ہیں۔ قص اللحیۃ کان من صنیع الاعاجم وھو الیوم شعار کثیر من المشرکین کالافرنج والھنود ومن لاخلاق لھم فی الدین۔ درمختار میں ہے۔ فی المجتبیٰ قطعت شعرھا اثمت ولعنت زاد فی البزازیہ ولو باذن الزوج لانہ لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال۔ حدیث میں ہے۔ احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ۔ اور جب یہ معصیت و گناہ ہے تو چند بار کرنے سے

کبیرہ وفسق ہوگا کہ اصرار علی الصغیر کبیرہ ہے اور اسکا بالاعلان ہونا خود ظاہر محتاج بیان نہیں۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ غنیہ میں ہے فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا۔ افسوس کہ مسلمانوں کو حکم شرع اگر کوئی بتائے تو تسلیم وقبول کرنے کے عوض فساد کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں ان کی اس حرکت سے حکم شرع نہیں بدلا جائیگا اور اگر فساد کرینگے تو گناہ اور زیادہ ہوگا ایسے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی صورتیں اور سیرتیں موافق شرع کریں نہ یہ کہ الٹے لڑیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم اگر زیادہ تفصیل درکار ہو تو اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز کا رسالہ لمعۃ الضحیٰ مطالعہ کریں

مسئلہ:۔ مرسلہ حکیم عبدالرحیم۔ شہر امرتسر۔ دروازہ گلوالی بازار مسگراں ۱۴ شعبان ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحامیان شرع متین بابت اس مسئلہ کے جو کہ اشتہار بازار اور کوچوں میں ہوتے ہیں اور خشک ہوکر وہ نالیوں میں گر پڑتے ہیں اور یا کوئی لڑکا اوتار کر لیجاتا ہے اور اکثر دیکھا جاتا ہے نالیوں اور بازاروں میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں ان پر قرآن پاک کی آیات اور حدیثیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں سخت درجہ کی بے ادبی اور بے عزتی ہوتی ہے، وہی کاغذ کوڑے کرکٹ بازار صاف کرکے ڈالدیتے ہیں۔ آیا ایسے شخص سخت درجہ کے گناہ گار تو نہیں ہوتے؟ اور ایسا ہی اخباروں میں دیکھا جاتا ہے؟

الجواب:۔ ایسے اشتہاروں پر جو ان مواقع بیحرمتی میں چسپاں کئے جاتے ہیں آیات واحادیث لکھنا منع ہے، اور لکھی ہوں تو چسپاں کرنا ایسی جگہ جائز نہیں بلکہ مسلمانوں کے ہاتھ میں دیئے جائیں اور ان پر لازم کہ ادب وحرمت کو ملحوظ رکھیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بیجناتھ پارہ رائپور سی پی مرسلہ عبدالرشید صاحب ۷ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ صورت مسئولہ میں جو پرچہ منسلکہ میں درج ہے۔ شرک و بُت پرستی ہے یا کیا؟

(۱) اگر شرک ہے یا لزوم کفر اس سے ثابت ہوتا ہے۔ تو ایسی حالت میں مسلمانوں کی عورتیں ان کے نکاح سے علیحدہ ہوجاتی ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر علیحدہ ہوتی ہیں۔ تو ایسی حالت میں بلا تجدید نکاح و بلا توبہ اگر کوئی اولاد ہوئی تو اس اولاد کا کیا حکم ہے؟

(۳) ایسے جلسوں اور مذموم و مشرکانہ رسوم کی امداد کرنیوالوں و اسکے جواز پر شاد کرنیوالوں کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۴) شیر وغیرہ کی صورتیں بنا کر اپنے جسم کو رنگا کرنا چنے والوں اور صورتوں کے بدلنے والوں کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

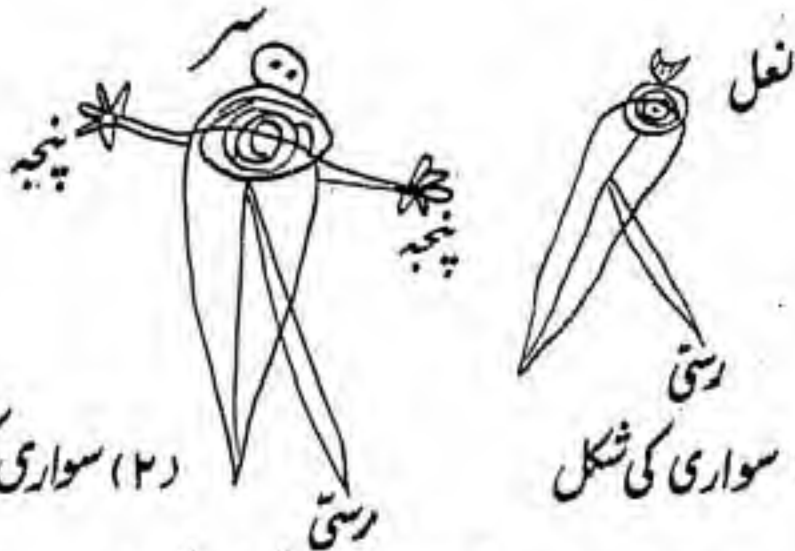
از راہ کرم اس کا جواب آٹھ روز کے اندر عطا فرمائیں تاکہ اس رسم قبیح کے دفعیہ کی کوشش کی جائے ورنہ فردائے قیامت حضور رحمۃ للعالمین میں جوابدار علمائے کرام ہوں گے۔ اس ملک یعنی اکثر حصہ صوبہ متوسط و برار میں ماہ محرم الحرام کی پہلی تاریخ سے بدعتیں شروع ہوتی ہیں۔ تاریخ ۵ محرم الحرام کی صبح کو ایک نیزہ تیار کیا جاتا ہے۔ وہ اس طور سے کہ لکڑی کا ایک مجسمہ بنایا جاتا ہے جس کی شکل درج ذیل ہے۔ اور اس پر ایک نعل جو کہ صندل سے چھپا رہتا ہے۔ اوپر کی لکڑی میں لگایا جاتا ہے۔ اس مجسمہ کو وہ لوگ اپنی اصطلاح میں سواری کہتے ہیں بعض سواریوں میں ایک شکل بنا کر لگاتے ہیں۔ جس میں بہت سا صندل پیس کر لگا دیا جاتا ہے ہم یہ نہیں بتلا سکتے کہ وہ کس طرح بنائی جاتی ہے۔ مگر اس میں دو آنکھیں سونے یا چاندی کی لگائی جاتی ہیں۔ اور اس بُت کے شانوں پر دو چاندی کے پنجے لگا دیئے جاتے ہیں اور بعض میں پنجے نہیں لگاتے ہیں۔ ان تینوں

لکڑیوں میں کپڑا رنگین یا سفید لپٹا رہتا ہے۔
محرم الحرام کی ساتویں دنویں تاریخوں کواور کبھی دسویں تاریخ کو وہ سواریاں اٹھائی جاتی ہیں۔ اس سواری کی خدمت کرنے والے کو مجاور کہتے ہیں۔ وہ مجاور نہا کراور لنگوٹ کس کر گھٹنوں کے اوپر دھوتی پہنے ہوئے اس سواری کے سامنے آکر کھڑا ہوتا ہے۔ اور تماشائیوں میں سے کوئی ایک آدمی سواری کے سامنے فاتحہ پڑھتا ہے۔ فاتحہ ختم ہونے کے بعد کہا جاتا ہے کہ بجنے دو باجا۔ اور سب لوگ بولو دولھا پکارتے ہیں۔ تب سب تماشائی دولھا دولھا حسین حسین خوب زور سے چلاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ تماشائی پکارتے ہیں کہ جو دولھا نہ بولے وہ امام حسین کا چور۔ خوب دولھا دولھا اور حسین حسین کے نعرہ باجے کے ساتھ لگائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس سواری کے مجاور کو حال آتا ہے۔ اور وہ زمین پر گر پڑتا ہے اور تڑپنے لگتا ہے۔ لوگ سنبھالتے ہیں۔ اور سواری جس کا بیان اوپر ہوچکا ہے مجاور کے کمر میں دیدی جاتی ہے۔ اور وہ مجاور اس سواری کے لینے کیلئے بیشتر سے کمر میں ایک چمڑے کا تسمہ باندھ لیتا ہے۔ جس میں سامنے کی طرف ایک چمڑے کی تھیلی لگی ہوئی ہوتی ہے وہ سواری کو لگادی جاتی ہے دو آدمی اپنے ایک ایک ہاتھ لیے اس مجاور کی جو کہ سواری اٹھائے ہوئے ہے اسکی کمر میں تھامتے ہیں اور دوسرے ہاتھوں سے سواری کو پکڑے رہتے ہیں۔ تاکہ وہ سواری اس مجاور سے چھوٹ نہ جاوے اس سواری کے پیچھے دو مضبوط رسی رہتی ہے جس کو تناوا کہتے ہیں۔ اس کو ایک آدمی پیچھے کی طرف اس مجاور کے سر کے اوپر سے کھینچے رہتا ہے جس جگہ وہ سواریاں بیٹھائی جاتی ہیں۔ اس کو امام باڑہ کہتے ہیں سواری اٹھا لینے کے بعد لوگ اپنی اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔ یہ سب مرادیں اس مجاور سے مانگتے ہیں جو کہ سواری اٹھائے رہتا ہے۔ لوگ یہ کہتے ہیں۔ یا امام حسین میرا فلاں کام

ابھی تک نہیں ہوا۔ اور کب تک ہوگا۔ وہ مجاور کہتا ہے۔ کہ جاؤ تمہارا کام ہوجائیگا اور پردہ نشین عورتیں اس مجاور کے قدموں پر گرتی ہیں۔ اور منتیں مانگتی ہیں کہ ہم کو اولاد دیجئے۔ ہم بیمار ہیں اچھے ہوجائیں۔ اگر ہماری مرادیں پوری ہوجائیگی تو نعل چڑھائیں گے۔ اور سونے کی آنکھیں چڑھائیں گے، بعض عورتیں اس مجاور کی پاؤں دو دو دفعہ سے دھوکر پیتی ہیں، اس کے بعد وہ سواری تمام شہر میں گشت کرتی ہے اور اس سواری کے پیچھے اکثر عورتیں جس میں بعض پردہ نشیں ہوتی ہیں چادر اوڑھے ہوئے چلتی ہیں عام طور پر رات کے وقت امام باڑوں میں تاریخ ۵ رمحرم الحرام سے ۱۰ تک صدہا عورتیں و مرد منتیں مانگتے ہیں۔ اور سواری کا مجاور اپنی مورچھل ان کے اوپر پھیرتا ہے اور سواری اٹھنے کے پیشتر ایک گڈھا تیار کیا جاتا ہے۔ جس میں تاریخ ۹ رمحرم الحرام کو آگ جلائی جاتی ہے جسے الاؤ کہتے ہیں۔ اس الاؤ میں مجاور کودتا ہے۔ اور اپنے ننگے پیروں سے بجھاتا ہے۔ اکثر ہندو اور کمتر مسلمان اس میں چندہ دیتے ہیں۔ اور اس قدر روشنی کی جاتی ہے کہ رات دن کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ پردہ نشیں عورتیں یہ تمام واہیات باتیں دیکھتی ہیں اور ان کے مرد شوق سے انھیں اجازت دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے ہندو اور کمتر مسلمان شیر وغیرہ بنکر ناچتے ہیں۔ اور شیر کا فوٹو چہرہ پر لگاتے ہیں آیا شریعت مطہرہ میں ایسی رسم جائز ہیں کہ نہیں؟

ان لوگوں کیلئے جو سواری اٹھاتے ہیں۔ یا اس میں شرکت کرتے ہیں، یا کہ منت مانگتے ہیں یا کہ چندہ دیتے ہیں، کیا حکم ہے، کیا سید مظلوم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روح ان لوگوں پر آتی ہے۔ واضح رہے کہ سواری اٹھانے والے صوم صلوٰۃ کے پابند نہیں ہوتے ہیں۔ کہیں ہندو اور کافر بھی سواریاں اٹھاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ امام آئے، چنانچہ زیادہ تر ایسے ہی بد اطوار لوگ اس رسم قبیح کے پابند ہیں

شرابیوں اوراوباشوں پرزیادہ حال آتا ہے۔ اورجومسلمان سواری اٹھاتے ہیں وہ ایک دوسری سواری سے ملتے ہوئے ہندو کی سواری سے ملتے ہیں اورکہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ نیز سواری جب بیٹھائی جاتی ہے توروپیہ ناریل، لیموں شیرینی۔ دونے کی پتیاں چڑھائی جاتی ہیں۔



(۲) سواری کی شکل (۱) سواری کی شکل

الجواب:۔ یہ سواری اٹھانا اوراس کوگشت کرانا اوراس سے یااسکے مجاور سے منت ماننی یہ سب امور بدعت و ناجائز ہیں۔ عورتوں کا ایسی جگہ جانا گناہ ان کے شوہروں پرواجب ہے کہ انھیں روکیں سواری اٹھانے والے یااس میں چندہ دینے والے یاشرکت کرنے والے یااس کا تماشا دیکھنے والے سب مجرم ہیں حدیث میں فرمایا۔ من کثر سواد قوم فھو منھم۔ یوہیں شیروغیرہ بننا اورناچنا بھی حرام ہے اورسواری اٹھانے والے ہندوؤں کواپنا بھائی کہنا بھی ناجائزہے اوراس پرچڑھاوا چڑھانا بھی بدعت قبیحہ مسلمانوں پرلازم ہے کہ ان حرکات سے باز آئیں اورفاتحہ وایصال ثواب خیرات کرکے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر شہدائے کربلا کی ارواح طیبہ کوخوش کریں مگران امورکے کرنے سے

ان لوگوں پر کفروارتداد کا حکم نہیں دیا جا سکتا نہ ان کی عورتیں نکاح سے باہر نہ اولاد ولدالزنا اور اس کے جواز کا حکم دینے والا جاہل بیباک ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔ از محلہ چھیپی ٹولہ بریلی مسئولہ جہانگیر خاں ۲۲ محرم ۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یا محمد کہنا جائز ہے یا نہیں، اور جو شخص کہے "یا محمد حرام ہے" اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام پاک لیکر ندا کرنا ناجائز ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے، لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا[1]۔ رسول کو پکارنا آپس میں ایسا نہ کرلو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ابونعیم حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی۔ کانوا یقولون یا محمد یا اباالقاسم فنہاہم اللہ عن ذالک اعظاما لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ۔ بیہقی امام علقمہ و امام اسود اور ابونعیم امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے اس آیت کی تفسیر میں راوی لاتقولوا یا محمد ولکن قولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ یعنی یا محمد نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں اگر کسی دعاء میں یا محمد مروی ہو تو اس کی جگہ یا رسول اللہ کہا جائے۔ اگر سائل کا یہی مقصد ہے کہ اسم پاک کے ساتھ ندا کرنا حرام ہے تو ٹھیک کہتا ہے صحیح مذہب یہی ہے کہ اس طرح ندا کرنا ممنوع ہے اور اگر مطلقاً ندا ہی کو حرام بتاتا ہے تو پہلے التحیات میں سے ایہا النبی نکال ڈالے۔ کہ حضور کی ندا تو ہر نماز میں کی جاتی ہے کوئی نماز اس کے بغیر کامل نہیں ہو سکتی جس کو وہ حرام بتاتا ہے۔ ہر نماز میں واجب بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض ہے اور اس تقدیر پر اسکا یہ منع کرنا اور حرام بتانا غالباً بر بنائے وہابیت ہوگا۔ اور وہابیت زمانہ کا حکم معلوم ومشہور وحسام الحرمین

[1] پ ۱۸ ر کوع ۱۵ سورہ نور ۔ ۱۲

ہیں مذکور۔ بالجملہ اوصاف کریمہ کے ساتھ پکارنا۔ احادیث واقوال علماء سے ثابت اور تفصیل درکار ہو تو رسالہ انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ دیکھیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں نے ایک حدیث دیکھی ہے کہ "حدیث" آنحضرت اپنی تعظیم کیلئے منع کرتے تھے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کو آنحضرت سے کوئی بھی زیادہ پیارا نہ تھا اس پر صحابہ کا یہ دستور تھا کہ جب آپ کو دیکھتے تو تعظیم کیلئے نہ کھڑے ہوتے کیونکہ اس بات سے خود آنحضرت نے منع کر دیا تھا۔ لا تقوموا کما تقوم الاعاجم مت کھڑے ہوا کرو تم جس طرح عجمی قوموں میں رواج ہے۔ اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بیمار تھے، کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے، بیٹھ گئے صحابہ جو پیچھے نماز کو کھڑے تھے ان کو اشارہ کیا کہ تم بیٹھ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بات میری تعظیم کے خیال سے کی جاوے آیا یہ نماز میں اشارہ کرنا کیسا ہے۔ برائے مہربانی مندرجہ ذیل سوالات کے اجوبہ تحریر فرمائیے؟

۱۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کو آنحضرت سے زیادہ کوئی پیارا نہ تھا پھر بھی صحابہ آنحضرت کو دیکھتے تو تعظیم کیلئے نہ کھڑے ہوتے یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟

۲۔ آنحضرت نے خود منع فرمادیا تھا کہ لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

۳۔ آنحضرت نے جو اشارہ نماز میں کیا تھا صحابہ کو کہ تم بیٹھ جاؤ صحیح ہے یا نہ اور کس لئے کہا بیٹھ جاؤ؟

۴۔ اور وہ نماز کونسی نماز تھی فرض تھی یا نفل اور اشارہ کیوں کیا صحیح ہے یا نہیں؟

۵۔ اور بخاری کی حدیث میں ہے قوموا الی سیدکم الخ جو آیا ہے آنحضرت

نے کیوں فرمایا ہے اور کس لئے فرمایا ہے ؟ بینوا توجروا

الجواب :- یہ حدیث ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اسکے الفاظ یہ ہیں - لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکانوا اذا راٰوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھتہ لذلک - ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا

رہا یہ کہ اس حدیث سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے لئے کھڑے ہونے کو جو ناپسند فرماتے تھے - اسکی وجہ یا یہ تھی کہ یہ ناپسند فرمانا تواضعاً تھا - یا اس لئے کہ اس سے متکبرین کی مخالفت کرنی منظور تھی جیساکہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں - تواضعاً لربہ ومخالفۃ لعادۃ المتکبرین والمتجبرین، یا اس واسطے کہ حضور کو بار بار آنا جانا پڑتا تھا - اور بار بار کھڑا ہونا ایک قسم کا تکلف ہے اور تکلف ناپسند تھا - وما انا من المتکلفین یا یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو چونکہ حضور کے ساتھ محبت بروجہ کامل تھی - جیساکہ خود اس حدیث کا لفظ لم یکن شخص احب الخ اس پر دال ہے - اور محبت جب بروجہ کامل ہو تو آپس کے اظہار کی حاجت نہیں - اور تکلفات اٹھ جاتے ہیں کہ تکلفات باقی رہنا ایک قسم کی اجنبیت پر دلیل ہے - اور جب مغایرت جاتی رہی تکلفات بھی گئے - جیساکہ اسی مرقات میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے -

مھما تم الاتحاد خفت الحقوق بینھم مثل القیام والاعتذار والثناء فانھا وان کانت من حقوق الصحبۃ لکن فی ضمنھا نوع من الاجنبیۃ والتکلف فاذا تم الاتحاد انطوی بساط التکلف بالکلیۃ فلا یسلک بہ الا مسلک نفسہ لان ھذہ الآداب الظاھرۃ عنوان الآداب الباطنۃ فاذا صفت القلوب بالمحبۃ استغنت عن تکلف اظھار ما فیھا

جب اتحاد کامل ہو تو آپس کے حقوق میں تخفیف ہو جاتی ہے - جیسے کھڑا ہوا اور کسی بات کے متعلق عذر پیش کرنا - اور اس کی تعریف کرنا - کہ اگرچہ یہ چیزیں حقوق

صحبت سے ہیں۔ مگران کے ضمن میں مغایرت اور تکلف پایا جاتا ہے۔ لہٰذا جب اتحاد کامل ہو بساط تکلف بالکلیہ اٹھ جاتا ہے۔ اب اس کے ساتھ وہی معاملہ ہوتا ہے جو اپنے نفس کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ آداب ظاہری آداب باطنی کے لئے عنوان ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب قلوب محبت کے ساتھ صاف ہوجائیں تواس کی حاجت نہیں رہتی کہ جو کچھ دلوں میں ہے اس کا اظہار کیا جائے۔

یا اس قیام سے مراد وہی قیام اعاجم ہے جس کی ممانعت ہے، غرض یہ کہ حدیث اگرچہ صحیح ہے مگر اس میں تاویل ہے اس واسطے کہ اگر قیام مطلقاً ممنوع ہوتا تو صحابہ کرام کبھی نہ کرتے حالانکہ صحابہ سے قیام کرنا ثابت ہے، بلکہ خود حضور نے امر بھی فرمایا۔ قوموا الی سیدکم صحیح بخاری شریف میں ہے۔ قال کعب بن مالك دخلت المسجد فاذا برسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقام الی طلحۃ بن عبید اللہ یھرول حتی صافحنی وھنأنی۔ کعب بن مالك رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ ناگاہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور طلحہ بن عبید اللہ میرے لئے کھڑے ہوگئے اور دوڑ کر میرے پاس آئے یہاں تک کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی۔ اور نسائی وابوداؤد وترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کان رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا رأی فاطمۃ بنتہ قد اقبلت احب بھا ثم قام فقبلھا ثم اخذ بیدھا حتی یجلسھا فی مکانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو آتے دیکھتے تو انھیں مرحبا کہتے پھر کھڑے ہوجاتے۔ اور انھیں بوسہ دیتے پھران کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ نیز یہ کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ کیلئے قیام کیا جب وہ حبشہ سے واپس آئے اور عکرمہ بن ابی جہل کے لئے قیام کیا۔ تو اگر قیام ممنوع ہوتا تو ان لوگوں کے لئے

قیام نہ فرماتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
ؐ۲ اس حدیث کو ابوداؤد و ابن ماجہ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے کہا۔ ھذا حدیث ضعیف مضطرب السند فیہ من لا یعرف یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکی سند میں اضطراب ہے۔ اور اس کا راوی مجہول ہے اور اس حدیث سے مطلقاً قیام کی ممانعت ثابت نہیں۔ بلکہ اس قیام کی ممانعت جو اعاجم اپنے امراء و سلاطین کیلئے کرتے ہیں۔ یعنی محض ان کے مال و منصب کے لحاظ سے تعظیم کرتے ہیں اس لئے نہیں کہ ان میں علم و صلاح ہے۔ علامہ علی قاری فرماتے ہیں۔ ای لمالہ ومنصبہ وانما ینبغی التعظیم للعلم والصلاح۔ یا قیام اعاجم کی صورت یہ ہے کہ امرائے عجم بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور اراکین سلطنت بادشاہوں کے سامنے دستہ بستہ تعظیماً کھڑے رہتے ہیں۔ اس قسم کا قیام بیشک ممنوع ہے جیساکہ حدیث، من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاماً کے تحت میں علامہ علی قاری فرماتے ہیں، ای یقفون بین یدیہ قائمین لخدمتہ وتعظیمہ یعنی اس کے سامنے اس کی خدمت و تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ معناہ من اراد ان یقوم الرجال علی راسہ کما یقام بین یدی ملوک الاعاجم، اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ لوگ میرے سر پر اس طرح کھڑے ہوں جیساکہ عجم کے بادشاہوں کے سامنے قیام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں اس کی تصریح بھی آگئی ہے۔ قال ان کدتم لتفعلوا فعل فارس والروم یقومون علی ملوکھم وھم قعود فلا تفعلوا۔ قریب ہے کہ تم فارس اور روم کے سے کام کرو کہ وہ اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں۔ دوسری روایت طبرانی کی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، انما ھلک من کان قبلکم بانھم عظموا ملوکھم بان قاموا وھم قعود

تم سے پہلے کے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ انھوں نے اپنے بادشاہوں کی تعظیم یوں کی کہ وہ کھڑے رہتے اور بادشاہ بیٹھے رہے۔ یہ قیام ممنوع ہے اور قادم کے اکرام کیلئے جو قیام کیا جاتا ہے وہ جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴-۳ زمانہ رسالت میں احکام میں کبھی کبھی نسخ ہوتا تھا کہ ایک وقت یہ حکم ہوتا دوسرے وقت وہ حکم بدل جاتا۔ اور دوسرا حکم صادر ہوتا۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَآ اَوْ مِثْلِہَا۔ پہلے یہ حکم تھا کہ اگر امام عذر کیوجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے۔ تو مقتدی بھی بیٹھکر پڑھیں۔ اذا صلی جالسا فصلوا جلوسا اجمعون۔ یہ اس وقت کی حدیث ہے کہ حضور بیمار تھے۔ اور صحابہ نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور یہ واقعہ دوبار ہوا۔ ایک بار نماز فرض تھی۔ اور ایک مرتبہ نفل۔ مگر مرض وفات میں جب حضور نے امامت کی تو اس موقعہ پر تمام صحابہ کرام نے کھڑے ہوکر نماز پڑھی۔ اور حضور نے بیٹھکر نماز پڑھائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ حکم سابق منسوخ ہے۔ ورنہ ضرور تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں قیام سے منع فرماتے جس طرح پہلے منع کیا تھا۔ اور منسوخ نہ ہوتا تو خود صحابہ کرام بھی کھڑے نہ ہوتے۔ جبکہ حضور نے قیام سے منع فرمایا تھا۔ صحیح بخاری شریف میں جب یہ حدیث نقل کی تو اس کے ساتھ امام بخاری نے تصریح کردی۔

قال الحمیدی قولہ واذا صلی جالسا فصلوا جلوسا ھو فی مرضہ القدیم ثم صلی بعد ذلک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالسا والناس خلفہ قیام لم یامرھم بالقعود وانما یؤخذ بالآخر فالاخر من فعل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حمیدی امام بخاری کے استاد نے فرمایا کہ یہ حدیث کہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔ پہلے کے مرض میں تھا۔ اس کے بعد پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ حضور

نے انھیں بیٹھنے کا حکم نہیں دیا۔ اور حضور کا پچھلا ہی فعل لیا جائے گا پھر اسکے بعد جو پچھلا ہے، امام بدرالدین عینی شرح میں فرماتے ہیں۔ اشارۃ الی ان الذی یجب بہ العمل ھو ما استقر علیہ آخر الامر من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولما کان آخر الامر منہ صلاتہ قاعد والناس وراءہ قیام دل علی ان ما کان قبلہ مرفوع الحکم، حمیدی کے قول میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ عمل اس پر واجب ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جو عمل آخر امر میں مستقر ہوا، اور جبکہ آپ کا پچھلا عمل یہ تھا کہ حضور نے بیٹھکر نماز پڑھی۔ اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ تو اس نے اس بات پر دلالت کی کہ وہ جو حضور کا پہلا ارشاد تھا منسوخ ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مـ۵ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا قوموا الی سیدکم، فتح الباری وعمدۃ القاری میں ہے قال ابن بطال فی ھذا الحدیث امر الامام الاعظم باکرام الکبیر من المسلمین ومشروعیۃ اکرام اھل الفضل فی مجلس للامام الاعظم والقیام فیہ لغیرہ من اصحابہ والزام الناس کافۃ بالقیام الی الکبیر منھم، اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام اعظم نے حکم دیا ہے کہ مسلمان اپنے بڑے کا اکرام کریں اور اس کی مجلس میں اہل فضل کا اکرام مشروع ہے۔ اور وہاں دوسرے کیلئے قیام کیا جائے گا۔ اور سب لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے بڑے کیلئے قیام کریں، امام عینی یہ فرماتے ہیں، وفیہ ان قیام المرؤس للرئیس الفاضل وللامام العادل والمتعلم للعالم مستحب وانما یکرہ لمن کان بغیر ھذہ الصفات۔ رعایا کا رئیس صاحب فضل یا امام عادل کیلئے اور متعلم کا عالم کے لئے قیام مستحب ہے،

کراہت صرف اس صورت میں ہے جب اس میں یہ صفات نہ ہوں۔ اس حدیث کے تحت میں امام عینی فرماتے ہیں۔ قال البیہقی علی وجہ البر والاکرام جائز کقیام الانصار لسعد وطلحۃ لکعب ولا ینبغی لمن یقام لہ ان یعتقد استحقاقہ لذلک حتی ان ترک القیام لہ حنق علیہ اوعاتبہ او شکاہ۔ خلاصہ یہ کہ اکرام کیلئے قیام جائز اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ثابت اور اعاجم کی طرح قیام ممنوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بھیمڑی ضلع تھانہ محلہ سوداگراں مرسلہ جناب مولانا محمد یوسف حنفا فقیہ شافعی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے عمرو کو خط میں بجائے، السلام علیکم، السلام علی من اتبع الہدیٰ، لکھا عمرو کہتا ہے یہ سلام کافروں کیلئے ہے، اور زید نے مجھکو کافر سمجھکر یہ سلام لکھا ہے، حالانکہ میں کلمہ گو مسلمان ہوں۔ پس علمائے اہلسنت کا کیا ارشاد ہے کہ آیا مذکور سلام کافروں ہی کیلئے ہے، یا اہل اسلام کو بھی کر سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ کسی کتاب فقہ و حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ یہ لفظ یعنی السلام علی من اتبع الہدیٰ کافر کیلئے خاص ہے، اور جس کے لئے یہ لفظ لکھا گیا ہو اس کا کافر ہونا ضروری ہے۔ یوہیں اس لفظ کے معنی بھی ایسے نہیں جس کی وجہ سے یہ کہا جائے کہ جس کو لکھا گیا اوسکو کافر کہا گیا، اس کے معنی یہ ہیں کہ اس شخص پر سلام جو ہدایت کا متبع اور پیرو ہے۔ اور ہدایت کا پیرو مسلمان ہی ہے نہ کہ کافر، صحیحین کی حدیث ہے، ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر بمجلس فیہ اخلاط من المسلمین والمشرکین عبدۃ الاوثان والیہود فسلم علیہم۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف لے گئے جس میں مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہود تھے۔ حضور نے ان پر سلام کیا۔ اس حدیث کی

تحت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں، پس سلام واد بریں مجمع مخلوط از مردم بقصد سلام بر مسلمانان وازیں جا معلوم شدکہ اگر جماعت دار ہم نشستہ باشند بعضے مستحق سلام بعضے غیر مستحق چنانکہ کافراں و مبتدعاں سلام کند برآں جماعت بہ نیت سلام بر مستحقان و گفتہ اندکہ مخیر است کہ السلام علیکم گوید و مسلمانان را مراد دارد یا گوید السلام من اتبع الہدیٰ، اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس مجلس میں مسلمان کیساتھ کافر بھی ہوں وہاں، السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ، اوسے کہنے کا اختیار رہے۔ تو اگر یہ لفظ کافر کے ساتھ خاص ہو تو لازم آیا کہ مسلمانوں کو سلام نہ کیا اور کافروں کو سلام کیا، اور یہ خلاف شرع ہے، کیونکہ مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ سلام کرے، جیساکہ حدیث میں مذکور ہے۔ تو جس کا حق تھا اوسے تو سلام کیا نہیں، اور جس کا حق نہ تھا اوسے سلام کیا، اور اگر اس سلام سے مراد مسلمان ہوں اور بیشک مسلمان ہی مراد ہیں کہ وہی متبع ہدایت ہیں، تو معلوم ہوا کہ یہ لفظ کافر کے لئے خاص نہیں، اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی اس مضمون کی روایت موجود ہے۔

وہ یہ ہے، قال الفقیہ ابوالليث رحمۃ اللہ تعالیٰ ان مررت بقوم وفیھم کفار فانت بالخیار ان شئت قلت السلام علیکم و ترید بہ المسلمین وان شئت قلت السلام علی من اتبع الھدیٰ کذا فی الذخیرۃ، اور اگر اس عبارت سے کوئی یہ شبہ کرے کہ السلام علیکم میں نیت مسلمین شرط کی، اور السلام علی من اتبع الھدیٰ میں شرط نہیں، لہٰذا یہ کافر کیلئے سلام ہوا، تو اولاً اس شبہ کا وہی جواب ہوگا کہ اگر یہ کافر پر سلام ٹھہرے تو مسلمان کیلئے سلام نہوا اور یہ سنت کا خلاف ہوا، ثانیاً ہم یہ کہیں گے کہ السلام علیکم صیغۂ خطاب ہے۔ اور چونکہ بحسب ظاہر مخاطب مسلم اور کافر دونوں ہیں اور کافر کو سلام بغیر ضرورت جائز نہیں

لہذا مسلم کی نیت ضرور ہے۔ اور السلام علی من اتبع الھدیٰ میں صرف متبعین ہدایت پر سلام وہ صرف مسلمان ہیں یہ لفظ کافر کو شامل ہی نہیں پھر اس جگہ نیت تخصیص بیکار ہے۔ اسی وجہ سے نیت مسلم اس میں شرط نہیں۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کی طرف اگر نظر کیجائے، تو بکثرت ایسے مکتوبات ملیں گے جن میں یہ لفظ السلام علی من اتبع الھدیٰ موجود ہے۔ حالانکہ وہ مکتوبات اون لوگوں کے نام ہیں جو مسلمان ہیں، لہذا یہ کہنا کہ کافروں کے ساتھ مخصوص ہے بالکل غلط ہے۔ یہ جواب اس تقدیر پر ہے۔ کہ عمرو حقیقتاً مسلمان اور مستحق سلام ہو۔ اور اگر واقع میں صرف اون لوگوں میں سے ہے جو صرف برائے نام مسلمان ہیں، اور حقیقتاً کافر، جیسے کہ آج کل کے بعض مدعیان اسلام کہ ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ یا کم از کم ایسے لوگوں کو اپنا امام و پیشوا جانتے یا اون کو مسلمان سمجھتے ہیں، تو ایسا شخص خود کافر ہے۔ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر، علماء حرمین طیبین نے اونھیں کافر کہا، پھر ایسے کو اس دعویٰ کا حق ہی نہیں کہ مجھے ویسا سلام نہیں کیا ایسا سلام کیا۔ یا کافر نہو بد مذہب و مبتدع ہو تو اوسے بھی ایسے دعویٰ کا حق نہیں، کہ وہ سلام کا مستحق ہی نہیں جیساکہ اشعۃ اللمعات کی عبارت مذکورہ بالا سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم

مسئلہ:۔ مسئولہ مولوی شفاء الرحمٰن طالب العلم مدرسہ اہلسنت ۲۰ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ بیماری کی حالت میں شراب یا تاڑی دوا کی طریقہ سے جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب:۔ مسکر کا استعمال دواءً بھی ناجائز ہے حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ انزل الداء والدواء

وجعل لکل داء دواءً فتداووا ولا تداووا بحرام[1] ۔ دوسری حدیث میں ہے ۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الدواء الخبیث[2] ۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ۔ ولا یجوز ان یداوی بالخمر جرحا او دبر دابتہ ولا ان یسقی ذمیا ولا ان یسقی صبیا للتداوی والوبال علی من سقاہ کذا فی الھدایہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[1] رواہ ابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۸ کتاب الطب والرقی ۔

[2] ایضاً رواہ ابوداؤد والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ مصباحی

[3] حرام اشیاء کے ذریعہ معالجہ شرعاً اور عقلاً دونوں اعتبار سے قبیح ہے ، شرعی اعتبار سے اسکی قباحت احادیث کریمہ میں مذکور ہے ۔ دو حدیثیں ،، فتویٰ ،، میں مذکور ہوئیں ۔ ان کے علاوہ ممانعت پر متعدد حدیثیں وارد ہیں ۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ شِفَاءَ کُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ خدا نے تمہارے لئے حرام کردہ چیزوں میں شفا نہیں رکھی ۔ ابوداؤد و ترمذی میں ہے ۔ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سئل عن الخمر یجعل فی الدواء فقال انھا داء ولیست بدواء ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں دریافت کیا گیا ۔ جس میں دوا تیار کی جاتی ہے ، آپ نے فرمایا بیماری ہے دوا نہیں ہے ۔ حرام کردہ چیزوں کے ذریعے علاج عقلاً اس لئے قبیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو خباثت کی بنیاد پر حرام قرار دیا ہے ۔ کوئی بھی پاکیزہ چیز امت محمدیہ پر بطور سزا حرام نہیں کی گئی ۔ اس امت پر جو بھی چیز حرام ہوئی ۔ اس کے خُبث کی وجہ سے ۔ لہذا حرام چیزوں کے ذریعہ بیماری سے شفاء حاصل کرنا جائز نہیں ، حرام چیز سے ازالۂ مرض ممکن ہے ۔ بلکہ بسا اوقات مرض سے شفاء مل جاتی ہے ۔ لیکن اس کے استعمال سے بہت سے دوسرے امراض پیدا ہو جاتے ہیں چنانچہ شراب کے بارے میں تمام اطباء کا اتفاق ہے کہ شراب حرکت عقل و دماغ کیلئے بہت زیادہ نقصان دہ ہے ۔ شراب کی خاصیت میں بتایا گیا ہے کہ وہ دماغ اور اعصاب دونوں کو

بقیہ حاشیہ صہ ۹۲ کا:۔
نقصان پہنچاتی ہے۔ نیز یہ کہ مومن کا نفس حرام چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ اور طبیعت اسکی موافقت نہیں کرتی۔ اور دوا کے ذریعہ شفاء اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب نفس اس کو پسند کرے اور طبیعت اس کے موافق ہو اور دل میں اسکی منفعت کا اعتقاد بھی ہو۔ لہذا شراب اور دیگر حرام چیزوں میں شفاء نہیں۔ اگر ظاہراً کسی مرض میں شفاء نظر آئے تو یہ درحقیقت شفاء نہیں۔ کہ دوسرے بہت سے امراض کا باعث بھی ہے۔ اس لئے فقہاء نے صاف ارشاد فرمایا۔ لایجوز للتداوی ولا لغیرہ۔ بعض حضرات نے حرام کردہ چیزوں سے ایسے موقع پر علاج کرنا جائز بتایا ہے جب کہ کوئی مباح چیز مرض کے علاج کیلئے نہ ہو۔ اور مسلمان طبیب حرام چیز سے علاج کرنے پر شفا کی خبر دے۔ درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۵ ص ۲۷۵ میں ہے۔ وکل تداو لایجوز الا بطاھر وجوزہ فی النھایۃ لمحرم اذا اخبرہ طبیب مسلم ان فیہ شفاء ولم یجد مباحاً یقوم مقامہ۔ لیکن علامہ شامی نے صاحب نہایہ کے قول کو مذہب کے خلاف بتایا۔ جیسا کہ شامی ہی میں ہے ان المذھب خلافہ ہاں اگر حرام چیز کے بارے میں یہ علم ویقین ہو کہ اس میں شفا ہے اور دوسری جائز چیز دواء کیلئے نہ ملے۔ تو اس صورت میں حرام چیز سے علاج کی رخصت ہے۔ درمختار میں ہے وقیل یرخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتوی (ج ۱ ص ۱۵۴)
لیکن چونکہ ہمارے پاس یقین تک پہونچنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اور محض اطباء کا شفاء کی خبر دینا یقین کیلئے کافی نہیں۔ ردالمحتار میں ہے۔ انہ علیہ الصلاۃ والسلام عرف شفاء ھم بہ وحیا ولم یتیقن شفاء غیرھم لان المرجع فیہ الاطباء وقولھم لیس بحجۃ حتی لو تعین الحرام مدفعاً للھلاک یحل کالمیتۃ والخمر عند الضرورۃ وتمامہ فی البحر (ج ۱ ص ۱۵۴)
فتاویٰ قاضی خاں علی ہامش فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ ولو ان رجلا ظھر بہ داء فقال لہ الطبیب علیک الدم فاخرجہ فلم یفعل حتی مات لا یکون آثما لانہ لم یتیقن ان الشفاء فیہ (ج ۳ ص ۴۰۳)
یعنی کسی آدمی کو بیماری ہے۔ طبیب نے کہا خون کا غلبہ ہے کسی ذریعہ سے خون نکال دو امریض نے

مسئلہ: -ازہوڑہ مرسلہ جناب شہاب الدین ونورمحمد بذریعہ جناب شکراللہ خانصاحب
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہیجڑہ اپنا اعضاء تناسل کٹواکر لواطت اغلام بازی کراتے پھرتے ہیں، بازار میں زنانہ لباس میں گاتے، بجاتے، ناچتے، پھرتے ہیں، اکثر پردہ نشین مستورات میں جاکر گاتے بجاتے ہیں، روزہ نماز سے کوئی غرض نہیں، جب یہ مرجاتے ہیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے جاتے ہیں، ایسی حالت میں ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردینا چاہئے یانہیں ؟ یا دوسری جگہ دفن کیلئے جائیں ؟ اوران کے نماز جنازہ میں شرکت کرنا کیسا ہے ؟ اور پردہ نشین مکان میں داخل ہونے دینا

حاشیہ بقیہ ص۹۳ کا - طبیب کی ہدایت پرعمل نہ کیا اورمرگیا تووہ گنہگار نہ ہوا-کیونکہ اس علاج سے شفا رہونے کایقین نہیں ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے - امتنع عن الاکل حتی مات جوعًا اثم وان عن التداوی حتی تلف مرضا لا - لان عدم الھلاک بالاکل مقطوع والشفاء بالمعالجة مظنون - یعنی بھوکے نے کھانا نہ کھایا اوربھوک کی وجہ سے مرگیا توگنہگار رہوا -اورمریض نے اگردوا نہ کی اورمرگیا توگنہگار نہ ہوا-کیونکہ کھانا نہ کھانے کیوجہ سے ہلاکت یقینی ہے اورعلاج سے شفایابی یقینی نہیں بلکہ ظنی ہے - خودعلم طب کے قواعدواصول ظنی ہیں - ردالمحتار میں ہے - قد علمت ان قول الاطباء لا یحصل بہ العلم - پھر یہ کہ دواوعلاج کرنا نہ شرعًا فرض ہے نہ واجب - بلکہ مستحب ہے - کہ علاج کرنے پر ثواب پائے گا نہ کرنے پرگناہ نہیں - امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "لکل داء دواءٌ" والی حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں - ان فی ھذا الحدیث اشارۃ الی استحباب الدواء وھومذھب اصحابنا وجمھور السلف وعامۃ الخلف (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۴) یعنی اس حدیث پاک میں دواکے مستحب ہونے کی طرف اشارہ ہے اوریہ ہمارے اصحاب اجمہور سلف اورعامۃ خلف کا مذہب ہے لہذا - ایک مستحب فعل کیلئے کسی حرام وناجائز چیز کے استعمال کی شرعًا اجازت نہ ہوگی - واللہ تعالیٰ اعلم -
آل مصطفیٰ مصباحی

چاہئے یا نہیں ؟ بحوالہ کتاب وسنت وبع مہرو دستخط ارقام فرمایا جاوے ؟

الجواب :- ایسے افعال کرنے والے فساق فجار ہیں سخت حرام کے مرتکب ہیں مگر جب کہ مسلمان ہوں تو ان کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی، کہ نماز جنازہ کیلئے میت کا مسلم ہونا شرط ہے، متقی وصالح ہونا شرط نہیں، ہاں علماء ومشائخ ایسے لوگوں کے جنازے میں بغرض عبرت شریک نہ ہوں، اور جبکہ مؤمن ہوں تو مقبرہ مسلمین میں اونھیں دفن بھی کریں گے ہیجڑوں اور مخنثوں سے بھی عورت کو پردہ کرنا ویسا ہی ہے جیسے اور مردوں سے کرایا جاتا ہے فتاوی عالمگیری میں ہے لاینبغی للمرأۃ الصالحۃ ان تنظر الیہا المرأۃ الفاجرۃ لانہا تصفہا للرجال فلا تضع جلبابہا ولا خمارہا عندہا۔ یعنی نیک بی بی کو چاہئے کہ بدکار عورت کو اپنی طرف نظر نہ کرنے دے تو جب بدکار عورت سے پردہ کا حکم ہے، حالانکہ عورت کا عورت کو دیکھنا بہ نسبت مرد کے دیکھنے کے اخف ہے۔ تو یہ تو بدکار بھی ہیں اور مرد بھی ہیں، تو بہ نسبت اوسکے اوسمیں حکم سخت ہوگا۔ چنانچہ ایک مخنث کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دولت خانہ سے نکال دیا تھا، اور ازواج مطہرات سے فرما دیا تھا کہ تمہارے پاس نہ آنے پائے، درمختار میں ہے والخصی والمجبوب والمخنث فی النظر الی الاجنبیۃ کالفحل وقیل لا بأس بمجبوب جف ماؤہ لکن فی الکبری ان من جوزہ فمن قلۃ التجربۃ والدیانۃ۔ اگرچہ بظاہر ناکارہ معلوم ہوتے ہوں اونھیں بھی مکان میں آنے کی اجازت دینا دیانت وتجربہ کی کمی کی دلیل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ (۱) از مقام پورہ ڈاکخانہ جگر سنٹ ضلع بلیا مرسلہ جناب ابو نصر فتح محمد صاحب ۱۲ رجمادی الاولٰی ۱۳۴۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں

زید جس کی عمر ۱۵ یا ۱۶ برس کی ہے اپنی جوان چچی سے تخلیہ میں دن یا رات کو سر پر تیل رکھوا سکتا ہے یا اس کی جوان چچی اپنی رضامندی اور پیار سے تخلیہ میں اس کے سر پر تیل رکھ سکتی ہے، زید اپنے چچا کے عدم موجودگی میں اپنے چچا کے مکان میں بلا اذن اور بے ضرورت جا سکتا ہے؟

مسئلہ (۲) اہل سنت والجماعت کے لڑکے دیوبندی یا غیر مقلد کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں؟

مسئلہ (۳) جو شخص اپنے کو اہل سنت والجماعت بتائے اور قیام میلاد شریف اولیاء کرام کے مزارات پر جانے اور اولیاء کرام سے مرادیں مانگنا انکے مزاروں پر چادر چڑھانا، نذر و نیاز کو منع کرتا ہو، اور شرک و بدعت ٹھہراتا ہو ایسے شخص کے پاس اہل سنت والجماعت اپنی اولاد کو تعلیم کیلئے بھیج سکتے ہیں؟

مسئلہ (۴) جو شخص روپیہ یا روٹی کے لالچ سے مذہب کو بدل دیتا ہے مثلاً دیوبندیوں کے پاس دیوبندی اور غیر مقلدوں کے یہاں غیر مقلد بن جاتا ہو ایسے شخص کے متعلق از روئے شرع شریف کیا حکم ہوتا ہے۔ بینوا توجروا بالدلائل الشرعیۃ

الجواب (۱) :- چچی محارم سے نہیں ہے، اس سے بھی پردہ کرنا ویسا ہی لازم ہے، جیسے دیگر اجنبیات سے، اور جب وہ جوان ہے تو تنہائی میں اسکے پاس جانا بھی نہ چاہیئے۔ حدیث میں ہے۔ ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت۔ عورتوں کے پاس جانے سے پرہیز کرو کسی نے عرض کی شوہر کے رشتہ والوں کا کیا حکم ہے فرمایا وہ تو موت ہے۔ رواہ البخاری ومسلم عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا لایخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان۔ جب مرد عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ رواہ الترمذی عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خصوصاً جبکہ چچا پردیس میں ہو تو اس وقت اس کے پاس تنہائی میں ہونا اور زیادہ بُرا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ لاتلجوا علی المغیبات فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم۔ جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں ان کے پاس نہ جاؤ کہ شیطان مجاری خون میں تیرتا ہے، یعنی اس وقت فتنہ میں واقع ہونا بعید نہیں، رواہ الترمذی عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، درمختار میں ہے وفی الاشباہ الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام الا الملازمۃ مدیونۃ ھربت ودخلت خربۃ اوکانت عجوزا شوھاء اوبحائل خصوصاً ایسی بے تکلفی کی خلوت کہ وہ عورت پیار سے اوسے تیل لگائے کہ بلا ضرورت یہ ضرور فتنہ کی صورت ہے، چچا موجود ہو یا نہ ہو، اگر جانا ہو تو اجازت لے اور خلوت سے بحرحال بچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ بدمذہب کی صحبت سم قاتل ہے۔ شیطان کو گمراہ کرتے دیر نہیں لگتی فساق کی صحبت سے اعمال میں خرابی کا اندیشہ اور بدمذہب کی صحبت سے عقائد خراب ہوجانے کا ڈر ہے، اور فسادِ عقیدہ فسادِ عمل سے بدتر ہے، اسلئے سلف صالحین نے مبتدعین سے پرہیز کرنے کی بہت تاکید فرمائی، یہ تو مطلق صحبت کا حکم ہے اور تلمذ و شاگردی میں تو وبزرگی کی نسبت استاذ سے ہوتی ہے، اور جب اسے علم دین کا استاذ بناتا ہے تو علاوہ اس کے کہ اوسکی تعظیم و تکریم کریگا استاذ کو اسکے گمراہ کرنے کا بہت زیادہ موقع ہاتھ آئے گا اسی وجہ سے بدمذہبوں سے پڑھنے والے عموماً بدمذہب ہوتے ہیں، بہت کم عقائدِ حقہ پر باقی رہتے ہیں، اور حکم اکثر کیلئے ہوتا ہے، اسی واسطے حدیث میں ارشاد ہوا ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳):۔ یہ امور وہابیت کی علامت ہیں خصوصاً بلا وجہ مسلمانوں کو مشرک کہنا اور بات بات پر شرک و بدعت کا حکم لگانا وہابیہ کا خاصہ ہے، یہ شخص اگرچہ اپنے کو سنی کہتا ہے

مگر وہابی ہے ایسے کے پاس اپنے لڑکوں کو تعلیم کیلئے بھیجنا ناجائز، وہابی سے پڑھ کر انہیں کے عقائد سیکھیں گے، معاذ اللہ خود بھی گمراہ ہونگے دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے واللہ اعلم

الجواب (۴) :۔ ایسا شخص متبع شیطان ہے اور یہ شخص مصداق ہے بئس عبداللہ ھم و والد ینا ساکا، اسکی کوئی بات قابل اعتبار نہیں، اس سے پرہیز لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از یوکرن مارواڑ مدرسہ معینیہ مسئولہ شاہ قمرالدین دہلوی ۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین کہ وہ مذہب حنفی کی کون سی کتابیں ہیں جن کو پڑھکر عالم ہوتا ہے مولوی اشرف علی تھانوی کی تصنیف کردہ کتابیں، براہین قاطعہ وتقویۃ الایمان وحفظ الایمان وبہشتی زیور پڑھنا پڑھانا کیسا ہے ؟

(۲) شادی کے موقع پر نکاح کی تاریخ مقرر کرنا اور اسکی خوشی میں کھانا پکاکر کھلانا عزیزوں مہمانوں کو جائز ہے یا نہیں، نکاح سے پہلے یا بعد باجا بجانا تو نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(۳) تحریر اشرف علی تھانوی تصنیف کردہ کتابیں حفظ الایمان وبراہین قاطعہ مولفہ رشید احمد خلیل احمد سہارن پوران کا پڑھنا پڑھانا جائز ہے یا نہیں ؟

(۴) ندا یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۵) ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا اور اذان میں نام پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنکر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) :۔ عالم ہونے کیلئے بہت سی کتابیں پڑھنے کی ضرورت ہے اور صرف بہت کتابیں نہیں بلکہ بہت علوم وفنون پڑھنے کی حاجت ہے، حدیث وفقہ وتفسیر واصول فقہ واصول حدیث ۔ اور انکے مبادی ومقدمات، تقویۃ الایمان وبراہین قاطعہ وحفظ الایمان وبہشتی زیور ان کتابوں میں کلمات کفریہ ہیں[۱]۔ بغیر ضرورت دینیہ ان کتابوں کا دیکھنا جائز نہیں

---

[۱] اہل سنت وجماعت اور دیوبندی مکتب فکر کے درمیان اختلافات کی اصل بنیاد دیوبندی پیشواؤں کے کفریہ کلمات ہیں ۔ اکابرین دیوبند نے اپنی کتابوں میں ضروریات دین کا انکار کیا ہے ۔ اور اللہ ورسول جل وعلا

جو انکار کرنا چاہتا ہے یا مسلمانوں کو ان کی خباثتوں سے آگاہ کرنا چاہتا ہے اسے جائز ہے

وسلم اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی بھی کی ہے جس کی مختصر تفصیل یہ ہے ۔ اس پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں ۔ حضور کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا ۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے " وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ " یعنی اللہ کے رسول اور نبیوں میں سب سے آخر ہیں ۔ حدیث میں فرمایا لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔ مگر دیوبندی اکابرین کا عقیدہ ہے کہ نبی پیدا ہو سکتا ہے ۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونا عوام اور جاہلوں کا خیال ہے ۔ چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۳ پر لکھا ہے ۔

> عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ۔

صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے

> اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو ۔ جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے

صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے

> اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا ۔

ان عبارتوں کا صاف و صریح مطلب ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء نہیں ، حضور کے بعد نیا نبی پیدا ہو سکتا ہے ۔ حالانکہ ضروریات دین سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہیں ۔ حضرت امام غزالی قدس سرہ کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں " ان الامۃ فہمت من ھذا اللفظ انہ افہم عدم نبی بعدہ ابدا و عدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیانات

ورنہ ویسے انکا پڑھنا پڑھانا حرام ۔ براہین قاطعہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب ہے جو انھوں نے اپنے ایک شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے نام سے شائع کرائی ہے ۔ اور تقویۃ الایمان

لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول ومخصوص

تمام امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے کہ حضور کے بعد کبھی بھی نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول اور اس میں نہ کوئی تاویل ہے (کہ آخری نبی کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گڑھے) نہ اس عموم میں کوئی تخصیص ہے (کہ حضور کے ختم نبوت کو زمانہ یا زمین کے کسی طبقہ سے خاص کیجیے) لہٰذا جو شخص اس میں تاویل کرے یا تخصیص بتائے تو اس کا کلام ہزیان سمجھا جائے گا اور اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ وہ اس نص کا جھٹلانے والا ہے جس کے غیر مؤول اور غیر مخصوص ہونے پر امت کا اجماع ہے ۔

درمختار میں ہے وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ یکفر بھا ۔ اسی طرح تمام مسلمانان عالم کا اتفاق ہے کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ علم والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں مگر دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے خلیفۂ روحانی و جسمانی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ ص۵۱ پر لکھا

> شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے

اس عبارت کا صاف صریح اور متعین مطلب صرف یہ ہے کہ شیطان کے علم کا وسیع ہونا زائد ہونا نص قرآن کریم اور حدیث سے ثابت ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی وسعت قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ۔ بلکہ حضور کے لئے وسعت علم ماننا شرک ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ شیطان لعین کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے ۔ اسی طرح

امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تصنیف ہے ۔ یہ دونوں کتابیں مولوی اشرف علی تھانوی کی تصنیف نہیں ہے اگرچہ مولوی اشرف علی تھانوی بھی ان باتوں کے

دیوبندیوں اور وہابیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ ۸ پر لکھا

آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے

اس عبارت میں تھانوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ارفع و اطیب کو بدھو، جمن خیرو - بلکہ بچوں پاگلوں اور جانوروں چوپائیوں کے علم سے تشبیہ دی ہے یا ان کے برابر بتایا ہے - ہر عقل والا بتائے گا کہ حفظ الایمان اور براہین قاطعہ کی مذکورہ بالا عبارتوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اور امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ ضرور کافر و مرتد ہے - ایسا کہ جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر - شفا شریف و شرح شفا للملا علی قاری اور رد المحتار میں ہے اجمع المسلمون علی ان شاتمه کافر من شك فی عذابه وکفره کفر، مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے عذاب دیئے جانے اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے

اسی طرح دیوبندی اکابرین کی دوسری کتابوں جیسے تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ میں بھی کلمات کفریہ موجود ہیں - مثلاً رسول خدا مرکر مٹی میں مل گئے ہیں — ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی ہو یا ولی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں — صراط مستقیم میں لکھا رسول اللہ کا خیال نماز میں لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہ بدتر ہے — بہشتی زیور ص ۳۴/۳۵ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے کفر اور شرک کی باتوں کے بیان میں لکھا "کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسکو خبر ہوگئی" — سہرا باندھنا - علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا وغیرہ وغیرہ —

قائل ہیں۔ جو ان کتابوں میں درج ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ شادی کی تاریخ مقرر کرنا جائز اور ولیمہ کی دعوت مسنون۔ حدیث میں فرمایا اولم ولو بشاۃ اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ولیمہ کی دعوت کی، نکاح کے موقع پر صرف دف بلا جھانج کے بجانا جائز اور باقی باجے ناجائز وحرام، مگر نکاح بہرحال ہو جائے گا کہ نکاح نام ہے ایجاب وقبول کا، جب یہ پائے گئے نکاح ہو گیا۔ منہیات شرعیہ اگر ہونگے تو نکاح ناجائز نہ ہوگا البتہ ان کا گناہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳):۔ ناجائز جیسا کہ جواب نمبر اول میں گذرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴):۔ جائز ہے، ہر نماز میں "ایہا النبی" پڑھا جاتا ہے۔ بلکہ یہ پڑھنا نماز میں واجب ہے۔ یہ ندا احادیث واقوال صحابہ وتابعین سے ثابت، اس کی پوری بحث رسالہ انوار الانتباہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۵):۔ قیام بوقت ذکر ولادت مستحب ومستحسن، علامہ برزنجی فرماتے ہیں۔ واستحسن القیام عند ذکر ولادتہ ائمۃ ذو روایۃ وراویۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ۔ اور انگوٹھے چومنا، انہیں آنکھوں سے لگانا جائز وبہتر۔ رد المحتار میں ہے۔ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرۃ عینی

ظاہر ہے کہ ان اقوال کفریہ کو پڑھنے کے بعد سادہ لوح مسلمان کے عقیدہ وعمل کا کیا حال ہوگا۔ ۱۲ اسلئے شرعاً بغیر ضرورتِ دینیہ ایسی کتابوں کا دیکھنا جائز نہیں۔ ہاں ضرورتِ دینیہ ہو۔ مثلاً کوئی ان کا رد کرنا چاہتا ہے۔ اور رد پر قادر بھی ہے، رد کی خواہش رکھتا ہے، مسلمانوں کو ان اقوال کی خباثتوں سے آگاہ کرنا چاہتا ہے۔ ان کی تلبیسات کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے۔ تو اُسے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

آل مصطفیٰ مصباحی

بك یارسول اللہ ثم یقول اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری
الابھامین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قائدا لہ الی الجنۃ
کذا فی کنز العباد اھ قہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیۃ، واللہ تعالٰی اعلم

؎ ترجمہ: مستحب ہے کہ شہادتِ اولٰی کو سنتے وقت "صَلَّی اللہُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہِ" کہے
اور شہادت ثانیہ کے وقت "قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِكَ یَارَسُوْلَ اللہِ" کہے۔ پھر دونوں انگوٹھے کے
ناخن کو دونوں آنکھوں پر رکھنے کے بعد یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ"۔ دونوں
مسئلہ کی تفصیل کے لئے "اقامۃ القیامۃ" اور "تقبیل الابہامین" کا مطالعہ کریں۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں مذہب حنفیہ میں اہل سنت جماعت کے نزدیک جو کہ مندرجہ ذیل تحریر ہے کہ انگریزی دوا وغیرہ یا جس دوا میں ایسی چیز ملی ہو جس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے کھانا یا پینا درست ہے یا نہیں؟ ہم کو علم ہو یا نہ ہو؟

الجواب: وہ دوائیں جن میں اسپریٹ یا کسی حرام و نجس شئے کا ملنا معلوم ہو ان کا استعمال حرام ہے[1] ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] الکحل اور اسپریٹ وغیرہ رقیق و سیال مسکرات کا قطرہ قطرہ ناپاک اور حرام و ناجائز ہے حدیث شریف میں فرمایا گیا۔ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول مفتیٰ بہ یہی ہے عالمگیری میں ہے "والفتویٰ فی زماننا بقول محمد حتی یحد من سکر من الاشربۃ المتخذۃ من الحبوب والعسل واللبن والتین، لان الفساق یجتمعون علی ھذہ الاشربۃ فی زماننا ویقصدون السکر واللھو بشربھا کذا فی التبیین (ج ۷ ص ۱۴۰) ہمارے زمانے میں فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔ لہٰذا ایسے شخص پر حد جاری کی جائے گی۔ جو دانوں، شہد، دودھ اور انجیر سے بنائی گئی، شرابوں کو پی کر نشہ میں ہو جائے۔ وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں فساق و فجار ان مشروبات کو نشہ بازی اور لہو و لعب کے ارادہ سے پیتے ہیں۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے۔ "وحرمھا محمد ای الاشربۃ المتخذۃ من العسل والتین ونحوھما مطلقاً قلیلھا وکثیرھا وبہ یفتیٰ ذکرہ الذیلعی وغیرہ"۔ (ج ۵ ص ۳۲۳)

لہٰذا اگر کسی دوا میں الکحل یا اسپرٹ ملی ہو، تو قول مختار و مفتیٰ بہ میں اس کا استعمال ناجائز ہوگا۔ لیکن آج کے زمانہ میں نہ صرف ہندو پاک، بلکہ پوری دنیا کے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عوام سے لیکر خواص تک سبھی الکحل آمیز دواؤں کے استعمال میں مبتلا ہیں اور جڑی بوٹی والے اطبا، نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں اور مریضوں کا ڈاکٹروں کے پاس

مسئلہ (۱) از علاقہ جودھپور مقام لاڈنوں قاضی طبیب علی صاحب
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ دائی جنانیوالی کے گھر کا کھانا اور دائی کے ہاتھ کا پکا کھانا اور دائی کی کمائی کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

مسئلہ (۲) محفل میلاد شریف کی مجلس تین چار جگہ ہو اور ایک ہی مولود خواں تینوں چاروں جگہ پڑھے تو یہ جائز ہے یا نہیں ؟ اور دن کو مولود شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں ؟

مسئلہ (۳) ارنڈی اور مونگا سوتا جو اکثر آسام میں یہ کپڑے بنے جاتے ہیں یہ دونوں قسم کے کپڑے ریشم میں شمار کئے جاتے ہیں ؟ یا کوئی دوسری چیز تصور کرتے ہیں۔ ارنڈی اوڑھکر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) :۔ دائی کا پیشہ شرعاً جائز ہے۔ اس سے جو اجرت حاصل ہوئی اس کا کھانا جائز ہے، اگر وہ دوسرے کو کھلائے تو یہ بھی کھا سکتا ہے، یوہیں اس کے گھر کا کھانا یا اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی جائز ہے۔ ناجواز ی کی کوئی وجہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) :۔ ایک دن یا رات میں ایک شخص متعدد جگہ اور متعدد مرتبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴ کا :۔ آئے بغیر علاج کرا لینا، سخت دشوار اور باعث حرج ہے۔ لہٰذا آج کے دور میں جبکہ ابتلائے عام ہے دفع حرج کی بنا پر بغرض علاج ایسی دواؤں کا استعمال جائز ہوگا۔ مصنف علیہ الرحمہ کے زمانے میں یونانی اطبا بکثرت موجود تھے، شہروں، قصبوں بلکہ دیہاتوں میں بھی ماہر اطباء پائے جاتے تھے، الکحل آمیز دواؤں کے استعمال میں ابتلائے عام نہ تھا۔ لہٰذا قول مفتی بہ سے عدول کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اسلئے آپنے ایسی دواؤں کے استعمال کو حرام فرمایا
واللہ تعالیٰ اعلم، آل مصطفےٰ مصباحی

میلاد پڑھ سکتا ہے، اور جس طرح رات میں جائز، دن میں بھی جائز۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف کیلئے کسی وقت ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳): فقیر ان کپڑوں کی حقیقت سے واقف نہیں۔ اگر یہ ریشم کے کیڑے سے جو ریشم نکلتا ہے اوس سے بنتے ہیں تو حرام ہیں ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بمبئی ۳ متصل منارہ مسجد دوکان فالودہ و آئسکریم مرسلہ جناب شیخ امام علی صاحب مالک دوکان یکم رجب ۴۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلم گرے ہوئے دانت کی جگہ پر مصنوعی دانت سونے کا بنوائے تو شریعت مطہرہ سے جائز ہے کہ نہیں؟ مع ادلہ و ثبوت سے آگاہ فرمائیے؟ اور بعد انتقال اس طلائی دانت کا نکال لینا ضروری ہے کہ نہیں؟ اگر قبر میں ساتھ جائے تو کیسا ہے؟ کچھ خلاف ہے کہ نہیں۔ وہ مصنوعی انگریزی دانت جو پتھر یا ہڈی کا بنایا جاتا ہے۔ وہ صرف دکھانے کا ہے اس سے کھایا پیا نہیں جاتا ہے۔ نیز اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور طلائی دانت ان عیوب سے پاک ہے؟

الجواب: امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ سونے کا دانت بنوانا جائز نہیں۔ یہ مصنوعی دانت جو پتھر یا مسالے سے بنائے جاتے ہیں کارآمد ہوتے ہیں۔ میں نے خود بہتوں کو دیکھا ہے۔ کہ ان سے اچھی طرح کھاتے ہیں۔ رہی بدبو وہ صفائی سے جاتی رہے گی، اونمیں اتنی بدبو نہیں پیدا ہوتی کہ صاف کرنے سے بھی نہ جائے۔ لہٰذا ایسی صورت میں سونا استعمال کرنا بلاضرورت ہوا جو ناجائز ہے، ردالمحتار میں ہے: واذا سقط سنه فاراد ان یتخذ سنا اٰخر فعند الامام یتخذ ذلك من الفضة فقط وعند محمد من الذهب ایضاً۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از گونڈل۔ کاٹھیاواڑ در کوچ محمد عیسیٰ بھائی مرسلہ جناب سیٹھ آدم جی ابن یعقوب یکم رجب ۱۳۴۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس امر میں کہ مشہور ہے کہ بعض زمینیں نحوست والی ہوتی ہیں جو اپنے مالک کو تباہ و برباد کردیتی ہیں، اور اکثر مکانات ہندؤں میں بھی ان کے مرے ہوئے مردوں کے بھوت وغیرہ کا خوف رہتا ہے، کیا یہ سچ بات ہے کہ زمین کی نحوست کی وجہ سے اور کفار کے مکان میں بھوت ہونے کی وجہ سے جان و مال کو نقصان پہنچتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ خیر و شر سب منجانب اللہ تعالیٰ ہے، حقیقتاً نحوست کسی چیز میں نہیں، نہ اللہ کے سوا عالم میں کوئی چیز مؤثر، زمین کی نحوست بایں معنیٰ کہ اسکی سکونت اس کے مقاصد دینی میں مخل ہے، مثلاً وہ زمین مسجد سے دور ہے، یا وہاں کے رہنے والے بکثرت فساق و فجار و کفار ہیں، جن کی صحبت و معیت مضر ہوگی، یا وہاں کی آب و ہوا اس کے مزاج سے ناموافق ہے اگر اس معنی کے لحاظ سے منحوس کہا جائے تو درست ہے، اور یہ خیال نہ ہو بلکہ یہ سمجھتا ہو کہ فلاں مکان میں رہنے سے دولت کم ہوگئی یا آدمی مرگئے تو یہ غلط ہے، بخاری شریف کی حدیث انما الشؤم فی ثلثۃ فی الفرس والمرأۃ والدار یہ حدیث بایں معنیٰ نہیں کہ یہ چیزیں منحوس ہوتی ہیں بلکہ اس حدیث کے معنیٰ دوسری حدیث جو سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری شریف میں جو اس پہلی حدیث سے متصلاً مذکور ہے، واضح ہوتی ہیں، ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان کان فی شئی ففی المرأۃ والفرس والمسکن۔ نیز ابوداؤد میں سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ان تکن الطیرۃ فی شئی

ففی الدار والفرس والمرأة۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ اگر نحوست کسی شئی میں ہوتی جوان تین میں ہوتی اور جب ان میں بھی نہیں تو کسی شئے میں نہیں، یعنی یہ حدیث اوس حدیث کے مثل ہے جس میں حضور نے فرمایا لوکان شئی سابق القدر سبقته العین اسی لئے اس حدیث کے ظاہر معنی سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ان تین میں نحوست ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اہل جاہلیت ایسا کہتے تھے کہ ان تین میں نحوست ہے، بعض احادیث میں نحوست کی یہ تفصیل مذکور ہے کہ مکان کی نحوست یہ کہ اس کے پڑوسی خراب ہوں، اور عورت کی یہ کہ وہ شوہر کی نافرمانی کرے، اور گھوڑے کا یہ کہ شریر ہو۔ یعنی یہ چیزیں جب خلاف شرع یا خلاف طبع کیلئے سبب ہو جائیں تو ان سے جدائی کی جائے، بس نحوست کے صرف اتنے معنیٰ ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرقات میں لکھا ہے الشؤم فی الاحادیث المستشهد بها محمول علی الکراهیة التی سببها ما فی الاشیاء من مخالفة الشرع او الطبع کما قیل شؤم الدار ضیقها وسؤجیرانها وکذا شبهته فی سکناها وبعدها عن الجماعة بحیث تفوته الصلوٰة مع الامام وشؤم المرأة عدم ولادتها وسلاطة لسانها وغلاء مهرها ونحوها من حملها الزوج علی ما لا یلیق باب باب التقویٰ وشؤم الفرس ان لا یغزی علیها او یرکب علیها افتخار وخیلاء۔ بھوت کوئی چیز نہیں حدیث میں ہے لاغول یعنی بھوت کوئی چیز نہیں یا ہوں تو نقصان نہیں پہونچا سکتے، کفار کی روحیں مقید ہیں وہ کیا کسی کو اگر تکلیف پہونچا سکتی ہیں۔ البتہ شیاطین لوگوں کو پریشان کرتے ہیں اگر مکان والے نماز پڑھیں اور قرآن مجید کی تلاوت کریں، اور بسم اللہ پڑھ کر رات میں دروازہ بند کریں، اور آیۃ الکرسی پڑھ کر سوئیں اور صبح کو بسم اللہ پڑھ

کر دروازہ کھولیں، تو انشاء اللہ تعالیٰ شیاطین کے فتنہ سے محفوظ رہیں گے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از پاسنی ناگور مارواڑ مرسلہ محمد غیاث الدین کمہاروی ۳ صفر ۱۳۴۵ھ

قادیان ضلع گرداسپور پنجاب سے جو قاعدہ یسرنا القرآن چھپکر شائع ہوا ہے وہ بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مذہب قادیانی[1] رکھنے والے یقیناً اجماعاً بلاشک وشبہ کفار ومرتدین ہیں۔ ایسے لوگوں کی کتابیں بچوں کو پڑھانا ناجائز ہے اگرچہ ان کتابوں میں انکی گمراہی کی باتیں نہ ہوں مگر مصنف کی عزت دل میں پیدا ہوگی اور انکی باتیں قبول کرنیکا مادہ پیدا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو کو کہتے ہیں، یہ شخص کھلا ہوا کافر ومرتد تھا۔ اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت مریم کی شان رفیع وجلیل میں طرح طرح کی گستاخیاں کی، بیہودہ کلمات استعمال کئے، اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کرکے ضروریات دین کا انکار کیا ہے، نیز انبیاء کرام کی تکذیب وتوہین کی اور قرآن عظیم کا بھی انکار کیا ہے،

اس کے مختصر عقائد واباطیل یہ ہیں

(۱)۔ ازالۂ اوہام ص ۵۳۳ میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

"خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ، میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"

(۲)۔ اسی کتاب کے ص ۶۸۸ میں ہے۔

"حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام ووحی غلط نکلی تھیں"

(۳) اسی کے ص ۲۶، ۲۸ میں لکھتا ہے۔

"قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبان کے طریق کو

:- بقیہ حاشیہ ص۱۰۹ کا :-

استعمال کررہا ہے "

(۴) ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو آیتیں تھیں ۔ مرزاجی نے انھیں اپنے اوپر چسپاں کرلیا ۔ چنانچہ اپنی کتاب انجام ص۷۸ میں لکھتا ہے ۔

"وما ارسلنٰك الا رحمةً للعالمين" تجھکو (غلام احمد کو) تمام جہاں کی رحمت کے واسطے روانہ کیا ۔ اور آیت کریمہ "ومبشراً برسول یاتی من بعد اسمہٗ احمد" سے اس نے اپنی ذات مراد لی ۔

(۵) ۔ اربعین نمبر ۲ ص۱۳ پر لکھا ، "کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ" ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے ، اعجاز احمدی کے ص۱۳ پر لکھا "یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور انکی پیشن گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں ۔ کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں ۔ بغیر اس کے کہ یہ کہدیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے ۔ کیوں کہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے ۔ اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں " ۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۴ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے لکھا ہے ، "عیسائی تو انکی خدائی کو روتے ہیں ۔ مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں "

اس طرح کے توہین آمیز کلمات اور انکار ضروریات دین سے مرزاجی کی کتابیں بھری ہیں ۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نیا نبی پیدا ہونے کو ممکن بتایا ۔ اور مرزا احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا اعلان کرکے حضور علیہ السلام کے بعد نیا نبی پیدا ہونے کو واقع تسلیم کرلیا ۔ اس کے متبعین اسے علی الاعلان نبی مانتے اور اس کی نبوت کا اعتقاد رکھتے ہیں ۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین (قادیانی کہنے والے) ضروریات دین کا انکار کرنے ، انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کرنے ، اور قرآن کریم کا انکار کرنے کی وجہ سے یقیناً اجماعاً بلاشک وشبہ کافر و مرتد ہیں ۔

مسئلہ:۔ از نصیر آباد چھاؤنی ۲۸ جمادی الاخرہ ۴۲ھ مرسلہ غلام قادر
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ زید کہتا ہے کہ حسب منشاء فرمان حضرت رب العزۃ۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ[1] اسلام میں غیر اللہ کے حق میں سجدہ تعظیم حرام ہے، بکر کہتا ہے چونکہ حضرت خلیل اللہ پر فرض عبادت میں ستاروں معہ چاند و سورج کی عبادت قطعاً حرام ہو چکنے کے بعد سجدہ تعظیم ملت ابراہیمی میں رائج تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو آپ کے والدین مع گیارہ برادران کے سجدہ تعظیم کرنیکی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے۔ حضرات صوفیہ کرام میں بھی یہ قدامت سے رائج چلا آرہا ہے، زید نے جس کا حوالہ دیا ہے اس آیت میں صرف شمس وقمر کو

بقیہ حاشیہ ص۱۱۰ کا۔ ایسے کہ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ۔ جو ان کی کفریات پر مطلع ہو کر ان کے کافر و مرتد ہونے اور عذاب دیئے جانے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ایسے عقیدہ والوں کی کتابیں بچوں کو پڑھانا ان کے عقیدہ وعمل کے فساد کا باعث ہے۔ معروف محدث امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کے پاس دو بدمذہب نے آکر عرض کی کہ۔ ہم آپ سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں آپنے منع فرمایا۔ انھوں نے کہا تو پھر آپ ہی کوئی حدیث ہمیں پڑھ کر سنائیے۔ فرمایا یہ بھی نہیں۔ یا تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ یا میں چلا جاؤں تو وہ دونوں نکل گئے، لوگوں نے امام موصوف سے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْرَأَ عَلَیَّ اٰیَۃً فَیُحَرِّفَانِھَا فَیَقِرَّ ذٰلِکَ فِیْ قَلْبِیْ۔ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں آیت پڑھ کر اس کے معنی میں کچھ تحریف کریں اور میرے دل میں وہ بات گھر کر جائے۔ جب ایک امام وقت اور محدث عصر کا یہ حال تو ہمہ شما کا کیا ٹھکانا، وہ بھی بچوں کا۔

لہٰذا مذہب قادیانی رکھنے والوں کی کتابوں کا بچوں کو پڑھانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] ۔ سجدہ، پارہ ۲۴ رکوع ۱۹۔ آلِ مصطفےٰ مصباحی

سجدہ کرنیکی نفی ہے، نہ کہ مسجود ملائک کی، نیز سجدہ عبادت کے متعلق ہے نہ کہ سجدہ تعظیمی سے، نیز اگر زید کا قول درست ہے تو کیا اس سے حضرت یوسف و یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسے جلیل القدر معصوم انبیاء جنکی معصیت سے بریت قرآن مجید سے ثابت ہے، نعوذ باللہ کفر و شرک کے مرتکب ثابت ہونگے حالانکہ اس سجدہ تعظیم کی شہادت کے بعد قرآن مجید سے نسخ ثابت ہونا محالات سے ہے، اس کا خلاف صرف ایک حدیث آحاد ہی ہے، اور بس۔ لہٰذا زید و بکر کے کلام میں مسلمانوں کے لئے قابل عمل قوی تر کونسا ہے؟ اور قابل اجتناب ضعیف و موضوع کونسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ شرائع سابقہ کے بہت سے احکام ہماری شریعت میں منسوخ ہوگئے۔ بعض امور ایک شریعت میں جائز تھے اور دوسری میں حرام، بلکہ خود اس شریعت میں بھی بعض باتیں ابتداً جائز تھیں۔ اور پھر حرام ہوگئیں، یا پہلے حرام تھیں، بعد میں جائز ہوگئیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ جو امر جائز تھا۔ پھر ممنوع ہوا۔ وہ کفر نہیں ہوسکتا کہ کفر قبیح لعینہ ہے، وہ کبھی جائز نہیں ہوسکتا، قرآن مجید میں جہاں غیر خدا کیلئے سجدہ کا حکم ہے۔ جیسا کہ ملائکہ کو حکم ہوا۔ کہ آدم کو سجدہ کرو یا برادران یوسف علیہ السلام نے ان کو سجدہ کیا۔ اس سجدہ کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ یہاں سجدہ کے لغوی معنی انحناء یعنی جھک جانا مراد ہے۔ ان مواقع میں سجدہ سے پیشانی زمین پر رکھنا مراد نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی تفسیر منقول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ سجدہ شرعی سجدہ تھا۔ یعنی پیشانی کا زمین پر رکھنا مگر وہ سجدہ ان کو نہ تھا جن کے سامنے کیا گیا۔ بلکہ یہ سجدہ خدا کو تھا۔ اور سجدہ

ملائکہ میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا سجدہ برادران یوسف علیہ السّلام میں یوسف علیہ السلام قبلہ تھے ۔ مَسْجُوْدٌ لَہٗ ۔ نہ تھے ۔ اور آیۃ کریمہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۔ اور آیۃ کریمہ ۔ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا ۔ میں لام بمعنی الیٰ ہے یعنی شرائع سابقہ میں انسانوں کو قبلہ قرار دینا کہ اسکی طرف سجدہ کیا جائے ، جائز تھا اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف صلاۃ وتحیۃ میں قبلہ صرف کعبہ معظمہ میں ہے ۔ غیر کعبہ کا قبلہ ہونا آیت کریمہ ۔ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، سے منسوخ ہوگیا یا یہ لام سببیہ ہے ۔ جس طرح اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ ، میں دُلُوْکِ الشَّمْسِ سبب وجوب نماز ہے ۔ اسی طرح تخلیق آدم علیہ السّلام سبب وجوب سجدہ ہے ان دونوں تفسیروں کے لحاظ سے ظاہر کہ نہ ملائکہ نے آدم علیہ السّلام کو سجدہ کیا نہ برادران یوسف علیہ السّلام نے ان کو سجدہ کیا بلکہ محض جھکنا تھا ۔ کہ زمانہ سابق میں یہ بطور تحیت تھا ۔ یا یہ سجدہ خدا کو تھا اور آدم و یوسف علیہما السلام قبلہ تھے ۔ یا آدم علیہ السلام کی تخلیق سبب وجوب تھی ۔ اور یوسف علیہ السلام سے ملنا ایک نعمت تھا کہ ان کے ملاقات پر ان کے والدین اور بھائیوں نے سجدۂ شکر ادا کیا تفسیر بیضاوی میں ہے ۔ والمامور بہ اما المعنی الشرعی فالمسجود لہٗ فی الحقیقۃ ھو اللہ تعالیٰ وجعل اٰدمَ قبلۃ سجودھم تفخیمًا لشانہ او سببًا لوجوبہ فاللام فیہ کاللام فی قول حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) الیس اول من صلی لقبلتکم ، او فی قولہ تعالیٰ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ واما المعنی اللغوی وھو التواضع لاٰدم تحیۃً وتعظیمًا لہ کسجود اخوۃ یوسف لہٗ [1] ۔ اسی کے مثل جمل حاشیہ تفسیر جلالین میں خطیب سے نقل کیا، تفسیر

---

[1] تفسیر بیضاوی شریف ج ۱ ص ۶۳ ۔ مصباحی

جلالین میں ہے۔ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ، سُجُوْدَ تَحِيَّةٍ بالانحناءِ [۱]
جمل میں ہے۔ ای سجود تعظیم لآدم ثم نسخ الاسلام ہذہ التحیۃ وجعل
التحیۃ ھی السلام وقولہ بالانحناء ای من غیر وضع الجبھۃ علی الارض
وھذا اصح القولین فی المقام اھ۔ شیخنا، [۲] تفسیر مدارک میں ہے اسجدوا
لآدم ای اخضعوا لہ واُقرّوا بالفضل لہ عن اُبی بن کعب وعن ابن عباس
رضی اللہ تعالٰی عنہما کان ذالك انحناء ولم یکن خرورا علی الذقن [۳] ۔ تفسیر
بیضاوی میں زیر قولہ تعالٰی وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا یہ ہے۔ وقیل معناہ خروا
لاجلہ سجدا للہ شکرا وقیل الضمیر للہ تعالٰی والواو لابویہ واخوتہ [۴] ۔
خفاجی میں ہے۔ قال الامام انہ قول ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما
وھو الاقرب اس کا صریح مفہوم یہ ہے کہ یہ لام سببیہ ہے کہ یوسف
علیہ السلام کی ملاقات پر اللہ تعالٰی کو سجدہ کیا، حاشیہ شیخ زادہ میں ہے
فمعنی الآیۃ علی ھذا خروا ای لاجل وجدان یعقوب ایاہ شکرا للہ فذالك
السجود سجود شکر والمسجود لہ ھو اللہ تعالٰی لان ذالك السجود انما کان
لاجلہ تعالٰی بمقابلۃ نعمۃ وجدان یوسف وقیل المراد معناہ خروا الیہ سجدا للہ
شکر النعمۃ وجدانہ علی ان یجعلوا یوسف کالقبلۃ ویسجد واللہ تعالٰی۔ یا
(لہٗ) کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے، یوسف علیہ السلام کی طرف
راجع نہیں کہ یہ سجدہ یوسف علیہ السلام کو ہو، جو علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ سجدہ خدا
کو تھا یوسف علیہ السلام کو نہ تھا وہ اپنے قول کی تائید میں یہ پیش کرتے ہیں کہ
اگر یہ سجدۂ تحیت یوسف علیہ السلام کو ہوتا تو تخت پر پہونچنے کے بعد نہ ہوتا
کہ سجدۂ تحیت اول ملاقات میں ہوتا ہے نہ یہ کہ یوسف علیہ السلام ان کے
استقبال کیلئے شہر سے باہر گئے اور شہر میں لائے اور اپنے تخت پر لے گئے

[۱] بقرہ ص ۸، [۲] تفسیر جمل ج ۱ ص ۴۱، [۳] تفسیر مدارک ج ۱ ص ۳۲۔ [۴] تفسیر بیضاوی ص ۴۰۷، مطبع نول کشور۔ مصباحی

اس کے بعد لوگوں نے سجدہ کیا اب سجدۂ تحیت کا کیا موقع ہے اگر سجدہ کیا ہوتا تو اس وقت کرتے جب پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ قرآن مجید میں فرمایا فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ آوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شہر سے باہر استقبال کیلئے یوسف علیہ السّلام گئے تھے، جب تو ان سے کہا کہ مصر میں تشریف لے چلئے، اس واسطے بیضاوی میں ہے واستقبله یوسف والملك اور وقت استقبال سجدہ نہ تھا بلکہ معانقہ تھا کہ آوی الیه ابویه سے معانقہ مراد ہے چنانچہ بیضاوی میں ہے، ضم الیه اباہ وخالته واعتنقهما۔[1] تو جب وقت ملاقات سجدہ نہ کیا بلکہ معانقہ ہوا تو تخت پر جانیکے بعد سجدہ تحیت کیونکر ہوگا دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر یہ سجدہ تحیت ہوتا تو یوسف علیہ السلام اپنے والد کو سجدہ تحیت کرتے نہ یہ کہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ ان کو بہت وجوہ سے ان پر فضیلت تھی الغرض یہ سجدہ یوسف علیہ السّلام کیلئے نہ تھا اور اگر تھا تو مجرد انحناء تھا ان دونوں قرائن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اگرچہ پہلی بات کا جواب قاضی بیضاوی نے یہ دیا ہے والرفع مؤخر عن الخرور وان تقدم لفظا للاهتمام، یعنی سجدہ پہلے تھا اور تخت پر جانا بعد میں ہوا، خفاجی میں ہے۔ وهذا دفع لقول الامام تقوية للوجه الثاني بان قوله رفع ابويه وخروا يدل على انهم صعدوا ثم سجدوا ولو كان السجود ليوسف عليه الصلوة والسلام كان قبل الصعود يعني لانه يكون تحية والمعتاد فعلها حين الدخول لا بعد الصعود والجلوس بخلاف سجدة الشكر

---

[1] تفسیر بیضاوی ص ۴۰۷ سورۂ یوسف ۔ مصباحی

ومخالفة لفظه ظاهر الترتیب ظاهر المخالفة للظاهر۔ **دوسرا اعتراض مع جواب علامہ خفاجی اس طرح ذکر کرتے ہیں** واما انہ کان الالیق حینئذ سجود یوسف لیعقوب علیھما السلام فدفع بانہ تحقیق لرویا الحکمۃ خفیۃ وبان یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام انما فعلہ لتتبعہ الاخوۃ فیہ لان لانفۃ ربما حملتھم علی الانفۃ منہ فیجر الی ظھور الاحقاد الکامنۃ وعدم عفو یوسف علیہ السّلام **حاشیۂ شیخ زادہ میں ہے۔** ولماورد ان یقال کیف جاز السجود لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم وعلی تقدیر جوازہ کان یعقوب احق بذلک من یوسف علیھما السّلام لان یوسف وان کان نبیا الا ان یعقوب کان اعلیٰ حالا منہ من حیث التقدم فی النبوۃ ولحرمۃ الابوۃ ومن حیث الاجتھاد فی تکثیر الطاعات ومن حیث انہ کان شیخا کبیرا والشاب یجب علیہ تعظیم الشیخ فما وجہ قولہ تعالیٰ وخروا لہ سجدا اجاب عنہ المصنف تحیۃ وتکرمۃ لہ بناء علی انھم لم یکونوا نھوا عن السجود لغیر اللہ تعالیٰ فی شریعتھم وکان تحیۃ الناس بعضھم لبعض بالسجود ولم یزل تحیۃ الناس ذلک الی ان جاء اللہ تعالیٰ بالاسلام فذھب بالسجود وجاء بالمصافحۃ۔ **تیسرا قول یہ ہے کہ وہ سجدہ بوضع جبہۃ تھا اور شرائع سابقہ میں تحیت واکرام کیلئے سجدہ جائز تھا اس شریعت میں اس کا جواز منسوخ ہوگیا قاضی بیضاوی نے** وخروا لہ سجدا **کی تفسیر میں اسی کو مقدم کیا اور دوسرے اقوال کو بصیغۂ تمریض ذکر کیا اسکی عبارت یہ ہے** وخروا لہ سجدا تحیۃ وتکرمۃ لہ فان السجود کان عندھم یجری مجراھا۔ **خفاجی میں ہے۔** دفع بہ السوال بان السجود لا یجوز لغیر اللہ بانہ فی غیر شریعتنا وقد کان جائزا للتکرمۃ فنسخ۔ **تفسیر مدارک میں بھی اسی قول کو اختیار کیا اور دوسرے اقوال کو "قیل" کے ساتھ ذکر کیا بلکہ ان پر اعتراض بھی کئے اوسکی عبارت یہ ہے،**

وکانت السجدۃ عندھم جاریۃ مجری التحیۃ والتکرمۃ کالقیام والمصافحۃ وتقبیل الیہ وقال الزجاج سنۃ التعظیم فی ذلک الوقت ان یسجد للمعظم وقیل ماکانت الا انحناء دون تعفیر الجباہ وخرورھم سجدا ایاہ وقیل وخروا لاجل یوسف سجدا للہ شکرا وفیہ بنوۃ ایضا۔ نیز اسی میں ہے، والجمھور ان المامور بہ وضع الوجہ علی الارض وکان السجود تحیۃ لآدم علیہ السلام فی الصحیح اذ لوکان للہ تعالیٰ لما امتنع عنہ ابلیس وکان سجود التحیۃ جائزا فیما مضی ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لسلمان حین اراد ان یسجد لہٗ لا ینبغی للمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ۔ تفسیر کشاف میں ہے، السجود للہ علی وجہ العبادۃ ولغیرہ علی وجہ التکرمۃ کما سجدت الملٰئکۃ لآدم وابو یوسف واخوتہ لہ ویجوز ان تختلف الاحوال والاوقات فیہ، جمل حاشیہ جلالین میں ہے۔ کان ذلک جائزا فی ذلک الزمان فلما جاء الاسلام نسخت ھذہ الفعلۃ حاشیہ شیخ زادہ میں ہے۔ واکثر المفسرین علی ان المراد بالخرور سجدا وضع الوجہ علی الارض بناء علی انہ ھو المتعارف المتافہم، مفسرین کے چند اقوال اس لئے ذکر کئے گئے تاکہ معلوم ہو کہ سجدہ برادران یوسف علیہ السلام میں اس قدر شدید اختلافات ہیں کہ آیا وہ محض انحناء تھا یا زمین پر پیشانی لگا دینا، برتقدیر ثانی وہ اللہ عزوجل کو سجدہ تھا یا یوسف علیہ السلام کو، جب اسقدر عظیم اختلافات موجود ہیں اور سید المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کو انحناء پر محمول کرتے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ یہ آیت جواز سجدۂ تحیت داکرام میں قطعی الدلالت نہیں، پھر اسکے ناسخ کا قطعی ہونا کیا ضرور۔ جبکہ دلیل جواز قطعیت کا افادہ نہیں کرتی۔ بلکہ یہ جواز برتقدیر ثبوت ظنی ہے، جمہور مفسرین جو یہاں، وضع جبہہ، مراد لیتے ہیں وہ خود تصریح کرتے ہیں کہ یہ حکم شرائع سابقہ کا ہے ہماری شریعت نے یہ حکم

منسوخ کردیا توجس طرح جواز سجود میں اونکے قول کو اعتبار کیا جاتا ہے نسخ میں بھی ان کا قول اعتبار کرنا چاہیئے، ورنہ پہلے دونوں گروہ مفسرین تو غیر اللہ کے لئے مطلقاً سجدہ کو ممنوع قرار دیتے ہیں، اونکے قول کا حاصل تو یہ ہے کہ نہ پہلے جائز تھا نہ اب جائز ہے اور یہ قول رابع جو بکر نے اختراع کیا ہے بالاجماع باطل ہے اور ایسا قول ہرگز قابل قبول نہیں، پھر ہم احادیث کی طرف نظر کرتے ہیں تو ممانعت سجود کے راوی صرف حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نہیں ہیں بلکہ دیگر صحابۂ کرام بھی اس کی روایت کرتے ہیں اگرچہ الفاظ میں کچھ اختلافات ہیں، مگر ممانعت سجود میں سب مشترک ہیں مثلاً نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام احمد نے معاذ بن جبل وعبداللہ بن ابی اوفیٰ وانس و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حاکم نے بریرہ وقیس بن سعد، وابن ماجہ نے عائشہ وعبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ابن حبان نے ابوہریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ترمذی نے انس وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، طبرانی نے ابن عباس وزید ابن ارقم ومعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد ابن حمید نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعید بن منصور نے زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ ہے، اتیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فانت احق بان یسجدلك فقال ارأیت لومررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لافقال لاتفعلوا۔ لوکنت اٰمراً احداً ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من حق۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی خدمت میں میں نے حاضر ہوکر یہ عرض کی یا رسول اللہ میں حیرہ گیا تھا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں لہذا حضور کو سجدہ کیا جانا زیادہ درست ہوگا ارشاد فرمایا کیا تو میری قبر پر آئے گا تو اسے سجدہ کرے گا۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ نہ کرو اگر میں کسی کو کسی کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کہ خدا نے شوہروں کا عورتوں پر حق رکھا ہے، مرقاۃ میں ہے۔

لاتفعلوا ای فی الحیاۃ کذلک لاتسجدوا، قال الطیبی رحمہ اللہ تعالیٰ ای اسجدوا للحی الذی لایموت وعن ملکہ لایزول ۱، ام احمد کی روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ ہے، ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان فی نفر من المھاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یارسول اللہ تسجد لک البھائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولوکنت اٰمراحدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز مجمع مہاجرین وانصار میں تشریف فرما تھے، کہ ایک اونٹ نے حاضر ہوکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ جب چوپایہ اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم کو زیادہ سزاوار ہے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں ارشاد فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور میرا اکرام کرو اور اگر میں کسی کو کسی کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے، اعبدوا ربکم ای بتخصیص السجدۃ فانھا غایۃ العبودیۃ ونھایۃ العبادۃ واکرموا اخاکم ای عظموا تعظیما یلیق بہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الاطاعۃ الظاھریۃ والباطنیۃ وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ

وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ ثُمَّ یَقُوْلُ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبَّانِیّٖنَ، وایاء الی قولہ ماقلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللّٰہ ربی وربکم واما سجدۃ البعیر فخرق للعادۃ واقع بتسخیر اللّٰہ تعالٰی وامرہ فلامدخل لہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فی محالہ والبعیر معذور حیث انہ من ربہ مامور کامر اللّٰہ تعالٰی ملٰئکتہ ان یسجدوا لآدم۔ حاصل یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے سجدہ کو اللہ عزوجل کیلئے خاص کردیا ہے لہذا صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ سجدہ کو خدا ہی کیلئے مخصوص رکھو اور میری تعظیم وتکریم اس طرح کرو جو میرے لئے لائق ومناسب ہے اور شتر نے جو سجدہ کیا تھا وہ بطور خرق عادۃ تھا وہ خدا کی طرف سے مامور تھا جس طرح ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو خدا کے حکم سے سجدہ کیا تھا۔

اقول شتر کا سجدہ کرنا اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اس کو منع نہ فرمانا حالانکہ ہر شئی حضور کی مطیع تھی اور ہے اگر شتر کو منع فرمادیتے تو وہ ضرور باز آجاتا، باوجود اس علم کے حضور نے منع نہ فرمایا اور جب صحابہ نے سجدہ کی اجازت طلب کی تو منع فرمادیا۔ اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جانوروں کو اللہ عزوجل نے شرک وکفر کے قبول کرنے کا مادہ نہیں عطاء فرمایا ہے۔ یہ قواء متضادہ اور ہر قسم کی صلاحیت جن وانسان ہی میں ہے، جانوروں کو علم تھا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں وہ اگر حضور کو سجدہ کرتے تو یہ کبھی احتمال نہ ہوتا کہ حضور کو معبود جانتے ہیں، بخلاف انسان کے کہ تجربہ شاہد تھا کہ سجدہ تحیت کرتے کرتے اس نے سجدۂ عبادت شروع کردیا۔ اگرچہ حاضرین صحابہ تھے اور وہ کامل الایمان تھے اور ان کے قلوب ودماغ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعلیم سے بہرہ مند تھے مگر اون کو اگر اجازت دی جاتی تو

بعد والوں کو سجدہ کرنے کی سند ملتی اور ان میں شرک کا پایا جانا اتنا مستبعد نہ تھا۔ اس وجہ سے صحابہ کرام کو مطلقاً منع فرمایا اور جانور کو منع نہ فرمایا۔ اسی واسطے دوسری روایت میں لفظ بشر ذکر فرمایا کہ بہائم واشجار سجدہ کریں تو کرسکتے ہیں مگر انسان کو اس کی اجازت نہیں، اور اسی مصلحت سے اس حدیث میں اعبدوا ربکم فرمایا کہ تمہارا سجدہ عبادت کی طرف منجر ہوگا جو خدا کے سوا دوسرے کیلئے نہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی نے ایک دوسری روایت شتر کے سجدہ کرنے کی مواہب سے نقل کی، وہ یہ ہے۔ روی احمد والنسائی عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کان اهل بیت من الانصار لهم جمل یسقون علیه ای یستقون وانه استصعب علیهم فمنعهم ظهره وان الانصار جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فقالوا انه کان لنا جمل نستقی علیه وانه استصعب علینا ومنعنا ظهره وقد عطش النخل والزرع فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قوموا فقاموا فدخل الحائط یعنی البستان والجمل فی ناحیته فمشی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم نحوه فقالت الانصار یا رسول اللہ قد صار مثل الکلب وانا نخاف علیک صولة فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لیس علیّ منه باس فلما نظر الجمل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اقبل نحوه حتی خر ساجدا بین یدیه فاخذ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم بناصیته اذل ما کان قط حتی ادخله فی العمل فقال له اصحابه یا رسول اللہ هذه بهیمة لا تعقل تسجد لك ونحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لایصلح بشر ان یسجد لبشر لو صلح البشر لأمرت المرأة ان تسجد لزوجها لعظم حقه علیها۔ اس حدیث کا مضمون

یہ ہے کہ بعض انصار کا ایک شتر تھا جس سے وہ لوگ اپنے کھیت اور باغ کو سیراب کرتے تھے وہ شوخی اور سختی کرنے لگا کام کرنا چھوڑ دیا انھوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمارے شتر نے کام چھوڑ دیا ہے درخت اور کھیت کو پانی کی ضرورت ہے، حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ اٹھو چلو سب صحابہ حضور کے ساتھ ہو لئے حضور اس باغ کے اندر تشریف لے گئے جس کے ایک کنارہ میں وہ شتر تھا حضور اس کی جانب تشریف لے جانے لگے انصار نے عرض کی یا رسول اللہ یہ شتر دیوانہ کتے کی طرح ہو گیا ہے۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ کہیں حضور پر حملہ نہ کر دے، ارشاد فرمایا مجھے اس کی طرف سے کچھ اندیشہ نہیں جب اونٹ نے حضور کو دیکھا حضور کے قریب آیا اور حضور کے سامنے سجدہ میں گر پڑا حضور نے اس کی چوٹی کے بال پکڑ لئے وہ ایسا فرماں بردار ہو گیا، کہ اتنا فرماں بردار کبھی نہ تھا، حضور نے اسے کام میں لگا دیا صحابہ نے عرض کی کہ یہ بے عقل جانور حضور کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم تو ذوی العقول ہیں ہم کو زیادہ سزاوار ہے کہ حضور کو سجدہ کریں، حضور نے ارشاد فرمایا بشر کو درست نہیں کہ بشر کو سجدہ کرے اگر یہ درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ عورت پر شوہر کا حق بہت زیادہ ہے۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز نہیں اور یہ احادیث گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں اور بہت ممکن ہے کہ تلاش و تفتیش کرنے سے عدد رُواۃ میں اور اضافہ ہو اور اگر حدیث "لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد" کو بھی شامل کر لیا جائے، اور اس کے اختلافات روایت کی طرف نظر کیجائے تو ممانعت سجود کے رواۃ بہت کثیر ہوں گے، کہ یہ حدیث بھی ابن عباس و

ابوسعید خدری وابوہریرہ واسامہ بن زید وعائشہ صدیقہ وانس بن مالک و عبداللہ بن مسعود وجندب وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے اور ہو سکتا ہے کہ تتبع کرنے پر اس حدیث کے رُواۃ میں بھی اضافہ ہو جائے اور ہرگز یہ حدیث متروک العمل نہیں ہو سکتی، اس لئے بلا اختلاف ونکیر تمام ائمہ مجتہدین نے غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام بتایا، اس میں کسی کا اختلاف منقول نہ ہوا ممانعتِ سجود کی روایات کی طرف نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ الفاظ آحاد ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث معنًی متواتر ہو اسی واسطے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ سجدۂ تحیت کا جواز احادیث متواترہ سے منسوخ ہے ان کی عبارت یہ ہے "پیشانی را بر زمیں رسانیدن بدو طریق واقع می شود۔ یکے آنکہ برائے ادائے حق عبودیت باشد وایں قسم در جمیع ادیان وملل برائے غیر خدا حرام وممنوع است وہیچگاہ جائز نشدہ زیرا کہ محرمات عقلی است ومحرمات عقلیہ بہ تبدیل ادیان وملل متبدل نمی شوند ودلیلش آنکہ ایں نوع تعظیم مشعر بغایت تذلل است وغایتِ تذلل برائے کسے سزاوار است کہ درغایتِ عظمت باشد وغایتِ عظمت آنست کہ ذاتی باشد وعظمت ذاتی خاص بحضرت حق (سبحانہ) است در ہیچ مخلوق یافتہ نمی شود، دوم آنکہ برائے تکریم وتحیۃ باشد مانند سلام وسر خم کردن وایں معنی باختلاف رسوم وعادات وتبدل ازمنہ واوقات مختلف است گاہے جائز است وگاہے حرام، درامتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ درقصہ حضرت یوسف واخوان شان واقع شدہ کہ خرّوا لہٗ سُجَّدًا ودر شریعت ما ایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام وممنوع است۔ بدلیل احادیث متواترہ کہ دریں باب وارد شدہ ، نیز فقہائے کرام اپنی کتابوں میں

تصریح فرماتے ہیں کہ غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے اور بہ نیت عبادت ہو تو شرک و کفر، اور ہم مقلدین کیلئے ان کے اقوال کافی ہیں اور بیشک وہ ناسخ و منسوخ کو ہم سے اچھا جانتے تھے تو جب وہ کہتے ہیں کہ یہ سجدہ منسوخ ہے تو ان کے اقوال کو پس پشت ڈالنا اور اس کے خلاف عمل کرنا مقلد کو کب سزاوار ہو سکتا ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "من سجد للسلطان علی وجه التحیة او قبل الارض بین یدیه لایکفر ولکن یأثم لارتکابه الکبیرة هو المختار"، رد المحتار میں ہے "واختلفوا فی سجود الملئکة قیل کان لله تعالٰی والتوجه الی آدم للتشریف کاستقبال الکعبة وقیل بل لآدم علی وجه التحیة والاکرام ثم نسخ بقوله علیه الصلوة والسلام لو أمرتُ احداً ان یسجد لأحدٍ لأمرتُ المرأة ان تسجد لزوجها، تاترخانیه قال فی تبیین المحارم والصحیح الثانی ولم یکن عبادة له بل تحیة واکراماً ولذا امتنع عنه ابلیس وکان جائزاً فیما مضی کما فی قصة یوسف قال ابو منصور الماتریدی وفیه دلیل علی نسخ الکتاب بالسنة"، امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالٰی کہ علم کلام کے امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ سجدہ تحیت منسوخ ہوگیا۔ لہٰذا اس میں کلام کی گنجائش نہیں۔ بکر کا یہ کہنا کہ اس کا نسخ قرآن مجید سے ثابت کرنا محالات سے ہے یہ اس کے قلت علم کی دلیل ہے اگر وہ حنفی ہے تو اس کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کتاب اللہ کا نسخ سنت سے بھی ہوتا ہے۔ اصول فقہ کی کتابیں دیکھئے اسے معلوم ہو جائے گا کہ یجوز نسخ الکتاب بالکتاب والسنة، ہاں خبر آحاد چونکہ ظنی ہوتی ہے لہٰذا کتاب کی قطعیت کا نسخ نہیں کر سکتی اور اگر حدیث متواتر ہو تو اب نسخ میں انکار کی کیا جگہ، خصوصاً جبکہ فقہاء و ائمہ اس کا منسوخ ہونا بیان کر رہے ہیں۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی حدیث کو

متواتر بتائے ہیں چوں کہ اس شریعت کو خدائے پاک نے کامل بنایا ہے لہٰذا ہر ایسے امر کو کہ شرک کی طرف منجر ہو منع فرما دیا۔ شرائع سابقہ میں سجدۂ تحیۃ جائز تھا مگر یہود و نصاریٰ نے تحیت ہی تک اسے محدود نہ رکھا بلکہ غیر اللہ کی عبادت کیلئے سجدہ کرنے لگے اسی وجہ سے حدیث میں ان پر لعنت فرمائی لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد، "یعنی قبور کو بہ نیتِ عبادت سجدہ کرتے تھے ورنہ بہ نیت اکرام لعنت کی کوئی وجہ نہ تھی کہ ان کی شریعت میں بہ نیتِ اکرام سجدہ حرام نہ تھا، اور نبی کا اکرام واجب تھا پھر لعنت کی کیا وجہ، مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بوقت وفات ایسا فرمایا جس سے مقصود یہ تھا کہ کہیں اکرام میں حد سے گذر کر سجدہ نہ کریں اور اس سے تجاوز کر کے عبادت نہ کرنے لگیں۔ صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عباس وعائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، قالا لما نزل برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ علیٰ وجھہ فاذا اغتم بھا کشفھا عن وجھہ فقال وھو کذلک لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یحذر ما صنعوا، دوسری روایت بخاری شریف کی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیھود اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔" تیسری حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود اتخذوا قبور انبیائھم مساجد قالت عائشۃ لولا ذلک لأبرز قبرہ غیر انی اخشی ان یتخذ مسجدا[1]۔ اگر یہ

---

[1] بخاری ج اکتاب الجنائز، باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور۔ مصباحی

اندیشہ نہوتا کہ قبر انور کو مسجد کر دیا جائے تو ظاہر کی جاتی مگر اسی اندیشہ سے ظاہر نہ کی گئی، پس معلوم ہوا کہ اس مادۂ شرک کو شریعت مطہرہ نے اس شدت سے دور کیا کہ جو چیزیں فی نفسہٖ جائز تھیں مگر اندیشہ تھا کہ کہیں شرک کی طرف منجر نہو جائیں، وہ بھی روک گئیں۔ اور چونکہ سجدہ عبادت وتحیت میں صرف نیت ہی کا فرق تھا شریعت مطہرہ اس کو کیسے جائز رکھتی البتہ تفاوتِ نیت کا اتنا اثر ہے کہ سجدۂ عبادت کفر ہے۔ اور سجدۂ تحیت حرام، اور ان امور میں یہاں تک احتیاط کی گئی کہ سجدہ تو سجدہ حدِ رکوع تک تعظیم کیلئے جھکنا بھی ممنوع قرار پایا۔ ترمذی شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے،، قال رجل یا رسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ أینحنی لہٗ قال لا ،، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے،، قال من الانحناء وھو امالۃ الراس والظھر تواضعًا وخدمۃً (قال لا) ای فانہٗ فی معنی الرکوع وھو کالسجود من عبادۃ اللہ تعالیٰ، نیز اسی میں نووی شرح صحیح مسلم سے ہے حنی الظھر مکروہ للحدیث الصحیح فی النھی عنہ، اور اسی وجہ سے عبادت میں کفار سے مشابہت بھی ممنوع قرار پائی مثلاً یہود و نصاریٰ قبور کی عبادت کرتے تھے۔ مسلمانوں کو قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ممنوع قرار پایا۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا فرمایا القبر القبر قبر سے بچو قبر سے بچو۔ ابوداؤد و ترمذی و دارمی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الارض کلھا مسجد الا المقبرۃ والحمام ترمذی و ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یصلی فی سبعۃ مواطن فی المزبلۃ والمجزرۃ والمقبرۃ الحدیث۔

درمختار میں ہے۔ وکذا تکرہ فی اماکن (وعد منھا) ومقبرۃ، ردالمحتار میں ہے قیل لان اصل عبادۃ الاوثان اتخاذ قبور الصالحین مساجد وقیل لانہ تشبہ بالیھود وعلیہ مشٰی فی الخانیۃ ولا بأس بالصلوٰۃ فیھا اذا کان فیھا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ کمافی الخانیۃ ولاقبلتہ الی قبر حلیہ[1]۔ بلکہ کسی آدمی کے منہ کی طرف مواجہ کرکے نماز پڑھنا بھی مکروہ قرار پایا اور یہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی، حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ اسکی عبادت نہیں کرتا ورنہ نماز مکروہ ہونا کیا معنی؟ یہ شخص کافر نہ ہوجائے، عالمگیری میں ہے ولوصلی الی وجہ انسان یکرہ کذا فی المعدن، درمختار میں ہے۔ وصلوٰتہ الی وجہ انسان ککراھۃ استقبالہ فالاستقبال لومن المصلی فالکراھۃ علیہ والا فعلی المستقبل، ردالمحتار میں ہے، فی صحیح البخاری وکرہ عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ ان یستقبل الرجل وھو یصلی وحکاہ القاضی عیاض عن عامۃ العلماء وتمامہ فی الحلیۃ، وقال فی شرح المنیۃ وھو محمل مارواہ البزار عن علی ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رای رجلا یصلی الی رجل فامرہ ان یعید الصلوٰۃ ویکون الامر بالاعادۃ لازالۃ الکراھۃ لانہ الحکم فی کل صلوٰۃ ادیت مع الکراھۃ ولیس للفساد اھ والظاھر انھا کراھۃ تحریم لماذکر ولما فی الحلیۃ عن ابی یوسف قال ان کان جاھلا علمتہ وان کان عالما ادبتہ اھ ولانہ یشبہ عبادۃ الصورۃ۔ اوراسی وجہ سے مصلے کے سامنے آگے ہونا مکروہ ہے کہ مجوسیوں سے مشابہت ہے، اور مصلے کے آگے داہنے بائیں اوپر تصویر کا ہونا یا تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، عالمگیری میں ہے

[1] درمختار وردالمحتار ج ۱ ص ۲۷۹۔ مطبوعہ ماجدیہ پاکستان ۔ مصباحی

دیکرہ ان یصلی وبین یدیہ اوفوق راسہ او علی یمینہ او علی یسارہ او فی ثوبہ تصاویر ردالمحتار میں ہے۔ وعلۃ کراھۃ الصلوٰۃ بھا التشبہ، بلکہ تصویر بنانا حرام ہوا اور تصویر کا مکان میں بروجہ اعزاز رکھنا ناجائز ہوا کہ بت پرستی کی ابتداء اسی سے ہوئی، اور احادیث صحیحہ میں ان امور سے جس شدت کے ساتھ ممانعت آئی، محتاج بیان نہیں، الحاصل جب شرع مطہرہ نے تھوڑی مناسبت بھی روا نہ رکھی تو اس چیز کو کس طرح جائز رکھے جس میں صرف نیت کا فرق ہے وبس۔ اور اگر بکر کو قرآن مجید کی آیت ہی درکار ہے کہ جس سے غیر اللہ کو سجدہ حرام ہونا ثابت ہو تو وہ آیت جو زید نے بیان کی ہے غیر اللہ کے سجدہ کی مطلقاً نفی کرتی ہے کیونکہ سجدہ مطلق ہے اور وہ خالق کو ہونا چاہیئے نہ کہ غیر خالق کو جیسا کہ آیت کا مفاد ہے اس لئے کہ اس آیت میں الذی خلقھن سے سجدہ کی علت کا بیان ہے چنانچہ امام رازی نے اعبدوا ربکم الذی خلقکم کے متعلق تحریر فرمایا ہے "انہ بیان لان العبادۃ لا تستحق الا بذلک" لہذا یہاں بھی یہ بیان ہے کہ سجدہ کا مستحق وہی ہے جو خالق ہو تو غیر اللہ چونکہ خالق نہیں، لہذا اسے سجدہ بھی نہیں، چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے غیر اللہ کے لئے سجدہ حرام ہونے پر مرقات میں اسی آیت سے استدلال کیا، بکر کا یہ کہنا کہ حضرت یوسف اور یعقوب علیہما الصلوٰۃ والسلام کفر و شرک کے مرتکب ہونگے صحیح نہیں کہ جن علماء کے نزدیک انھوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا ہی نہیں، ظاہر ہے کہ شرک کے مرتکب کیونکر ہونگے اور جن کے نزدیک سجدہ کرنا ثابت ہے وہ شرائع سابقہ کا حکم بتاتے ہیں اور سجدہ کی دو قسمیں کرتے ہیں، (۱) سجدۂ عبادت (۲) وسجدۂ تحیت، سجدۂ عبادت بے شک کفر ہے اور سجدۂ تحیت کفر نہیں مگر وہ اُس شریعت میں جائز تھا

اس شریعت میں حرام، پھر کیا استحالہ؟ اور صوفیائے کرام قدست اسرارہم کو یہ کہنا کہ قدامت سے ان میں رائج چلا آرہا ہے، یہ بزرگان دین پر بہتان ہے نہ انھوں نے خود کسی کو سجدہ کیا اور نہ کسی سے سجدہ کرایا۔ صوفیائے کرام ہرگز شریعت مطہرہ کے خلاف افعال نہیں کرتے تھے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو سجدہ سے منع کردیا تو حضور سے بڑھ کر کون ہے جس کو سجدہ کیا جائیگا اگر کسی بزرگ کی طرف کسی نے اس قسم کی نسبت کردی ہو تو یہ قابل اعتبار نہیں۔ اثنائے تحریر میں یہ حدیث بیان کی گئی کہ ملاقات کے وقت ایک شخص دوسرے کے لئے انحنار نہ کرے،، اس مضمون سے اگر کوئی شخص یہ شبہ کرے کہ علماء ومشائخ کی دست بوسی وقدمبوسی بھی ناجائز ہے کہ انھیں بھی تا حد رکوع بلکہ اس سے بھی زائد جھکنا ہوتا ہے۔ اور جھکنا ناجائز لہٰذا یہ بھی ناجائز، تو یہ جواب دیا جائیگا کہ یہ استدلال صحیح نہیں، مطلقاً جھکنا ممنوع نہیں بلکہ وہ ممنوع ہے جو بقصد تعظیم ہو جس طرح آج کل بہت سے لوگ سلام کے لئے اتنا جھکتے ہیں کہ رکوع کی ہیئت پیدا ہوجاتی ہے یہ ناجائز ہے، دست بوسی وقدم بوسی میں جھکنا مقصود بالذات نہیں۔ اگر فرض کیا جائے جس کے ہاتھ چومتے ہیں وہ کھڑا ہے یا اسکا ہاتھ اتنا بلند ہے کہ بغیر جھکے ہوئے بوسہ دے سکتا ہے تو ہرگز نہ جھکے گا یونہی اگر پاؤں اتنی بلندی پر ہو کہ جھکنے کی حاجت نہیں تو کوئی نہ جھکے گا، معلوم ہوا کہ یہ جھکنا بغرض تعظیم نہیں۔ لہٰذا جائز، چنانچہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کو بوسہ دیا۔ یونہی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد وفات بوسہ دیا، بعد ہجرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے مزاج پرسی

کے بعد ان کے رخسار پر بوسہ دیا، اس کو ابوداؤد نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا بلکہ صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دست بوسی وقدم بوسی کیا کرتے تھے۔ اگر یہ اس انحصار میں داخل ہوتا تو ضرور حضور انھیں منع فرماتے، حالانکہ منع نہ فرمایا، زارع رضی اللہ تعالٰی عنہ جو وفد عبد القیس میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ کہتے ہیں۔ لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورجلہ۔ جب ہم مدینہ پہونچے تو اپنی منزلوں سے جلدی کرکے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے دست پاک وپائے مبارک کو بوسہ دیا۔ رواہ ابوداؤد، و ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالٰی مرقات میں فرماتے ہیں، قال النووی تقبیل ید الغیر ان کان لعلمہ وصیانتہ وزھدہ ودیانتہ ونحو ذلک من الامور الدینیۃ لم یکرہ بل یستحب وان کان لغناہ او جاھہ فی دنیاہ کرہ وقیل حرام اھ "درمختار میں ہے کہ" لاباس بتقبیل ید الرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک درر ونقل المصنف عن الجامع انہ لاباس بتقبیل ید الحاکم والمتدین السلطان العادل وقیل سنۃ مجتبٰی ولا رخصۃ فیہ لغیرھما ھو المختار، طلب من عالم او زاھد ان یدفع الیہ قدمہ ویمکنہ من قدمہ لیقبلہ أجابہ وقیل لا۔ ردالمحتار میں ہے۔ وقیل سنۃ قال الشرنبلالی وعلمت ان مفاد الاحادیث سنیتہ او ندبہ کما أشار الیہ العینی، قولہ اجابہ لما اخرجہ الحاکم ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ارنی شیئا أزداد بہ یقینا فقال اذھب الی تلک الشجرۃ فادعھا فذھب الیھا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یدعوک فجاءت حتی سلمت علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لھا ارجعی فرجعت قال ثم أذن لہ فقبل راسہ ورجلیہ

وقال لوکنت اٰمرُ احدًا ان یسجد لاحدٍ لأمرتُ المرأۃ ان تسجد لِزوجہا وقال صحیح الاسناد اھ[1] واللہ تعالٰی اعلم علمہٗ جل مجدہٗ اتم واحکم۔

مسئلہ (۱) مسئولہ برکات احمد صاحب سب انسپکٹر پنشنر ساکن بریلی محلہ جسولی ۸ ربیع الآخرہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بابت مسائل مندرجہ ذیل

---

[1] ترجمہ: حصول تبرک کے ارادہ سے عالموں اور پرہیزگاروں کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مصنف نے جامع سے نقل کیا ہے، کہ دین دار حاکم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں حرج نہیں، اور بعض لوگوں نے اسے سنت کہا ہے۔ عالموں اور عادلوں کے علاوہ کی دست بوسی میں رخصت کا نہ ہونا ہی مختار ہے۔ اگر کوئی شخص کسی عالم یا زاہد کی قدم بوسی کیلئے ان سے اپنی طرف قدم بڑھانے کا مطالبہ کرے، تو انھیں اس شخص کی بات مان لینی چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ انھیں اسکی رخصت نہیں۔ ردالمحتار میں ہے، دست بوسی کو بعض لوگوں نے سنت کہا۔ علامہ شرنبلالی نے کہا کہ یہ آپ جان چکے کہ حدیثوں کا مفاد دست بوسی کا مسنون یا مندوب ہونا ہے جیسا کہ علامہ عینی نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔

مصنف کا قول "اس کی درخواست منظور کرلینی چاہیئے"، کیونکہ حاکم نے تخریج کی ہے، ایک شخص رسول پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ مجھے کسی ایسی چیز کا مشاہدہ کرائیے جس سے میرے ایمان ویقین میں اضافہ ہو تو آپ نے فرمایا اس درخت کے پاس جا اور اسے بلا لے آ۔ وہ شخص اس درخت کے پاس گیا اور کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے بلایا ہے، وہ درخت حضور کے پاس چلا آیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سلام کیا حضور نے اس سے فرمایا کہ اب لوٹ جا۔ وہ درخت لوٹ گیا، راوی کہتے ہیں کہ پھر اس شخص کو آپ نے اجازت دی تو اس نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سر اور پیروں کو بوسہ دیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح الاسناد کہا۔ (درمختار وردالمحتار ج ۵ ص ۲۷۱ کتاب الحظر والاباحۃ، مطبوعہ ماجدیہ پاکستان) آل مصطفٰی مصباحی

جواب بحوالہ قرآن شریف وحدیث شریف تحریر فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا
بموجب عقیدہ اہلسنت وجماعت بموقع مجلس میلاد شریف حضور اقدس سرور عالم فخر بنی آدم حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خود رونق افروز مجلس ہوتے ہیں، مجلس میں کوئی روایت غیر معتبر جس کی سند کلام پاک وحدیث شریف سے نہ ہو پڑھنا جائز ہے یا ناجائز، اگر ناجائز ہے تو ذاکر و سامعین کسی گناہ کے مرتکب ہیں یا نہیں؟

مسئلہ (۲) مجلس میلاد شریف عموماً کم علم ذاکر پڑھتے ہیں اور ذاکر صاحب کے ہمراہ اکثر نوجوان جنکے ڈاڑھی مونچھ نہیں ہوتی خوش گلوئی سے ہمراہ ذاکر اشعار نعتیہ مختلف لب ولہجہ وراگ راگنی ودھن وغیرہ کے ساتھ پڑھتے ہیں اس طرح کا میلاد شریف کا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

مسئلہ (۳) مجلس میلاد کے موقع کو اس قصد سے آراستہ کرنا کہ مخلوق دیکھ کر تعریف کرے کہ واہ واہ خوب سجایا ہے جائز ہے یا ناجائز؟

مسئلہ (۴) ہر ماہ میں عموماً اور ماہ ربیع الثانی میں خصوصاً فاتحہ گیارھویں شریف میں عام طور پر اپنے دوست واحباب اور اہل برادری کو بلا کر شریک دعوت کیا جاتا ہے غربا ومساکین کو تھوڑا سا بچا بچایا دیدیا جاتا ہے، ایسے عمل کیساتھ یہ فاتحہ گیارھویں شریف کے کہاں تک قابل ثواب ہے؟

مسئلہ (۵) ہر سال بماہ رجب یوم پنجشبہ وجمعہ کو فاتحہ حضرت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کورہ کونڈوں میں شیرینی یا فیرینی یا دیگر اقسام کے طعام رکھ کر فاتحہ دی جاتی ہے۔ اور اسی جگہ اپنے دوست احباب وغیرہم کو بلا کر کھلا دیا جاتا ہے اس جگہ سے طعام فاتحہ کو منتقل کرنے کو ممانعت جانی جاتی ہے یہ فعل شرعاً جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو اس کے مرتکب کیسے گناہ کے

مواخذہ دار ہیں ؟

مسئلہ (۶) چند سال سے اس شہر بریلی میں ۲۲ رماہ رجب کو دن کے وقت میٹھی و نمکین پوریوں پر کونڈہ ہوتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ کورہ کونڈوں میں پوریاں بھر کر اس پر فاتحہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دی جاتی ہے، اور اپنے دوست واحباب اور رشتہ داروں وغیرہ کو بلاکر کھلادیا جاتا ہے اس طعام کو بھی منتقل کرنے کی اجازت نہیں ہے، آیا یہ رسم شرعًا جائز ہے، اگر ناجائز ہے تو ایسا کرنے والا کیسے گناہ کا مرتکب ہے ؟

الجواب (۱) :۔ یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مجلس میں تشریف لاتے ہیں، نہ اس کا کہیں سے ثبوت ہے، ہاں اگر اپنے کسی غلام پر کرم فرمائیں تو یہ حضور کا ایک کرم خاص ہوگا، اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کسی مجلس خیر میں تشریف نہیں لاتے کہ بعض موقع پر تشریف لانے کی روایتیں موجود ہیں۔ بہر حال اگر تشریف فرما اس خاص مجلس میں نہ بھی ہوں جب بھی غلط اور موضوع روایتوں کا پڑھنا ناجائز ہے، اور ذاکر وسامع سب گنہگار ہونگے۔ صحیح روایتیں بیان کرنے کیلئے کیا کم ہیں کہ انھیں چھوڑ کر موضوعات وبے اصل باتیں بیان کریں۔ مگر شاید نئی اور من گڑھت باتوں کے بیان سے اپنے علم وفضل کا اظہار مقصود ہو۔ اگرچہ ایسی باتوں سے نظر عوام میں بھی اسکی بزرگی کچھ نہ بڑھیگی ہاں عوام کے عقائد خراب ہونگے اور خیالات فاسد ہوں گے اور یہ گنہگار ہوگا ایسے بے تمیز لوگوں کو صرف وہی کتابیں اور روایتیں پڑھنی چاہیئے، جنکی علماء سے تحقیق کرلیا ہو، اور ایسا نہ کریں تو لوگ ان سے ہرگز نہ پڑھوائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) :۔ امرد خوبصورت خوشگلو وخوش آواز جس کی خوش آوازی سے

پڑھنے میں اندیشہ فتنہ ہو، اس سے نہ پڑھوایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) :۔ اگر صرف یہی مقصد ہو تو نیت بری ہے، استحقاق ثواب نہیں اور اگر محل ذکر کو تعظیم ذکر کیلئے بارونق کیا تو ثواب کا کام ہے، اور لوگوں کے واہ واہ کرنے سے اسکا ثواب فوت نہو گا، جب تک اس کی نیت خود ہی فاسد نہو اور مسلمان کی طرف بدگمانی کہ اس نے بری نیت سے کام کیا ہے گناہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) :۔ دوست واحباب وعزیز واقارب واہل برادری کو کھلانا بھی ثواب ہے، اگر گیارھویں شریف کا کھانا انھیں کھلایا تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ثواب نہیں بلکہ اہل وعیال کے کھلانے میں بھی ثواب ہوتا ہے۔ احادیث اس باب میں بکثرت ہیں، پھر اگر ان میں غربا وصاحب حاجت ہوں تو صلہ وصدقہ دونوں کا ثواب ہے، گیارھویں شریف کی نیاز کوئی صدقہ واجبہ نہیں کہ صرف مساکین ہی کا حق ہو، اغنیا کے لئے ناجائز ہو، ہاں یہ بات ضرور قابل لحاظ ہے کہ مساکین کو دھکے نہ دیں، ایذا نہ پہنچائیں، اونکی بیحرمتی نہ کریں کہ ثواب جاتا رہے گا۔ بلکہ گنہگار ہو گا، اللہ عزوجل فرماتا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی[1] واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۵، ۶) :۔ نیاز میں جائز اور یہ خیال کہ اپنی جگہ سے کونڈا ہٹایا نہ جانا چاہئے جہالت ہے۔ انھیں سمجھایا جائے یا کہ قول وعمل سے عوام کو بتایا جائے اور ان پر ظاہر کیا جائے کہ اس جگہ سے ہٹانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام ومفتیان شرع خیرالانام اس مسئلہ میں کہ زید نے باپ کا مال دبانے کی غرض سے بوڑھے باپ پر اپنے بی بی

---

[1] سورۂ نساء پارہ ۵ رکوع ۶۔ مصباحی

سے زنا کی تہمت لگائی، جبکہ وہ بی بی سے بھی ناراض تھا۔ اور اسکی سزا میں خود باپ کی سفید ڈاڑھی پکڑ کر جوتیاں ماریں، اور یہ واقعہ اس کے بڑے بھائی نے جو حاجی اور شرعی متقیانہ وضع کا انسان ہے، بچشم خود دیکھا، باپ کا مال مارنے کو مقدمہ کیا، عدالت میں باپ نے عذر کیا کہ اول میری ڈاکٹری کرا لی جائے، اگر میں مرد ہوں تو ضرور رجولیت کے آثار ہوں گے، پس میں مجرم ہوں اور اگر میری رجولیت زائل ہوچکی تو انصاف کا خواستگار ہوں۔ مقدمہ خارج ہوگیا مگر زید نے بی بی کو طلاق دیدی ہنوز نہ اس خطا سے توبہ کی، نہ باپ سے عفو خطا چاہی۔ وہ بی بی بے خطا جس کو بلا شرعی شہادت کے طلاق دیدی ویسے ہی باپ کے گھر بیٹھی ہے عدت وغیرہ کا زمانہ گذر گیا۔ اسکے علاوہ بھی زنا میں ایک عورت سے اس کے بعد مشہور ہوا جو محصنہ ہے۔

دریں صورت کیا زید کے پیچھے نماز جائز ہے اور اس سے میل ملت اسلامی اکل و شرب سلام علیکم وغیرہ کرنے میں شرعی ممانعت ہے یا کیا؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ زید مذکور فاسق ہے کہ اس نے اپنے باپ کو جوتیاں ماریں قرآن مجید نے تو ماں باپ کو اُف کہنا بھی حرام بتایا ہے، نہ کہ جوتا مارنا۔ ارشاد فرمایا۔ لَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا۔ ماں باپ کو نہ اُف کہہ نہ انھیں جھڑک یونہیں اگر باپ پر جھوٹا دعویٰ کیا۔ تو حد درجہ کی ایذا ہے اور فسق اور اسکا بالاعلان ہونا ظاہر۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پڑھی ہو تو پھیرنی واجب۔ بالجملہ اگر زید ایسا ہی ہے جیسا بیان کیا گیا تو جب تک توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے اور اسے راضی نہ کرے زید کو امام بنانا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ اختاب الدین طالب العلم مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی ۱۲ جمادی الآخرہ ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اشعار جو نعتیہ ہے خواہ عربی خواہ فارسی خواہ اردو خوش الحان کیساتھ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ جائز نہیں اور علت کیا ہے کہ داعی الی الزنا۔ آیا زید کا قول صحیح ہے؟

الجواب:۔ اشعار نعتیہ کو داعی الی الزنا قرار دینا سراسر باطل، اور خوش الحانی سے پڑھنا اسکا داعی ہے جو شعر کا مضمون ہے، اور جب اشعار حمد و نعت ہیں تو اللہ و رسول کی محبت جوش زن ہوگی، ہاں اگر عورتیں یا خوبصورت امرد پڑھتے ہوں تو ممانعت کی جائے گی کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اتنی آواز سے پڑھنے کی اجازت نہیں جو غیر مرد کو پہنچے، یوہیں امرد خوبصورت کا خوش الحانی سے پڑھنا مظنۂ فتنہ ہے، اسے بھی روکا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ محمد صدیق احمد محلہ ذخیرہ بریلی ۱۲ر جمادی الآخرہ ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بچہ کی بسم اللہ خوانی ہے اس کی میعاد شرع شریف سے کیا ہے؟ اور اگر میعاد مقررہ سے کچھ یوم قبل "بسم اللہ" کرادیں تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟ اور بچہ کی زبان ماشاءاللہ خوب اچھی طرح ٹوٹتی ہے؟

الجواب:۔ اس کے لئے شرعاً کوئی میعاد و وقت مقرر نہیں کہ اس سے قبل یا بعد ناجائز یا مکروہ ہو، ہاں بعض بزرگان دین کی ابتدائی تعلیم چار برس چار ماہ چار یوم کی عمر میں ہوئی۔ عموماً تبرکاً لوگ اتنی عمر میں شروع کراتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے قبل یا بعد میں حرج ہے۔ اگر بچہ کی زبان صاف ہے اور اسے پڑھنے کے قابل سمجھتے ہیں تو تعلیم کو کیوں مؤخر کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ عبدالرحمٰن محلہ نیلگران بریلی ۱۹ رجمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک شخص جنکا نام خیالی ہے قوم کا نداف ہے اور رہنے والا موضع ھنسا کا ہے، وہ شخص نماز نہیں پڑھتا ہے اور نہ روزہ رکھتا ہے مشرکین سے زیادہ میل اور محبت رکھتا ہے، اور اہل اسلام اس کو منع کرتے ہیں کہ تو مشرکین سے مت مل، تو وہ اس کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ مشرکین سے ملوں گا اور تم سے نہیں ملتا۔ لہذا تمام اہل اسلام بستی والوں سے میل چھوڑ دیا ہے اور ہر وقت بیٹھنا اور اٹھنا مشرکین میں رکھتا ہے اور ڈاڑھی کترواتا ہے اہل اسلام تمام بستی والوں سے بابت اذان دینے کے مشرکین سے جھگڑا ہوا۔ اس بنا پر کہ مسلمان اذان نہ دیں، مشرکین اذان دیتے وقت تھالی اور سنکھ بجاتے ہیں کیونکہ ان کے مکان مسجد سے قریب ہیں، اہل اسلام نے تھالی اور سنکھ بجانے سے منع کیا تو مشرکین نے جھگڑا کیا، اور اہل اسلام کو مارا پیٹا۔ کیونکہ اہل اسلام کل مع بچوں کے ۱۶ کی تعداد میں ہیں اور وہ تمام گاؤں مشرکین ہیں۔ اور اہل اسلام نے تمام گاؤں کے مشرکوں پر کچہری میں فوجداری کا دعوی کیا اور جس وقت فوجداری میں مقدمہ ہوا تو خیالی نداف نے مشرکین کی جانب سے یہ گواہی دی کہ کچھ مار پیٹ اور جھگڑا نہیں ہوا اور مسلمانوں نے کچہری میں جھوٹا دعوی کیا، ڈپٹی صاحب نے اس کی گواہی سن کے یہ کہا کہ تمہارے اسلام کا آدمی یہ کہتا ہے کہ کچھ جھگڑا نہیں ہوا اور کیوں کہ یہ اسی گاؤں میں رہتا ہے اسی وجہ سے مقدمہ خارج کرتے ہیں اور گواہی دینے سے پیشتر یہ سمجھا چکے تھے کہ یہ اسلام کا معاملہ ہے مشرکین کی گواہی نہ دینا، اس نے اس کے جواب میں کہا کہ میں ان میں رہتا ہوں انہیں کی گواہی دونگا اور تمہاری نہیں دیتا، مقدمہ خارج ہوتے ہی اہل اسلام پر مشرکین کا عزت ہتک کا مقدمہ عائد ہوا اور اہل اسلام

وہاں کے بہت حیران و پریشان ہیں ؟

الجواب :۔ یہ شخص سخت فاجر و فاسق ہے۔ اور یہ نہایت درجہ کی خباثت ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر ہندوؤں سے ملتا اور مسلمانوں کے مقابل ہندوؤں کی بیجا طرفداری کرتا ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے نہ اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے دیں، نہ اسے کھلائیں پلائیں اس سے مقاطعہ کرلیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے فَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ[1] ۔ اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ اور فرماتا ہے ۔ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ[2] ۔ ظالموں کی طرف میل نہ کرو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ سید حسن اشرف ضلع بستی محلہ پورانی بستی ۱۹ رجادی الاولیٰ ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ اہل ہنود کے یہاں کا کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟ اور کون کون سی چیزیں ان کے یہاں کی کھانا جائز ہیں ؟

الجواب :۔ ہندو کے یہاں کا گوشت کہ نظر مسلم سے غائب ہوگیا ہو کھانا حرام ہے، اور باقی چیزوں میں بچنا ہی تقاضائے احتیاط ہے ۔ اگرچہ جب تک شئی معین کے نجس ہونیکا علم نہو، نجاست کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ بہ نأخذ مالم نعرف شیئًا حرامًا بعینہٖ وھو قول ابی حنیفۃ ۔ مگر جو چیز نجس ہے وہ ان کے یہاں پاک و پوتر ہے پھر کیا اطمینان ۔ پھر یہ کہ وہ تو مسلمانوں کو ملیچھ جانیں، یہاں تک کہ مسلمان کے ہاتھ میں سودا نہ دیں اوپر

---

[1] سورۂ انعام پارہ ۷ رکوع ۱۳ ۔ [2] سورۂ ھود پارہ ۱۲ رکوع ۱۰ ۔ مصباحی

ہی سے پھینک دیں اور مسلمان سے پیسہ وغیرہ اپنے ہاتھ میں نہ لیں بلکہ ترازو یا کسی اور چیز میں لیں، اور مسلمان انھیں کی دوکان سے خریدیں اور انکا پکایا ہوا کھائیں بڑی بے غیرتی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ اپنا نفع نقصان پہچانیں اور کفار و مشرکین کے سامنے اپنی ذلت دیکھنا گوارا نہ کریں۔ وھو مقلب القلوب ، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ عبدالجبار صاحب از کانپور سرکی محال مسجد متصل چوکی ۵ رجمادی الاخرہ ۱۳۴۰ھ

چہ می فرمایند علمائے دین و فضلائے شرع متین اندریں مسئلہ ذیل آیا در شریعت غرّا سرائیدن غزلیات مع طرب دوتارہ وہ سہ تارہ جائز است یا ناجائز، اگر کسے مرتکب چنیں فعل باشد و گوید ایں فعل بر ما جائز است زیراکہ ما اہل طریقت و معرفت ہستیم بروے چہ حکم است ؟

مسئلہ (۲) اگر شخصے با علم و شرع استخفاف و استہزاء کند برائے او حکم شرع چیست بحوالہ کتب تصریح کنند زیراکہ سائل مستدعی آنست؟ بینوا بالادلہ توجروا

الجواب (۱) :- سماع با مزامیر حرام است اللہ عزوجل ارشاد فرمود۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔[1] در درمختار است الملاھی کلھا حرام قال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوت اللھو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات وفی البزازیۃ استماع صوت الملاھی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام استماع الملاھی معصیۃ والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا کفر ای بالنعمۃ۔[2] وآں کس کہ ایں را بر خود جائز گوید

---

[1] پارہ ۲۱ سورۂ لقمان رکوع ۱۰۔ اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں۔ [2] درمختار ج ۵ ص ۲۴۶ کتاب الحظر والاباحۃ۔ مصباحی

وگوید کہ من از ارباب طریقت ہستم قول او باطل است کہ طریقت مغایر شریعت نیست، ہرچہ در شریعت حرام است در طریقت ہم حرام ہست اگسے را عدول از شریعت جائز نیست ہر کہ عدول کند بخدائے نرسد بلکہ بسوئے جہنم رود۔ ازیں چنیں شخص پرہیز کردن لازم است۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ استخفاف کردن بعلم دین و شریعت کفر است، بلکہ بمجرد انکار کافر شود نہ کہ استخفاف، در قرآن مجید آمدہ است، قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ[۱] واللہ تعالیٰ اعلم ۱۳۴۷ھ

مسئلہ (۱) از بنارس کچی باغ مرسلہ جناب نور الحق پسر منشی محمد حسن حاجی ۱۰ محرم الحرام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں کہ دیگر معازفہ و مزامیر یعنی ہر وہ باجہ جو منھ اور ہاتھوں سے مختلف اوزان و تال و سم پر بجاتے ہیں کیا حکم شرعی ہے؟ نیز جو شخص یا جماعت احکام شرعیہ کی تحقیر و تذلیل تخریب و تکذیب بعنوانات مختلفہ کرے عند الشرع ایسے شخص یا جماعت کا فعل کیسا ہے؟

مسئلہ (۲) کسی ایسے مسئلہ یا حدیث نبوی کی اشاعت پر جو کسی وجہ سے عام طور سے شائع نہ ہوئی ہوں۔ یا ایک مدت کے بعد دوبارہ شائع ہوئے ہوں کوئی شخص یا جماعت یہ کہے کہ نئی نئی حدیث یا نئے نئے مسئلہ مولویان آئے دن نکالا کرتے ہیں۔ ایسا کہنے والا یا کہنے والے کے متعلق کیا حکم شرعی ہے؟

مسئلہ (۳) کوئی شخص بغیر دف کے بارات نکالے اور بارات دیکھ کر کوئی شخص یہ کہے کہ جنازہ جاتا ہے، اس نے شرع کی توہین کی یا نہیں؟ اور ایسا کہنے والا فاسق ہوا یا کافر۔ اور اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرے یا نہیں؟

الجواب (۱) تمام ملاہی معازف و مزامیر ناجائز و حرام، در مختار میں ہے کہ

[۱] پارہ ۱۰ رکوع ۱۴ سورۂ توبہ۔ ترجمہ:۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے ہو مسلمان ہوکر۔ مصباحی

ان الملاهی کلھا حرام ردالمحتار میں ہے قول الامام ابتلیت دلیل علی انہ حرام
نیز درمختار میں ہے قال ابن مسعود صوت اللھو والغناء ینبت النفاق فی القلب
کما ینبت الماء النبات قلت وفی البزازیہ استماع صوت الملاھی کضرب
قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام استماع الملاھی معصیۃ ا ھ
احکام شرعیہ کی تحقیر و تذلیل کرنا کفر ہے۔ کما فی الھندیۃ وغیرھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ اولاً اگر وہ شخص جاہل ہے تو سمجھایا جائے۔ اور سمجھانے پر باز نہ آئے تو قابل سزا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳):۔ یہ قول بہت سخت ہے۔ اگر اس سے مقصود شرع شریف کی توہین ہے تو کفر ہے۔ اور اگر محض اس برات سے استہزا ہے۔ یہ مقصود نہ ہو کہ شرعی برات ہونے کی وجہ سے یہ مسخراپن کرتا ہے تو بُرا کیا۔ پہلی صورت میں یعنی جبکہ مقصود توہین شرع ہے، بی بی سے نکاح دوبارہ کرنا ضرور ہے اور دوسری صورت میں بھی اگرچہ کفر نہیں، مگر اس قول میں چونکہ توہین شرع کا پہلو نکلتا ہے۔ لہٰذا تجدید نکاح کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: مسئولہ جناب محمد حنیف مدرس مدرسہ نور الہدیٰ مقام پوکھر پراڈاکخانہ رائیوز ضلع مظفر پور ۲۰ رمضان ۱۳۸۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بوڑھا ہی آدمی سے کسی نے سوال کیا کہ مزامیر سننا شرعاً ممانعت ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں منع ہے لیکن جس کا دل اس طرف کو گیا اس کیلئے جائز ہے اور جس کا دل دنیا کی طرف گیا اس کے لئے گناہ ہے، آیا یہ اس کا جواب جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ مزامیر حرام ہے بکثرت احادیث اسکی حرمت میں وارد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

لہ امام احمد بن حنبل نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ
(حاشیہ بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسئلہ (۱) از جودھپور مرسلہ شیخ محمد احمد حسین صاحب امام مسجد لوہاران، ۲ ذیقعدہ ۴۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک آسیب زدہ لڑکی پانچ یا چھ سال سے سخت مصیبت میں ہے۔ آسیب بھی شیخ سدھو چین نہیں لینے دیتا جس سے گھر والے بڑی آفت میں گرفتار ہیں۔ اور ہنوز فی زمانہ بہت عامل آئے گئے کسی سے کچھ فائدہ نہیں ہوا، لہٰذا مجبوراً سوچا گیا ہے کہ تیل کے گلگلے وغیرہ پکائے، اور ڈفالیوں کو بلائے، گائے بجائے بغیر یہ ہرگز نہیں جائے گا۔ اب فرمائیے یہ امر قبیح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۲) اور اکثر مسجدوں کے دروازوں پر لوگ کسی گلاس یا کٹورے میں پانی لیکر صبح شام کھڑے ہوتے ہیں، اور ہر ایک نمازی سے جو باہر نکلتا ہے، پانی میں پھونک مارنے کی درخواست کرتے ہیں، اور پھر وہ پانی اپنے بیمار کو پلاتے ہیں کیا یہ کسی حدیث میں ثابت ہے کہ یہ بدعت ہے اور جائز نہیں؟

الجواب (۱): شیخ سدو کے گلگلے پکوانا، اور ڈفالیوں سے گوانا بجوانا ہرگز جائز نہیں شیطان ایسی حرکتیں کرتا ہے۔ کہ ایذا پہونچاتا ہے۔ اور اپنے موافق کام کرا کے

حاشیہ بقیہ ص ۱۴۱ کا ہے نے ارشاد فرمایا کہ ان اللہ بعثنی ھدی و رحمۃ للمومنین و امرنی بمحق المعازف والمزامیر۔ یعنی مجھکو اللہ تعالیٰ نے مومنین کی ہدایت و رحمت کیلئے بھیجا ہے اور مجھے راگ اور مزامیر کے مٹانے اور محو کرنے کا حکم دیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ولیکونن من امتی قوم یستحلون الحریر والخمر والمعازف۔ میری امت کے کچھ لوگ ریشم، شراب، اور باجوں کو حلال جانیں گے۔ جامع ترمذی میں ہے۔ تکون فی امتی خسف مسخ اظہرت القینات والمعازف۔ ان کے علاوہ ابن ماجہ، ابوداؤد، بیہقی، حاکم، مسند حمیدی، مسند ابن ابی الدنیا، وغیرہ میں بھی اس مضمون کی حدیثیں وارد ہیں۔ اسلئے فقہائے کرام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ آل مصطفےٰ مصباحی

چھوڑتا ہے۔ اہل ایمان کو چاہیئے کہ شیطان کے مکروکید سے بچیں۔ جو لوگ شریعت کے موافق اعمال کرتے ہیں ان کی طرف توجہ کیجائے۔ یہ باتیں زائل ہوجائینگی وھو تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ پانی پردم کرنا جائز ہے۔ صحابۂ کرام نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکے فعل کو جائز رکھا ہے[ا]۔ خود حضور کے پاس لوگ پانی لاتے اور حضور اپنا دست مبارک پانی میں ڈالتے، لوگ اوسے پیتے، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کے موئے مبارک کا غسالہ مریضوں کو دیتیں، لوگ پیتے شفا پاتے۔ وھو تعالیٰ اعلم

[ا] ترمذی شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں "بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فنزلنا بقوم فسألناھم القریٰ فلم یقرونا فلدغ سیدھم فاتونا فقالوا ھل فیکم من یرقی من العقرب قلت نعم انا ولکن لا ارقیہ حتی تعطونا غنما قالوا فانا نعطیکم ثلاثین شاۃ فقبلنا فقرأت علیہ الحمد سبع مرات فبرأ وقبضنا الغنم قال فعرض فی انفسنا منہا شئ فقلنا لا تعجلوا حتی تاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فلما قدمنا علیہ ذکرت لہ الذی صنعت قال وما علمت انہا رقیۃ اقبضوا الغنم واضربوا لی معکم بسھم"۔ (ج ۲ ص ۲۷ - ابواب الطب)

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا، ہم ایک قوم کے پاس اترے ہم نے ان سے مہمان رکھنے کی درخواست کی لیکن ان لوگوں نے ہماری مہمان نوازی نہ کی، پھر ان کے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا۔ اور وہ ہمارے پاس آئے، اور کہنے لگے کیا آپ لوگوں میں کوئی بچھو کے ڈنک پر جھاڑ پھونک کرنے والا ہے (راوی فرماتے ہیں) میں نے کہا ہاں میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں لیکن جب تک تم ہمیں چند بکریاں نہیں دوگے، دم نہیں کرونگا۔ انھوں نے کہا ہم آپ کو تیس[۳۰] بکریاں دیتے ہیں

مسئلہ:۔ مسئولہ فرزند علی صاحب محلہ ملوک پور بریلی ۷ رشوال ۱۳۴۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کہ عورتیں مسلمانوں کی جو لہنگا پہنتی ہیں۔ بعض عورتیں ساڑیاں پہنتی ہیں نصف باندھتی ہیں نصف اوڑھتی ہیں آیا یہ جائز ہے یا ناجائز۔ کون سی صورت بہتر ہے؟

الجواب:۔ لہنگا خاص کر ہندوؤں کی عورتیں پہنتی ہیں اور ساڑیاں بھی اس ملک میں صرف ہندو عورتیں باندھتی ہیں اور ہندو مسلمان عورتوں میں یہی لباس کا فرق ہے کہ پاجامہ پہنے ہو تو معلوم ہوگا کہ مسلمان ہے، اور لہنگا ساڑی باندھے ہو تو ہندو سمجھتے ہیں لہذا مسلمان عورتوں کو ہرگز کفار کے یہ لباس پہننے نہ چاہیئے۔[1] کہ

حاشیہ بقیہ ص ۱۴۳ کا:۔ ہم نے قبول کرلیا پھر میں نے اس پر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھی۔ وہ سردار ٹھیک ہوگیا، اور ہم نے بکریوں پر قبضہ کرلیا۔ فرماتے ہیں ان بکریوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں کھٹکا پیدا ہوا۔ تو ہم نے کہا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی خدمت پہونچنے سے پہلے جلدی نہ کرو، جب ہم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو میں نے پورا قصہ بیان کیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں کیسے علم ہوا کہ سورۂ فاتحہ دم جھاڑ ہے۔ بکریاں قبضہ میں رکھو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ لگالو۔ ۱۲

[1] بہت سے علاقوں میں مسلم عورتیں ساڑیاں نہیں پہنتیں۔ شلوار و قمیص پہنتی ہیں۔ جیسے یو پی کے اکثر اضلاع میں، یہاں لہنگا اور ساڑیاں غیر مسلم عورتیں پہنتی ہیں۔ لیکن ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں ساڑیاں اور لہنگا مسلم عورتوں کا بھی لباس ہیں۔ بہار، بنگال تامل ناڈو، کرناٹک وغیرہ کے عام شہروں، دیہاتوں میں یہ لباس مسلم اور غیر مسلم عورتوں میں مشترک ہے۔ یہاں، محض ساڑی پہننے کی وجہ سے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ یہ غیر مسلم عورت ہے، اور نہ ہی کوئی اسے لباسِ کفار خیال کرتا ہے۔ اور حکمِ ممانعت کی علت غیر مسلم کے شعار خاص

حاشیہ بقیہ ص ۱۴۴ کا :۔ سے تشبہ پر ہے۔ لہٰذا جہاں ساڑیاں صرف ہندو کا لباس مانی جاتی ہیں، مسلم عورتوں کو پہننا مکروہ و ممنوع و گناہ ہوگا۔ لیکن جن علاقوں میں یہ مسلمان کا بھی لباس ہیں وہاں پہننا ممنوع نہ ہوگا، جائز ہوگا اور من تشبہ بقوم الخ کے زمرے میں داخل نہ ہوگا۔ کہ تشبہ ممنوع کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ بدمذہب یا کافر کا شعارِ خاص ہو مسلم و غیر مسلم میں مشترک نہ ہو۔ جس کی قدرے توضیح یہ ہے کہ تشبہ کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) تشبہ التزامی (۲) تشبہ لزومی۔ التزامی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی قوم کے وضعِ خاص و طرزِ خاص کو اس قوم کی مشابہت حاصل کرنے اور اُن کی سی صورت بنانے کے ارادے سے مشابہت حاصل کرے۔ لزومی کا مطلب یہ ہے کہ مشابہت کا قصد نہ ہو مگر وہ وضع کسی قوم کا شعارِ خاص ہے جس کی وجہ سے مشابہت پیدا ہو رہی ہے۔ تشبہ التزامی میں قصد و ارادہ بنیادی چیز ہے جس کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) پہلی صورت یہ ہے کہ اس قوم کو محبوب و پسندیدہ سمجھکر ان سے مشابہت پسند کرے۔ ایسی صورت میں وہ قوم جس دائرے میں ہوگی یہ تشبہ کرنے والا بھی اسی زمرے میں ہوگا۔ اگر وہ قوم کفار ہے یہ تشبہ کفر اگر بدعتی ہے تو یہ تشبہ بدعت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ حدیث پاک من تشبہ بقوم فھو منھم کا حقیقی مصداق صرف یہی صورت ہے۔ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ تشبہ اختیار کرنا اس لئے نہ ہو کہ وہ اس طرز و وضع کو پسند رکھتا ہے بلکہ کسی صحیح و مقبول غرض کی ضرورت کے پیشِ نظر ہو۔ ایسی صورت میں دیکھا یہ جائے گا کہ اُس قوم کی وضع اور طرز میں شناعت کتنی ہے؟ اور ضرورت کتنی؟ اگر ضرورت غالب ہو۔ تو بوقت ضرورت بقدرِ ضرورت تشبہ اختیار کرنا نہ کفر ہوگا اور نہ ہی ممنوع۔ چنانچہ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان، مسلم قیدیوں کو چھڑانے کی غرض سے زنار باندھ کر دار الحرب میں جائے تو کافر نہ ہوگا۔ یہی وجہ کہ صحابۂ کرام نے بعض فتوحات میں جنگی مصلحتوں کے تحت غیر مسلم رومیوں کا لباس پہنا۔ (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ نہ تو اُس وضع و طرز کو اچھا سمجھتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی ضرورت شرعیہ ہے بلکہ محض دنیوی نفع کے لئے

حدیث میں فرمایا من تشبہ بقوم فھو منھم اور کفار کے لباس پہنے ہوئے دیکھ کر یہی گمان ہوگا کہ یہ کافرہ ہے، یہاں تو کفار کے ساتھ کھلی ہوئی مشابہت ہے حدیث میں تو اس پر لعنت فرمائی کہ عورت مرد کے یا مرد عورت کے سے لباس پہنے لعن اللہ المتشبھین بالنساء والمترجلات من النساء - اسی بنا پر ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کو ایڑی بٹھا کر جوتی پہننے کا حکم دیا کہ چڑھویں جوتے میں مردوں کی مشابہت ہے تو جب اتنی خفیف مشابہت سے ممانعت آئی تو ایسی کھلی مشابہت وہ بھی کفار کے ساتھ کیوں کر جائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حاشیہ بقیہ ص ۱۴۵ کا :- یا ہزل واستہزاء کے طور پر اسکا ارتکاب کیا ہے۔ تو ممنوع و حرام ہے بلکہ اگر یہ وضع کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار یا قشقہ تو کفر بھی ہوگا۔ اور تشبہ لزومی ممنوع و گناہ ہے جیسے کفار کی وضع کے کپڑے، اور انگریزی بال ہیں۔ لیکن تشبہ کے پائے جانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس زمان و مکان میں وہ چیز کفار کا شعار خاص ہو، اس طرح کہ کفار اُس سے پہچانے جاتے ہوں کافر و غیر کافر میں وہ چیز مشترک نہ ہو، ورنہ تشبہ لزومی بھی نہیں۔ "فتاوی رضویہ" میں ان نحثوں کے بعد صاف تصریح ہے -

"تشبہ وہی ممنوع و مکروہ ہے جسمیں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو۔ یا۔ وہ شئی ان بدمذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہٖ شرعًا کوئی حرج رکھتی ہو۔ بغیران صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں" (ج ۱۰ ص ۹۱)

ظاہر ہے کہ جن اضلاع میں ہندو مسلمان تمام عورتوں کا لباس ساڑی ہے وہاں ان تینوں وجوہ ممانعت میں سے کوئی وجہ نہیں پائی جاتی، نہ تو ساڑی پہنے والی مسلم عورتوں کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ وہ کافر عورتوں کی طرح صورت بنائیں نہ ان علاقوں میں مشترک لباس ہونیکی وجہ سے یہ کافر عورتوں کا شعار خاص ہیں، اور نہ ہی ساڑی کی ذات میں کوئی حرج شرعی ہے وہ تو اور لباسوں کیطرح ساتر اعضاء ہیں۔ الحاصل جہاں لوگ اُسے لباسِ کفار جانتے ہوں وہاں مسلم عورتوں کو یہ لباس پہننا ممنوع و مکروہ اور گناہ ہے۔ اور جہاں مسلم و غیر مسلم سبھی پہنتی ہوں۔ وہاں ان لباسوں کا استعمال بلا شبہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ آل مصطفیٰ مصباحی

مسئلہ :۔ مسئولہ محمد امین محلہ بھوڑ ضلع بریلی ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دو شخص مسلمان اہلسنت و جماعت کو ہر چند واعظوں اور نعت خوانوں۔ مولویوں نے سمجھایا کہ تم صاحب ایمان ہو تم اپنی عورتوں کو اس بات کی نصیحت کرو کہ وہ لہنگا نہ پہنیں بجائے لہنگے کے پائجامہ پہنیں یہ دونوں شخص اقرار تو کر لیتے ہیں لیکن بعد میں پھر کچھ خیال نہیں کرتے اور یہ کہنے لگتے ہیں کہ لہنگا پہننا ہندوں کی رسم ہے۔ یہ لہنگا جب شکستہ ہو جائیگا تب ہم بجائے لہنگے کے پائجامہ بنا دیں گے ایسے شخصوں کو برادری میں رکھنا اور سلام کرنا کلام کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو ایسے لوگوں کی شرکت کرے میل جول رکھے اس کے واسطے شرع شریف سے کیا حکم ہے ؟

الجواب :۔ لہنگا خاص ہندوؤں کی وضع ہے اور عورتوں میں ہندو مسلمان ہونا لباس ہی سے ظاہر ہوتا ہے، مسلمان عورتوں کو لہنگے پہننا ہرگز نہ چاہئے حدیث میں فرمایا۔ من تشبہ بقوم فھو منھم۔ جو کسی قوم سے تشبہ کرے وہ انھیں میں سے ہے وہ لوگ اگر ہندوانی وضع سے باز نہ آئیں تو مسلمان ان سے قطع تعلق کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از بانس بریلی شریف ڈاکخانہ انبرٹ نگر ساکن صالح نگر مرسلہ جناب کفایت حسین صاحب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خاکروب اپنے یہاں کسی قسم کی خوشی شادی وغیرہ کرے اور اس میں مسلمانوں کو مدعو کرے مگر اشیاء کا انتظام مسلمانوں ہی سے کرائے، تو مسلمانوں کو دعوت قبول کرنا چاہئے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

مسئلہ (۲) زید دریافت کرتا ہے کہ عمرو کوئی خوشی کی تقریب کرتا ہے۔ اور تقریب

میں احباب و برادران محلہ کی دعوت کرتا ہے، لیکن تقریب میں کچھ روپیہ رشوت چوری یا اور کسی فعل حرام کا ہو یا کوئی اجزار حرام فعل سے مہیا کی ہوئی ہو اور اس کی کسی سبب سے کسی کو اطلاع بھی ہوگئی ہو تو تقریب کی شرکت میں کیا حکم ہے ؟

مسئلہ (۳) زید دریافت کرتا ہے کہ مرد کیلئے علاوہ سونے چاندی کے اور دھاتوں کے بٹن استعمال کرنے میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟

مسئلہ (۴) عمرو کا قول ہے کہ بٹن سونے چاندی کے علاوہ اور دھاتوں کے استعمال کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ جب سونے چاندی کے جائز ہوئے تو پھر اور دھاتوں کے کیا ہے ؟

مسئلہ (۵) بکر کہتا ہے بٹن کہیں پہننے میں شمار نہیں کئے جاتے، جو ناجائز ہوتے۔ یہ تو لگائے جاتے ہیں، زید عرض کرتا ہے کہ جب سونے چاندی کی وجہ ثابت کی گئی تو یہ مشابہت ہے اور مشابہت پر عورتوں کو اور دھاتیں منع کی گئی ہیں اور اگر پہننے کے شمار میں نہیں تو یوں نہیں کمر بند بھی پہننے کے شمار میں نہیں ہے لیکن ریشم کے کمر بند کو منع کیا گیا ہے اور جیسے بٹن کا تعلق کپڑے کے سبب جسم سے ہے ویسے ہی کمر بند کا تعلق کپڑے کے سبب جسم سے ہے لہذا عرض ہے کہ سوال دلیل قولی یا فعلی حدیث سے یا قول ائمہ کرام سے سمجھایا جائے۔ بینوا توجروا

الجواب[(۱)] :۔ کافر کافر سب برابر ہیں، برہمن ہو یا کوئی، دونوں کے کافر ہونے میں کوئی فرق نہیں، اولاً تو مسلمانوں کو مطلقاً کافروں سے اجتناب چاہیئے، نہ کہ ان کفار سے اتنا خلط کہ ان کی دعوت میں شرکت ہو۔ جن کے یہاں جانا اور کھانا عرفاً بھی نہایت قبیح ہے اور ان کی کمائی بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب[(۲)] :۔ جو شئے دعوت میں کھانے کیلئے لائی گئی، اگر وہ چیز بعینہ چوری کی ہے یا کسی وجہ حرام سے اس نے حاصل کیا ہے۔ تو جس شخص کو اس کا علم ہے اسے

کھانا حرام اور اگر وہ چیز بعینہ حرام نہ ہو بلکہ حرام مال کے بدلے میں اسے خریدا ہے تو صحیح یہ ہے کہ جب تک عقد و نقد اوس حرام پر مجتمع نہ ہوں۔ وہ چیز حرام نہ ہوگی۔ عقد و نقد کے مجتمع ہونے کی یہ صورت ہے کہ حرام روپیہ دکھا کر کہا کہ اسکے بدلے میں مجھے یہ چیز دے اوس نے دی یہ عقد حرام پر ہوا پھر چیز کی قیمت میں وہی روپیہ دیا یہ حرام پر نقد ہوا، اگر اس صورت سے خریدی جائے تو وہ چیز بھی حرام ہوگی ورنہ نہیں اور بچنا اولیٰ و بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳-۴-۵) :۔ سونے چاندی بلکہ ہر قسم کی دھات کے بٹن جائز ہیں، یہ محض تابع ہیں۔ ملبوس نہیں۔ درمختار میں ہے۔ وفی التتارخانیۃ عن السیر الکبیر لاباس بازرار الدیباج والذھب۔ اور ریشم کا کمر بند مکروہ ہے۔ اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ بٹن کے بغیر کپڑا پہنا جاتا ہے اور عادۃً بٹن کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کمر بند کی ہے۔ کہ پاجامہ بغیر کمر بند کے پہننا بالکل خلاف عادت ہے۔ لہذا اگرچہ یہ بھی تابع ہے۔ مگر ویسا تابع نہیں جس طرح بٹن تابع ہے۔ درمختار میں ہے وتکرہ التکۃ منہ ای من الدیباج ھو الصحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از بریلی شریف ڈاکخانہ انبریٹ نگر ساکن صالح نگر مرسلہ جناب حاجی کفایت حسین صاحب ۷، رشعبان المعظم ۴۷ھ

استعمال لہسن۔ پیاز۔ ہنگ۔ ادرک کا کیسا ہے؟ بینوا توجروا اور انکا استعمال کرکے نماز۔ تلاوت وغیرہ میں کیا حکم ہے ؟

الجواب :۔ ادرک کے کھانے میں اصلاً مضائقہ نہیں، کہ یہ ایک خوشبو کی چیز ہے، کچا لہسن، پیاز کھانا مکروہ ہے اور کھانیکے بعد جب تک بو باقی ہے مسجد میں جانا منع ہے اور اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز میں بھی تاخیر کرے، ورنہ بدرجہ مجبوری پڑھلے۔ یوہیں جب تک بو باقی ہو۔ تلاوت بھی مکروہ ہے۔ اور

وجہ سب کی یہ ہے کہ اس سے فرشتوں کو ایذا ہوتی ہے حدیث میں ہے۔ فان الملئکۃ تتاذی مما یتاذی بہ الانس۔ اور پختہ لہسن پیاز کھانے میں حرج نہیں کہ اس کے کھانے سے بدبو نہیں پیدا ہوتی اور ہنگ میں چونکہ بدبو ہوتی ہے۔ لہذا یہ بھی کچے لہسن کے حکم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از رانی کھیت ضلع نینی تال مرسلہ جناب مولوی قاری جلیل الدین احمد صاحب ۱۸ر شعبان ۴۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رافضی وہابی اگر سید اپنے آپ کو ظاہر کریں تو تعظیم اس جہت سے کہ نسبت جناب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب رکھتے ہیں۔ واجب التعظیم ہو سکتے ہیں کہ نہیں؟

الجواب:۔ جس بدمذہب کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو۔ اگر وہ اپنے کو سید ظاہر کرے تو اس کی سیادت کی تعظیم کی جائے گی کہ جس چیز کی تعظیم کی جاتی ہے وہ اوسمیں موجود ہے اور اگر بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہے تو اب اوسکی تعظیم نہیں کی جا سکتی، قال تعالیٰ اِنَّہٗ لَیْسَ من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از رانی کھیت جامع مسجد ضلع الموڑہ ۲۱ر ذی قعدہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں زید کو ہولی کے موقع پر ہنود نے مجبور کیا کہ آج ہماری خوشی کا دن ہے ہم رنگ ڈالیں یا لگائیں گے، اولاً زید مانع ہوا بعدازاں بطیب خاطر اذن دیا، جس کی وجہ سے ہنود نے زید کے اوپر رنگ ڈالا یا لگایا اس وقت حکم شرعی زید کیلئے کیا ہوگا؟

مسئلہ (۲) اہل اسلام کیلئے ہولی، دیوالی، دسہرہ وغیرہم میں شرکت کرنا شرعاً کیسا ہے، اس کوہستانی آبادی میں رجال و اناث صغیر و کبیر امور مذکورہ کے جلوس میں شرکت کرتے ہیں اور ہنود کے مانند جھولے وغیرہ میں بلا امتیاز زن و شوہر

بیٹھ کر جھولتے ہیں، ایسی صورت میں ایمان کے اندر نقص واقع ہوتا کہ نہیں؟ شرکت کرنے والوں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب (۱):۔ ہولی ہندوؤں کی آتش پرستی کا ایک خاص دن ہے، جس میں آگ کی پرستش کرتے اور اپنے طور پر خوشی مناتے ہیں، ہولی کھیلنا یا اوس زمانہ میں بدن یا کپڑے پر رنگ ڈالنا یا ڈلوانا خاص شعائر ہنود ہے، اور ایسے امور کا ارتکاب کفر ہے، حدیث میں ہے۔ من تشبہ بقوم فہو منہم [۱] اوس شخص پر توبہ فرض ہے اور تجدید نکاح لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ کفار کے تہواروں میں شریک ہونا حرام اور سخت حرام بلکہ کفر ہے خصوصاً جب کہ اونھیں کے مثل اونکے تمام کاموں میں شرکت کرے، حدیث میں ارشاد فرمایا۔ من کثر سواد قوم فہو منہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از جودھ پور مارواڑ منارا کی مسجد مرسلہ جناب عبدالحکیم و حسین بخش صاحبان

ایک مقدمہ عام مسلمانوں کا ہے۔ اور وہ مقدمہ شریعت کے موافق ہے اور عام مسلمان مقدمہ لڑ رہے ہیں۔ اور سرکار اپنی ضد رکھنے کیلئے چند مسلمانوں کو قید کر دیے ہیں۔ ایسی حالت میں ہمارے مسلمان بھائی اپنے مطلب کیلئے اور روپیوں کے لالچ میں آکر عام مسلمانوں کے خلاف چغلی کھاتے ہیں، اور مسلمانوں کے دلوں کو رنج پہنچاتے ہیں۔ ایسی چغلی کرنے والے مسلمانوں سے

---

[۱] غمز العیون والبصائر میں ہے۔ اتفق مشائخنا أن من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند أکل الطعام حسن من المجوس أو ترک المضاجعة عندھم حال الحیض حسن فھو کافر۔ ہمارے مشائخ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کفار کے کسی طرز و وضع کو اچھا جانا تو وہ کافر ہوگیا۔ فقہائے نے یہانتک فرمایا ہے کہ جو آدمی مجوسیوں کی طرح، کھاتے وقت کلام کے ترک کو اچھا سمجھے، یا حالت حیض میں مجوسیوں کا اپنی بیویوں سے الگ رہنا مستحسن امر جانے۔ وہ کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم آلِ مصطفیٰ مصباحی

میل رکھنا یا شامل کھانا پینا یا ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ چغلی کھانا حرام و سخت کبیرہ ہے۔ احادیث میں اسکی بہت مذمت آئی۔ اور اس کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف وغیرہ میں حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے۔ اور فرمایا، انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدھما فیمشی بالنمیمۃ واما الاٰخر فلا یستنزہ من البول۔ ان میں ایک کو اس وجہ سے عذاب ہوتا ہے کہ وہ چغلی کھاتا تھا یہ حکم تو عام طور پر چغلی کھانے کا ہے۔ جو آپس میں ایک دوسرے کی چغلی کھاتے اور حکومت کے پاس چغلی کھانا، اور زیادہ گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے بے گناہ کو سزا دلانا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ عام مسلمانوں کے خلاف ہندو حاکم کے پاس چغلی کھائی جائے کہ اس سے تمام مسلمانوں کی توہین ہوتی ہے۔ اور سب کو ایذا پہنچتی ہے ایسے شخص سے سلام، طعام، میل، جول سب ترک کردیں قال اللہ تعالیٰ۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از جوری پٹی دیناج پور مرسلہ جناب حاجی شیخ عظیم اللہ انصاری صاحب کیر آف شیخ فصیح اللہ عاشق علی انصاری ۵ رصفر ۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مرثیہ پڑھنا جس میں ناجائز باتیں خلاف شرع نہ ہوں محض صحیح واقعات پر مبنی ہو کیسا ہے ؟

الجواب :۔ اگر ایسا مرثیہ ہو جس میں خلاف شرع بات نہ ہو تو اس کا پڑھنا جائز ہے۔ مگر عام طور پر جو مرثیے رائج ہیں وہ خلاف شرع بات سے خالی نہیں صحیح بخاری شریف میں حدیث ہے۔ ولکن البائس سعد بن خولۃ یرثی لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از مالیگاؤں ضلع ناسک محلہ موتی پورہ مرسلہ جناب عبدالغنی ولد خان محمد صاحب ۲۰ نومبر ۱۹۲۹ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جو لوگ کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کتابوں میں لکھ گئے ہیں، ان کے اور ان کے ماننے والے اور ان کے معتقدین ہیں، ان میں سے اگر کسی نے اہلسنت والجماعت کو دعوت دیا تو اہلسنت نے کھالیا۔ لیکن اپنے دل میں ان کو کافر سمجھتا ہے، اور ان کے پیچھے کوئی نماز بھی نہیں پڑھتا ہے، تو مولانا صاحب باوجودیکہ ایسا سمجھتے ہوئے جو کھانا کھالیا تو اس کے لئے حلال ہے یا حرام ہے، اگر حرام ہے تو کیا دلیل ہے شرعاً حنفی مذہب میں فتوی کس پر ہے حلال پر ہے یا حرام پر ؟

مسئلہ (۲) بکر نے کہا کہ شریعت میں گائے کا گوشت کھانا جائز ہے اور اسی گوشت کو خالد نے کہا کہ حلال ہے بات دونوں کی ایک ہی ہے یا کچھ فرق ہے۔ زید نے کہا کہ شریعت میں شراب کا پینا حرام ہے عمرو نے کہا کہ شراب کا پینا شریعت میں ناجائز ہے، دونوں کی باتوں میں کچھ فرق ہے یا ایک ہی بات ہے ؟

الجواب (۱) :- بدمذہبوں کے بارے میں حدیث ہے۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ اپنے کو ان سے دور رکھو۔ انھیں اپنے سے دور کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں گمراہ کردیں تمہیں فتنہ میں ڈالدیں۔ دوسری حدیث ہے۔ لاتواکلوھم ولا تشاربوھم، ان کے ساتھ نہ کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ اگر شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ یہ ان بدمذہبوں کا حکم ہے، جنکی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو کہ ان سے میل جول ساتھ کھانا پینا ترک کرے۔ اور وہ جو سوال میں مذکور ہیں وہ تو قطعاً یقیناً کافر مرتد ہیں ان سے بدرجہ اولیٰ اجتناب کا حکم ہے۔ رہا کھانا اس کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ جب وہ

مرتد ہے تو اس کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ اگر جانور اس نے ذبح کیا ہے یا اسی کے ہم خیال کسی دوسرے مرتد نے جب تو وہ بالکل حرام و مردار ہے۔ اور اگر مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے اور اول سے آخر تک یعنی کھانے کے وقت تک برابر نظر مسلم کے ساتھ رہا تو وہ گوشت حرام و مردار نہیں، اور اگر نظر مسلم سے غائب ہو گیا مثلاً اس کے گھر میں گیا اور وہاں سے پک کر آیا تو اب بھی مردار ہے، اور گوشت کے علاوہ باقی اشیاء حلال ہیں مگر اس کے یہاں کھانا حدیث و آیت کے خلاف ہے یعنی یہ فعل ناجائز ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ جائز و حلال میں اس جگہ فرق نہیں۔ مگر بعض جگہ فرق بھی ہوتا ہے، ناجائز و حرام میں فرق ہے ہر ناجائز، حرام نہیں، اور حرام ضرور ناجائز ہوتا ہے[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از الہ آباد محلہ دارا گنج مرسلہ سید ضمیر الدین احمد صاحب رضوی ۲۴ رجمادی الآخرہ ۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید یکہ کا انسپکٹر ہے یکے ہر ششماہی کے بعد منی سلیٹی کے محصول جمع کرنے آتے ہیں۔ اور علاوہ محصول کے ۴ رفی کس دیتے ہیں جس کو کہ زید کا چپراسی اور منشی وصول کرتا ہے، یکے والوں میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل ہیں، وہ رقم ۴ رفی کس جو وصول ہوتی ہے

---

[1] جواز عام ہے اور حلال خاص، اسی طرح ناجائز و حرام میں بھی فرق ہے حرام کا ثبوت صرف اس دلیل سے ہوگا جس کا ثبوت و اثبات دونوں قطعی ہوں اور طلب کف جازم ہو، جب کہ ناجائز کا ثبوت تین طرح کی دلیلوں سے ہوتا ہے (۱) ثبوت قطعی، اثبات ظنی، اور طلب کف جازم۔ (۲) ثبوت ظنی اثبات قطعی، اور طلب کف جازم (۳) ثبوت و اثبات دونوں ظنی اور طلب کف جازم، اس سے ظاہر ہے کہ حرام ناجائز ضرور ہوتا ہے لیکن ہر ناجائز حرام نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفےٰ مصباحی

اس میں سے تین حصے لگتے ہیں ایک حصہ زید خود لیتا ہے یعنی منشی وغیرہ دیتے ہیں دو حصوں میں منشی اور چپراسی تقسیم کرالیتے ہیں زید صحیح العقیدہ اور حضرت کا معتقد ہے، کہتا ہے کہ ہم کو وہ رقم جو ہندو سے ملتی ہے، لیتے ہیں کیونکہ دو حصہ رقم اس میں سے نکل جاتی ہے یہ رقم خالص ہندو کی رہ جاتی ہے، کافر حربی کا مال بلا عذر جائز ہے، جبکہ رقم مذکور کو نہ ہم خود لیتے ہیں نہ بانٹتے ہیں اور اس پر حضرت کا فتوی حالانکہ رقم سب ملی ہوئی ہوتی ہے، زید یہ بھی کہتا ہے کہ میری نیت مسلمان کی رقم لینے کی نہیں ہے بلکہ ہندو سے جو ملتی ہے، اسے لیتا ہوں وہ افسر جو یکونکو پاس کرتا ہے جب وہ کسی یکہ کو فیل کرتا ہے تو زید سے یکہ والا کہتا ہے کہ تم چل کر سفارش کردو تو زید ان سے اس سفارش کرنیکا کچھ حق المحنت لیتا ہے۔ اس میں ہندو مسلمان کی تفتیش نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میرا کار یقینی نہیں ہے یہ تو حق المحنت ہے، اگر زید چاہے تو منشی اور چپراسی سب کو روک سکتا ہے کہ ان لوگوں کو کچھ نہ مل سکے مگر زید کہتا ہے کہ میں منشی اور چپراسی سے نہیں کہتا کہ تم مسلمان سے لو اگر وہ لیتے ہیں تو وہ ذمہ دار ہیں زید حضرت کے خاص مقرب شخصوں میں ہے۔

آیا اس کا کہنا کہاں تک حیلہ شرعی ہو سکتا ہے اور ان کا کیا حکم ہے مفصل بیان فرمائیے؟

مسئلہ (۲) تین روپیہ تھے اس میں سے ایک روپیہ حلال رقم تھی اور دو حرام، مگر یہ نہیں معلوم کہ کون سا روپیہ حلال تھا تو اگر اس تین سے ایک روپیہ نکال لیا یہ سمجھکر کہ میں نے حلال رقم لی تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب (۱) یکہ والوں سے زید کا چپراسی یا منشی جو رقم وصول کرتا ہے یہ رقم ناجائز ہے کہ یہ سب ملازم ہیں، اور اپنی ملازمت کی تنخواہ پاتے ہیں، اور

ملازمت خود ایک معاہدہ ہوتا ہے۔ جس میں فرض منصبی کے خلاف کرنا ناجائز ہے اب یکہ والوں سے جو رقم وصول کی جاتی ہے، وہ یہی خیال کرکے دیتے ہیں کہ اگر ان کو یہ رقم نہیں دی جائے گی تو خواہ مخواہ پریشان کریں گے، اور غلط وجوہ قائم کرکے جرمانہ کرادیں گے، یا ناپاس کرادیں گے، یا اس وجہ سے دیتے ہیں کہ ہمارے یکوں میں عیب موجود ہے اور نہ دیں گے تو یہ ظاہر کردیں گے اور یہ لوگ رقم لیکر ان عیوب کو چھپاتے ہیں، پہلی صورت میں ظلم ہے، اور دوسری صورت میں ملازمت کے معاہدہ کے خلاف ہے، اور یہ خود غدر ہے اگرچہ پہلی صورت میں بظاہر غدر نہیں معلوم ہوتا، مگر حقیقۃً اوس میں بھی غدر ہے کیوں کہ ملازمت کے شرائط سے یہ ہوتا ہے کہ تنخواہ کے علاوہ دوسروں سے کچھ نہ لیں گے، اور فرض کیا جائے کہ غدر نہ بھی ہوا تو اس رقم قلیل کو لیکر اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے اور یہ بھی جائز نہیں، رہا زید کا یہ کہنا کہ میں مسلمانوں کی رقم نہیں لیتا بلکہ کفار کی لیتا ہوں، یہ عذر بھی قابل اعتبار نہیں، یہ اس وقت اعتبار ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی رقم علیحدہ ہوتی اور کفار کی علیحدہ، مگر جب کہ سب رقمیں بلا امتیاز ایک ساتھ جمع ہوتی ہیں۔ تو تقسیم کے وقت اسے خاص کفار کی دی ہوئی رقم ملتی ہے، قابل قبول نہیں، ایسی صورت میں محض نیت سے وہ رقم کافر کی نہ ہوگی۔ زید کو بھی اس سے باز آنا چاہیئے۔ اور ماتحتوں کو بھی منع کردینا چاہیئے، ہاں زید کا جو کام ملازمت میں داخل نہیں اگر اس کام کی کوئی اجرت لے مثلاً یکہ والوں سے یہ کہکر کہ تمہارے یکہ پاس کرادونگا، اور اس کام کا اتنا معاوضہ لونگا اور پاس کرادیا تو جو معاوضہ ٹھہرا ہے لے سکتا ہے کہ یہ اپنے کام کا بدلہ ہے، اور اس میں حرج نہیں معلوم ہوتا۔
واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) حرام و حلال دونوں جب مخلوط ہوجائیں کہ امتیاز باقی نہ رہے

مثلاً اپنے روپیہ میں کسی دوسرے کا روپیہ ناجائز طور پر حاصل کر کے ملا دیا۔ تو یہ استہلاک ہے۔ اور استہلاک سے ملک حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر اتنا تاوان اس پر شرعاً لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از مقام پورہ ڈاکخانہ جگرسند ضلع بلیا مرسلہ جناب اکبر میاں و محمد سلیم میاں صاحبان ۲۹ رجمادی الثانی ۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے مجلس میلاد شریف میں بیان کیا ہے بفحوائے آیت کریمہ "وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ" و نیز "خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا" سجدہ تعظیمی غیر خدا کو جو معظم ہو جائز ہے، کیونکہ اگر جائز نہ ہوتا، اللہ عزوجل فرشتوں کو سیدنا حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سجدہ کا حکم نہ دیتا، اور برادران یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والسلام جو آل نبی تھے ان کو سجدہ نہ کرتے، تو معلوم ہوا کہ سجدہ سے مراد ان آیات سے سجدہ تحیۃ ہے مگر بعض علمائے کرام کے نزدیک ناجائز ہے ورنہ اکثر مشائخ کرام بالخصوص ہمارے مشائخ کرام قدست اسرارہم کے نزدیک جائز ہے، تو آپ از روئے شرع بیان کر دیجئے؟ زید کا بیان کس درجہ تک پہنچا ہے؟ زید کیلئے شرعاً کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ ان آیات کی تفسیر میں بہت اقوال ہیں، سجدہ سے مراد مجرد انحناء ہے یا وضع الجبھۃ علی الارض، اور بر تقدیر ثانی یہ سجدہ ان کو تھا یا اللہ عزوجل کو تھا، اور یہ حضرات بمنزلہ قبلہ، بکثرت مفسرین کے قول سے یہاں سجدہ سے مراد انحنا ثابت ہوتا ہے، اور صاحب جلالین جو اصح وارجح اقوال کو لیتے ہیں وہ بھی ان مواقع میں انحناء ہی کے ساتھ تفسیر کرتے ہیں، اگر یہ سجدہ اپنے حقیقی معنی

میں ہو، اور یہ حضرات مسجود لہ ہوں جیسا کہ یہی ظاہر ہے، تو یہ حکم اگلی شریعت کا ہوگا اور اس شریعت مطہرہ میں یہ منسوخ ہوگیا، احادیث صحیح بکثرت ایسی وارد ہیں کہ صحابہ کرام نے بارہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی، اور ہمیشہ آپ نے منع فرمایا، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر نوع کی تعظیم کرتے، اور سجدہ انھوں نے کبھی نہ کیا، لہذا یہ سجدہ خواہ تحیۃ کیا جائے یا سجدہ تعظیم حرام ہے، مشائخ کرام قدست اسرارہم کی طرف اس کی نسبت غلط ہے، اگر بالفرض کسی بزرگ کی کوئی عبارت بطور نقل صحیح ثابت ہوجائے، تو اس عبارت کی تاویل کی جائے گی، یہ نہیں ہوسکتا کہ اسکی وجہ سے حدود شرع کو درہم برہم کیا جائے، زید پر لازم ہے کہ اپنے اس قول سے باز آئے ورنہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ سید ضمیر الدین احمد صاحب از الہ آباد محلہ دارا گنج رجب ۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں میونسپلٹی بمپلس سے غلیظ اٹھوانے کا ٹھیکہ دیتی ہے، اور وہ ایک جگہ جمع ہوکر جب کھاد ہوجاتا ہے تو اس کا ٹھیکہ بھی ہوتا ہے جس کو ٹھیکہ دار لوگ فروخت کرتے ہیں، اس قسم کی تجارت جائز ہے یا نہیں، و نیز غلیظ کو خریدنا و فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ جب وہ کھاد ہوگیا، اور مٹی اس پر غالب آگئی، تو اسے بیع کرسکتے ہیں، درمختار میں ہے، وصح بیعها مخلوطة بتراب او رماد غلب علیهما فی الصحیح اور غلیظ کی بیع و شرا ناجائز ہے، جیسا کہ صاحب ہدایہ نے اسکی تصریح فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے بچے زائد ہوتے تھے چنانچہ بچوں کی زیادتی سے پریشان ہوکر ایسی دوا کھائی کہ اب آئندہ بچے نہ ہوں،

اس کا یہ عمل شرع شریف کی رو سے کیسا ہے؟

الجواب:۔ اگر شوہر کی اجازت سے اس نے ایسا کیا ہے تو جائز ہے، ورنہ ناجائز اور بعض نے مطلقاً جائز بتایا، رد المحتار میں نہر الفائق سے ہے، یجوز لہا سد فم رحمہا کما تفعلہ النساء مخالفا لما بحثہ فی البحر من انہ ینبغی ان یکون حراما بغیر اذن الزوج قیاسا علی عزلہ بغیر اذنہا[1]۔ مگر بہر حال اگر ضرورت و مجبوری نہ ہو تو ایسا کرنا نہ چاہئے کہ نکاح کے اعلیٰ منافع و فوائد سے اولاد ہے، اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی کثرت کو پسند فرمایا، اور یہ اپنے اس فعل سے اسے روکنا چاہتی ہے۔ حدیث میں ہے، تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم یوم القیٰمۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شب برات میں خاص کر حلوے ہی پر فاتحہ کیوں ہوتا ہے، اور اگر بجائے حلوا کے اور کسی چیز پر ہو تو کیا حرج ہے، اور لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دانت شہید کر ڈالے تھے، لہٰذا ان کے لئے حلوا بنایا تھا لیکن کیا وہ دانت کے شہید کرنے کی تاریخ پندرہویں شب شعبان کی ہے

[1] شوہر کی اجازت سے مانع حمل یا مسقط حمل ادویات کا استعمال اس صورت میں جائز ہے جبکہ استقرار حمل نہ ہوا ہو، یا استقرار حمل کے بعد شکم مادر میں بچے کی خلقت نہ ہوئی ہو۔ اور اس میں روح نہ ڈالی گئی ہو جسکی ظاہری صورت وعلامت یہ ہے کہ استقرار نطفہ کے بعد ایک سو بیس ۱۲۰ دن نہ گذرے ہوں تو اس قسم کی ادویات کا استعمال جائز ہے ورنہ بچے کی خلقت اور اس کے اندر نفخ روح کے بعد اس قسم کی دواؤں کا استعمال ناجائز و حرام ہے، رد المحتار میں ہے قال فی النہر بقی ھل یباح الاسقاط بعد الحمل۔ نعم یباح مالم یتخلق منہ شئی ولیکون ذالک الا بعد مأۃ وعشرین یوما وھذا یقتضی انہم ارادوا بالتخلیق نفخ الروح (ج ۲ ص ۴۱۲ باب نکاح الرقیق) واللہ تعالیٰ اعلم ۔ آل مصطفیٰ مصباحی

غالباً یہ واقعہ تو جنگ احد شریف میں ہوا تھا اسکے متعلق بروایت صحیحہ بیان فرمائیے؟

الجواب:۔ شب برات ایک نہایت متبرک رات ہے، اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ، کی تفسیر میں اکثر مفسرین کا قول یہی ہے کہ اس لیلۃ مبارکہ سے مراد شب برات ہے، اس رات میں قسمت ارزاق ہوتی ہے، اور ملائکہ کو سال بھر کے اعمال سپرد کردیئے جاتے ہیں، اور اس میں رحمت الٰہی بکثرت نزول فرماتی ہے سوا بغض وعداوت والوں کے، ہرایک مومن کی مغفرت ہوتی ہے، احادیث اس کی فضیلت میں بکثرت وارد ہیں، لہٰذا ایسی بابرکت رات میں جہاں تک اعمال حسنہ نماز وصدقات وغیرہا کرسکے، کرنا نہایت محبوب ومرغوب ہے، نہ کہ ایسی رات میں لہو ولعب وآتش بازی وغیرہ شیطانی کاموں میں مشغول ہوں انھیں نیک کاموں میں سے ایک کام یہ بھی ہے کہ فاتحہ دلاکر مساکین وفقراء وغیرہ واحباب کو تقسیم کرتے ہیں اور اس کے لئے حلوے کی کوئی تخصیص نہیں جس چیز پر چاہیں فاتحہ دلائیں، اور ایصال ثواب کریں، حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دانت توڑنے کے متعلق کوئی صحیح تاریخ یاد نہیں، اور حلوا پر نیاز دلانے کی یہ بنا بھی نہیں ہے بلکہ چونکہ یہ عمدہ چیز ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو میٹھی چیز محبوب تھی، حدیث صحیح میں ہے کان یحب الحلواء والعسل اس وجہ اس پر فاتحہ دلاتے ہیں اور دوسری چیز پر دلائیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ شہاب الدین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ یہاں پر ایک ہجڑا فوت ہوگیا جس کا جہلم ہوا مٹھائی ہوئی۔ جس کے یہاں کا کھانا بہت سے آدمیوں نے کھایا۔ وہ جائز بتلاتے ہیں۔ وہ میرے پاس آئے

انھوں نے کہا کہ میرے محلہ کی مسجد کے پیش امام مولوی بشیر احمد صاحب چہلم ہجڑے کے کھا آئے۔ ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز۔ مولوی صاحب جائز بتلاتے ہیں ان کی پیش امامی جائز ہے یا نہیں۔ میں ان کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہیں۔ پیر جی عبدالحق صاحب سراج الحق صاحب نے بھی یہ چہلم کھایا ہے۔ یہ بیعت کرتے ہیں آیا مریدان کی بیعت ٹوٹی یا رہی۔ اور ایک مسجد کے امام بھی ہیں۔ ان کا حکم بھی تحریر فرمادیں؟ آئندہ کوئی ان کی بغیر توبہ بیعت کرلے تو جائز ہوگی یا ناجائز۔ شہر قاضی احمد علی وغیرہ نے بھی جائز سمجھکر کھایا ہے۔ وہ بھی ایک مسجد کی امامت کرتے ہیں نکاح پڑھاتے ہیں۔ ان کا بھی حکم بیان فرمادیں، کل شہر میں نماز جنازہ بھی، قاضی صاحب ہی پڑھاتے ہیں۔ شرع شریف کا جو حکم ہو تحریر فرمادیں۔ اللہ پاک آپ کو اس کا اجر دے گا۔ سب آدمی آپکے جواب کے منتظر ہیں، تاکہ یہ فتنہ رفع ہو؟

الجواب:۔ یہاں دو امر قابل غور ہے، اوّل یہ کہ وہ کھانا جو کھایا گیا اور لوگوں نے کھایا فی نفسہ وہ حلال تھا یا حرام، اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ جو چیز کھائی گئی اگر وہ خود بطور ناجائز حاصل کی گئی یا حرام روپیہ سے خریدی گئی۔ جبکہ عقد و نقد دونوں مال حرام پر ہوں تو ان دونوں صورتوں میں وہ کھانا بھی حرام ہے۔ ورنہ حرام نہیں۔ دوم یہ کہ وہ ہجڑہ اگر برا پیشہ کرتا تھا جیسے عموماً ہجڑے ہوا کرتے ہیں، تو ایسے لوگوں سے خلط و اختلاط نشست و برخواست ان کے یہاں کھانا پینا ناجائز ہے۔ اگرچہ جو چیز کھائے حرام نہ ہو، کہ قرآن و حدیث سے ایسوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا ممنوع ہے خصوصًا مسجد کے اماموں، مرید کرنے والوں، قاضی کہلانے والوں کو کہ جب یہی لوگ اجتناب نہ کریں گے تو عوام کب ایسے لوگوں سے گریز کریں گے، بالجملہ ان لوگوں کو احتیاط لازم ہے۔ اگر وہ کھانا جائز بھی تھا جب بھی تنفیر عوام کا باعث اور موقع تہمت ضرور تھا اور حدیث میں فرمایا۔ اتقوا مواضع التھم، تہمت کی جگہ سے بچو۔

اگر وہ کھانا حرام نہ تھا تو یہ لوگ فاسق نہ ہوں گے ان کی امامت درست ہے اور حرام تھا یا وہ جگہ ایسی تھی جہاں جانے کی ممانعت تھی تو توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مشہور یہ ہے کہ کھٹمل کو گرم پانی ڈال کر نہیں مارنا چاہیئے کیونکہ جلاکر مارنا اللہ عزوجل کا کام ہے ؟

الجواب:۔ آگ سے جلاکر مارنا ممنوع ہے، بخاری شریف و ترمذی شریف وغیرہ میں یہ حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان النار لایعذب بھا الا اللہ، کہ آگ سے عذاب دینا صرف اللہ کے لئے ہے لہذا اس سے بچنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو اکثر ایسے کاغذات واخبارات راستے میں پڑے ملتے ہیں کہ جس میں اردو لکھی ہوتی ہے۔ لہذا زید ان کاغذات کو کہ جس پر عربی لکھی ہو یا کلام پاک لکھا ہو یا نام اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا ہو اس کو ضرور اٹھا لیتا ہے۔ لیکن بعض اوقات ان کاغذات کو جن پر اردو لکھی ہے لیکن نام اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ لکھا ہوا نہیں نظر پڑا تو نہیں اٹھاتا، و نیز آج کل اس کثرت سے لوگ اخبارات جابجا چپکا دیتے ہیں کہ بعد کو وہ نالیوں میں پڑے ملتے ہیں۔ تو اگر زید جس میں محض اردو لکھا دیکھتا ہے اکثر چھوڑ دیتا ہے، لہذا زید از روئے شرع شریف مستحق سزا تو نہیں ہے اس لئے کہ جس نے پھینکا ہو وہ ذمہ دار ہے اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ اگر میں اس طریقہ سب کاغذات اٹھاتا چلوں تو راستہ چلنا مشکل ہو، اس بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے ؟

الجواب:۔ حروف کی تعظیم کا حکم ہے خصوصًا قرآن مجید تو واجب التعظیم ہے ہی۔ اس میں کیا کلام ہو سکتا ہے یونہیں اسماء طیبہ کہ ان کی بھی تعظیم کی جائے ہے زید کا یہ فعل مستحسن ہے اور امید اجر ہے، اور دیگر کاغذات بھی اٹھائے تو اچھا ہی ہے

اور نہ اٹھائے تو زید پر مواخذہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے لڑکے کا نام "ظہور باری" رکھا ہے آیا یہ نام جائز ہے یا نہیں؟ مگر ظہور باری کے بجائے "نور باری" رکھا جائے تو کیا ہے؟

الجواب:۔ دونوں میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سنی صحیح العقیدہ لیکن ایک کافر سے یہ وعدہ کرلیا ہے کہ میں تمہارے مکان کا محصول یعنی گھرداری و ٹیکس کا محصول معاف کرادونگا، اور اس کے معاف کرانیکی ترکیب یہ سوچی ہے کہ اس کے مکان میں مندر ہے اور اسی کے قریب دوسرا مکان ہے اس میں بھی مندر ہے لہٰذا ایک درخواست میونسپلٹی میں اس مضمون کی دی ہے کہ چونکہ میونسپلٹی ایسے مکان جس میں مندر ہوں محصول معاف کردیتی ہے، لہٰذا اس مکان کا بھی محصول معاف کرایا جائے۔ اور اتفاق سے ایک کاغذ جس میں ایک حکم میونسپلٹی کی جانب سے ہوچکا تھا کہ چونکہ یہ گردوارہ یعنی جائے پرستش ہے، لہٰذا محصول معاف کیا جاوے، چنانچہ زید نے اس کاغذ کی نقل کرکے بذریعہ درخواست اس کا محصول معاف کرانا چاہتا ہے، وہ محض اس غرض سے کہ ایک بہت بڑے فائدہ کا کام اسے نکلنے کی امید ہے، ورنہ یہ مقصود نہیں ہے کہ بلاوجہ کافر کو نفع پہنچایا جاوئے اس خیال سے اس کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب:۔ محصول معاف کرانے میں کوئی گناہ نہیں کہ خود میونسپلٹی کا جب ایک قانون ہے تو زید کا کیا، زید نے وہ قانون بتادیا اس میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید پان کھا کر

زبانی قرآن پاک پڑھتا ہے، لیکن صرف دو وقتوں میں ایک میلاد شریف پڑھتے وقت، دوسرے سوتے وقت۔ آیا ایسی حالت میں زبانی کلام پاک پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ قرآن مجید پڑھتے وقت مونھ صاف کرنا چاہئے۔ کہ مونھ میں کوئی چیز اس وقت ہونے سے ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے، لہذا اس سے بچنا چاہئے، میلاد شریف بھی بغیر پان کھائے پڑھے کہ یہی مقتضائے ادب ہے، اور سوتے وقت قرآن مجید پڑھنے کے بعد پان کھانا ہو تو کھالے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کپڑا نیا استعمال کیا جائے تو کس دن۔ کسی خاص دن کے بابت نئے کپڑے کا استعمال حدیث میں ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جمعہ کے دن یا عیدین کے دن میں نیا کپڑا پہننا بہتر ہے۔ حدیث کوئی یاد نہیں۔ اور تفتیش کی فرصت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں بنارسی ریشم جس کا رنگ خاکی ہوتا ہے، جو کاشی سلک کے نام سے مشہور ہے، اس کا استعمال بھی مردوں کو حرام ہے، یا صرف نماز پہنکر نہیں پڑھنا چاہئے۔ باقی اوقات میں پہن سکتے ہیں؟

زید کہتا ہے جو ریشم رنگین ہو خاص طور پر جس کو عورتیں استعمال کرتی ہوں وہ ناجائز ہے، اور جو ریشم معلوم نہیں ہوتا رنگت بھی اچھی نہیں، ایسا ریشم مرد استعمال کر سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ خالص ریشم کے کپڑے یا وہ کپڑے جن میں بانا ریشم ہو مردوں کو پہننا حرام ہے۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ریشم اور سونے کی نسبت فرمایا، ھذان حرامان علی ذکور امتی، یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ اس میں رنگ و بے رنگ کی کوئی قید نہیں۔ زید کا کہنا غلط ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از پنجاب مرسلہ جناب میاں دین محمد صاحب خوشابی ۲۵ ذی الحجہ ۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زادہم اللہ شرفاً و تعظیماً مسائل ذیل میں کہ ۲۳ رمضان المبارک کو سورہ روم و سورہ عنکبوت پڑھنا کیا حکم رکھتا ہے؟ اور تعیین تاریخ میں شرعاً کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب:۔ رمضان المبارک کے دن نہایت متبرک دن ہیں، خصوصاً اسکے عشرہ اواخر کی طاق راتیں کہ ان میں شب قدر ہونے کا غالب گمان ہے، حدیث میں ہے تحروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان[1] رمضان کے پچھلے عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو، رواہ البخاری عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، دوسری حدیث میں ہے التمسوھا فی العشر الاواخر فی رمضان لیلۃ القدر فی تاسعۃ تبقی فی سابعۃ تبقی فی خامسۃ تبقی[2]۔ رواہ البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، تیسری حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، فمن کان متحریھا فلیتحرھا فی السبع الاواخر[3] اور اس کی بدایت ۲۳ سے ہوگی۔ یہ چند روایتیں ذکر کیں احادیث اس باب میں کثیر ہیں، عبداللہ ابن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور میں عرض کی یا رسول اللہ میں گاؤں میں رہتا ہوں ہمیشہ یہاں نہیں آسکتا ہوں کسی رات کی نسبت مجھے حکم فرمائیے کہ اس رات میں اس مسجد نبوی میں آؤں فرمایا

---

[1] [2] [3] بخاری شریف ج ۱ ص ۲۷۰ باب فضل لیلۃ القدر۔ مصباحی

انزل لیلۃ ثلث وعشرین۔ تیسویں رات میں آؤ۔ اس مہینہ اوران ایام کی فضیلت کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں عبادت کی کثرت کی جائے، اس لئے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ایام میں بکثرت عبادت کرتے۔ کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یجتھد فی العشر الاواخر مالایجتھد فی غیرہ جیسی کوشش کے ساتھ ان دنوں عبادت کرتے دوسرے دنوں میں نہ کرتے رواہ مسلم عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا، دوسری روایت انھیں سے صحیحین میں ہے، اذادخل العشر شدّ میزرہٗ واحیٰی لیلۃ وایقظ اھلہٗ[1]۔ اور قرآن مجید کی تلاوت بھی عمدہ عبادت ہے، رہی سورہ روم وعنکبوت کی تخصیص اگر وہ بایں معنٰی ہے کہ سوا ان کے دوسری سورتوں کو ناجائز سمجھتے ہیں، یا انکی تلاوت دوسرے دنوں میں ناجائز کہتے ہیں، تو یہ تخصیص باطل وناجائز اور حال مسلم سے یہ بعید بھی ہے، اور اگر ایسی تخصیص نہیں تو خاص ان سورتوں کی تلاوت میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۵۴۸: مرسلہ مولوی عبدالعظیم صاحب از گوری پور ضلع چوبیس پرگنہ ۸ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

اعلٰی حضرت قبلہ استاذنا المکرم مخدومنا المعظم مدظلہ الاقدس خادم بحمدہ مع الخیر ہے استفتار جو حاضر خدمت کیا وہ موصول ہوچکا، دو مسئلے اور دریافت طلب ہیں اور ان کی عجلت ہے اسی وجہ سے جوابی کارڈ حاضر ہے استفتا کی صورت میں حاضر نہ کیا؟ محرم الحرام میں کس کس رنگ کے کپڑے پہننا ممنوع ہیں، اور کس کیلئے اس اطراف میں عموماً لوگ تہ بند پہنتے ہیں، اور عموماً رنگین ہوتے ہیں، کیا ان کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ رنگین تہ بند چھوڑ کر عاشورہ تک سفید ہی تہ بند پہنیں؟

[1] بخاری ج ۱ ص ۲۷۱ باب تحرّی لیلۃ القدر۔ مصباحی

اور علی ہذا القیاس کیا عورتوں پر بھی لازم ہوگا کہ وہ ان دس دنوں میں رنگین کپڑے چھوڑ دیں ؟

الجواب:۔ عشرہ محرم میں تین رنگ کے لباس اہل بدعت پہنتے ہیں۔ ان تینوں سے اجتناب چاہئے۔ اوّل سُرخ یا گلابی کہ یہ خوارج دشمنان اہلبیت، اظہار مسرت کیلئے پہنتے ہیں۔ دوم سیاہ کہ اسکو روافض پہنتے ہیں۔ سوم سبز یا دھانی کہ یہ تعزیہ داروں کا شیوہ ہے۔ اگر کپڑا مختلف رنگ کا ہو تو وہ ان تینوں سے خارج ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از رانی پورہ بازار اندور سٹی مرسلہ جناب محبوب ملاجی صاحب ۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ وغیرہ کا بنانا اسراف ہے یا نہیں اور اسکو جو اسراف نہ جانے اس کے واسطے کیا حکم ہے اور جو شخص دس مفتیوں کے فتوٰی کو نہ مانے وہ کیسا ہے ؟

مسئلہ (۲) فتاوی عالمگیری کتاب کیسی ہے اگر کوئی شخص کہے کہ ہم اس کتاب کو نہیں مانتے یا اس کتاب کے مسئلہ کو میں نہیں مانتا اس کے واسطے کیا حکم ہے ؟ برائے مہربانی جلدی جواب عنایت فرما دیں ؟

الجواب (۱):۔ تعزیہ داری ناجائز و بدعت ہے اور اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے علمائے اہلسنت کے صحیح فتوٰی نہ ماننا گمراہی کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲):۔ فتاویٰ عالمگیری فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتاب ہے۔ حنفی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کتاب کو نہیں مانوں گا۔ ایسا کہنے والا غالبًا غیر مقلد ہوگا۔ اس کتاب کی سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانسو علماء نے مختلف کتابوں سے مسائل منتخب کر کے تالیف کی، اور اسی وقت سے آج تک تمام علماء میں معمول و مقبول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از جودھپور مارواڑ منوڑ ذکا چوک مرسلہ جناب شیخ محمد حسین صاحب مرہم امام مسجد لوہاران۔ ۱۶ رجمادی الاولی ۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے محض اپنی منکوحہ بیوی کے امتحان کی غرض سے بھیس غیر آدمی کا بدل کر ملاقات کی اس نے زید کو غیر مرد سمجھکر زید سے جماع کی خواہش کی زید نے بعد بسیار انکار وخوف خدا ظاہر کرکے اس سے جماع کرلی۔ زید اور اس کی عورت کیلئے شرعی حکم سے مطلع فرمایا جاوے کہ وہ دونوں کسی سزا کے مستحق ہوئے یا نہیں؟

الجواب:۔ زید نے چونکہ اپنی عورت سے زوجہ ہی سمجھکر جماع کیا ہے اسلئے زید پر اس جماع کیوجہ سے کوئی گناہ نہیں، کہ نہ غیر عورت سے جماع کیا نہ اسکو غیر سمجھا، البتہ اس کی عورت نے جو جماع کرایا ہے اگرچہ شوہر سے کرایا مگر اسنے اپنے خیال میں غیر سے کرایا اور اپنے جانتے اس نے حرام کا ارتکاب کیا۔ لہذا گنہگار ہوئی، اس کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء فرماتے ہیں اگر کسی لکڑی پر کپڑا لٹکادیا گیا ہے اور کوئی شخص رات میں اسے اجنبیہ عورت سمجھکر اوسکی طرف چلا اور اس پر بری نیت سے ہاتھ ڈالا اب معلوم ہوا کہ یہ لکڑی ہے عورت نہیں تو اس چلنے اور ہاتھ ڈالنے کا اوسپر گناہ ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از کوہ سری مرسلہ باشندگان کوہ سری بذریعہ حکیم عبدالخالق صاحب ۱۸ رجمادی الاولیٰ ۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کوہ سری کے انتخاب میں دو امیدوار ممبری جن میں سے ایک احمدی ہے، جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مانتا ہے۔ اور دوسرا فری مشن یعنی جادوگر کا ممبر ہے، مسلمانان کوہ سری نے ہر دو کو حسب رسوخ پرچیاں دیں، اب احمدی لاہوری کے حق میں جن

مسلمانان اہلسنت وجماعت نے پرچیاں دی ہیں ان کے برخلاف مشورہ کیا جارہا ہے کہ یہ بھی مرزائی ہوگئے ہیں کیا صرف پرچی دینے سے اور وہ بھی اس لئے کہ ایک تعلیم یافتہ اور مسلمانوں کے ہمدرد کو دی جاویں کوئی شخص مرزائی ہوسکتا ہے؟ جبکہ اس کے عقائد اہلسنت وجماعت کے ہوں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد نے انبیاء علیہم السلام کی سخت سخت توہین کی ہے اور دعویٰ نبوت کیا۔ اس وجہ سے یقیناً وہ شخص کافر ہے، اس کے اقوال پر مطلع ہو کر مجدد تو مجدد اسے مسلمان جاننا بھی کفر ہے، مگر کسی غیر مسلم کو ممبری کی رائے دینا کفر نہیں، نہ فقط اتنی بات سے رائے دہندگان مرزائی ہوئے مگر مرزائیوں سے میل جول رکھنا سخت دینی مضرت کا سبب ہے، احدیث میں ہے ایاکم و ایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ ضمیر الدین احمد صاحب از الہ آباد محلہ دارا گنج ۲۰ جمادی الآخرہ ۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انسپکٹر یکہ ہے وہ کہتا ہے کہ یکہ والوں سے جو رقم چپراسی یا منشی وصول کرتے ہیں اس میں مسلمان کی تعداد ایک حصہ ہوتی ہے اور کافر کی دو حصہ، اور مجھکو جو رقم وہ دیتے ہیں تین حصہ کرکے ایک حصہ دیتے ہیں لہذا مسلمان کی رقم کا کوئی جزء میرے حصہ میں نہیں آتا لہذا کافر کا مال جائز ہے اگر معاہدہ کے خلاف بھی ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکی بازپرس نہیں ہے، یہ اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ہے؟

مسئلہ (۲) زید یکہ کا انسپکٹر ہے جن جن عیوب پر یکوں کے چالان کا حکم ہے وہ اکثر غریب مسلمانوں کو قصداً چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ معاہدہ یہ ضرور ہے کہ ان عیوب پر چالان کرو، مگر اول تو جرمانہ شرعاً ناجائز ہے۔ دوسرے غریبوں پر ظلم ہے مگر جن لوگوں کا چالان کر دیتا ہے وہ بھی تو ناجائز ہوا۔ ان یکوں پر جرمانہ

جائز کیسے ہوگیا۔ جن جن عیوب پر چالان کا حکم ہے ان کو چھوڑ دینا شرعاً کیسا ہے؟ اور چالان نہ کرنا رعایت کرنا کیسا ہے؟ اور جن کی رعایت باوجود عیب ہونیکے کی جائے اور ان سے کچھ رقم بھی حاصل کی جائے وہ جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۳) زید کہتا ہے کہ جب چاروں امام حق پر ہیں تو اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بھی تینوں کے مسائل پر عمل کریں شرع شریف کا کیا خلاف ہوگا؟ کلام پاک یا حدیث شریف میں کیا ارشاد ہے؟

الجواب (۱) اس رقم میں ہندو مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے بلکہ سب مشترک ہے، جو کچھ زید نے لیا۔ اس میں مسلم کا بھی مال ہے اور ہنود کا بھی، یہ فرض کرلینا کہ ہنں نے جو کچھ لیا ہے یہ کافر ہی کا ہے، صحیح نہیں۔ اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ نہیں ہے کہ کافر سے معاہدہ کے خلاف جو کچھ لیا جائے اسے خدا کے یہاں باز پرس نہ ہوگی، کیوں کہ باز پرس نہ ہو تو ناجائز ہونے کے کیا معنیٰ، بلکہ اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا ہوگا کہ کافر کا مسلم پر خدا کے یہاں کوئی مطالبہ نہ ہوگا یعنی اس میں حق العبد کچھ نہیں مگر حق اللہ ضرور ہے کہ خلاف شرع جو فعل ہوگا اس میں حق اللہ ہے واللہ اعلم

الجواب (۲) زید کا کام چالان کرنا ہے نہ کہ جرمانہ کرنا اگر جرمانہ ناجائز ہے تو جرمانہ کرنے والے پر اس کا جرم ہے، ہوسکتا ہے کہ جرمانہ کے علاوہ کوئی اور سزا دی جائے مگر اعانت علی الاثم سے بچنا غالباً دشوار ہوگا اور جن کا چالان نہ کیا رعایت کی اگر اس خیال سے ہے کہ اس پر ظلم ہوگا تو اچھی نیت ہے، مگر رقم لینا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) چاروں امام حق پر ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ حق ان چاروں میں دائر ہے ورنہ خود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مسلک ہے کہ المجتہد یخطی ویصیب مجتہد کی رائے غلط بھی ہوتی ہے اور درست بھی ہوتی ہے،

یا سب حق پر ہیں بایں معنی کہ جس ایک کی تقلید کرے گا صراط مستقیم پر قائم رہیگا اور یہ کہ کبھی، ان کے مسلک پر عمل کیا اور کبھی اُن کے مسلک پر یعنی جدھر اپنا مطلب دیکھا ادھر چلے گئے یہ اتباعِ نفس ہے پیروی شریعت نہیں، ایسا کرنا جائز نہیں، خصوصاً اس زمانہ میں کہ نفس پرستی کا مادہ بہت غالب ہے، اگر ایسی اجازت دیدی جائے تو شیرازۂ شریعت درہم برہم ہوجائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ (۱) ہمارے سنّی حنفی علمائے کرام کثرہم اللہ تعالٰی وابقاہم الی یوم الجزاء مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات از روئے شرع مطہرہ بالتفصیل ومدلل عنایت فرمائیں؟

جاندار کی تصویر عکسی یا قلمی کھچوانا۔ گھر میں رکھنا۔ اور اس کی عظمت کرنا، پاس رکھنا اور اسے جائز سمجھنا اور سمجھانا کیسا ہے؟ اور تصویر کا صرف نماز کی حالت ہی میں نظر کے سامنے رکھنا یا ہونا یا پاس رکھنا جائز ہے یا ہر حال میں؟

مسئلہ (۲) جو (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ایک واحد شخصیت کے اندر حامل تھے موسوی جلال کے، عیسوی جمال کے، بدھا کے دانشمندی کے، زراتشت کی سیاست دانی کے، کنفیوشس کی دانائی کے، سری کرشنا کی عشق ومحبت کے، اور سری رام چندر کی دلیری وبہادری کے، مصرع

حلقے میں رسولوں کے وہ ماہ مدنی ہے ٭ کیا چاند سی تصویر ستاروں میں جنی ہے

اس عبارت کا اور اس کے لکھنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے۔ اور یہ عبارت اپنے معنی کے لحاظ سے صحیح ہے یا غلط؟

مسئلہ (۳) امرد لڑکوں سے مخالطت ومجالست وموانست جلوت وخلوت میں اور نیز غیر محرم عورتوں سے بے تعلقی وبے پردگی کے ساتھ جلوت یا خلوت میں ملاقات جائز ہے یا ناجائز؟

مسئلہ (۴) جو شخص غیر متشرع ہو یعنی ڈاڑھی شرعی حد سے کم اور سر پر انگریزی بال رکھتا ہو اور باوجود منع کرنے کے اس فعل پر مصر ہو اسکا کیا حکم ہے؟

مسئلہ (۵) جو شخص مسئلہ ۱ اور ۲ اور ۳ اور ۴ کا قائل اور عامل اور مجوز ہو اس کو پیشوا بنانا اور اس کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کرنی (واضح یاد کہ یہ بیعت علاوہ رائج الوقت مسنون بیعت کے ہے) جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) تصویر کھینچنا یا کھچوانا یا اسے گھر میں بروجہ تعظیم رکھنا ناجائز و حرام ہے، احادیث اس بارے میں بکثرت ہیں، جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں ملائکہ رحمت نہیں آتے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر۔ نیز فرمایا اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللہ دوسری روایت میں ہے اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون، نیز ارشاد فرمایا کل مصور فی النار یجعل لہ بکل صورۃ صورھا نفسا فیعذب بہ فی جھنم، تصویر کا نماز میں صرف سامنے ہی ہونا ممنوع نہیں بلکہ داہنے بائیں اوپر ہونا بھی بلکہ اظہر یہ ہے کہ پیچھے ہونا بھی ممنوع ہے، درمختار میں ہے وان یکون فوق راسہ اوبین یدیہ او بحذائہ یمنۃ او یسرۃ او محل سجودہ تمثال واختلف فیما اذا کان التمثال خلفہ والاظھر الکراھۃ اور تصویر کی ممانعت صرف نماز ہی میں نہیں بلکہ ویسے بھی اس کا مکان میں بطور اعزاز رکھنا جائز نہیں، ردالمحتار میں ہے قال فی البحر وفی الخلاصۃ وتکرہ التصاویر علی الثوب صلی فیہ اولا انتھی وھذہ الکراھۃ تحریمیۃ وظاھر کلام النووی فی شرح مسلم الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان وقال وسواء صنعہ لما یمتھن او لغیرہ فصنعتہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ تعالٰی وسواء کان فی ثوب او بساط او درھم واناء وحائط وغیرھا اھ[1]

[1] درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۹ مطبوعہ رشیدیہ پاکستان۔ مصباحی

صرف ضرورت کیوجہ سے روپیہ اور اشرفی اور پیسہ کا رکھنا علماء نے جائز فرمایا ہے، اور حقیقۃً یہاں تصویر کا اعزاز مقصود بالذات ہے بھی نہیں، یونہیں بہت چھوٹی تصویر جن کے اعضا ظاہر نہ ہوں اسکے رکھنے کی بھی اجازت ہے وبس، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اللہ عزوجل نے اپنی ذات کا مظہر اتم بنایا، اور تمام وہ خوبیاں جو ممکن کیلئے ہوسکتی ہیں آپ کی ذات میں جمع فرمادیں۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ تمام وہ کمالات جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہیں وہ سب حضور میں جمع کردیئے، بلکہ ائمہ کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء سابقین میں جو خوبیاں و کمالات تھے وہ حضور کے کمالات کے عکس و پرتو تھے وہ ظل تھے اور حضور ذی الظل و اصل ہیں، انما مثلوا صفاتک للناس کما مثل النجوم الماء۔ مگر حضور کے کمالات کو اس طرح بیان کرنا کہ جو کمالات فلاں و فلاں میں تھے وہ حضور میں تھے یعنی اس موقع پر کافروں کا ذکر کرنا گستاخی و بے ادبی ہے، خصوصاً کرشن کی محبت جو فسق و فجور کی محبت تھی، اسے معاذاللہ حضور میں بتانا بالکل اسلام کے خلاف ہے، اور بعد کے شعر سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کا ذکر ہوا یہ سب رسول و نبی ہیں، اس میں بلادلیل ان کو نبی کہنا ہی صرف نہیں بلکہ ایسوں کو بھی نبی کہا جاتا ہے جو اپنی معصیت اور بدکاری کیوجہ سے ہرگز نبی نہیں ہوسکتے ایسی باتوں سے توبہ لازم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) اجنبی عورت کے ساتھ مرد کا تنہائی میں اجتماع ناجائز ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یارسول اللہ أرأیت الحمو قال الحمو الموت یعنی عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک صاحب نے عرض کی دیور کا کیا حکم ہے فرمایا دیور موت ہے، یعنی یہ بھی اس کے پاس نہ جائے، رواہ البخاری ومسلم عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ارشاد فرماتے ہیں لایخلون رجل بامراۃ الاکان ثالثھما الشیطٰن مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے، رواہ الترمذی عن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے لاتلجوا علی المغیبات فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم جن کے شوہر غائب ہوں اونکے پاس نہ جاؤ کہ شیطان تم میں خون کی طرح تیرتا ہوتا ہے، اور اگر کوئی شخص اپنے نفس پر پورا قابو رکھتا ہے یہ خیال کر کے خلوت کرتا ہے جب بھی درست نہیں کہ شیطان کے مکر و کید سے غافل ہونا کبھی نہ چاہئے، اور نہ سہی تو یہ موقع تہمت ہے، اور ایسی جگہ سے بچنے کا حکم ہے حدیث میں ہے اتقوا مواضع التھم۔ اور امرد کے ساتھ بھی خلوت نہ چاہئے کہ علت مشترک ہے خصوصًا اختلاط و موانست کہ یہ فتنہ ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۴) داڑھی حد شرع سے کم کرانا اور اس پر اصرار کرنا گناہ کبیرہ ہے کہ قطع لحیہ کو فقہاء ناجائز فرماتے ہیں، اور صغیرہ پر اصرار کبیرہ و فسق ہے، انگریزی بال بھی رکھنا نہ چاہیئے، کہ یہ اچھے لوگوں کا طریقہ نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۵) ایسے کو پیشوا بنانا اور اس کے ہاتھ پر بیعت و اطاعت کرنا جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از دھام نگر ضلع بالاسور مرسلہ جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اسپرٹ کا استعمال کیا شرعًا جائز ہے؟ اور خصیۂ بز حلال ہے یا حرام؟

الجواب:۔ اعلٰی حضرت قبلہ قدس سرہ سے میں نے سنا، وہ فرماتے تھے اسپرٹ میں سکر ہے اور یہ نجس ہے، اگر اس میں سمیت ہو تو یہ سکر کے منافی نہیں دونوں کا اجتماع ہو سکتا ہے محض اسکے قاتل ہونے سے عدم سکر پر استدلال

صحیح نہیں، بلکہ اپنی شدت سکر کیوجہ سے مہلک ہے البتہ اگر ثابت ہو کہ سکر نہیں ہے تو اور بات ہے، جس شراب کا نشہ تیز کرنا ہوتا ہے اوسمیں اسپرٹ کے قطرات ملائے جاتے ہیں پھر اس میں نشہ نہ ہونا کیا معنی؟ خصیہ کھانا حرام ہے سوا گنگوہی کے کسی اور نے حلال نہیں بتایا، فتاویٰ عالمگیری میں ہے، واما بیان مایحرم اکلہ من أجزاء الحیوان سبعۃ الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ کذا فی البدائع ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از مقام نبی پور ضلع بھروچ مرسلہ جناب اسمٰعیل ولی بھائی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام و مفتیان شرع عظام ذیل کے مسائل میں؟ جو شخص حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی شب میں اپنے مکان پر جلوس کرتا ہو، اپنے احباب کو جن میں مسلم و غیر مسلم سب ہوتے ہیں جمع کرتا ہو، قسم قسم کی روشنیاں اور فرحت و سرور کے تمام سامان جمع کرتا ہو۔ بندر۔ ریچھ۔ شیر وغیرہ بنکر جو لوگ اسکے وہاں آتے ہوں ان کو اپنی مجلس میں نچواتا ہو اور اس پردہ اور اس کے احباب خوش ہوں، ہسین اور بہیس بدل کے ناچنے کودنے والوں کو اور نقلیں کرنیوالوں کو خوش ہو ہو کر انعامات دیتا ہو اور دلواتا ہو، ان خرافات کی مجلس کی دعوت کیلئے اپنی طرف سے کارڈ بھیجتا ہو، شب شہادت میں اپنی مجلس منعقد کرنا اور اس قسم کے خرافات کی ترتیب دینا اور ان میں مشغول رہنا۔ اور دوسروں کو مدعو کر کے انھیں بھی ان خرافات میں شریک کرنا کیسا ہے۔ اور ایسے قاضی کا شرعاً کیا حکم ہے۔ پھر اگر وہ شخص قاضی ہونے کا دعویٰ کرے تو کیا اس کا یہ دعویٰ صحیح ہے اور مسلمانوں کو اس کی تعظیم و تکریم کرنی چاہیئے یا نہیں؟

الجواب :۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ اس لئے نہیں

کہ اوسکا سوزنگ بنایا جائے اور اسکی یادگار ریں لہو و لعب کی مجالس قائم کیجائے انھوں نے جان و مال اہل و عیال کو سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر قربان کردیا، اور اس واقعہ سے احکام شریعت کو مضبوط پکڑنے کی ایسی اعلیٰ درجہ پر ہدایت فرمائی کہ دنیا جب تک قائم رہے گی ہر صاحب عقل و نظر کو مشعل بنکر رہنمائی کرے گا جو لوگ اس شب میں بجائے ذکر و عبادت اور ان کو یاد کرنے کے ایسی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں گنہگار ہیں، اور یہ سب باتیں ناجائز ہیں، اسیطرح ان لغویات پر خوش ہونا اور ایسے لوگوں کو انعام دینا بھی ناجائز ہے اور جو شخص اس مجلس کا بانی ہے اور لوگوں کو خطوط بھیجکر بلاتا ہے وہ سب سے زائد مجرم اور سب کے مجموعہ گناہوں کے برابر اسکا گناہ ہے، حدیث میں فرمایا من سن سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بہا، قرآن مجید میں فرمایا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، اور ظاہر ہے کہ مجلس ترتیب دیکر لوگوں کو بلانے والا گناہ پر اعانت کرتا ہے، رہا اس کا قاضی ہونے کا دعویٰ کرنا، یہ محض ایک مہمل بات ہے قاضی وہ ہوتا ہے جس کو بادشاہ اسلام نے قاضی بنایا ہو خود بخود دعویٰ کرنے سے قاضی ہوجائے یہ نہیں ہوسکتا، بہرحال ایسا شخص ہرگز قابل تعظیم و تکریم نہیں، بلکہ ایسے کی تعظیم و تکریم غضب الٰہی کا سبب ہے حدیث میں فرمایا۔ اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلہ العرش۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مسئولہ شاہ قمر الدین صاحب امام مسجد کلاں جامع مدرسہ معینیہ سورخہ ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۴۲ھ از پور کرن ماڑوار ریاست جودھپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ندا یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں ؟

مسئلہ (۲) سورۂ فاتحہ طعام پر پڑھکر خیرات کرنا یا کھانا کھلانا جائز ہے یا نہیں ؟

مسئلہ (۳) بعد نماز جمعہ وعیدین مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

مسئلہ (۴) شب برات میں مٹی کے برتنوں میں طعام رکھکر ایصال ثواب جائز ہے یا نہیں ؟

مسئلہ (۵) بروز تاریخ وفات اولیا رحمہم اللہ تعالیٰ مثل چھٹی خواجہ صاحب و گیارہویں شریف یا بارھویں ربیع الاوّل شریف کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

مسئلہ (۶) ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا اور اذان میں نام پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) جائز ہے ہر نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کی جاتی ہے السلام علیک ایہا النبیّ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) جائز ہے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) جائز ہے تفصیل مسئلہ رسالہ "وشاح الجید" میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) ایصال ثواب جائز ہے مٹی کے برتن میں ہو یا تانبے کے برتن میں ۔ "

الجواب (۵) ایصال ثواب ہر روز جائز ہے بروز وفات ناجائز کہنا شریعت پر افترا ہے[1]، قل ھاتوا برھانکم انکنتم صادقین ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] ایصال ثواب معین تاریخ میں ہو مثلا روز وفات یا غیر معین تاریخ میں، بلاشبہ جائز و مباح ہے، شریعت طاہرہ میں اس کے منع پر کوئی دلیل نہیں ۔ معین تاریخوں میں ایصال ثواب کرنا محض دیوبندیوں اور وہابیوں کی نئی شریعت میں بدعت و ناجائز ہے،

چنانچہ دیوبندی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے "فتاوی رشیدیہ" ص ۱۴۱ میں لکھا۔ "گیارھویں بھی بدعت ہے" دوسری جگہ لکھا "ثواب میت کو پہونچانا ... جب تخصیصات اور التزامات مروجہ ہوں تو نادرست اور باعث مواخذہ ہوجاتا ہے" ۔ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی

الجواب (٦) جائز بلکہ مستحسن علامہ برزنجی فرماتے ہیں۔ وقد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ ائمۃ ذو روایۃ ودرایۃ۔ اور اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا مستحب، رد المحتار میں ہے، یستحب ان یقال عند سماع الاولی

بقیہ حاشیہ ص ۷۷، اکابر نے "تقویت الایمان" میں یہاں تک لکھدیا۔ "حاجت برآری کے لئے ان کی (پیر، پیغمبر، امام، شہید) نذر و نیاز شرک"۔

آج بھی دیوبندی، وہابی حضرات اپنے اکابرین کے ان غلط فتووں پر عمل پیرا ہیں۔ یہاں چند اصولی باتیں بتاکر معین تاریخوں میں ایصال ثواب کرنے کا جواز فراہم کیا جاتا ہے۔

تخصیص و تعیین دو طرح کی ہوتی ہے (۱) تخصیص شرعی (۲) تخصیص عادی۔ پھر شرعی کی دو قسمیں ہیں (۱) شرعی غیر منفک (۲) شرعی منفک۔ تخصیص شرعی غیر منفک! شریعت کی جانب سے ایسی تخصیص کہ مخصوص ایام کے علاوہ درست ہی نہ ہو۔ جیسے ایام نحر قربانی کیلئے۔

تخصیص شرعی منفک:۔ شرعاً تخصیص تو ہو۔ مگر ایام مخصوصہ یا اوقات مخصوصہ کے علاوہ دیگر ایام و اوقات میں بھی درست ہو۔ جیسے روزہ، نماز وغیرہ

تخصیص عادی:۔ شریعت کی جانب سے کوئی تخصیص نہیں۔ بندہ جب چاہے کرے۔ جیسے صدقات، خیرات وغیرہ، ایصال ثواب کیلئے دن کی تخصیص و تعیین بھی "عادی" ہے اور اس تخصیص میں شرعاً نہ کوئی قباحت اور نہ ہی شناعت جیسے دن معین کرکے نماز روزہ کی منت ظاہر ہے کہ جب بھی ایصال ثواب کیا جائے گا خاص ہیئت اور خاص زمانہ میں ہو گا۔ یونہی اگر اس میں دوسروں کو بھی شریک کرنا منظور ہو تو تاریخ کے تعین کے بغیر شرکت دشوار ہوگی، جس طرح مساجد میں جماعت کیلئے وقت متعین کیا جاتا ہے تاکہ نمازی وقت پر حاضر ہوکر جماعت سے نماز ادا کرسکیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے دیوبندی اپنے جلسوں کی، اور تبلیغی جماعت والے اپنے "اجتماع" کی تاریخ متعین کرتے ہیں۔

من الشهادۃ "صلی اللہ علیک یارسول اللہ" وعند الثانیۃ منہا "قرۃ عینی بک یارسول اللہ" ثم یقول "اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر" بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قائدا لہ الی الجنۃ کذا فی کنز العباد اھ قہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیہ وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابہامیہ عند سماع اشہد ان محمد رسول فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ ازمقام نبی پور ضلع بھروچ مرسلہ جناب اسمٰعیل ولی بھائی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام ومفتیان شرع عظام ذیل کے مسئلہ میں جو قاضی اور متولی بدمذہبوں کی تعریف وتعظیم کرتا ہو، آپ نیچے بیٹھے اور بدمذہبوں کو اپنے اوپر بیٹھائے، ان سے میل جول رکھے۔ ایسے قاضی ومتولی کا یہ فعل کیسا ہے اور ایسے قاضی کے یہاں نکاح خوانی کرانا درست ہے یا نہیں، یا ان کے نائبوں سے نکاح پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟

بقیہ حاشیہ ص ۱۷۸ کا:۔ وفات کی تاریخ کو ایصال ثواب کیلئے خصوصیت کے ساتھ اسلئے متعین کیا جاتا ہے کہ وہ دن مرنیوالے کی وفات کی یاد دلاتا ہے، کوئی سنی مسلمان تعین یوم کو واجب نہیں سمجھتا، اس طرح کے افعال میں "تعین یوم" خود سرکار کائنات حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے:

"ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یاتی قبور الشہداء باحد علی راس کل حول" { حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر سال کے سرے پر شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔"

مسلم شریف میں پیر کے دن روزہ رکھنے سے متعلق یہ حدیث مذکور ہے۔

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سئل عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی (ج ۱ ص ۳۶۸) { نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

الغرض یہ سب توقیتات عادیہ سے ہیں جسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان مخصوص ایام کے علاوہ دوسرے ایام میں درست نہیں۔ اور نہ ہی کوئی سنی مسلمان معین دن میں ایصال ثواب کرنے کو واجب وضروری سمجھتا ہے، اسلئے ایصال ثواب خواہ روز وفات کی تعیین و تخصیص کے ساتھ کیا جائے یا اس کے بغیر، مطلقاً جائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم آل مصطفٰے مصباحی

الجواب :۔ بدمذہبوں کی بدمذہبی جان کر ان کی تعظیم کرنا حرام ہے، حدیث میں ہے ، من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام لہٰذا بدمذہبوں سے میل جول رکھنا بھی حرام ہے ، اور ایسے قاضی سے نکاح بھی نہ پڑھوانا چاہئے
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از شیورامپور ڈاکخانہ بانسڈیہہ ضلع بلیا مرسلہ جناب عبدالغنی صاحب ۱۹ رذیقعدہ ۴۹ سنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے ضلع کے اندر طاعون کی بیماری بہت زوروں کیساتھ ہوتی ہے ، بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ طاعون اور ہیضے کی بیماری جس بستی میں ہو وہاں نہیں جانا چاہئیے ؟

الجواب :۔ جہاں طاعون ہو وہاں سے بھاگنا نہ چاہئیے کہ حدیث میں آیا ہے الفار من الطاعون کالفار من الزحف ۔ دوسری حدیث میں ہے فلا تخرجوا فرارا منہ اور دوسری جگہ طاعون ہو تو بہتر یہ ہے کہ وہاں نہ جائے کہ حدیث میں ہے فلا تدخلوا فیھا ۔ یعنی وہاں نہ جاؤ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ بانسی قریب ناگور مارواڑ مرسلہ جناب امیر احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ ۱۲ ر ذی الحجہ ۴۹ سنہ

ہمارے قصبہ میں یہ رواج قدیم ہے کہ متمول و خوشحال اشخاص اپنی قوم کیلئے کھانا کیا کرتے ہیں ۔ اور اس کھانے کو اپنے فوت شدہ والد یا والدہ یا دادا یا دادی کے نامزد کرتے ہوئے یوں اظہار کیا کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے پیچھے جمین کرتا ہوں اور کوئی کہتا ہے کہ میں اپنے دادا کے پیچھے جمین کرتا ہوں ۔ الغرض جس کے نامزد کرنا مقصود ہوا کرتا ہے اس کا اظہار کیا جاتا ہے اور اس کھانے کو ہمارے مارواڑی اصلاح میں جمین کے کھانے سے تعبیر کرتے ہیں اور اس قصبہ کے علاوہ

ہمارے ہی قوم کے دو اور گاؤں بھی ہیں ان دونوں گاؤں کے آدمی بھی عموماً اس کھانے میں شریک ہوا کرتے ہیں اور غیر قوموں کے مسلمان بھی جس قدر اس قصبہ میں رہتے ہیں وہ بھی شریک کئے جاتے ہیں اور فقراء اور مساکین بھی اور پانچ دس یا پندرہ یا بیس جس قدر لڑکیوں کی شادی کرنا مقصود ہوتا ہے اسی کھانے میں ان سب کی شادی مجموعی طور پر کردی جاتی ہے، تو یہ کھانا شرعاً کیسا ہے ایک مولوی صاحب تو اس کو رسم ہنود قرار دیتے ہوئے ناجائز فرماتے ہیں کیا عموماً ہر ایک امر رسم کفار و تشبہ بالکفار کی بنا پر ممنوع قرار دیا جاتا ہے یا کسی خاص شرط اور قید کی بنا پر؟ بینوا توجروا

الجواب:- اموات کے اس طرح کے کھانے جس میں برادری اور دیگر احباب کو دعوت دیجاتی ہے ممنوع و بدعت ہے، اس رسم کو اٹھا دینا چاہئے فتح القدیر میں ہے، ھذہ بدعۃ مستقبحۃ لان الدعوۃ انما شرعت للسرور لا للشرور البتہ اموات کو ایصال ثواب کیلئے کھانا پکوا کر فقراء و مساکین کو کھلانا جائز و مستحب ہے اگرچہ یہ فقراء برادری ہی کے ہوں کہ اس وقت برادری کی دعوت مقصود نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از بنارس محلہ مدن پورہ متصل بریلی مکان $\frac{۲۳}{۲۴}$ مرسلہ جناب ولی محمد صاحب صابری چشتی۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین

لہ ایک امر کا کفار کے کسی امر سے مشابہ ہوجانا منع کیلئے کافی نہیں، بلکہ وہی تشبہ شرعاً ممنوع و مکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شئی بدمذہبوں کا شعار خاص ہو۔ یا فی نفسہ اس شئی میں کوئی حرج شرعی ہو ان صورتوں کے بغیر نہ وہ شئی مکروہ، نہ ممنوع، اگر ان صورتوں کے بغیر بھی ممانعت کا حکم ہو تو لازم کہ کھانا، پینا، اوڑھنا، پہننا، یہ ساری چیزیں بھی ممنوع و حرام ہوجائیں، کیوں کہ کفار بھی کھاتے، پیتے، چلتے، پھرتے، ہیں جس کی تفصیل فقیر کے حاشیہ صفحہ ۱۴۴ میں گذر چکی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
آل مصطفیٰ مصباحی

مسائل ذیل میں کہ ، زید اپنی نسبت اعلیٰ حضرت قبلہ شاہ مدظلہ کے الفاظ سے تحریراً و تقریراً مقبول و منسوب کرتا کراتا ہے ، اور چند نفر کو مرید بھی کیا ہے حالانکہ زید کو آج تک کسی اہل طریقت سے نہ ارادت ہے نہ تعلیم و خلافت ہے ؟

مسئلہ (۲) زید مذکور اپنی ہستی کو قائدِ اعظم حزب اللہ بھی تحریر کرتا ہے جو کہ حضور پرنور شفیع امم صاحب عرش اعظم صفاتی نام یا قائد الخیر و قائد الغر المحجلین وغیرہ ہے نہ کہ زید قائد الاعظم حزب اللہ ہو ؟

مسئلہ (۳) لہٰذا علمائے شریعت و خلفاء طریقت حسب نمبر ۱، ۲، ۳، کے متعلق بالتفصیل کیا حکم فرماتے ہیں آیا زید مذکور کا مرید ہونا اور زید کو امام بنانا اور زید کو اپنا رہنما سمجھنا اور زید کو قائد الاعظم حزب اللہ سمجھنا جائز ہے یا باطل اور زید پر شرعاً کیا حکم ہے ؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) اگر زید کو کسی صاحب سلسلہ سے ارادت و خلافت نہ ہو تو اوسکا مرید کرنا درست نہیں ، کہ کسی سلسلہ میں داخل کرنیکے لئے خود داخل سلسلہ و مجاز ہونا ضروری ہے ، اور اگر زید صاحب عظمت ہو تو دوسرے لوگ اوس کیلئے یہ الفاظ لکھ سکتے ہیں ، اور خود اپنے لئے ان الفاظ کا بولنا یا لکھنا نہ چاہئے کہ اپنے کو معظم تصور کرنا عُجب میں داخل ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) اس لفظ کی ترکیب سے معلوم ہوتا ہے کہ حزب اللہ کسی جماعت وانجمن کا نام ہے اور زید اس کا صدر ہے ، اگر واقعہ ایسا ہی ہو تو اس اطلاق میں حرج نہیں ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیادت کسی جماعت خاص یا زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں ، حضور تمام مؤمنین و مؤمنات کے قائد ہیں ۔ اور اس معنی کے ساتھ کوئی دوسرا قائد نہیں ہو سکتا ۔ اور اگر اس معنی میں دوسرے کو قائد اعظم کہا جاوے تو فقط ناجائز نہیں بلکہ کفر ہے اور مسلمان کے کلام کو صحیح معنی پر حمل

کر سکتے ہوں تو باطل معنی پر حمل کرنا درست نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) اس نمبر کا جواب اوسوقت متعین ہوسکتا ہے کہ پہلے نمبروں میں احتمال متعین ہوجائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مکرر آنکہ کون کون سے پانی کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے۔ آیا آب زمزم شریف و پس خوردہ مسلمان ۔ وضو کا بچا ہوا پانی سبیل کا شربت و پانی یہ چاروں کے پانی کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ آب زمزم و بقیہ وضو کو کھڑے ہوکر پینا مستحب ، اور باقی پانیوں کو کھڑا ہوکر پینا مکروہ تنزیہی ۔ در مختار میں ہے وان یشرب بعدہٗ من فضل وضوئہٖ کماء زمزم مستقبل القبلۃ قائما او قاعدا وفیما عداھا یکرہ قائما تنزیھا. واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از ڈاکخانہ روڈال کاٹھیاواڑ مرسلہ جناب مولوی حاجی سید عبدالخالق صاحب ۴ ربیع الاول ۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص سود خوار ہے اور کثرت سے سود کھاتا ہے اور غیبت بھی بہت کرتا ہے تو اس آدمی سے وعظ پند اور میلاد وغیرہ پڑھا سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اگر پڑھاویں تو قبول بھی ہوتی ہے یا نہیں حالانکہ اسی گاؤں میں دیگر لوگ متقی بھی اور عالم بھی وعظ و پند میلاد وغیرہ پڑھنے والے موجود ہیں ، ان سے تو نہیں پڑھاتے اور ایسے سود خوار اور مغتم یعنی غیبت کرنیوالے سے پڑھاتے ہیں تو قبول اور جائز ہے پڑھانا یا نہیں ؟

الجواب :۔ سود کھانا اور غیبت کرنا یہ دونوں کبائر گناہ سے ہیں۔ قرآن مجید میں دونوں سے سخت ممانعت فرمائی گئی ، اور احادیث بھی دونوں کی مذمت میں بہت وارد ہیں ، لہذا ایسا شخص فاسق ہے پھر اگر علانیہ سود کھاتا اور غیبت کرتا ہے

تو فاسق معلن ہے اور ایسے شخص سے وعظ کہلانا یا میلاد شریف پڑھوانا جائز نہیں کہ اس سے وعظ کہلانے یا میلاد شریف پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہے اور فاسق معلن کی تعظیم جائز نہیں۔ غنیہ پھر ردالمحتار میں ہے۔ فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از منڈل بانٹوہ کاٹھیاواڑ مرسلہ سکریٹری میمن یودک ۵ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عشرہ محرم میں تعزیہ داری اور دُلدل قبر اور عَلم وغیرہ کی صورت بنانے کے متعلق عشرۂ محرم میں آرائش ترک کرنا، اور لذتوں کا چھوڑنا، گوشت وغیرہ نہ کھانا، ماتم زدوں کی طرح غمگین رہنا، تعزیہ داری کے کاموں میں کوشاں اور مددگار ہونا، خواہ اپنی خوشی سے خواہ قرابت یا دوستی سے یا ہمسائگی یا ہمخانگی کی خاطر سے اپنا اسباب ان کو استعمال کیلئے دینا اور روپیہ پیسہ سے انکی مدد کرنا۔ محرم کے دس دنوں میں عوام جہال چوکاری کے نام سے پورے دس روز تک معہ نقارا و سرنائی گول منڈل بناکر پھرتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اپنے بازؤں کو پیٹتے ہیں، اور اس میں بعض بعض تو سینہ بھی پیٹتے ہیں، عوام اس کو بروقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے موجود نہ ہونے کا اپنا دلی افسوس اظہار کرنیکا سبب بتاتے ہیں، کیا یہ فعل کرنا اور اس کو بطور تماشہ دیکھنے جانا کیسا ہے؟

مرثیہ خوانی اور فقط واقعات شہادت پڑھنا اور نوحہ خوانی کرنا کچھ اجرت لیکر یا بغیر اجرت لئے ہوئے تو اس کے حق میں کیسا ارشاد ہے۔ جو چیزیں تعزیہ، دُلدل اور علم پر بطور نذر و نیاز کے لاتے ہیں ناریل وغیرہ توڑتے ہیں اور بعض جاہل تو ناریل اپنی گردن کے نیچے رکھکر تعزیہ کے سامنے زمین پر لوٹتے ہیں اور شب عاشورہ کو حلوہ وغیرہ جو تعزیہ کے سامنے رکھا جاتا ہے تو ان سب نذر و نیاز

کی چیزوں کی کہ جو تعزیہ کے سامنے رکھی جاتی ہیں اور ناریل وغیرہ توڑی جاتی ہیں ان سب کا بطور تبرک کھانا اور تقسیم کرنا کیسا ہے، اور نذر و نیاز کا تعزیہ پر آنا کیسا ہے۔ نویں تاریخ اور دسویں رات کو تعزیہ دلدل، علم وغیرہ کا سب گشت پھرانا جس میں باجہ گاجہ جوکارا وغیرہ بھی ہوتا ہے تو اس سب گشت میں دیکھنے جانا اور یہ سب گشت کیسا ہے۔ دسویں صبح کو شہادت کا دن ہوتا ہے تو اس روز بھی اسی جوش و خروش اور دھام دھوم سے تعزیہ دلدل۔ علم وغیرہ کے جلوس کو دفن کیلئے نکالا جاتا ہے، تو اس کے ساتھ جانا اور یہ کرنا کیسا ہے۔ مندرجہ بالا امور سب حرام ہیں۔ کفر ہیں یا شرک ہیں اور ان کے کرنے سے کیسا کیسا گناہ لازم آتے ہیں۔ خوب واضح طور پر بیان فرمائیے؟

الجواب:۔ تعزیہ داری بدعت ہے، یوہیں عَلَم و دُلدل و قبر کی صورت بنانا اور اسے گشت کرانا اور نوحہ کرنا اور سینہ کوٹنا یہ سب روافض کا طریقہ ہے۔ ہمارے مذہب کے خلاف ہے، اور اہل بیت اطہار کے فضائل اور صحیح واقعات شہادت پڑھنا سننا جائز اور ان واقعات کو سن کر اور یاد کر کے غم پیدا ہونا ان حضرات کی محبت کی علامت ہے، یوہیں شربت وغیرہ بغرض ایصال ثواب فاتحہ دلانا بھی جائز ہے اور ان چیزوں کو بطور تبرک تقسیم کرنا بھی جائز۔ مگر تعزیہ یا علم کے سامنے فاتحہ دینا نہ چاہیئے۔ بلکہ مکان پر یا مسجد میں فاتحہ دلوائے جسطرح تعزیہ داری ناجائز ہے اس میں اعانت بھی ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسئلہ:۔ از ریاست الور تیا گڑھ متصل ہائی اسکول مرسلہ محمد صدیق علی صاحب امام مسجد ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۵۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ جو کسی عالم سنی کو وہابی حسد سے کہدے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب :۔ کسی سنّی کو وہابی کہنا سخت گناہ ہے خصوصًا عالم کو ایسا کہنا تو اور بھی بدتر ہے۔ وہو تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ از سدھ پور شمالی گجرات مرسلہ جناب شیر خان گلاب خاں صاحب رکن انجمن اسلام ۶ رجمادی الثانی ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کے محلہ میں چند اوباش مسلمان محلے والوں کی بہو بیٹیوں سے سر راہ مذاق کرتے اور ان کی عصمت دری کرتے ہیں، محلے کے بڑے بوڑھے جو مسلمانوں کی جماعت کے سرغنہ ہیں وہ کچھ سماعت نہیں کرتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ جو جیسا کریگا ویسا نتیجہ پائے گا، ایسی حالت میں ان سرغنہ لوگوں کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے وہ لوگ اپنے منصب سے خارج کئے جا سکتے ہیں یا نہیں اور نوجوانان محلہ باوجود ان سرغنہ لوگوں کی رضامندی کے اپنے محلے سے اس شیطانی اور لعنتی حرکات کو روکنے کے مجاز ہیں یا نہیں، اور عندالشریعت سب سے بہتر فی زمانہ احتساب کی کیا صورت ہے اور محتسب کو بذات خود کیسا ہونا چاہیئے؟ بینوا توجروا

الجواب :۔ جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں اونکو ضرور روکنا چاہیئے، باوجود استطاعت نہ روکنا اور فقط اتنی بات کہدینا کہ جو شخص جیسا کریگا ویسا پائیگا کافی نہیں حدیث میں ارشاد فرمایا۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ یعنی جو شخص بری بات دیکھے تو اپنے ہاتھ سے روکدے اور اگر اسکی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اگر ان سرغنہ لوگوں کے قابو کی بات ہو اور پھر ایسی نازیبا بات کو نہ روکتے ہوں تو ان کو سرداری سے معزول کر کے دوسرے لوگ سرغنہ بنائے جائیں جو اوس کی خدمت انجام دیں۔ اور نوجوانانِ محلہ اس حرکت کو روک سکتے ہیں، تو ان پر بھی شرعًا واجب ہے کہ روکیں اور ایسی بات میں بڑے بوڑھوں کی رضامندی یا

ناراضی کا کچھ خیال نہیں کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب پر مقدم ہے حدیث میں ہے لاطاعة للمخلوق فی معصیة الخالق ۔ اس زمانے میں کہ کسی کو سزا دینا اپنے اختیار میں نہیں، احتساب کی سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا مقاطعہ کیا جائے اون سے میل جول اونکے ساتھ کھانا پینا سب بند کردیا جائے ۔ قرآن مجید میں فرمایا وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ظالموں کیطرف میل نہ کرو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از نصیر آباد مرسلہ عبدالرحمٰن صاحب عرف چھوٹا ۱۲ رجمادی الاولیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ فتاوی بہت سے نکلتے رہتے ہیں اور سننے اور دیکھنے میں آتے ہیں اس لئے ہم پریشان رہتے ہیں کہ کیا کریں لہذا گانا بجانا و قوالی و عرس و چادریں چڑھانا مزاروں پر یا قبرستان میں امام اعظم کا کیا طریقہ یا قول ہے وہ عبارت مع کتاب و صفحہ نمبر کے حوالہ دیں، کیونکہ ہم حنفی ہیں لہذا ہم لوگوں کو سوائے امام اعظم کے کسی دوسرے کا قول ہرگز نہ نقل کیا جائے ۔ ؟

الجواب :۔ سوال میں یہ ظاہر کرنا کہ بہت سے فتاوی دیکھنے میں آئے ہم پریشان ہیں کہ کیا کریں یعنی کس پر عمل کریں ۔ یہ ایسے معتقد علیہ کے سامنے کہا جاسکتا ہے جس کا راہ عمل بتادینا سائل کیلئے باعث تسکین ہو، اور یہاں معلوم ہے کہ فقیر کا فتویٰ بھی اونھیں فتاوے میں شمار ہوگا ۔ البتہ اگر اس فتوے کی رو سے اپنے فریق مخالف پر کچھ حجت قائم کرسکے گا تو اس کام میں لایا جاسکتا ہے اور اگر اپنے مخالف اس فتوے کو پائے گا تو جیسے اور فتووں پر عمل نہیں اس پر بھی عمل نہ ہوگا، یہ کہنا کہ "ہم حنفی ہیں لہذا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول کے سوا دوسرے کا قول نقل نہ کیا جائے"، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے نزدیک فقہ حنفی خاص اونھیں

اقوال کا نام ہے جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں۔ حالانکہ کتب فقہ میں بہت سے ایسے اقوال موجود ہیں جو خاص امام اعظم سے منقول نہیں بلکہ دیگر ائمہ حنفیہ کے وہ اقوال ہیں بلکہ کبھی ائمہ حنفیہ میں اختلاف ہوتا ہے اور اونمیں کسی خاص قول پر فتویٰ ہوتا ہے یا مختلف اقوال میں ایک قول کو ترجیح ہوتی ہے بلکہ کبھی امام ابو یوسف یا امام محمد کے قول پر بھی فتویٰ ہوتا ہے لہٰذا ہر مسئلہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صراحۃً قول منقول ہونا ضرور نہیں۔ امام صدر الشریعہ توضیح میں فرماتے ہیں۔ لان الحوادث لاتکاد تتناھی ولاضابط یجمعھا۔ جب حوادث اور وقائع کی کوئی حد ہی نہیں اور اقوال محدود، تو یہ کہنا، دوسرے کا قول ہرگز نہ نقل کیا جائے،، بالکل بیجا بات ہے فرض کیا جائے کہ سائل عرس کو ناجائز مانتا ہے تو اس کا مخالف کہہ سکتا ہے کہ جب تم حنفی ہو تو دیکھاؤ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرس کو ناجائز فرمایا ہے یہ کس کتاب میں ہے اور امام کے سوا ہم دوسرے کی بات نہیں مانیں گے۔ کیونکہ ہم حنفی ہیں۔ جب تک امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ناجائز نہ کہیں۔ ہم اونکے مقلد ہو کر کیونکر ناجائز کہہ سکتے ہیں عوام کو دھوکا دینے کیلئے، وہابیوں نے یہ ایک ترکیب نکالی ہے اور یہ نہیں سمجھے کہ خود بھی اس پھندے میں پھنس جائیں گے۔ گانا بجانا میرے نزدیک ناجائز ہے اور بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے قوالی سنی، اور ان کا سننا ثابت، ہم انکے ساتھ یہ یقین رکھتے ہیں کہ جن شرائط کے ساتھ علماء نے قوالی کو جائز رکھا ہے اونھیں شرائط کے ساتھ سنی ہے، ناجائز ہو گانا بجانا ہرگز انھوں نے نہیں سنا عرس کہ سال بھر پر یوم الوصال میں تلاوت قرآن مجید و وعظ و ذکر خیر و دیگر امور خیر کا ایصال ثواب کرنا جائز اور ادلہ شرعیہ سے ثابت، علماء نے اس کے متعلق رسائل و فتاوے تحریر فرما دیئے، جسے دیکھنا ہو اونکی کتابیں دیکھیں۔ قبر ولی اللہ پر چادر و غلاف ڈالنا جائز ہے اگرچہ بعض فقہاء نے مکروہ بتایا مگر جبکہ نظر عوام میں اجلال و تعظیم اولیاء کیلئے ہو تو اس میں

کراہت نہیں۔ ردالمحتار میں ہے۔ کرہ بعض الفقہاء وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والاولیاء قال فی فتاوی الحجۃ وتکرہ الستور علی القبور اھ ولکن نحن نقول الان اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لایحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فھو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان بدعۃ فھو کقولھم بعد طواف الوداع یرجع القھقری حتی یخرج من المسجد اجلا لا للبیت حتی قال فی منہاج السالکین انہ لیس فیہ سنۃ مرویۃ ولا اثر محکی وقد فعلہ اصحابنا اھ کذا فی کشف النور عن اصحاب القبور للاستاذ عبدالغنی النابلسی قدس سرہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ (۱) از مدن پورہ نئی مسجد شہر بنارس مرسلہ جناب محمد یوسف ولد حاجی احمد اللہ صاحب ۴ رجمادی الثانی ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، فضلاء راسخین مفتیان مسائل مندرجہ ذیل میں از روئے شریعت اولاً یہ کہ زید اپنی نسبت اعلٰی حضرت مدظلہ العالی اور شاہ کے القاب سے تحریراً و تقریراً مقبول و منسوب کرتا کراتا ہے، اور چند نفر کو مرید بھی کرلیا ہے حالانکہ زید کو آج تک کسی اہل طریقت سے نہ ارادت ہے نہ تعلیم و خلافت ہے اور پوچھنے سے کہتا ہے کہ بکر نے قسم کھا کر کہا تھا کہ فلاں بزرگ نے تمہیں خلافت بخش کر وفات کیا۔ لہٰذا تم سر منڈا کر خرقہ پہنلو میں نے تسلیم کیا اور بکر مذکور ایک دم خاموش ہے، اور غیر معتبر بھی ہے؟

مسئلہ (۲) ثانیاً یہ کہ زید اپنی نسبت مولانا مولوی قاری کے الفاظ سے تحریراً و تقریراً معروف و منسوب کرتا کراتا ہے اور چند مقام پر تقریر بھی کرلیتا ہے، حالانکہ نہ کسی مدارس علماء سے دستار فضیلت ہے اور نہ سند قرأت بلکہ علم شریعت و تفسیر و حدیث سے کورہ ہے اور علم صرف و نحو سے ادھورہ ہے جس پر مستفتی کے

سوالات پر حکم بھی لگاتا ہے ؟

مسئلہ (۳) ثالثاً یہ کہ زید اپنی جماعت کو صرف حزب اللہ قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن شریف سے ثابت ہے جس کا میں ہوں قائد اعظم۔ لہٰذا یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وشفیع اعظم محبوب صاحب عرش اعظم کا اسم پاک صفاتی قائد الخیر قائد الغر المحجلین وغیرہا ہے اور حضور ہی قائد اعظم ہیں اور حضور کی جماعت ناسخ حزب اللہ ہے ؟

مسئلہ (۴) رابعاً یہ کہ زید اپنے مکان سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر صرف نماز جمعہ پڑھانے جاتا ہے اور شدید بارش و دھوپ میں نہیں جاتا تو کسی اور مساجد میں بھی نماز جمعہ ادا نہیں کرتا اور پوچھنے سے کہتا ہے کہ عالم کی نماز کسی غیر عالم کے پیچھے نہیں ہوسکتی لہٰذا برائے خدا و رسول سوالات اربعہ کا جواب بالصواب بالتفصیل بدلیل مرحمت فرمائیں۔ کہ زید و سائل کو کیا کرنا چاہئے وغیرہ وغیرہ ؟

بینوا بالکتاب توجروا بالصواب۔

الجواب (۱) زید اگر خود اپنے کو ان الفاظ سے یاد کرتا ہے یا لوگوں کو ان الفاظ کے کہنے کا حکم دیتا ہے تو بیشک خودستائی اور معیوب ہے اور اپنے کو چنیں چناں سمجھنا اور کہنا برا ہے۔ اور اگر زید ایسا نہ کہتا ہو نہ کہلواتا ہو بلکہ دوسرے لوگ اوسے ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں تو زید پر الزام نہیں اور اگر زید ان الفاظ و خطابات کے لائق ہو تو کہنے والوں پر بھی کوئی الزام نہیں رہا مرید کرنا اس کیلئے بیعت و خلافت ضرور ہے اگر اس کے لئے اجازت نہو تو مرید نہیں کرسکتا اور جس نے اسکو خلافت کی خبر دی اگر اوسکی بات کو قابل اعتبار سمجھتا ہو تو اوس پر عمل کرسکتا ہے نصاب شہادت کی ایسے امور میں ضرورت نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۲) آج کل مولانا مولوی کیلئے نہ کسی درس کی ضرورت ہے نہ فراغ کی

جو وعظ کہہ لے مولوی ہوگیا بلکہ لیڈر بھی مولانا کہلاتے ہیں اور وکیل کو بھی مولوی کہا جاتا ہے، لہٰذا اس عرفِ عام کے ہوتے ہوئے اگر غیر فارغ التحصیل کو مولانا مولوی کہا جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ واقع میں عالم ہے اور سند تحریری یا دستارِ فضیلت یا کسی خاص مدرسے میں پڑھنا تو کسی زمانہ میں ضروری نہ تھا۔ پھر بھی اگر زید میں علم دین کی قابلیت نہ ہو تو اُس کو اِن الفاظ سے بچنا چاہئے، یونہی اگر قرآن مجید کو تجوید کیساتھ پڑھتا ہو تو اُسے قاری کہہ سکتے ہیں، اگرچہ اوسکے پاس سند نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) اگر کسی خاص جماعت مسلمین کا حزب اللہ نام رکھ لیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو اس جماعت سے خارج ہو وہ اس سے خارج ہے جیسے قرآن مجید میں حزب اللہ کہا گیا مثلاً کسی قوم کا نام مومن ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس قوم کے علاوہ دوسرے لوگ مومن نہیں اور جب حزب اللہ ایک خالص جماعت کا نام ہوا تو اس کے سب میں بڑے افسر کو قائد اعظم کہنے میں بھی کیا مضائقہ ہے، اور اس قائد اعظم کا ہرگز وہ مطلب نہیں جو سائل نے ذکر کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیادت کسی خاص جماعت مسلمین کے ساتھ مخصوص نہیں، حضور تمام اولین و آخرین سب کے سردار ہیں اور سب حضور کے دست نگر، وہ قیادت عظمیٰ اگر زید کیلئے کوئی ثابت کرے تو قطعاً یقیناً بلاشک و شبہہ کافر ہے اور اگر زید صرف اپنی ہی جماعت مخصوصہ کو اوس معنی میں حزب اللہ کہتا ہے جو قرآن مجید میں ہے تو یقیناً غلط ہے بلکہ کتاب اللہ پر افترا ہے اور اس کا وبال سخت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) یہ غلط ہے کہ عالم کی نماز غیر عالم کے پیچھے نہیں ہو سکتی، البتہ اعلم بالسنۃ کو امام بنانا بہتر ہے اور دھوپ نماز جمعہ چھوڑنے کیلئے عذر بھی نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از پورنیہ سید باڑہ مرسلہ جناب مولوی شمس العالم صاحب ۱۲ر رجب ۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں۔

مقدس قبروں کے درمیان ایک عظیم الشان نیم کا درخت ہے جو اَب خشک ہو رہا ہے

اس کی شاخوں پر سے چیل وغیرہ بیٹ کرتی رہتی ہیں۔ جس سے مزار پاک اور اسکی چادر نجس ہوجایا کرتی ہے درخت مذکور کٹوانا شرعاً مستحسن ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ تر درخت کو قبرستان سے کاٹنا مکروہ ہے اور درخت خشک ہوجائے تو کاٹنے میں حرج نہیں۔ فتاویٰ علمگیری میں ہے۔ ویکرہ قطع الحطب والحشیش من المقبرۃ فان کان یابسًا لا باس به کذا فی فتاوی قاضیخان ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از مقام ڈاکخانہ کھونٹی مدرسہ اسلامیہ ضلع رانچی بہار مرسلہ جناب مولوی منظور حسین صاحب قادری ۲ رشعبان ۸۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بڑے پیر صاحب کا بکرا یا خصی یا گائے یا کوئی ذبیحہ حلال جانور کا گوشت حلال ہے یا حرام ؟ بینوا بالکتاب

الجواب :۔ بڑے پیر صاحب کا بکرا یا کسی بزرگ کے نام کا کوئی جانور، اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اوسکو ذبح کرنیکے بعد حضور غوث پاک یا اوس بزرگ کو ایصال ثواب کیا جائے گا۔ ایسا کہیں بھی نہیں ہوتا کہ جانور کے ذبح کے وقت یعنی چھری پھیرنے کیوقت غوث پاک یا کسی بزرگ کا نام لیا جاتا ہو اور ذبیحہ کے حلال وحرام ہونے کا مدار اس پر ہے کہ جانور کو خالصًا للہ تعالیٰ ذبح کیا جائے تو حلال ہے، اور غیر خدا کے نام کے ساتھ ذبح کیا ہو تو حرام، قبل ذبح کسی جانور پر کسی کے نام لے دینے سے جانور ہرگز حرام نہیں ہوسکتا، بلکہ کتب فقہ میں یہاں تک مذکور ہے کہ وقت ذبح بھی اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نام ذکر کیا اور اس سے مقصود محض تبرک ہے، آپکے نام پر جانور ذبح کرنا مقصود نہیں تو حلال ہے، حرام نہیں، فتاویٰ علمگیری میں ہے ولو قال بسم اللہ وصلی اللہ علی محمد او قال صلی اللہ علی محمد بدون الواو حل الذبح لکن یکرہ ذلک وفی البقائی حل الذبح ان وافق التسمیۃ والذبح قیل ان اراد بذکر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الاشتراک فی التسمیۃ لا یحل وان اراد التبرک

بذکر محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحل الذبیح ویکرہ ذلک کذا فی المحیط ۔ **بالجملہ** ایسے جانور کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں، اور اسکو "ما اھل بہ لغیر اللہ" میں داخل کرنا نری جہالت ہے، تمام کتب معتبرۂ تفاسیر میں مذکور ہے الاھلال رفع الصوت عند الذبح اگر مطلق کسی جانور یا کسی چیز پر غیر خدا کا نام لے دینا سبب حرمت ہو جایا کرے تو ہر شخص جس کی چیز کو چاہے اور سب حرام کر دیا کرے، اور زندگی دشوار ہو جائے فقیر اس موقع پر تفسیرات احمدیہ کی عبارت نقل کرتا ہے۔ جو بالکل صاف اور واضح ہے جس سے ثابت کہ یہ جانور بلاشبہہ حلال ہے اور ما اھل میں داخل نہیں وہ یہ ہے وما اھل بہ لغیر اللہ معناہ ذبح بہ لاسم غیر اللہ مثل لات وعزٰی واسماء الانبیاء وغیر ذلک فان افرد باسم غیر اللہ اوذکر مع اسم اللہ عطفا بان یقول باسم اللہ ومحمد رسول اللہ بالجر حرم الذبیحۃ وان ذکرمعہ موصولا لامعطوفًا بان یقول باسم اللہ محمد رسول اللہ کرہ ولا یحرم وان ذکر مفصولا بان یقول قبل التسمیۃ وقبل ان یضجع الذبیحۃ اوبعدہ لا باس بہ ھکذا فی الھدایۃ ومن ھٰھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھوالرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیھا وقت الذبح وان کانوا ینذرونہا، اس صاف وصریح نص کے بعد مسئلہ میں کلام کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں۔ وھو تعالٰی اعلم

ور "وما اھل بہ لغیر اللہ" کا معنی یہ ہے کہ جانور کو غیر اللہ مثلاً لات وعزٰی اور انبیاء وغیرہ کے نام پر ذبح کیا گیا۔ لہٰذا اگر صرف غیر اللہ کا نام لیا گیا۔ یا اللہ تعالٰی کے نام کے ساتھ غیر کا نام بطور عطف ذکر کیا۔ اور یوں کہا "باسم اللہ ومحمدٍ رسول اللہ" لفظ محمد کو جر کے ساتھ کہا تو ذبیحہ حرام ہو جائیگا اور اگر اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ بغیر عطف کے غیر کا نام متصلاً ذکر کیا اور یوں کہا "باسم اللہ محمدٌ رسول اللہ" تو ذبیحہ مکروہ ہوگا۔ حرام نہ ہوگا، اور اگر غیر اللہ کا نام تسمیہ سے پہلے اور ذبیحہ کو لٹانے

مسئلہ (۱) از ضلع اعظم گڑھ مرسلہ جناب حکیم صاحب
علمائے دین کیا فرماتے ہیں ڈاڑھی کس مقدار پر رکھنا چاہئے، اگر مقدار سے زیادہ رکھا جائے تو کیا وہ حرام ہے یا مکروہ یا مباح ؟

مسئلہ (۲) مونچھ رکھنے کا طریقہ کیا ہے ؟ اگر ترشوانا اور کاٹنا روا ہو تو کس قاعدہ سے ترشوانا یا کاٹنا چاہیئے ؟

مسئلہ (۳) اگر کوئی شخص مقدار سے کم ڈاڑھی رکھتا ہو تو ان کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے اور وہ قابل امامت ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) داڑھی ایک مشت رکھنا ضروری ہے، ایک مشت سے کم کرنا درست نہیں اور ایک مشت سے اگر کچھ زیادہ ہو کہ سینہ تک پہنچ جائے جب بھی حرج نہیں۔ مگر اس کا طوال فاحش مکروہ ہے، نووی شرح صحیح مسلم میں ہے۔
قال القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ یکرہ حلقها وقصها وتحریقها واما الاخذ من طولها وعرضها فحسن ویکرہ الشهرة فی تعظیمها کما تکرہ فی قصها وجزها۔ فتاوی بزازیہ میں ہے وینبغی للرجل ان یاخذ من لحیته اذا طالت ومن اطراف لحیته ایضاً، غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ درر میں ہے، واعفاء اللحیة قال محمد عن ابی حنیفة رحمهما اللہ تعالیٰ ترکها حتی تکث وتقصر والتقصیر منها سنة فیما زاد علی القبضة۔ لانها زینة وکثرتها من کمال الزینة وطولها الفاحش خلاف الزینة۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

حاشیہ بقیہ ص ۱۹۳ کا:- سے پہلے یا لٹانے کے بعد فصل کرکے ذکر کیا۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح ہدایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہیں سے یہ حکم بھی معلوم ہو گیا کہ ہمارے زمانے میں جو اولیائے کرام کیلئے گائے، بکری کی نذر ماننے کا رواج ہے، اسکا گوشت حلال اور طیب ہے کیونکہ ایسے ذبیحے پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ اگرچہ نذر غیر اللہ کیلئے مانی جاتی ہے،، ترجمہ تفسیرات احمدیہ ص ۴۱) آل مصطفےٰ مصباحی

ولاباس اذا طالت لحیۃ ان یأخذ من اطرافہا ولا باس ان یقبض علی لحیۃ فان زاد علی قبضۃ منہا شی جزہ والقص سنۃ فیہا وھوان یقبض الرجل لحیتہ فان زاد منہا علی قبضۃ قطعہ کذا۔ ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتاب الاثار عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ قال وبہ ناخذ کذا فی محیط السرخسی، درمختار میں ہے لاباس باخذ اطراف اللحیۃ والسنۃ فیہا القبضۃ ردالمحتار میں ہے (قولہ والسنۃ فیہا القبضۃ) وھوان یقبض الرجل لحیتہ فما زاد منہا علی قبضۃ قطعہ کذا ذکرہ محمد فی کتاب الاثار عن الامام قال وبہ ناخذ محیط ا ھ روی الطبرانی عن ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رفعہ من سعادۃ المرء خفۃ لحیتہ واشتہران طول اللحیۃ دلیل علی خفۃ العقل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) حدیث میں ارشاد فرمایا۔ احفوا الشوارب، مونچھوں کو کم کرو اس میں اختلاف ہے کہ مونڈانا سنت ہے یا نہیں بعض نے اسکو سنت کہا اور بعض نے بدعت، درمختار میں ہے۔ حلق الشارب بدعۃ وقیل سنۃ۔ مونچھ کترنے کی حدیہ ہے کہ بالائی سب کے بالائی کنارے تک ہو۔ ردالمحتار میں ہے والقص منہ حتی یوازی الطرف الاعلی من الشفۃ العلیا سنۃ بالاجماع، فتاوی بزازیہ میں ہے ویاخذ من شاربہ حتی یصیر کالحاجب۔ فتاوی علمگیری میں ہے ذکر الطحاوی فی شرح الاثار ان قص الشارب حسن وتقصیرہ ان یوخذ حتی ینقص من الاطار هوالطرف الاعلی من الشفۃ العلیا۔ شرنبلالیہ حاشیہ درر میں ہے والسنۃ حلق الشارب وقصہ حسن وھوان یاخذ منہ حتی ینقص عن الاطار وھوالطرف الاعلی من الشفۃ العلیا اھ وقال قاضیخان حتی یوازی الطرف من الشفۃ العلیا ویصیر مثل الحاجب، مجمع الانہر میں ہے والسنۃ حلق العانۃ والشارب وقصہ ای الشارب حسن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) جبکہ ایک مشت سے کم کرانے کا عادی ہو تو اوسکی امامت مکروہ تحریمی ہے، کہ اوسکا یہ فعل ناجائز ہے درمختار میں ہے، یحرم علی الرجل قطع لحیتہ۔ اور عادت کے بعد فسق ہے اور اسکی امامت مکروہ تحریمی رد المحتار میں غنیہ سے ہے فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از مقام موضع کونال ڈاکخانہ کانکی اسٹیشن ضلع پورنیہ مرسلہ جناب بہادر حسین تحصیلدار صاحب بتوسل محمد ایوب شاہدی رشیدی متعلم مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف ۲۸ محرم ۱۳۵۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر بکری کا بچہ کتے کا دودھ پیا یا کسی دوسرے شخص نے پلایا تو اس صورت مذکورہ میں از روئے شرع شریف کیا حکم؟ گوشت حلال ہے یا حرام؟ بینوا توجروا

الجواب :۔ بکری کے بچہ نے اس کا دودھ خود پیا۔ یا کسی نے پلادیا دونوں صورتوں میں اگر یہ اتفاقًا ہوا ہے تو اس کے گوشت میں حرج نہیں۔ اور اگر اسکی پرورش ہی کتا کے دودھ سے ہوئی ہے تو چند روز دودھ چھوڑنے کے بعد وقفہ کریں اس کے بعد ذبح کریں۔ جب تو گوشت کھا سکتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ الجدی اذا کان یربی بلبن الاتان والخنزیر ان اعتلفت ایاما فلا باس لانہ بمنزلۃ الجلالۃ والجلالۃ اذا حبست ایاما فعلفت لا باس بہ فکذا ھذا کذا فی الفتاوی الکبریٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسئلہ :۔ از جوبیس پرگنہ گوری پور مولوی عبد العظیم صاحب ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے ملت وفقہائے شریعت کہ زید وعمرو برادران حقیقی مع اپنی اولاد کے اکھٹے اور یکجا ہیں۔ خورد ونوش اور آمدنی سب یکجا اور جملہ امور خانہ داری میں سب متفق اور شریک ہیں۔ زید کے دو لڑکے بکر وخالد

عمرو کے ایک لڑکا قاسم، بکر وخالد وقاسم تینوں کی بیبیاں ہیں اور کسی کی بی بی کا ان پانچوں میں کسی سے پردہ نہیں۔ ان پانچوں سے ہر ایک بلاتکلف اور بلاروک ٹوک زنانہ مکان میں آتا جاتا ہے۔ اور ہر ایک عورت سے ضرورت کی بات چیت کرتا ہے۔ بلکہ بکر وخالد کی عورتیں تو سرے پردہ ہی میں نہیں رہتیں۔ گھر سے باہر کے کام کاج بھی کرتی رہتی ہیں۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بکر وخالد کی عورتیں باہر کسی کام کو گئی ہوئی ہیں۔ اور زنانہ مکان میں تنہا قاسم کی بی بی ہوتی ہے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زنانہ میں تنہا قاسم کی بی بی ہے اور مردانہ میں بھی تنہا ایک ہی مرد ہے۔ قاسم ہمیشہ پردیس میں رہتا ہے۔ سال بھر میں صرف دو ڈھائی ماہ مکان پر رہنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ قاسم ہمیشہ سے یہ چاہتا ہے کہ اپنی بیوی کو باقاعدہ شرعی پردہ کے ساتھ رکھے۔ مگر چونکہ مکان پر ایسا کرنے سے مجبور ہے جس کی وجہ خود ابھی ظاہر ہو جائے گی۔ اس لئے اس نے کئی دفعہ کوشش کی کہ اپنی بی بی کو مکان سے پردیس لیجا کر اپنے ساتھ رکھے۔ کہ دونوں کی زندگی بھی آرام کے ساتھ بسر ہو اور شرعی پردہ بھی کرے۔ لیکن قاسم کے والد عمرو نے نیز چچا زید نے ہمیشہ انکار کیا۔ ناراضی ظاہر کی۔ اور قاسم کو اسکے ارادے سے روک دیا، قاسم حقوق والدین کا لحاظ کرتے ہوئے (کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ماں باپ اہل وعیال سے جدا ہونے کو کہیں تو اس میں بھی ان کی اطاعت کرو) اپنے ارادے کو رد کرتا رہا آخری کوشش قاسم نے یہ کی کہ اپنے والد سے کئی دفعہ کہا کہ مکان سے میرے پاس آجائیے۔ یہیں سکونت کیجئے کہ دونوں باپ بیٹے ایک ساتھ ایک دوسرے کے رنج وغم میں شریک رہیں، اور اسکے نفع وفائدہ کو بھی دکھلا دیا مگر پھر بھی عمرو نے انکار کیا اور عمرو کی منشاء ایسی ظاہر ہوئی کہ وہ اپنے بھائی بھتیجوں کو چھوڑنا کسی طرح گوارہ نہیں کر سکتا۔ اگرچہ خود اپنی

اولاد سوائے دو ڈھائی ماہ فی سال کے ہمیشہ جدا رہے۔ اولاد کا جدا رہنا گوارہ ہے مگر اولاد کے ساتھ اس طرح رہنا کہ بھائی بھتیجوں کا ساتھ چھوٹے۔ عمرو کو کسی طرح گوارہ نہیں۔ حالانکہ اگر قاسم کی مرضی کے موافق عمرو قاسم کے ساتھ جہاں قاسم ملازمت کرتا ہے رہے تو قاسم و عمرو دونوں کو بہ نسبت مکان رہنے کے زیادہ آرام و آسائش ہے یا عمرو مکان پر ہی زید اور پسران زید سے جدا ہو کر رہے تو بھی عمرو کو مزید آسائش ہو گی اور قاسم کی منشا بھی حاصل ہو جائیگی کہ اپنی بی بی کو شرعی پردہ کے ساتھ رکھ سکتا ہے لیکن عمرو کو ان میں سے کوئی صورت منظور نہیں ہر ایک سے انکار ہے، قاسم نے اب تک تو عمرو کا لحاظ ابوت کے سبب کیا لیکن اب اسکی شرم و غیرت باپ کی نافرمانی پر آمادہ کر چکی ہے اور مصمم ارادہ کر چکا ہے کہ اگرچہ باپ ناراض ہی سہی مگر اپنی بی بی کو مکان پر نہ رہنے دے چاہے اپنے ساتھ رکھے چاہے اسکے میکے پہنچا دے کہ اسکے میکہ شرعی پردہ کا معقول انتظام کر سکتا ہے اب سوال یہ ہے کہ باپ کی مرضی کے خلاف قاسم کو ایسا کرنے کی شرعاً رخصت ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ شرع مطہر نے ہر ایک کے حقوق مقرر کر دیئے ہیں۔ جنکا پورا کرنا لازم ہے اور خود شرع کے بھی حقوق ہیں جو سب پر مقدم ہیں، یہ صحیح ہے کہ ماں باپ اگر مفارقت ازواج کا حکم دیں تو انکی اطاعت کیجائے مگر یہ کہ مفارقت نہ کرے اور اسی طرح پر رکھے جسکو شرع مطہر نے ناجائز قرار دیا ہے اسمیں اطاعت نہیں کہ یہ حق شرع ہے اور کسی کی اطاعت میں احکام شرع کی نافرمانی نہیں کی جا سکتی کہ معصیت میں کسی کی طاعت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ جو پردہ شرع نے واجب کیا ہے وہ کرنا ہی پڑیگا باپ یا کسی کو حق نہیں کہ اس سے منع کرے۔ قاسم اپنی بی بی کو پردہ میں رکھے

اور باپ اسکے خلاف کا حکم دے تو وہ واجب العمل نہیں بلکہ یہ اپنے باپ کو سمجھائے اور اوسکو حکم شرع سے مطلع کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنا روپیہ بنک میں جمع کرتا ہے اور جو کچھ کہ سود ملتا ہے اسکا لینا از روئے شرع جائز سمجھتا ہے۔ اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ دارالحرب ہے بکر کہتا ہے کہ زید کا دارالحرب کہنا صحیح نہیں یہ دارالحرب نہ دارالاسلام بلکہ دارالامن ہے، اور قرآن مجید میں جہاں سود خوروں کی مذمت آئی ہے وہاں دارالحرب کا ذکر نہیں ہے۔

مسئلہ (۲) زید کہتا ہے کہ سود لینا اور دینا دونوں برابر ہے اس وجہ سے کہ مشکوۃ میں ہے کہ سود کا لینے والا دینے والا لکھنے والا گواہی دینے والا سب برابر ہیں۔ بکر کہتا ہے کہ حدیث بعض ضعیف بھی ہوتی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس حدیث میں شک ہو اسے قرآن کی آیت سے ملا لو اگر آیت کے مطابق ہو تو اسے مان لو دیگر یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا ہے مگر خدا کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر سکتا ہے۔ لہذا حدیث شریف کو پہلے میں ماننے کیلئے تیار ہوں مگر اسی صورت میں جبکہ آیت کیساتھ حدیث کا مفہوم چسپاں کر دیا جائے اس وجہ سے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں ممانعت اور مذمت آئی ہے سود خوروں کیلئے آئی ہے سود دینے والوں کیلئے نہیں آئی ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں قرض حسنہ کی تعریف آئی ہے اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اگر بغیر قرض کے کسی کام چل جاتا ہے تو قرض حسنہ کی تعریف اللہ تعالیٰ نہ فرماتا اب جس صورت میں کہ قرض حسنہ نہیں ملتا ہے اور ضرورت سخت ہے بلا سودی روپیہ لئے

ہوئے کام کیونکر چل سکتا ہے اسی وجہ سے اکیسویں پارہ میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ جو کچھ تم در بارے مال کے لوگوں کو سود دیتے ہو خدا کے پاس اس کا ثواب کچھ نہیں ہے اور جو کچھ تم زکوۃ دیتے ہو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے بس اللہ تمہارے لئے دو چند کریگا اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ سود لینا دینا ہرگز برابر نہیں، اس وجہ سے کہ اگر برابر ہوتا تو جیسے سود خواروں کیلئے ممانعت و ندمت آئی ہے ایسے ہی سود دینے والوں کیلئے بھی آئی۔ مگر اسکا برعکس ہے سود خواروں کیلئے ثابت ہے کہ سود کھانے والا اپنی قبر سے نہ اٹھے گا مگر ایسا کہ جیسے کسی کو شیطان لپٹ تا ہے، لہذا ازروے شرع شریف صاف صاف بیان کیا جاوے؟

مسئلہ (۲) زید کہتا ہے کہ فوٹو نگراف جو کہ آجکل فی زمانہ مشہور باجہ ہے جس میں گانا وغیرہ سب موجود ہے بلا کراہت اس کا سننا جائز اس وجہ سے کہ گانے والی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ بکر کہتا ہے کہ بلا شبہ ناجائز و حرام ہے، اس وجہ سے کہ اگر کوئی کوٹھری کے اندر کسی گانے بجانے والی کو بٹھال کر دروازہ بند کر دیا جائے اور باہر بیٹھ کر لطف حاصل کیا جائے اور سنے تو کیا اس کو کوئی ذی عقل جائز و حلال بتلا سکتا ہے ازروئے شرع شریف گانا سننے والوں کیلئے معہ مزامیر کے وعیدیں شرع میں وارد ہوئی ہیں کیا اسکے سننے والوں پر وہ عائد نہ ہونگے تو ازروئے شرع کے کافی دلیل بیان کیا جاوئے؟

الجواب (۱) صحیح یہ ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اور یہی علامہ شامی کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے، دار کی دو قسمیں ہیں۔ دارالاسلام، دارالحرب اگر مسلمان دارالحرب میں امان لیکر جائے تو وہی دارالحرب اس مسلم کے لئے دارالامن ہے، یوں ہی اگر حربی کافر امان لیکر دارالاسلام میں آیا تو اسکے لئے یہی

دارالامان ہے لہذا دارالامان جس کو کہا جاتا ہے وہ یا دارالاسلام ہے یا دارالحرب ان دو کے علاوہ کوئی تیسری قسم نہیں ہے۔ سود مطلقاً حرام ہے۔ ہاں اگر کافر حربی کا مال بغیر غدر ہاتھ آئے تو وہ ایک مال مباح ہے اس کا لینا جائز ہے اور وہ سود کی حد میں داخل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) حدیث کبھی ضعیف ہوتی ہے۔ مگر یہ حدیث صحیح ہے ضعیف نہیں اگر حدیث کا مفہوم قرآن کے معارض ہو تو حدیث کو ترک کریں گے اور قرآن ہی پر عمل کریں گے۔ مگر یہ حدیث قرآن کے معارض نہیں کہ اس میں وہ قاعدہ جاری کیا جائے بلکہ اس میں ایک امر زائد کو ثابت کیا گیا ہے اگر ایسی حدیثیں رد کردی جائیں تو اکثر احادیث مردود ہو جائیں گی بلکہ حدیث سے کوئی مسئلہ ثابت ہی نہ ہوگا کہ اگر قرآن سے ثابت ہے تو حدیث کی ضرورت نہیں اور قرآن سے ثابت نہ ہو تو حدیث کو مخالف قرآن قرار دیکر رد کر دیا جائے چلئے قصہ ہی ختم ہو گیا۔ معارض و مخالف ہونیکے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کا قرآن مجید اثبات کرتا ہے حدیث اسکی نفی کرے یا بالعکس۔ اور سود دینا ہرگز اسکے معارض نہیں۔ نہ قرآن اسکو جائز بتاتا ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ اس سے ساکت کہا جاتا ہے اگر سود دینے والے سود نہ دیں تو سود لینے والے کو سود خوری کا کب موقع ملے گا یعنی وہ اس حرام خوری میں اسکا محتاج ہے اور یہ اسکا معین و مددگار۔ لہذا یہ گناہ دونوں کے اتفاق سے پیدا ہوتا ہے اور دونوں اس میں شریک ہیں جس طرح زنا کہ زانی اور زانیہ دونوں کے مجموعہ سے ہے اور دونوں مستحق ملامت و ندامت۔ اور جب کوئی گناہ دو شخص کی شرکت سے ہو تو دونوں گنہ گار ہونگے۔ اور اس مضمون کو قرآن مجید نے ایک قاعدہ کلیہ کیصورت میں اس طرح بیان فرمادیا۔ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ سود دینا اور اس کا کاغذ لکھنا یا اس کی گواہی کرنا

سب میں اعانت علی الاثم ہے اور سب گنہ گار ہیں، البتہ اگر دوسرا شرعًا مجبور ہو تو تو اس مجبوری کی وجہ سے معذور ہے اور اس پر مواخذہ نہیں۔ جس طرح زنا بالجبر میں جب وہ مجبور ہے معذور ہے۔ لہٰذا اگر مجبورًا سود دیا ہے تو یہ اوس حکم سے مستثنیٰ ہے مگر یہ کوئی مجبوری نہیں کہ لڑکا یا لڑکی کی شادی کرنی ہے اور سودی قرض لیا کہ نکاح کیلئے اس کی کوئی ضرورت نہیں تجارت بڑھانے کیلئے کہ سودی قرض لیا کہ یہ صورت بھی مجبوری کی نہیں۔ اور قرض حسن کی تعریف کا یہ مطلب نہیں کہ سود دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ قرض کی دو صورتیں ہیں کہ ایک یہ کہ سود پر قرض دے دوسری یہ کہ بغیر سود، ان میں ایک مذموم ہے اسکی مذمت کی گئی، دوسری محمود اس کی تعریف کی گئی، سود دینے سے اسکا کوئی تعلق نہیں، حدیث میں جو آیا ہے کہ برابر ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمام باتوں میں دونوں کا ایک حکم ہے کسی بات میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ دونوں گناہ و حرام کے مرتکب ہیں امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔ معناہ فقد فعل الربا المحرم فدافع الزیادۃ واٰخذھا عاصیان متربیان، دوسری جگہ اسی شرح میں فرماتے ہیں ھذا تصریح بتحریم کتابۃ المبایعۃ بین المترابین والشھادۃ علیھا وفیہ تحریم الاعانۃ علی الباطل۔ اور اگر دونوں عذاب میں بالکل برابر ہوں تو بھی کچھ قباحت نہیں، سود خوار کی مذمت قرآن نے بیان کی کہ یہی ان دونوں میں اہم ہے اور حدیث نے اوسکی توضیح کی کہ سود دینے والا بھی اوسی کے حکم میں ہے اب دونوں میں یہ فرق رہ جائے گا کہ وہ قطعی ہے اور یہ ظنی نہ یہ کہ یہ بالکل بری ہے، اور اس پر مواخذہ ہی نہیں۔ اکیسویں پارہ کی آیت سے جو استدلال کیا ہے وہ بالکل بے محل ہے اس کا مضمون تو یہ ہے کہ جو کچھ تم نے سود دیا ہے اس لئے کہ لوگوں کے اموال میں زیادتی ہو جائے تو اللہ کے نزدیک زیادہ نہیں ہوگا۔ اور جو کچھ تم نے

زکوٰۃ دی ہے جس سے مقصود خدا کی رضا ہے۔ تو یہ لوگ مضاعفت کرنیوالے ہیں اسی آیت میں دو قسم کا دینا بغیر سعا وضہ ذکر کیا گیا ہے، ایک سود دوسرا صدقہ پہلے کو بیکار بتایا گیا، کہ یہ بڑھے گا نہیں اور دوسرے کیلئے بڑھنا ثابت کیا گیا، یعنی پہلی قسم وہ ہے کہ اس سے تمہارا مقصد پورا نہ ہوگا۔ لہٰذا اس قسم کو کنایۃً حرام فرما دیا گیا۔ کہ جس غرض سے مال دیئے وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک حاصل نہیں ہے، لہٰذا اس سے مسلمان کو بچنا چاہیئے کہ ایسا کام نہ کرنا چاہیئے جس سے مقصد پورا نہ ہو اس آیتہ کے تحت میں تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے وبالجملۃ فالمراد بالآیۃ ان الربا وان کان یزید فی المال ظاہرا وکذا الزکاۃ وان کان ینقص ظاہرا ولکن فی الحقیقۃ عکس ذلک مثل قولہ تعالیٰ یمحق اللّٰہ الربوا ویربی الصدقات یعنی اس آیت کا مقصود سود دینے کی حرمت بیان کرنی ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) گراموفون کے ریکارڈ اس آواز کے محافظ ہوتے ہیں جو اس میں بھر دی گئی ہے، لہٰذا جو حکم اس آواز کا تھا وہ اب بھی باقی ہے اگر وہ آواز ایسی تھی جس کا سننا جائز تھا تو اب بھی جائز ہے اور ناجائز تھا تو اب بھی ناجائز ہے صورت کے دیکھنے یا نہ دیکھنے کو اس میں کچھ دخل نہیں اس مسئلہ کی پوری تحقیق منظور ہو تو اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کا رسالہ الکشف الشافیا مطالعہ کرے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ذیل کے سوالات میں۔

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا نبی سلام علیکم، یا رسول سلام علیکم

ہر دو۔ شعروں میں سے از روئے عربی قواعد کونسا پڑھنا فضیلت رکھتا ہے، اگر دونوں صحیح تو اس کی وجہ تسمیہ، علیک کیا معنی رکھتا ہے اور علیکم کیا معنی، ک راجع کس طرف۔ اور کم راجع کس طرف؟ کیا ہر دو شعر کو میلاد شریف کے موقعوں پر دونوں پڑھ سکتے ہیں

ث اور کُم کا کیا فرق ہے۔ اگر جمع اور واحد کا جھگڑا یا حاضر و غائب کا جھگڑا تو صاف طور سے جواب مرحمت فرمادیں نیز اعراب بھی دیں؟

مسئلہ (۲) اکثر میلاد شریف میں پیدائش کیوقت سلام و صلاۃ باادب کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں اور لوگوں کا یقین ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرماتے ہیں بایں وجہ قیام کرتے ہیں حدیث اور قرآن شریف کے روسے تسلی بخش جواب فرمادیں؟

مسئلہ (۳) زید کسی بلا میں مبتلا تھا۔ اور اس نے غوث الاعظم پیران پیر دستگیر سے مدد کرنے کیلئے توسل لیا بعد کام ہونے کے اس نے ان کے نام پر فقیروں کو کھانا کھلایا یا بکرا ذبح کیا آیا ایسا کرنا ازروئے شرع جائز ہے؟

مسئلہ (۴) بکر وقت تلاوت حقہ پیتا ہے اور اسکی نے کلام پاک پر رہتی اور ننگے سر تلاوت کرتا ہے، اس کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب (۱) علیک، اور علیکم، دونوں حاضر کے صیغے ہیں پہلا واحد اور دوسرا جمع۔ اس سلام کے لکھنے والے نے علیک لکھا ہے اور اگر علیکم کہا جائے جب بھی کوئی حرج نہیں۔ اس صورت میں بھی اسکے مخاطب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہونگے، اور ضمیر جمع تعظیم کیلئے ہوگی۔ اور عربی میں بھی کبھی جمع کا صیغہ تعظیم کیلئے ہوتا ہے جیسے رب ارجعون، اس لحاظ سے کہ مخاطب ایک ہیں، واحد کو ترجیح ہے اور تعظیم کا قصد ہو تو صیغۂ جمع کو ترجیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) یہ بات کہ وقت بیان ولادت حضور ضرور تشریف لاتے ہیں۔ ثابت نہیں۔ مگر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ نہیں تشریف لاتے اگر وہ کسی اپنے غلام پر کرم فرمائیں اور تشریف لائیں تو کچھ بعید نہیں۔ بعض ارباب کشف نے ایسے مواقع پر زیارت کی ہے، اس قیام کی بنا اس پر نہیں ہے کہ حضور تشریف لاتے ہیں بلکہ چونکہ یہ ایک واقعہ کا بیان ہے اور اس موقع پر سامع و قاری کو یہ

سلہ نرکل

لحاظ کرنا چاہیئے کہ گویا ہم وہاں موجود ہیں اور اسوقت ہم جو آداب بجالاتے اب ہم اس واقعہ کے ذکر پر وہی ادب بجالاتے ہیں۔ علّامہ برزنجی فرماتے ہیں۔ وقد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ ائمۃ ذو روایۃ و روایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ غایۃ مرامہ و مرماہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) بوقت تلاوت حقہ پینا بہت بُرا ہے اور اسکی نے کا قرآن مجید پر رکھنا اور زیادہ بُرا۔ ننگے سر تلاوت میں حرج نہیں جبکہ قلت ادب سے نہ ہو اور اگر خشوع و تذلل مقصود ہے تو بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از پورنیہ ڈاکخانہ دلکولہ موضع منشی ٹولہ تارا باری مرسلہ غلام عبدالقادر
کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مذکورہ ذیل میں کہ محرم میں بجائے فاتحہ وغیرہ کے یا حسین کہنا اور حسین کے آواز کیساتھ کودنا بھاندھنا کیسا ہے اور ایسا کرنیوالے کیلئے کیا حکم ہے؟

مسئلہ (۲) ایسی جگہ جانا جہاں علاوہ تعزیہ کے دلدل اور بُراق کی تصویریں بنائی جاتی ہیں یا ایسے جلوس میں جہاں ان تصویروں کے علاوہ مختلف انواع کے باجے ہوں جانا کیسا ہے؟ ایسا کرنیوالے کیلئے توبہ اور تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۳) تبرّائی رافضی کی مجلس میں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب (۱) یا حسین کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ بزرگان دین اپنے پکارنے والے کی آواز سنتے ہیں اور ان کی مدد فرماتے ہیں۔ مگر اوچھلنا کودنا ایک قسم کا لہو ہے اگر یہ اس غرض سے ہو کہ بدن میں طاقت اور پھرتی آئے اور بوقت مقابلہ دشمنان اسلام کام دے تو اس میں حرج نہیں۔ بلکہ جائز اور مستحسن ہے اور ان کی دلیل حراب حبشہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں مروی ہے۔ وکانت

الحبشۃ یلعبون بحرابہم۔ مگراس موقع پریہ اوچھلنا کودنا مناسب نہیں کہ واقعات کربلا کی یاد بالکل اس کے منافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) تعزیہ داری بدعت سئیہ ہے اور دُلدل اور بُراق کی تصویریں بنانا حرام، حدیث میں ہے لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ۔ اور تصویر بنانا حرام اور اس کو بروجہ اعزاز رکھنا حرام، حدیث میں فرمایا۔ اشد الناس عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی والمصورون۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس کو ہوگا۔ جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا جس کو کسی نبی نے قتل کیا اور تصویر بنانے والوں کو، ان خرافات میں شریک ہونا ناجائز وحرام ہے کہ معصیت کے جلوس کو فروغ دینا اور اسکی شان وشوکت بڑھانا ہے مگر اسکی وجہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ کفر نہیں ہے البتہ گناہ ہے جس سے توبہ ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) ایسی مجلس میں شریک ہونا جبکہ بغرض رد وانکار نہ ہو حرام و سخت حرام ہے کہ اس میں تبرا اور تبرائیوں کے جلسہ کو رونق دینا ہے، اور معاذ اللہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی شان پاک میں گستاخیاں سن کر ساکت رہنا سخت ہولناک چیز ہے، حدیث میں ہے۔ الساکت عن الحق شیطان اخرس، حق سے سکوت کرنے والا گونگا شیطان ہے، حدیث میں فرمایا جب صحابہ کی شان میں کوئی بیجابات سنو، فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم تو کہدو تمہارے اس فعل بد پر خدا کی لعنت اور جب رد وانکار کی جرأت نہ ہو تو وہاں ہرگز نہ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از بابو پور پھولپور ضلع الہ آباد مرسلہ سید ریاض احمد صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زمانہ محرم میں دُلدل و تابوت و چوکی و علم و تعزیہ نکالا جاتا ہے از روئے مذہب اہلسنت و جماعت حنفی المذہب پر تعزیہ و تابوت و دُلدل و چوکی و علم کی تعظیم کرنا اور تعظیماً کھڑا ہو جانا ناجائز ہے یا نہیں ؟ و اگر فریق مخالف جبراً کسی حنفی المذہب شخص کو اس کی تعظیم کرنے پر مجبور کریں تو ایسی حالت میں عام مسلمان پیرو مذہب حنفی پر کیا فرض ہے کہ اس مجبور شخص کی مدد کریں یا نہیں ؟

مسئلہ (۲) اہل تشیع اذان میں اشہدان علیا ولی اللّٰہ وصی رسول اللّٰہ وخلیفتہ بلافصل، پکارتے ہیں یہ الفاظ تبرا ہیں یا نہیں ؟

الجواب (۱) یہ سب چیزیں بدعت قبیحہ ہیں ان میں شرکت ناجائز ہے۔ ان چیزوں کی تعظیم ناجائز ہے اور تعظیم کرنے پر کسی مسلمان کو مجبور کیا جائے تو ضرور اس کی مدد کی جائے ۔ قال اللّٰہ تعالٰی ۔ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم

الجواب (۲) بیشک اس میں تبرا ہے اور اسکی بنا روافض کے اس عقیدۂ باطلہ پر ہے کہ معاذ اللّٰہ حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم کی خلافت کو خلافت غاصبہ کہتے ہیں کیونکہ جب حضرت مولیٰ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی خلافت بلافصل ہوئی اور وہ خلافت کے حق میں وصی قرار دیئے گئے تو ان سے پہلے کی خلافتیں باطل و ناجائز ہوئیں اور وہ حضرات غاصب ٹھہرے ، معاذ اللّٰہ اون حضرات متبعان حق کو غاصب قرار دینا تبرا نہیں تو اور کیا ہے ۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ از ریوار پیٹھ پونہ محمد خان اینڈ کمپنی ۹۶۴

شہر پونہ و اطراف و جوانب میں خاص کر ماہ ربیع الثانی میں نیاز حضرت غوث پاک سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللّٰہ علیہ ہوا کرتی ہے ۔ جس میں نیاز کنندگان سال بھر اپنے بیوپار میں سے کچھ رقم روزانہ جمع کرتے ہیں ۔ اور سال آخر میں تقریباً تین چار سو روپے نیاز کے نام سے پر لطف دعوت طعام منعقد

کی جاتی ہے، جس میں فقراء و مساکین تو گنتی کے مدعو کئے جاتے ہیں، مگر ہم جیسے غیر مستحقین اسے کھا پی کر برابر کر دیتے ہیں۔ چند لوگوں نے ایک انجمن بنام انجمن فدائیان اسلام عرصہ پانچ سال سے قائم کی ہے اس کی ماتحت غریب مسلم طلبا کیلئے ایک فری بورڈنگ ہاؤس جاری ہے جس میں تقریبًا ۲۰ طلباء کے مفت کھانے اور رہنے کا انتظام کیا ہے۔ طلباء کیلئے دینی یا دنیوی تعلیم حاصل کرنے کی عام اجازت ہے۔ بورڈنگ کے طلباء کیلئے پنجگانہ نماز لازم رکھی گئی ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ مذکورہ نیاز کے روپیوں میں سے کچھ روپئے اگر غریب مسلم طلبا کے اخراجات پر صرف کئے جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ از راہ کرم حسب ذیل پتہ پر جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔؟

الجواب:۔ نیاز کے روپیہ سے اگر علم دین کی تعلیم دلائی جائے اور تعلیم دین میں اس کو صرف کریں تو حرج نہیں کہ مقصود ایصال ثواب ہے وہ اس طرح بھی حاصل ہے مگر یہ روپیہ ایسی تعلیم میں ہرگز صرف نہ کیا جائے جس کا نتیجہ بد دینی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ حافظ محی الدین عرف لعل محمد از منڈوا ضلع فتحپور میسوہ
حضرات علمائے کرام اہلسنت وجماعت امور ذیل میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟
"طعام المیت یمیت القلب" حدیث شریف ہے یا بزرگ کا قول ہے؟

مسئلہ (۲) جس کھانے پر فاتحہ دیکر فقیر کو دیا جاتا ہے یہ طعام میت کہا جائیگا یا جو علاوہ فاتحہ کے کھانا برادری کو کھلایا جاتا ہے وہ بھی طعام میت کہا جائیگا؟

مسئلہ (۳) برادری کو کھانا کھانا یا کھلانا کس درجہ کا ناجائز ہے؟

مسئلہ (۴) سوم، دہم، چہلم، برسی سب کے کھانیکا ایک حکم ہے یا بعض کا

برادری کو کھانا کھلانا جائز ہے اور بعض کا ناجائز یعنی کچھ فرق ہے جواز عدم جواز میں؟

الجواب (۱) یہ حدیث نہیں ہے غالباً کسی بزرگ کا قول ہے اس کا محل یہ ہے کہ جو لوگ اس کے عادی ہو کر اس کے متمنی ہوتے ہیں کہ کوئی مرے تو کھانے کا موقع ہاتھ آئے اور بیشک یہ آرزو نہایت قبیح ہے[۱] واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) فاتحہ دیکر یا بغیر فاتحہ دیئے، بغرض ایصال ثواب میت جو کھانا دیا جائے خواہ فقیر کو دیا جائے یا اہل برادری کو دیا جائے دونوں طعام میت ہیں اور اغنیار کو یہ کھانا کھلانا اور اونکا کھانا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) یہ کھانا فقیروں کا حق ہے اونھیں کو کھلانا چاہئیے اور برادری میں بھی جو فقرار ہوں اغنیار نہ ہوں اونکو کھلانا درست ہے، برادری کو بغیر دعوت کے یہ کھانا دینا جیسا کہ بعض قوموں میں رواج ہے مکروہ و بدعت قبیحہ ہے جیسا کہ فتح القدیر میں مصرح ہے[۲] واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) ان سب کا ایک حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ سید جیب احمد کلہاڑا شہر بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اہل محلہ سے چندہ مولود شریف و طعام مساکین کیلئے وصول کیا اب

---

[۱] اس مقولہ کے سلسلہ میں مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ سے استفسار ہوا تو آپ نے یہ جواب دیا۔ "یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طعام میت کے متمنی رہتے ہیں اون کا دل مرجاتا ہے، ذکر و طاعت الٰہی کیلئے حیات و چستی اس میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کیلئے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل، اور اس کی لذت میں شاغل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۲] فتح القدیر میں ہے۔ "انها بدعة مستقبحة لانها شرعت فی السرور ولا فی الشرور" ۔ ۱۲ مصباحی

صاحب مجاز متولی مال چندہ کی بعض شرکا زرچندہ اہل محلہ نے کام وکاج میں یعنی میلاد مبارک یا طعام مساکین کے پکوانے وغیرہ میں دستگیری کی، معین ومددگار ہے، اعانت ومحنت کی چنانچہ زید نے فاتحہ پنجتن پاک اہلبیت اطہار ونذر میلاد مبارک کرنیکے بعداب ہر کام میں ان بعض امداد پہونچانیوالوں کو نذر وغیرہ کا کھانا وہ حصہ تبرکا کھلادیا تو کھانا وحصہ لینا لوگوں کا جائز ہوگا یا نہیں نیز محصل چندہ نے باقی ماندہ رقم کے لئے نیت کرلی کہ اسکے کسی دیگر مصالح دینی میں خرچ کرینگے تو اس کو اختیار ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب (۱) جبکہ وہ چندہ مساکین کو کھانا کھلانے کیلئے لیا گیا ہے تو وہ کھانا مساکین ہی کو کھلایا جاسکتا ہے۔ کام کرنے والے اگر مساکین ہوں تو انکو دے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ محصل چندہ کی نیت بیکار ہے اگر کچھ رقم بچ رہے تو چندہ دہندگان سے دریافت کیا جائے وہ جو کہیں وہ کیا جائے۔[1] واللہ تعالٰی اعلم

[1] اس قسم کا زرچندہ چندہ دینے والوں کی ملک پر رہتا ہے۔ لہٰذا اس چندے سے جو روپے فاضل بچ گئے۔ وہ چندہ دہندوں کے ہیں۔ یہ روپے انھیں کی اجازت سے صرف ہونگے۔ وہ جس امر کی اجازت دیں وہی کیا جائے۔ ان کی اجازت کے بغیر ان روپیوں کو کسی دوسرے مصرف میں لگانیکی اجازت نہیں۔ اگر چندہ دہندگان زندہ نہ ہوں تو ان کے عاقل بالغ وارثوں سے استصواب کیا جائے اگر ان میں کوئی مجنون یا نابالغ ہے تو ان کا حصہ بہرصورت واپس دینا ہوگا۔ بالغ وارثوں کی اجازت صرف اپنے حصص کی قدر میں معتبر ہوگی۔ اگر وارث بھی معلوم نہ ہوں تو مصرف سے جو زائد ہو اس کو اس کام میں صرف کریں جس کیلئے چندہ دہندوں نے دیا تھا۔ وہ بھی نہ بن پڑے تو فقراء پر تصدق کردیں۔

درمختار میں ہے، ان لم یکن بیت المال معمورًا او منتظمًا فعلی المسلمین تکفینہ فان لم یقدروا سألوا الناس لہ ثوبًا فان فضل شیئ رد للمتصدق ان علم والا کفن بہ مثلہ والا تصدق بہ مجتبٰی۔

مسئلہ:۔ مرسلہ عبدالغفور۔ کلاتھ مرچنٹ گجری بازار کامٹی (سی پی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم مبارک کو تتلی کی آنکھ سے تشبیہ دینا شانِ نبوت اور ذاتِ رسالت میں تنقیص ہوئی کہ نہیں؟ جواب محقق سے سرفراز فرمائیں؟

الجواب:۔ اس میں شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں، ہر کمال و خوبی کے جامع ہیں، تمام حسینوں سے زیادہ حسن والے ہر باکمال سے زیادہ کمال رکھنے والے، بلکہ جس کمال والے کو جو کمال ملا وہ آپ کے ہی ذریعہ و واسطہ سے ملا،

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضیٰ داری ؛ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آفتاب و ماہتاب حضور ہی کے نور کی تجلی سے چمک دمک رہے ہیں۔ اگر اس حقیقت پر نظر کیجائے تو نہ آفتاب سے تشبیہ دے سکتے ہیں نہ چاند سے مشابہ بتا سکتے ہیں۔ کجا جمال محمدی اور کہاں یہ آفتاب اور ماہتاب، مگر تشبیہ و تمثیل کا مقصد ہمیشہ یہی نہیں ہوتا کہ مشبہ مشبہ بہ سے ناقص و کم ہو بلکہ اگر مشبہ ایسا ہو جو ہر ایک شئی سے افضل و اعظم ہو تو ایسے مقام پر تشبیہ کا مقصود محض تقریب الی الفہم ہوتا ہے کہ مخاطب اسکو سمجھ سکے قرآن مجید میں ارشاد ہوا مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ اس تمثیل سے واضح ہے کہ کہاں نورالٰہی اور کہاں چراغ داں اور چراغ درود شریف معروف میں جو صیغہ مروی ہے اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم، ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل ہیں

بقیہ حاشیہ ص ۲۱۰ کا۔ ردالمحتار میں ہے (قولہ والاکفن بہ مثلہ) ھذا المزید ذکرہ فی المجتبیٰ بل زادہ علیہ فی البحر عن التجنیس والواقعات۔ قلتُ وفی مختارات النوازل لصاحب الھدایۃ فقیرمات فجمع من الناس الدراھم وکفّنوہ وفضل شئی ان عرف صاحبہ یرد علیہ والا یصرف الی کفن فقیرآخر او یتصدق بہ، (درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۹ باب صلوٰۃ الجنائز) واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفےٰ مصباحی

باوجود اس فضیلت کے تشبیہ سے مقصود حضور کی عظمت کو قریب الی الفہم کرنا ہے اور احادیث میں جو تشبیہات مذکور ہیں انکا مقصد بھی یہی ہے، مسلم شریف میں ہے کہ ایک شخص نے کہا وجہہٗ مثل السیف، حضور کا چہرہ تلوار کی طرح تھا۔ تو جابر ابن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، لابل کان مثل الشمس والقمر وکان مستدیرا یعنی تلوار سے تشبیہ صحیح نہیں کہ اگرچہ اس میں چمک ہے مگر اس میں لمبائی ہے اور حضور کا چہرہ گول تھا، لہذا یہ کہنا چاہئے کہ آفتاب و ماہتاب کی طرح تھا۔ دارمی میں ہے، ربیع بنت معوذ بن عفرہ نے کہا، یا بنی لو رأیتہٗ رأیت الشمس طالعۃً اگر تو حضور کو دیکھتا تو دیکھتا کہ آفتاب طلوع ہے۔ ترمذی میں ہے، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کأنّ الشمس تجری فی وجہہ، گویا آفتاب حضور کے چہرہ میں تیر رہا ہے، بخاری و مسلم میں ہے، کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سُرّ استنار وجہہٗ حتی کان وجہہ قطعۃ قمر جب خوش ہوتے تو چہرہ دمک اٹھتا گویا چاند کا ٹکڑہ ہے، بالجملہ جس چیز کو اپنے یا مخاطب کے نزدیک ممتاز سمجھتا ہے اس سے تشبیہ دیکر سمجھنا چاہتا ہے۔ ان دنیا کے معشوقوں میں یلیٰ کو خصوصیت کیسا تھ ایک شہرت بوجہ عشقِ مجنوں حاصل ہے، چاہے وہ واقع میں کیسی ہی رہی ہو، مگر جب اس کا ذکر ہوتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ معشوقیت کا بھی خیال ہوتا ہے۔ لہذا یہ لفظ بمعنی معشوق بولا جاتا ہے، جس طرح حاتم بول کر سخی مراد لیتے ہیں اور اس لفظ سے مراد کلام شعراء میں خاص وہ شخصیت نہیں ہوتی جس کا یہ نام تھا اور جب یہ لفظ بمعنی معشوق و محبوب ہوا تو اس کے مصداق میں حسن و جمال کا لینا ضروریات و لوازم سے ٹھہرا اس کی شکل و صورت، خط و خال، زلف و رخ سب کو بہتر درجہ پر تخیل کرتا ہوگا۔ اس خیال کو جاگزیں کرنے کے بعد اگر کسی نے تشبیہ دے دی تو اس کا مقصود یہی ہوگا

کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل وصورت یا چشم مبارک کا بہتر تخیل ذہن میں آئے، ہرگز اس کا مقصود تنقیص وتوہین نہیں۔ اور نہ ایسی تشبیہ عرف میں توہین کیلئے ہوا کرتی ہے کہ معنی عرفی کا لحاظ کیا جائے اور مقصود سے قطع نظر ہو، لہذا اس صورت میں تنقیص کا حکم نہیں دیا جا سکتا مگر چونکہ اس لفظ میں ایک ادنیٰ درجہ ایہام کا پایا جاتا ہے لہذا ایسی تشبیہات سے بچنا اولیٰ ہے اور ادب والوں کے طریقہ کے خلاف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ پیرزادہ سید بڑا صاحب میاں سجادہ نشیں درگاہ شاہ وجیہ الدین علوی صاحب شہر احمد آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک واعظ نے اپنے وعظ میں ایک حکایت اس طرح بیان کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب انتقال ہوا، تو حضرت علی اور حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کا جنازہ اٹھایا اور جبکہ قبر کے کنارہ پر رکھا تو ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور یہ کہا کہ ”اے قبر تجھے معلوم ہے کہ یہ کس کا جنازہ ہے، یہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجۂ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ہیں،، اس کے جواب میں قبر کی جانب سے ندا آئی کہ میں حسب نسب کی جگہ نہیں ہوں بلکہ مقام عمل ہوں مجھ سے اسی کو نجات ملے گی۔ جس کے نیک اور خالص عمل زیادہ ہوں یہ حکایت پڑھتے ہوئے کتاب درۃ الناصحین کا حوالہ دیا تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ حکایت صحیح ہے یا غلط؟ اور اس حکایت سے کسر شان فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ حکایت غلط ہے تو ایسی غلط حکایت بیان کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟ صاف صاف تحریر فرما کر

ممنون فرمائیں ؟ بینوا بالکتاب توجروا عند الحساب

الجواب :- یہ روایت ثابت نہیں بلکہ ایک حدیث کے معارض ہے ارشاد ہوا کل نسب وصھر ینقطع الا نسبی وصھری، اور اس حدیث کو ائمہ نے ثابت رکھا اور اس سے استناد کیا ہے، نیز ایک دوسری حدیث کے بھی منافی ہے۔ فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی یؤذینی ما آذاھا۔ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جو اسے اذیت دیگا مجھے ایذا پہنچائیگا۔ اس حدیث کے مضمون پر غور کرتے ہوئے یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ خاتون جنت کو زمین ایذا پہنچائے، آج کل اسکی کیا شکایت کہ واعظ نے یہ بیان کیا جبکہ واعظوں کی علمی حالت معلوم ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- ذیل کا جواب عنایت فرما کر مشکور فرمادیں۔ کہ ایک گاؤں کے ایک مدرسے میں اردو چوتھی اور انجمن حمایت اسلام لاہور کے دینیات کے سلسلے کے پہلے سے تیسرے رسالہ تک تعلیم ہوتی ہے، لڑکے اسی انجمن کی چوتھی پڑھنے کے بعد گجراتی اور انگریزی پڑھنے کیلئے سرکاری اسکول میں چلے جاتے ہیں۔ مدرسہ عقیدہ کے تجارت پیشہ مسلمانوں کا ہے اور زیادہ تر لڑکے مدرسہ سے نکلنے کے بعد بیوپار میں یا تجارتی کاروبار میں لگ جاتے ہیں یا گجراتی اور انگریزی کچھ سیکھتے ہیں اردو اور دینیات میں کچھ ترقی نہیں کرتے چونکہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے دینیات کے پہلے رسالہ میں غیر مذاہب کے اعمال و عقائد حاشئے پر دئے گئے ہیں جس سے ایک تو اتنے کم استعداد بچے شروع ہی سے اختلافی مسائل سے دوچار ہوتے ہیں دوسرے ایک مبتدی کے سامنے ایک ہی وقت میں، دو راستے آجاتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ رسالہ نصاب میں رکھنا مناسب ہے یا بدلنا انسب ؟

الجواب :- جب وہ مدرسہ حنفیوں کا ہے اور انھیں کے بچے اوسمیں تعلیم پاتے ہیں

تو ضروری اور اہم ضروری ہے کہ ان بچوں کو حنفی مذہب ہی کی تعلیم دی جائے بچوں کو مسائل میں اختلاف بتانے کے معنی یہ ہیں کہ انکو شروع ہی سے مذبذب کردیا جائے۔ اور مذہب حق پر جمنے نہ دیا جائے، ایسے رسائل جو اس قسم کے بیانات پر مشتمل ہیں۔ ہرگز بچوں کو نہ پڑھائے جائیں۔ اور ایسے رسائل پڑھائے جائیں جن سے بچے مذہب حنفی کے مسائل و احکام پر مطلع ہوں اور صحیح راستہ پر چلیں، وہ رسائل نصاب سے خارج کرکے دوسری کتابیں جو خالص حنفی مذہب کی ہیں داخل نصاب کیجائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ مولوی رفاقت حسین بہاری از مقام جائس مدرسہ تاج المدارس ضلع رائے بریلی۔

حضرات علمائے کرام و مفتیان عظام ذیل کے دونوں مسئلے میں کیا فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھکو رکھوں تو امت محمدی سے باہر ہوں ایسے شخص کیلئے شریعت مطہرہ کیا حکم دیتی ہے؟

مسئلہ (۲) ایک عورت بت خانہ میں گئی اور وہاں سے پھول وغیرہ لائی اپنے بیمار بچہ کو تبرک سمجھ کر کھلائی۔ عورت مذکورہ کیلئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) حدیث میں فرمایا۔ من حلف علی یمین بملة غیر الاسلام کاذبًا متعمدًا فھو کما قال۔ جو شخص قصدًا اسلام کے سوا کسی دوسرے دین پر ہوجانیکی قسم کھائے یعنی یہ کہے کہ اگر ایسا کرے تو یہودی یا نصرانی یا کافر ہے اور وہ اپنے اس حلف میں جھوٹا ہے تو ویسا ہی ہے جیسا کہا، دوسری حدیث میں ہے ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ من قال انی بریٔ من الاسلام فان کان کاذبًا فھو کما قال وان کان صادقًا فلن یرجع الی الاسلام سالمًا۔ جو شخص اپنے کو اسلام سے بری بتائے اگر وہ جھوٹا ہے تو جیسا کہا ویسا ہی ہے اور اگر سچا ہے جب بھی

اسلام کی طرف سلامت نہ لوٹا، شیخ محدث دہلوی نے اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے، لم یفعل وبر فی یمینہ فحینئذ لایکفر ولکن لا یرجع الی الاسلام سالماً فان الحلف بشئ یحتمل الکفر علی تقدیر الحنث لایلیق ۔ مجال المسلم ولا ینبغی ان یتجاسر علیہ وحاصلہ أنہ یاثم بھذا الحلف، یعنی اگر اپنی اس قسم میں سچا ہے تو اگرچہ کافر نہ ہوا مگر اسلام کی طرف سلامت نہ لوٹے گا کیونکہ ایسی قسم جس میں بتقدیر حنث کفر کا احتمال ہے مسلمان کے لائق نہیں، اور مسلمان اس پر جرأت نہ کرے گا۔ خلاصہ یہ کہ ایسی قسم کھانا ہی گناہ ہے، بالجملہ یہ قول ایک قسم ہے اور قسم کے خلاف کرنیکی صورت میں احتمال کفر ہے بعض فقہا تو مطلقاً کفر کا حکم دیتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ اگر اسکے اعتقاد میں یہ ہے کہ کرنے سے کافر ہوجائیگا تو کافر ہے ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے۔ والقسم ایضا بقولہ ان فعل کذا فھو یھودی او نصرانی او کافر فیکفر بحنثہ والاصح ان الحالف لم یکفر سواء علقہ بماض او آتٍ ان کان عندہ فی اعتقادہ منہ یمین وان کان جاھلا وعندہ انہ یکفر فی الحلف بالغموس وبمباشرۃ الشرط فی المستقبل یکفر فیھما۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) بت خانہ کے پھول کو تبرک سمجھنا بتوں کی تعظیم ہے اور یہ کفر عورت پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسئلہ (۱) مرسلہ حافظ عبدالحق مدرس مکتب مسعودیہ جامع مسجد بہرائچ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین امور مندرجہ ذیل میں درد دل کے نام سے لیلیٰ مجنوں کے عشق کے فسانے کے سلسلے میں گراموفون کے ریکارڈوں میں کچھ ایسے ریکارڈ تیار کئے گئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل اشعار گائے گئے ہیں جو اس وقت ہندوستان کے ہر گراموفون ایجنسیوں میں فروخت ہو رہے ہیں ؟

قبر میں مجنوں سے جب پوچھا گیا ؛ یا رقل من ربک من دینک
سنتے ہی گویا لگا اک دل پہ تیر ؛ بولا گھبرا کر کہ اے منکر نکیر
پاس میرے آپ جو تشریف لائے
میری لیلیٰ کو کہاں پر چھوڑ آئے
آراستہ جب ہوگا دار عرصہ محشر ؛ لائیں گے جو تشریف وہاں سارے پیمبر
عشاق سے فرمائیگا یوں خالق اکبر ؛ دنیا میں کہو کس کیلئے رہتے تھے مضطر
میں عرض کرونگا میرے مالک میرے داور
میں نے دنیا میں بہت کی جستجو
کوئی لیلیٰ سا نہ پایا ماہ رُو
پھر فرشتوں نے شبیہ مصطفےٰ ؛ سامنے لاکر کے مجنوں سے کہا
دیکھ انکو غور سے اے نیکذات ؛ واسطے انکے بنی کل کائنات
بولا مجنوں اور کچھ سمجھا نہ میں
ہاں مگر آنکھیں تو لیلیٰ کی سی ہیں

ان اشعار سے تمام انبیاء کرام کی شان میں عموماً اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں خصوصاً گستاخی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اسکے خلاف مسلمانوں کو جد و جہد کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۲) گراموفون کے ریکارڈوں میں قرآن پاک کی آیتوں وسورتوں کو بھرنا اور قرأت کرنے والوں کا قرأت کر کے اسکی فیس (اجرت) لینا۔ ان ریکارڈوں کا سننا سنانا، رکھنا خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۳) کسی واقعہ کا خواہ وہ فرضی ہو یا کچھ اصلیت ہو، ڈرامہ بنانا اور سینماؤں اور تھیٹروں میں تماشہ کرنا یا گراموفون کے ریکارڈوں میں بھرنا، اس قسم کے

تماشاؤں اور ڈراموں کا نام (نشان اسلام) اور نور وحدت یا اور اسی قسم کے مقدس الفاظ میں انکا نام رکھنا جس سے مذہبیت کا اظہار ہوتا ہو جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۴) گراموفون کی حیثیت ان باجوں کی جنکا شمار آلات غناو سرور میں ہے جو شرعًا حرام ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) صدق اللہ۔ اَلشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّھِیْمُوْنَ۔ یہ اشعار نہایت درجہ قبیح ہیں ایسے اشعار پڑھنا یا سننا ناجائز و حرام ہے مسلمانوں کو ضرور ایسی کوشش کرنا لازم ہے کہ ایسے رکارڈ موقوف کرائیں جائیں، جن میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا شائبہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا ریکارڈ میں بھرنا اور انکا سننا سنانا، ناجائز ہے کہ یہ باجا بطور لہو محض تفریح کیلئے بجایا جاتا ہے اور ایسے موقع پر قرآن مجید کا ریکارڈ سننا اسکی عظمت و تعظیم کے خلاف ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔ قرآن مجید پڑھکر اجرت لینا بھی ناجائز ہے نہ کہ اسلئے پڑھنا کہ رکارڈ میں بھرا جائے اور مجلس لہو میں سنایا جائے اور ہر شخص با وضو بے وضو سے چھوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) کھیل و تماشے ناجائز ہیں، کل لھو باطل وحرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) گراموفون آواز و صوت کو محفوظ کر لینے اور اس کو اعادہ کرنے کا آلہ ہے۔ جو آواز ایسی ہو کہ اسکا سننا جائز ہے گراموفون سے بھی سن سکتے ہیں اور جنکا ویسے سننا ناجائز ہے گراموفون میں بھی ناجائز۔ مگر قرآن مجید کہ ویسے اسکا سننا جائز ہے بلکہ عبادت و ثواب اور گراموفون میں ناجائز۔ کما حققہ شیخنا فی رسالۃ "الکشف الشافیا" واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ کفایت حسین رضوی صالح نگر بریلی ۴ ربیع الاول ۴۵ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید دریافت کرتا ہے کہ باجہ گراموفون میں قرآن شریف بجتا ہے انکا سننا اور بجانا جائز ہے یا کیسا؟

(۲) کوکین کی کیا تعریف ہے اس کا کھانا خریدنا فروخت کرنا کیسا ہے؟ جیسے اور نشوں کی بابت شرع نے فرمایا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) گراموفون جس مجلس میں بجایا جاتا ہے وہ لہو لعب کی مجلس ہوتی ہے اور ایسی مجلس میں قرآن مجید پڑھنا خلاف ادب ہے ایک حدیث میں ہے کہ شادی کے موقع پر ایک مرتبہ لڑکیاں دف بجا کر کچھ اشعار پڑھ رہی تھیں ایک لڑکی نے یہ مصرع پڑھا۔ وفینا نبی یعلم ما فی غد ہم میں ایک نبی ہیں جو کل کی ہونیوالی بات جانتے ہیں، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعی ھٰذہ وقولی بالذی کنت تقولین اسے چھوڑ اور جو پہلے کہتی تھی اوسکو کہہ، علماء نے ممانعت کی وجہ یہ بیان فرمائی چونکہ یہ مجلس لہو تھی ایسے موقع پر نعت شریف پڑھنے کو حضور نے ناپسند فرمایا اسیطرح قرآن مجید بھی ایسی مجلس میں پڑھنا نہ چاہئے۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۲) کوکین ایک انگریزی دوا ہے جو اعضا کو بے حس کر دیتی ہے اوسکا کھانا مثل افیون کے ناجائز اور خرید و فروخت جائز جبکہ کھانے کیلئے نہو نہ کھانے والے کے ہاتھ بیچے حدیث میں ہے نھی عن کل مسکر ومفتر کوکین اگرچہ مسکر نہیں ہے مگر مفتر ضرور ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ محمد یعقوب کامٹی

شریعت حقہ میں حقہ اور بیڑی وغیرہ کے پینے کا کیا حکم ہے؟ آیا کوئی صریح حدیث بھی اس کی ممانعت پر وارد ہے یا کہ محض مکروہ تنزیہی کی حد تک ہے

جواب حقہ صحیحہ قول مفتی بہ سے جواب دیکر مشکور فرمائیں ؟

الجواب :- اگر حُقّہ اس طرح پیا جائے کہ آدمی بیخود ہو جائے اور حواس جاتے رہیں، تو پینا حرام ہے، حدیث میں ہے۔ نہی عن کل مسکر و مُفتر۔ اور اگر یہ بات نہ ہو تو دو صورتیں ہیں، اگر پینے سے منہ میں بدبو آجائے تو یہ پینا مکروہ تنزیہی ہے اور اس کا حکم کچے لہسن و پیاز کا سا، اور اگر تازہ کرکے خوشبو تمباکو پیا جائے کہ نہ بیہوش ہو نہ منہ میں بدبو آئے، تو مباح ہے۔ اس کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔ کوئی حدیث خاص حقہ کے بارے میں نہیں ہے اور بیڑی میں بدبو ہوتی ہے لہذا مکروہ تنزیہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مرسلہ محمد عظیم اللہ محلہ چوڑی ہٹی ضلع دیناجپور

ا پیر اور التا جو ایک رنگ ہے سرخ۔ بنگالہ میں عورتیں پیر میں لگاتی ہیں، جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- عورت پاؤں میں جیسی مہندی لگا سکتی ہے۔ یہ رنگ بھی لگا سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو آٹا اور تیل ملاکر بچونکی مالش کرتے ہیں

اُلتَا - ایک گاڑھا رنگ ہوتا ہے۔ جسے عورتیں پیر اور ہاتھ کے ناخن میں لگاتی ہیں۔ یہ رنگ گاڑھا ہونے کی وجہ سے جَم جاتا ہے۔ مہندی کیطرح عورتوں کے اس کے استعمال کرنے میں حرج نہیں، لیکن تجربہ شاہد ہیکہ اُلتا کا رنگ گاڑھا ہونیکی وجہ سے ناخن تک پانی نہیں پہونچتا۔ اسلئے اگر التا کا رنگ ناخن میں لگا رہ گیا اور عورت نے وضو یا غسل کیا تو طہارت حاصل نہیں ہوگی۔ التا لگانیوالی عورتوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ جب وہ وضو یا غسل کریں تو ناخنوں سے یہ رنگ چھڑالیں۔ مسئلہ سے ناواقف ہونے کیوجہ سے عورتیں اس کا لحاظ نہیں رکھ پاتیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اُلتا نہ لگائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ آل مصطفےٰ مصباحی

یوہیں ایام شادی میں دولہا کی مالش کرتے ہیں۔ اور اکثر آٹے سے ہاتھ دھوتے ہیں۔ ان کاموں میں رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے لہذا یہ کام جائز ہیں؟ تحریری طریقے سے یا ناجائز ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب :۔ یہ مَلنا ضرورت سے ہے جائز ہے۔ اگر سرسوں کا اُبٹن مَلا جائے تو اچھا ہے، ہاتھ کی چکنائی بھوسی یا صابون سے دور کر سکتے ہیں آٹے کو بیکار ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرغ کا دستور ہے کہ سحر کو بولتا ہے جو مرغ دس بجے رات کو بولے اس مرغ کو ذبح کر ڈالا جائے یا یہ سمجھنا چاہیئے پرند ہے۔ جس وقت چاہا بولا۔ یا یہ کوئی ممنوعات سے نہیں ہے؟ بینوا توجروا

الجواب :۔ یہ کوئی قابل لحاظ بات نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرغی کا قاعدہ ہے کہ وہ مرغ کی طرح نہیں بولتی ہے، جو مرغی مرغ کی طرح بولے یہ ذبح کرلی جائے یا نہیں۔ بعض مرغی کو مرغ کی طرح بولنے سے یہ سمجھتے ہیں کہ مرغی والے کو کچھ نقصان ہوگا۔ یہ صحیح ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب :۔ نہ ذبح کرنیکی ضرورت ہے نہ نقصان پہنچنے کی کوئی اصل ہے، محض بیکار خیال ہے قابل اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ بعض مرغ جیسے عام طور سے مرغ بولتے ہیں، ایسے نہیں بولتا، جو مرغ عام مرغوں کی آواز کے خلاف بولتا ہو، اس کو ذبح کر ڈالنا چاہیئے۔ جو مرغ عام مرغوں کے خلاف بولتا ہے اسکو لوگ بُرا سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جس کا مرغ عام مرغوں کے خلاف آواز سے بولتا ہے اس کو کچھ نقصان درپیش ہونے والا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب :۔ سب بے اصل خیالات ہیں، قابل توجہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ سفر کرنا کس دن اور کس تاریخ کو بہتر ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ حدیث میں آیا ہے بارک اللہ فی السبت والخمیس، ہفتہ اور پنجشنبہ کو سفر مبارک ہے اور ممانعت کسی دن بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ ایام شادی میں جو رسوم شادی کنندہ کے بزرگوں میں چلے آتے ہیں اور وہ شرعًا ناجائز نہ ہو، ان کا کرنا درست ہے، کیونکہ بعض شخص پرانے رسموں کو چھوڑتے ہیں خواہ جائز ہوں یا ناجائز۔ نعوذ باللہ لیکن ناجائز فعل سے روکا جائیگا؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ جو حکم شرعًا ناجائز ہے اد سمیں کسی کی پیروی جائز نہیں، حکم شرع کو سب پر مقدم رکھنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ جو مسلمان عورتیں اہل ہنود کی طرح لہنگا پہنتی ہیں۔ ان عورتوں کے ہاتھ سے پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر زجرًا نہ پیا جائے تاکہ وہ یہ لباس ترک کر دیں تو اچھا ہے[1] واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از کلکتہ زکریا اسٹریٹ ۲۲ معرفت منشی عبد العزیز خاں صاحب ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر کی زوجہ کو زبردستی رکھ لیا زید کی پیروی ہر طرح بکر کرتا ہے لیکن زید چونکہ زبردست ہے زد و کوب پر آمادہ ہے، برادری کے لوگوں کو یعنی ہر مسلمان نامی کو اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اسکی پیدا لڑکی سے جو کہ زنا سے ہے اس سے نکاح جائز

---

[1] یہ حکم اُس علاقہ کے لئے ہے جہاں لہنگا ہندو عورتوں کا لباس سمجھا جاتا ہے، لیکن جن علاقوں میں ساڑی اور لہنگا مسلم عورتیں بھی پہنتی ہیں۔ اُن علاقوں کے لئے یہ حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفےٰ مصباحی

ہے کہ نہیں ؟ بینوا توجروا

الجواب :- زید سے میل جول ترک کردیا جائے جب تک وہ اپنی اس حرکت قبیحہ شنیعہ سے باز نہ آئے اور توبہ صادقہ نکرے۔ اسے شامل برادری نہ کریں اور بکر اگر اسکے فعل پر راضی ہے یعنی حد مقدور تک اپنی عورت کی روک تھام نہیں کرتا تو دیوث ہے اسکا بھی وہی حکم ہے اور اگر ہر طرح کا انتظام کرتا ہے مگر عورت باز نہیں آتی تو مجبور ہے۔ لَاتَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی[1]۔ اسکی لڑکی کی نسبت کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ زنا سے ہے جب تک بینۂ شرعیہ سے ثابت نہ ہو[2] کیونکہ وہ منکوحہ کی اولاد ہے، بہرحال اس سے نکاح جائز ہے۔ لعدم المانع۔ واللہ تعالٰی اعلم

---

[1] پ سورۂ انعام رکوع ۷ - ۱۲ [2] اور اس کی صورت صرف لعان ہے۔

بکر کی بیوی کے بطن سے جو بچی پیدا ہوئی وہ شرعًا بکر ہی کی اولاد ہے حدیث صحیح متواتر میں فرمایا گیا۔ الولد للفراش وللعاھر الحجر،، فقہاء کرام نے منکوحہ کے فراش کو فراش قوی مانا ہے اس لئے فقہاء نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا کہ ،،اگر زید مشرق کے آخری کنارہ میں ہو اور ہندہ مغرب کے آخری کنارہ میں اور بذریعہ وکالت دونوں میں نکاح منعقد ہوا۔ اور اسی حالت میں شادی کے وقت سے چھ مہینے بعد ہندہ کا بچہ پیدا ہوا تو وہ بچہ تو مجہول النسب ہوگا اور نہ ولد الزنا۔ بلکہ وہ زید ہی کا بچہ قرار پائیگا۔ درمختار میں ہے ،،قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر منذ تزوجھا لتصورہ کرامۃ أو استخداما فتح۔،، ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے ،، والحق ان التصور شرط ولذا لوجاءت امرأۃ الصبی بولد لا یثبت نسبہٗ والتصور ثابت فی المغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوۃ أو جنی اھ (۲۲ ص ۶۸۴) بلکہ اگر بکر بھی اپنی بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد کو ولد الحرام کہے۔ تو بھی ان اولاد کا نسب بکر ہی سے مانا جائیگا۔ اور بچہ صحیح النسب ہوگا۔ تاوقتیکہ شوہر اس بچے سے لعان کے ذریعہ

مسئلہ :- قیامت آنے کے بعد دوبارہ دنیا قائم ہوکر رہے گی یا نہیں؟ اگر رہیگی تو کس طرح کی رہے گی؟ بینوا توجروا۔

الجواب :- دنیا قیامت سے پہلے ختم ہوجائیگی۔ اب آخرت ہے اور یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- بعد مردن ہر انسان اپنے اعزہ واحباب سے ملتا ہے جو فوت ہوچکے ہیں ان سے یا نہیں؟

الجواب :- اگر دونوں ایک قسم کے ہیں، تو ملتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- جو انسان فوت ہوجاتا ہے یہ انسان اپنے فوت شدہ عزیزوں سے ملتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب :- ملتا بھی ہے اور نہیں ملتا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- دعوت ولیمہ جو نہ کرسکے بوجہ غریبی کے اس پر الزام ترکِ سنت تو نہیں ہے؟ بینوا توجروا

الجواب :- دعوت سنت کیلئے کسی زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں اگر دو چار

بقیہ حاشیہ ص ۲۲۳ کا۔ انکار نہ کرے۔ اور حاکم یا قاضی اس بچہ کا نسب شوہر سے منقطع نہ کردے، رد المحتار میں ہے۔ رد الفراش قوی وھو فراش المنکوحۃ فانہ فیہ لا ینتفی إلا باللعان (ج ۲ ص ۶۸۴ فصل فی ثبوت النسب) درمختار میں ہے، وان قذف الزوج بولد حی نفی الحاکم نسبہٗ عن ابیہ والحقہ بامہ بشرط صحۃ النکاح، رد المحتار میں ہے۔ ای لابد أن یقول قطعت نسب ھذا الولد عنہ بعد ماقال فرقت بینکما کما روی عن ابی یوسف وفی المبسوط ھذا ھو الصحیح لانہٗ لیس من ضرورۃ التفریق نفی النسب کما بعد الموت یفرق بینھما ولا ینتفی النسب بحر عن النہایۃ (ج ۲ ص ۶۴۰ باب اللعان) لہذا صورت مستفسرہ میں وہ بچی شرعاً بکر ہی کی اولاد ہے اس سے نکاح جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفےٰ مصباحی

اشخاص کو کچھ معمولی چیز اگرچہ پیٹ بھرنہ ہو اگرچہ دال روٹی چٹنی روٹی ہو۔ یا اس سے بھی کم کھلاویں سنت ادا ہو جائیگی۔ اور کچھ بھی استطاعت نہ ہو تو کچھ الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ استطاعت ہوتے ہوئے دعوت ولیمہ نہ کریں اس پر ترکِ سنت کا الزام ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ الزام ہے [1] واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ زید کو بکر کے نابالغ بچوں سے خدمت لینا چاہئے یا نہیں؟ بغیر اجازت بکر یا باجازت بکر؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ اگر مقصود اُوس کو کام سکھانا اور تجربہ کار اور مہذب کرنا ہے تو لے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ معلم صاحب کے پاس جو نابالغ بچے پڑھتے ہیں ان بچوں سے معلم اپنی خدمت لے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ لے سکتا ہے جبکہ مقصود صحیح ہو [2] واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] حدیث میں فرمایا۔ أولم ولو بشاة (مشکوٰۃ باب الولیمہ ص ۲۷۸) ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے کرو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب، حضرت صفیہ، حضرت ام سلمہ وغیرہا کا ولیمہ کیا۔ لوگوں کو دعوتیں کیں۔ لہٰذا ولیمہ سنت ہوا۔ تو استطاعت ہوتے ہوئے ولیمہ نہ کرنا بلاشبہ ترکِ سنت ہے۔

[2] مقصود صحیح ہو تو معلم نابالغ طالب علم سے خدمت لے سکتا ہے، لیکن اسکا بھرا ہوا پانی جو شرعاً اسکی ملک ہو جائے، معلم کیلئے جائز نہیں کہ وہ اس پانی کو پئے یا وضو کرے یا کسی کام میں لائے یہ صرف نابالغ کے ماں باپ اور جس کا وہ نوکر ہے ان ہی کیلئے جائز ہے۔ غیروں کو اس پانی کا استعمال نابالغ کی اجازت سے بھی جائز نہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ نے بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۵ پر۔ اس مسئلے کی صراحت یوں فرمائی ہے،

مسئلہ (۱) جھولا جھولنا جیسا عام رواج میں ہے، ماہ ساون میں سب مرد عورتیں جھولا کرتے ہیں۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

مسئلہ (۲) بچے رویا کرتے ہیں ان بچوں کو جھولا ڈالکر جھولانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) اگر مقصود تندرستی وصحت ہے درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) ایک شخص نے فرمایا ہے کہ اہلبیت جس وقت حوالات میں بند تھے اس وقت یزید پلید نے مستنجا کھانا اہلبیتوں کے واسطے بھیجا تھا، جس کو کھچڑا کہتے ہیں یعنی حلیم اور یہ حلیم کھانے کی بنار ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

مسئلہ (۲) اہل ہنود سے کچا گوشت منگوا کر کھانا درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) بالکل بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) اگر وہ نوکر ہے تو منگوا سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ حافظ محمد عثمان صاحب سکرٹری صوبہ خلافت کمیٹی محلہ سرائے حکیم۔

بقیہ حاشیہ ص ۲۲۵ کا۔ مسئلہ۔ نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعًا اس کی ملک ہوجائے اسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جسکا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دیدے اگر وضو کر لیا جائے تو وضو ہوجائیگا اور گنہگار ہوگا یہاں سے معلمین کو سبق لینا چاہئے کہ اکثر وہ نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں اسی طرح بالغ کا بھرا ہوا بغیر اجازت صرف کرنا بھی حرام ہے۔

آج کل عام لوگوں کیطرح مدرسین حضرات بھی احتیاط کم کرتے ہیں اور خدمت کے جواز کے نام پر نابالغ کا بھرا ہوا مملوک پانی استعمال کرواتے ہیں۔ اگر انھیں نابالغ کے بھرے ہوئے پانی استعمال کی ضرورت ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً سال بھر کیلئے اسے اجرت پر نوکر رکھ لیں۔ یا پھر اس کا بھرا ہوا پانی خرید کر استعمال کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مصباحی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایام محرم میں اہل بیت شہدائے کربلا کی تربتیں بناکر نکالنا اور شاہ راہ عام پر ماتم کرتے ہوئے لیجاکر مسلمان مردہ کی میت کیطرح زمین میں دفن کرنا اہانت اسلام اور توہین اہلبیت ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۲) اذان میں یا صلوٰۃ میں (علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفۃ بلافصل) کے الفاظ استعمال کرنے سے اہانت خلفاء ثلاثہ ہے یا نہیں؟

الجواب (۱) اس طرح تربت نکالنا بدعت قبیحہ وناجائز ہے اور ماتم کرنا بھی حرام ہے حدیث میں آیا ہے۔ نہی عن ضرب الغدود وشق الجیوب۔ ایسی حرکتوں سے مسلمانوں کو باز آنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) بلاشبہ یہ لفظ بلافصل کھلا ہوا تبرا اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غاصب ٹھہرانا ہے نہ صرف خلفائے ثلاثہ بلکہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھلی ہوئی توہین ہے کہ انھوں نے انکی خلافت کو جبکہ وہ ناجائز تھی کیوں قبول فرمایا اور کیوں بیعت کی؟ انھوں نے اپنے قول وفعل سے معاذ اللہ حسب زعم قائل باطل کی اعانت کی اور ایسا کہنے والا یقیناً انکی توہین کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایک عورت پر جب کبھی آسیب سوار ہوتی ہے تو بیہوش ہوجاتی ہے اور کھولکر ابھوانے لگتی ہے۔ اسوقت اس سوال پر کہ تو کون ہے۔ جواب دیتی ہے کہ میں فلاں ہوں۔ اور یہ نام اسکے خاندان محلہ ٹولہ میں سے کسی عورت کا ہوتا ہے۔ یہاں آسیب سنکر اقرار کرتی ہے۔ اسی وقت اس کے گھر جاکر دیکھا جاتا ہے تو وہ اپنے گھر کے کاروبار میں مصروف رہتی ہے اب یہ عورت ٹونہن مشہور ہوجاتی ہے۔ حالانکہ اس نے جادو ٹونا نہ کبھی سیکھا نہ جانا، نہ کیا۔ وہ ہزار طرح اپنی صفائی کرتی ہے۔ مگر کوئی نہیں مانتا اس میں

بڑے بڑے جھگڑے اور فسادات ہوتے ہیں، تب علماء سے اسکی تحقیق کیگئی تو علمائے اہلسنت والجماعت نے کہاکہ آسیبی شکایت ہے۔ جن وشیاطین کے مرد وعورت یا مردہ کی ارواح خبیثہ کا تسلط ہوتا ہے۔ فتاوی عزیزی وغیرہ سے ثابت ہے کہ یہ لوگ ہوا بنکر حلول اور سرایت کرتے ہیں اور اپنا نام و پتہ بتا سکتے ہیں۔ مگر کوئی انسانی عورت جو زندہ ہو اور اپنے گھر کاروبار میں مصروف ہو وہ جادو و ٹونا کے زور سے ہرگز مسلط نہیں ہو سکتی۔ اسمیں انقلاب حقیقت ہے اور یہ محال ہے۔ جادو کا صرف اتنا اثر ہو سکتا ہے۔ کہ جس پر کیا جائے وہ کسی دکھ درد میں مبتلا ہو جائے لیکن انسانی عورت کا ہوا بنکر مسلط ہو جانا اور بولنا اور اسی وقت اپنے گھر کاروبار میں مصروف ہو یہ شرعًا کہیں سے ثابت نہیں اس پر جاہلوں کو کسی طرح یقین نہیں آتا۔ لہذا صرف اتنا سوال ہے کہ عالم صاحب صحیح کہا یا غلط۔ شرعی تصریحات سے ہمزاد کا ثبوت ہے یا نہیں؟ اور ٹونہن یعنی جادوگر عورت کا ہمزاد مسلط ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ آسیب جن کی ایک قسم ہے جو کسی انسان پر مسلط ہو کر اوسے ایذا دیتا ہے، یہ اس وقت ہے کہ واقع میں کسی پر آسیب کا تسلط ہو۔ ورنہ اس زمانہ میں بہت سی عورتوں کو اور بعض مردوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ حقیقتًا آسیب زدہ نہیں ہیں۔ لوگوں کو پریشان کرنے کے لئے آسیب زدہ ہونا ظاہر کرتے ہیں اور بنتے ہیں اور آسیب زدہ میں دو صورتیں ہوتی ہیں کبھی تو وہ آسیب خود ہی مسلط ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض اعمال کے ذریعہ جن کو لوگ مسخر کر لیتے ہیں اور یہ مسخر کرنے والے اسے حکم دیتے ہیں کہ فلاں پر مسلط ہو جا۔ اوسکے کہنے سے مسلط ہو جاتے ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ اوسی آسیب نے جسکا نام بتایا ہو اوسے خوامخواہ متہم کیا جائے اور اسی کا بھیجا ہوا سمجھا جائے کہ

اوّلاً تو اسی میں شبہہ ہے کہ یہاں آسیب ہے، ہو سکتا ہے کہ بناوٹ ہو اور اگر آسیب ہو بھی تو یہ یقینی بات ہے کہ آسیب بکثرت جھوٹ بولتے ہیں ہر عامل اس کو جانتا ہے اور اس قسم کا اسکو سابقہ پڑتا ہے۔ لہذا صرف اسکے کہدینے سے ہرگز یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ یہ سچا ہے اور انہی کا بھیجا ہے خصوصًا کسی مسلمان عورت پر ایسی تہمت رکھنا اور خصوصًا ایسے وقت جبکہ باعتبار دین و دیانت بہتر حالت رکھتی ہو۔ محض آسیب زدہ کے کہدینے سے اس پر تہمت رکھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسئلہ:۔ از برہان پور ضلع کھنڈوا محلہ سنوارہ مرسلہ عبد الرب ولد غلام محمد صاحب ۲۲ رجمادی الثانی ۱۳۸۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں کسی پیش امام نے اپنی حاجت روائی کیلئے اگالدان رکھا اور اسمیں تھوکا تو ایسا شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مسجد میں اگالدان رکھا ہے تو تھوک سکتا ہے مگر بلا ضرورت نہ تھوکے یعنی اگر باہر جاکر تھوکنے میں دقت نہ ہو تو یہ بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بلیا درزی چوک بازار مرسلہ محمد عمرو صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے لڑکے کا ختنہ کرنا چاہتا ہے جس میں چند لوگوں کو دعوت دیکر کھانا کھلانا چاہتا ہے مگر بکر کہتا ہے کہ ختنہ کا کھانا کھانا ناجائز ہے، کیونکہ یہ تو اپریشن ہے اس مسئلہ کو صاف طور سے تحریر کریں؟

الجواب:۔ ختنہ سنت ہے اور شعار اسلام سے ہے اس لئے لوگ اسکو سنت اور مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ اسکو آپریشن کہنا غلطی اور جہالت ہے۔ اس میں خوشی کرنا، مٹھائی بانٹنا، اعزہ واحباب کی دعوت کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از کلکتہ ذکریا اسٹریٹ ۲۲ مرسلہ مولوی احمد خان سلمہ یکم ذی الحجہ
ناپاک کپڑے مشرک دھوبی سے دھلوائے گئے تو پاک ہوگئے یا نہیں؟
جبکہ دھوبی یہ کہے کہ اس نے حوض کبیر میں ایک دفعہ دھویا ہے؟

الجواب:۔ دھوبی چونکہ اجیر ہوتا ہے اور اس کی بات ایسے معاملات میں معتبر ہوتی ہے[1]۔ اس کا یہ قول معتبر ہے کہ آب کثیر میں دھویا ہے اکپڑے پاک ہونے کا حکم دیا جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولانا مولوی غلام محی الدین الجیلانی صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ ۲۹ ر ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ
جمار کے متعلق فرمایا ہے کہ گابھا کو کہتے ہیں۔ کیا کھجور کا گابھا کھایا جاتا ہے
علامہ عینی نے یہ تحریر فرمایا ہے "شحم النخیل ھو الذی یوکل منہ" عینی جزء اول ص۴۴۴
اس سے مفہوم یہ ہوتا ہے نہ نفس گھابھا کھایا جاتا ہے۔
بار بار عریضہ حاضر کرنا ممکن ہے کہ بار خاطر ہو لیکن اگر حضور کی خدمت میں اپنی حاجات پیش نہ کی جائیں تو پھر کس کے دروازہ پر جائیں۔
تیرے ٹکڑے سے پہلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال۔ یا جھڑکیا کھائیں کہاں چھوڑ کر ٹکڑا تیرا دو شنبہ تک جواب عنایت فرما دیا جائے۔

الجواب:۔ جمار یعنی کھجور کا گابھا کھایا جاتا ہے چنانچہ امام بخاری کتاب البیوع میں فرماتے ہیں باب بیع الجمار و اکلہ اور اسکے تحت میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ذکر کرتے ہیں کنت عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو یاکل جمارا

---

[1] معاملات میں کافر کا قول معتبر ہے، دیانات میں نہیں۔ در مختار میں ہے۔ إن خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات۔ ج۵ ص۲۴۲ کتاب الحظر والاباحۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ آل مصطفےٰ مصباحی

اور کتاب الاطعمہ میں بھی باب اکل الجمار ذکر کرتے ہیں اور سنا ہے کہ کھانے میں لذیذ ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ محی الدین عرف لعل محمد ڈاکخانہ قصبہ منڈوا ضلع فتح پور مورخہ ۲۵ رجمادی الاول ۱۳۵۵ھ

حضرات علمائے اکرام اہلسنت والجماعت اس ذیل میں کیا ارشاد فرماتے ہیں زیادہ گنہگار زانی ہے یا حرامی۔ حرامی کی بخشائش ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ گنہگار زانی ہے اسکی اولاد پر اس کے زنا کا گناہ نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی حدیث میں ہے لایجنی الوالد علی ولدہ توبہ اگر سچی ہو تو ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے حدیث میں ہے التائب من الذنب کمن لاذنب لہ اور توبہ نہ کی ہو جب بھی یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اسکی مغفرت نہیں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ مولانا حشمت علی صاحب لکھنوی محلہ بھورے خاں پیلی بھیت ۱۸ رجمادی الثانی ۵۵ھ

مٹی یا چینی یا لکڑی یا چکڑے کے کھلونے جو جاندار کی تصاویر کے مجسمے ہوں بچوں کو خرید کر دینا کہ وہ کھیلیں، اٹھائیں، پٹکیں، جہاں چاہیں رکھیں۔ مگر خود ان کھیلوں کی حفاظت نہ کیجائے نہ ان کو زینت کے طور پر رکھا جائے جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتب فقہیہ سے اس کا ثبوت کیا ہے؟ اور حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلہ میں کیا مسلک ہے؟ اور اس مسلک کا پتہ کس رسالہ میں ملے گا۔؟

مسئلہ (۲) تانبے پیتل لوہے کے یا سونے چاندی کے سوا کسی اور دھات

کے بوتام بغیر زنجیر کے جائز ہیں یا نہیں؟ کوئی فقہی جزئیہ بھی تحریر کیا جائے رسالہ مبارکہ "الطیب الوجیز" میں سونے چاندی کے بٹنوں کا حکم تو مصرح ہے مگر ان کا حکم کچھ نہیں تحریر فرمایا؟

الجواب (۱) مٹی کے کھلونوں کی بیع صحیح نہیں کہ یہ مال متقوم نہیں۔ تنویر الابصار میں ہے۔ اشتری ثورا او فرسا من خذف لاستئناس الصبی لا یصح ولا یضمن متلفه، لوہے پیتل تانبے کے کھلونوں کی بیع جائز ہے کہ یہ چیزیں مال متقوم ہیں، ردالمحتار میں ہے۔ قوله من خذف ای طین قال قید به لانها لو کانت من خشب او صفر جاز اتفاقا فیما یظهر لامکان الانتفاع بها وحررہ اھ وھو ظاھر چینی کے کھلونوں کے متعلق فقیر کا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ ان کی بھی بیع ناجائز ہوگی کہ لہو سے قطع نظر کرتے ہوئے ان چیزوں کی بھی کوئی قیمت نہیں معلوم ہوتی لہذا تقوم ان میں نہیں اور بیع کا مدار تقوم پر ہے، ردالمحتار میں مٹی کے کھلونے تلف کرنے والے پر ضمان نہ ہونے کی علت یہ بیان کی کہ کانه لانه آلة لهو، اس کی وجہ یہ ہے کہ آلۂ لہو ہے اس پر سوال وارد ہوتا ہے کہ سارنگی ستار بھی آلہ لہو ہیں اور ان کے توڑنے والے پر محض لکڑی کی قیمت کی قدر کا ضمان ہوتا ہے، لہذا آلۂ لہو ہونا عدم ضمان کا کیونکر سبب ہو سکتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ان اشیاء کی قطع نظر لہو کے ایک قیمت ہے اور مٹی کے کھلونوں کی تلہی سے قطع نظر کرتے ہوئے کوئی قیمت نہیں، ردالمحتار کی عبارت یہ ہے۔ ولا یقال فیها نحو ما قیل فی عود اللهو من انه یضمن خشبا لا لهبا علی احد القولین لانه لا قیمة لهذه الاشیاء اذا قطع النظر عن التلهی بها۔ اس سوال وجواب سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قطع نظر از تلہی شے کی قیمت ہونے کا لحاظ ہے، ورنہ تلہی کے لحاظ سے تو مٹی کے کھلونوں کی بھی قیمت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

پیتل کے کھلونوں کی بیع جائز ہے کہ وہ فی نفسہ مال متقوم ہے جب علت یہ ہے تو چینی کی بھی اسی پر قیاس کیا جائے، اگر کھلکڑے کے کھلونوں کی قطع نظر از تلہی کوئی قیمت ہو تو بیع جائز ہے ورنہ ناجائز۔ رہا یہ امر کہ ان کھلونوں کا بچوں کو کھیلنے کیلئے دینا اور بچوں کا ان سے کھیلنا یہ ناجائز نہیں کہ تصویر کا بروجہ اعزاز مکان میں رکھنا منع ہے نہ کہ مطلقاً یا بروجہ اہانت بھی۔ اسلئے عبارت منقولہ بالا ردالمحتار از طحطاوی میں لکڑی یا پیتل کے کھلونوں کی بیع جائز فرمائی۔ حالانکہ جاندار کی تصویر یہ بھی ہیں بلکہ درمختار میں فرمایا۔ وفی آخر حظر المجتبیٰ عن ابی یوسف یجوز بیع اللعبۃ وان یلعب بہ الصبیان۔ معلوم ہوا کہ ان کا تصویر ہونا وجہ عدم جواز بیع نہیں ردالمحتار میں ہے ونسبہ الی ابی یوسف لاتدل علی ان الامام یخالفہ لاحتمال ان یکون لہ فی المسئلۃ قول فافہم۔ بلکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گڑیاں تھیں اور وہ ان سے کھیلتی بھی تھیں بلکہ ایک گڑیا گھوڑے کی شکل کی تھی جسکے بازو بنا رکھے تھے، اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ العزیز سے ان کی خریداری کے متعلق سنا مجھے یاد نہیں ہے کھیلنے کی نسبت یاد ہے کہ بچوں کو کھیلنے کیلئے کھلونے دینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) سونے چاندی کے بٹن اس وجہ سے جائز ہیں کہ یہ ملبوس نہیں ہیں۔ بلکہ توابع لباس سے ہیں۔ لہٰذا دوسری دھات کے بٹن بھی اسی علت مشترکہ سے جائز ہیں کہ دوسری دھاتوں کا پہننا منع ہے بلکہ انکا حکم سونے چاندی سے اخف ہے، کہ سونے چاندی کا استعمال صرف ایک مخصوص صورت کے علاوہ مطلقاً ناجائز ہے اور دوسری دھاتیں سوا پہننے کے ہر طرح استعمال کر سکتے ہیں ان کے برتنوں میں کھا، پی سکتے ہیں۔ سرمہ دانی، سلائی، تیل وغیرہ کی پیالیاں قلم دوات وغیرہا تمام اشیاء کو استعمال کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ مولوی نور محمد صاحب جتوڑی مسجد وزیر خاں پنجاب لاہور
۲۵ رجادی الثانی ۵۵ھ

ایک کمپنی نئی کلکتہ میں کھلی ہے جو اپنے فارم کو اس طرح دیتی ہے پہلے فارم پر نام درج کراکر ایک روپیہ روانہ کرو، فارم کے ملنے پر چہار فارم روانہ کئے جائیں گے، ان چار فارموں کو ایک ایک روپیہ میں بیچ کر کمپنی کو فارم جس میں خریدنے والے کے نام ہوں اور چار روپئے روانہ کرو۔ فارم بھیجنے پر کمپنی ان چاروں شخصوں کے نام فارم چار چار روانہ کرے گی۔ وہ بھی ایک روپیہ میں فروخت کریں۔ اسی طرح سلسلہ بسلسلہ ایک ہزار چوبیس فارم فروخت ہونے کے بعد کمپنی ایک ہزار چوبیس روپئے متعدد مرتبہ کرکے دینے کا وعدہ کرتی ہے جنھوں نے اس کام کو انتہا کو پہنچایا انھیں روپئے مل رہے ہیں اس کمپنی کا یہ بھی اعلان ہے کہ سلسلہ منقطع نہیں ہونا چاہئے۔ منقطع ہونے پر روپیہ نہیں روانہ کیا جائیگا۔ اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ جوا وغیرہ تو نہیں ہے ؟

الجواب :۔ یہ جوا اور حرام ہے کہ ایک روپیہ دیکر اس رقم کثیر کے ملنے کی خواہش ہوتی ہے اور اسکے ملنے نہ ملنے دونوں کا احتمال ہوتا ہے، اگر فارم فروخت ہوگئے تو رقم ملے گی ورنہ روپیہ گیا اسمیں شرکت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ منظور علی ۸۲ صدر بخشی لین ضلع ہوڑہ ۸ ذیقعدہ ۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ ایک شخص مسمٰی حاجی محمود جو معمولی فارسی وارد وداں ہیں اور علم عربی سے بالکل ناواقف ہیں حتیٰ کہ میزان ومنشعب بھی نہیں پڑھی ہے جہالت کا یہ عالم ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہٗ کے فتوی مثلاً

مسائل نوٹ وحقہ نوشی واذان ثانی وغیرہ کی تحقیق کو محض اپنی جہالت سے غلط وناصواب بتاتا ہے، خودرائی وخود پرستی اور جہالت یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ مسئلہ مفتی بہ بین الفقہاء کہ اگر مسافر نیت سفر کو کسی تیز سواری سے کم مدت میں طے کرے جب بھی مسافر ہے، اس مسئلہ کا انکار کرتا اور اپنے اجتہاد کو دخل دیتا ہے۔ کیا ایسا شخص جو اتنا کم علم اور علم دین سے نابلد ہو وہ قرآن پاک کی تفسیر بزبانی اردو لکھ سکتا ہے اور اسکا یہ ارادہ صحیح اور جائز ہے۔ اور ہم عوام کو اسکی لکھی ہوئی تفسیر کا دیکھنا جائز ہے؟ اور ہم لوگوں کو روپیہ پیسہ سے تفسیر کے لکھنے کیلئے اسکی اعانت صحیح اور درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ تفسیر قرآن مجید نہایت اہم کام ہے اسکے لئے بہت کچھ اپنی معلومات کی ضرورت ہے اصول وفروع میں ماہر ہو، ناسخ ومنسوخ کو جانتا ہو، اقوال علماء کی خبر رکھتا ہو، جو کچھ کہتا ہو اسکے ماخذ پر مطلع ہو۔ جب تک تمام ضروریات سے واقف نہ ہو۔ اس راہ دشوار گزار میں چلنا خطرہ سے خالی نہیں۔ مہلکہ میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہے حدیث میں فرمایا ہے۔ من قال فی القرآن برائہ فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کہا وہ جہنم کو اپنا ٹھکانا بنالے دوسری روایت میں ہے من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار جو قرآن میں بغیر علم کے کہے وہ جہنم کو اپنا ٹھکانا بنالے۔ رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من قال فی القرآن برائہ فاصاب فقد اخطاء جو قرآن میں اپنی رائے سے کہے اگر اس نے صحیح کہا جب بھی غلطی کی۔ رواہ الترمذی وابوداؤد عن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بالجملہ ایسا شخص جس کا حال سوال میں ذکر کیا، ہرگز اس قابل نہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھے اور اگر اپنی بدبختی سے ایسا کرے

تو اسکی کتاب عوام کیلئے دیکھنا جائز نہیں۔ کہ عوام اوس مضمون کو قرآنی حکم سمجھینگے اور بہت ممکن ہے کہ وہ غلط ہو اور یہ دیکھنے والے گمراہ ہوں حدیث میں ہے فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا۔ بغیر علم حکم شرع بتا کر خود وہ گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے۔ جب ثابت ہوا کہ ایسے کو تفسیر لکھنا ناجائز ہے تو روپئے پیسے سے اوسکے لکھنے میں مدد دینا بھی ناجائز ہے قال اللہ تعالیٰ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ماروار جنکشن مرسلہ غلام احمد قادری رضوی امام مسجد ۵ رجب ۵۶ھ

ایک آیت شریف کا مطلب خیال میں نہیں آتا ہے، وہ آیت شریفہ یہ ہے سورہ مائدہ رکوع اوّل وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ۔ تیروں سے کیسے قسمت دریافت کرتے تھے۔ اور تیر بھی وہ جو ازلام کہلاتے ہیں کہ ان سے شکار ہو نہیں سکتا غرض میں اس آیت شریفہ کے فہم سے عاجز ہوں؟

الجواب:۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین عرب تیروں کے ذریعہ سے قسمت میں کیا لکھا ہے، اسے دریافت کرتے تھے، تجارت یا نکاح یا کوئی کام کرنا ہوتا تو تین تیر لیتے ایک پر لکھا ہوتا، امرنی ربی دوسرے پر نہانی ربی لکھا ہوتا اور تیسرے پر کچھ نہ ہوتا ان تیروں کو ترکش میں ڈالتے اور ان میں سے ایک نکالتے اگر پہلا تیر نکلتا تو اوس کام کو کرتے اور دوسرا نکلتا تو نہیں کرتے اور تیسرا نکلتا تو دوبارہ پھر ڈالکر نکالتے۔ اون کے یہاں فال نکالنے کا یہ طریقہ تھا قرآن مجید نے اوس کو حرام قرار دیا، جس طرح سے اس زمانہ میں بھی بہت سے بیہودہ طریقے فال نکالنے کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسئلہ (۱) مرسلہ شیخ عبد الحفیظ صاحب قادری رضوی از جائس محلہ شیخانہ ضلع رائے بریلی ۲۶، ذی الحجہ ۵۶ھ

کیا ارشاد ہے شریعت مطہرہ کا مسائل ذیل میں۔
کیا بوجہ حدیث عینیت مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں ؟

مسئلہ (۲) ایک طوائف کچھ روپیہ مرمت مسجد یا کسی کار خیر میں دینا چاہتی ہے اور روپیہ ناجائز طریقہ سے جمع کیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں مرمت مسجد یا کسی کار خیر میں لیا جا سکتا ہے ؟

الجواب (۱) :۔ حدیث عینیت سے کون سی حدیث مراد ہے۔ اس عنوان سے کوئی حدیث معروف و مشہور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) حرام مال سے نیک کام نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث میں ہے ولا یقبل اللہ الا الطیب ایسے مال کو فقراء و مساکین پر صرف کر دیا جائے، نہ بہ نیت تصدق بلکہ اس حیثیت سے کہ جس کا کوئی مالک نہ ہو وہ حق فقراء ہے اب یہ چاہیں تو اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ میں صرف کر سکتے ہیں کہ اب اس کی حرمت جاتی رہی، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ مولوی حافظ عبد العزیز صاحب صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ وہابیہ حضور کے علم غیب کی نفی میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں بر تقدیر صحت حوالہ جواب مرحمت ہو، درمختار میں ہے تزوج بشادۃ اللہ ورسولہ لم یجز قیل یکفر ردالمحتار میں ہے۔ قولہ قیل یکفر لانہ اعتقد ان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب۔ شرح ملتقی میں ہے لانہ ادعی ان الرسول عالم الغیب۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلم المغیبات من

الاشیاء الا ما اعلمہ اللہ تعالیٰ احیاناً وذکر الحنیفۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب معارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ، اخیر عبارت میں تو جمیع مغیبات اور علم ذاتی کی نفی معلوم ہوتی ہے کیونکہ احیاناً کا خود احتراز ہے اور آیت سے معارضۃ مانا ہے لیکن پہلی عبارتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضور کے عالم الغیب ہونیکا اعتقاد کفر ہے۔ تو کیا اس سے بھی جمیع مغیبات غیر شاہبہ یا علم ذاتی مراد ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا قرینہ ہے؟ حنیفہ کا کوئی قول جو حضور کے علم غیب عطائی کا مثبت ہو یا جمیع ما کان وما یکون کا۔ تو تحریر فرمائیں؟

الجواب:۔ عبارت در مختار یہ ہے، تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز بل قیل یکفر واللہ اعلم۔ اس عبارت میں حکم کفر کی بنا اگر علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو تو یقیناً اوس علم سے علم ذاتی ہی مراد ہوگا۔ اسی وجہ سے اس قول کے ضعف کی طرف اشارہ کیا اور صیغۂ تمریض قیل ذکر کیا، کیونکہ کفر کی بنا علم غیب ذاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت پر نکاح کرنا غیب ذاتی کے اعتقاد کا ثبوت نہیں، اور مجرد احتمال حکم کفر کے لئے کافی نہیں بلکہ جب تک ایسا اعتقاد ثابت نہ ہو کسی مسلم کی طرف اس کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔ ردالمحتار کی عبارت میں لفظ عالم الغیب قرینہ ہے اس امر کیلئے کہ کفر اوسی صورت میں ہے جب علم غیب ذاتی مراد ہو، اسلئے کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے، غیر خدا پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اور اوس کا علم ذاتی ہے، محیط ہے کہ کوئی ممکن و معدوم کنہ واجب وغیرہا اوس سے خارج نہیں۔ لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ اس قسم کے علم کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے اثبات کفر ہے، اس مقام پر وہابیہ کا ردالمحتار کا

حوالہ دینا کمال بے حیائی اور بددیانتی ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ تو اولیا کے لئے بھی علم غیب ثابت کرتے ہیں۔ پھر سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ثابت کرنے والے کو کیونکر کافر کہہ سکتے ہیں، وہابیہ کی خباثت ظاہر کرنے کیلئے رد المحتار کی پوری عبارت جو اس مقام پر تحریر فرمائی ہے نقل کر دینا ہی کافی ہے اوسی سے معلوم ہو جائیگا کہ اس مقام پر وہابی نے عبارت میں کیا کچھ قطع و برید کی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔ قولہ قیل بکفر لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لایکفر لأن الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال تعالیٰ عٰلِمُ الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً إلّا من ارتضیٰ من رسول اھ قلت بل ذکروا فی کتب العقائد أنّ من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلۃ المستدلین بہذہ الآیۃ علی نفیہا بان المراد الاظہار بلاواسطۃ والمراد من الرسول الملک أی لا یظہر علی غیبہ بلاواسطۃ الا الملک أما النبی و الاولیاء فیظہرہم علیہ بواسطۃ الملک أوغیرہ وقد بسطنا الکلام علی ہذہ المسألۃ فی رسالتنا المسماۃ سل الحسام الہندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی فراجعہا فان فیہا فوائد نفیسۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم[1]۔ اس عبارت کو غور سے دیکھئے معلوم ہو جائیگا کہ علامہ سید ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کس قوت کے ساتھ حضور بلکہ جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ اولیاء کیلئے علم غیب ثابت فرماتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

[1] درمختار وردالمحتار ج ۲ ص ۳۰۰ کتاب النکاح مطبع رشیدیہ پاکستان ۱۲ مصباحی

علمِ غیب میں تمام مدعیان اسلام یہاں تک کہ معتزلہ بھی متفق ہیں۔ اگر اختلاف ہے تو اولیاء کے علمِ غیب میں اختلاف ہے، معتزلہ اسکے منکر ہیں اور اہل سنت اسکے بھی مدعی ہیں۔ وہابیہ تو معتزلہ سے بھی بدرجہا بدتر ہیں کہ نہ صرف اولیاء بلکہ انبیاء بلکہ سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام سے علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کی بھی پوری عبارت یہ ہے[1]۔ وعن القاسم الصفار هو كفر محض لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب وهذا كفر وفي التاتارخانيه انه لا يكفر لان بعض الاشياء يعرض على روحه عليه السلام فيعرف بعض الغيب قال الله تعالى علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول۔ شرح ملتقی کی عبارت کا بھی مطلب یہی ہے کہ حکم کفر اوس وقت صحیح ہوسکتا ہے کہ علمِ غیب ذاتی کا معتقد ہو اور یہ کہ حضور کا علم جملہ معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہو۔ اور مطلقًا کا اعتقاد اس خاص کے اعتقاد کو مستلزم نہیں، ہوسکتا ہے کہ بعض کا معتقد ہو اور اونکو باعطائے الٰہی مانتا ہو، یہ کفر کیونکر ہوسکتا ہے۔ بلکہ یہ عین ایمان ہے کہ قرآن مجید اوس کے ثبوت پر شاہد ہے۔ شرح فقہ اکبر اس وقت موجود نہیں ہے ممکن ہے کہ اوسکی عبارت میں بھی کچھ خیانت ہو اگر عبارت یہی ہو جب بھی ہمارے لئے مضر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ حاجی عبد الغفور صاحب انجمن اشاعت الحق بازار سدانند بنارس یکم محرم ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیہ غیر مقلدین جو

---

[1] اس سے پہلے یہ عبارت ہے۔ تزوّج إمرأة بشهادة الله تعالى ورسوله لا يجوز النكاح وعن قاسم الخ، مجمع الانہر ج ا ص ۱۶۱ کتاب النکاح۔ مصباحی

تقلید ائمہ اربعہ کو حرام جانتا ہے اور دہلی والے اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان وصراط مستقیم وغیرہ کو حق وہدایت جانتا ہے، ایسے غیر مقلدین کو سنی حنفی اپنے مدرسے میں پڑھائیں تو کیسا ہے؟ اور ایسے کو قاری یا مولوی کی سند دینا کیسا ہے؟ اور ایسا کرنا وہابیہ غیر مقلدین کی عزت ہوئی یا نہیں۔ اور انکی عزت کرنا کیسا ہے اور ایسے کو عزت دینے والے اراکین ومدرسین کیسے ہیں۔ اور کس درجہ کے مجرم ہیں؟ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب:۔ فرقہ غیر مقلدین گمراہ فرقہ ہے جس کی بدعت وگمراہی ظاہر وباہر ہے علمائے اہلسنت نے اوسکی گمراہی وبدعقیدگی اپنی کتابوں میں واضح طور پر بیان کر دی ہے۔ تقویۃ الایمان جس کا نام رکھا گیا ہے وہ حقیقتًا تفویۃ الایمان ہے اس میں بہت سی باتیں ایمان واسلام کے خلاف ہیں بلکہ بکثرت کفریات ہیں جو الکوکبۃ الشہابیہ کے مطالعہ کے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور صراط مستقیم میں اسمٰعیل دہلوی نے جو شان رسالت میں بکا ہے اس کو کوئی مسلمان گوارہ نہیں کر سکتا۔ جن کے ایسے گندے عقائد ہوں اونکی صحبت میں بیٹھنا اون سے میل جول رکھنا ہرگز جائز نہیں اہلسنت اونکو اپنے مدرسے میں پڑھائیں اوسکی دو صورتیں ہیں اگر وہ اپنے باطل عقائد میں پختہ نہیں ہے اور امید ہے کہ اوسکے عقائد درست ہو جائینگے تو پڑھانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر عقائد میں پختہ ہے راہِ راست پر آنے کی امید نہیں تو بمقتضائے حدیث ایاکم وایاھم اون سے دور رہو اونکو دور کرو، ایسوں کو تعلیم دینا سانپ کو پالنا ہے، اور بہرحال جب وہ ایسے عقائد کا ہے تو اوس کو سند دینے کا مطلب یہ ہے کہ اون کو گمراہ کرنے کی اجازت دی جارہی ہے۔ اور یہ موقع دیا جارہا ہے کہ سنی مدرسہ کے لوگوں کو سند دکھا دکھا کر گمراہ کرنے میں سہولت ہی ہو، بالجملہ ایسے کو سند دینا ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ حاجی عبد الغفور صاحب از بنارس یکم محرم ۱۳۵۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "مشکل کشا" کہنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ سوائے خدا اور کسی کو مشکلکشا کہنا شرک ہے۔ آیا زید کا قول صحیح ہے یا کیا؟ حضرت صدیق اکبر وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان غنی وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام کے ساتھ بجائے رضی اللہ عنہ کے علیہ السلام کہا جائے یا لکھا جائے۔ تو کیسا ہے بینوا بالکتاب توجروا بالثواب ۔

الجواب:۔ بیشک اللہ عزوجل مشکل کشا ہے مصائب دور کرنا اسی کا کام ہے مگر اس نے اپنے بندوں کو ایسے اختیار دیئے ہیں کہ وہ باذن اللہ مصائب کو دور کرتے ہیں۔ بذات خود مشکل دور کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے اور خدا کے حکم سے بندگان خدا دور کرتے ہیں[1] واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ غلام احمد پیش امام سمید اسٹیشن مارواڑ جنکشن ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس نے شرح وقایہ جلالین شریف مشکوۃ پڑھی ہو وہ عالم کہلانیکا مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عالم ہونا بہت دشوار ہے اور اس زمانہ میں ہر کس و ناکس عالم ہونے کا مدعی ہے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ "مجھے کبھی خواب میں بھی خیال نہیں آتا کہ میں عالم ہوں" میرے استاذ حضرت محدث صاحب علیہ الرحمۃ ہمیشہ اپنے کو طالب علم ہی کہتے تھے کبھی عالم کہتے میں نے نہ سنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از خانقاہ سراجیہ برکت آباد محلہ برکت پورہ مقام مالیگاؤں ضلع ناسک ۱۸ ربیع الآخرہ ۵۹ھ

[1] نام کیساتھ "علیہ السلام" ذکر کرنا انبیاء وملائکہ کے ساتھ خاص ہے، غیر نبی وملک کے نام کیساتھ علیہ السلام

عقائد وہابیہ دیوبندیہ اور وہ سنی لوگ جو عقائد وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز نہیں کرتے ہیں ان دونوں کے مدرسہ کا دینا یا وعظ وغیرہ میں چندہ دینا گناہ ہے تو کونسا گناہ۔ صغیرہ یا کبیرہ یا کفر تک ہے۔ ان دونوں گروہوں کو باوضو یا بے وضو قرآن شریف کا چھونا گناہ ہے یا کیا ہے ان دونوں کا پڑھنا ایک ایک حرف کے بدلے میں کیا عذاب ہے یا ثواب ہے شرعاً حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ چندہ دینا گناہ ہے قرآن مجید وہ چھوئیں یہ آپ کے اختیار کی چیز نہیں قرآن مجید پڑھنے کا مؤمن کو ثواب ہے کافر ثواب کا اہل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی سید زین الدین علوی خطیب مسجد الف شہر احمد آباد گجرات ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۵۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین سوالات مرقوم الذیل کی بابت بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب مع حوالہ کتب معتبرہ و صفحہ و قول مستند و صحیحہ و نام کتب وغیرہ؟

(۱) اگر کوئی شخص واعظ یا کسے باشد مگر سنی صحیح العقیدہ حنفی ہو ایام محرم شریف میں شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مجالس میں حالت قیام میں اختتام وعظ کے بعد اشعار و صلوٰۃ و سلام مضمون شہادت کیسا تھ اگر ایسا پڑھے کہ یا نبی سلام علیک یا حسن سلام علیک یا حسین سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیکم پڑھے اور لوگوں سے پڑھائے تو حرام ہے یا مکروہ ہے یا جائز ہے مفصل تحریر فرمادیں؟

(۲) یا حسین علیہم السلام کہنا جائز ہے یا نہیں اور ایسا لکھنا بھی کیسا ہے اور پکارنا کیسا ہے؟

(۳) صلوٰۃ سلام بھی کسی غیر نبی اللہ کے واسطے بطور انفراد و استقلال کے مکروہ ہے تو یہ کہنا کہ امام حسن یا امام حسین علیہ السلام مکروہ ہے دیکرہ ان یصلی علی غیر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والہ واصحابہ وحدہ۔ فتاوی عالمگیری جلد خامس فقط واللہ اعلم ۳۴۹

یہ عبارت اور حوالہ کیا صحیح ہے اور عربی عبارت کے ماقبل یا بعد کوئی مضمون شامل ہے یا نہیں تفصیل سے تحریر فرماویں ؟

(۴) پکارنا غیر اللہ کو ناجائز ہے صرف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صلوٰۃ وسلام کے ساتھ جائز ہے فقط یہ عبارت صحیح ہے ؟

(۵) مرد کیلئے خالص ریشم تانے بانے میں یا حشو کے طور پر سایا یا عبا کے کناروں پر کس حدتک جائز ہے اور اگر زری تار یا کسی کام کا کتنے تولہ کی مقدار یا کپڑے کے کتنی حدتک مرد کیلئے جائز ہے معتبر ثبوت حدیث شریف اور طریقے سے تفصیل سے تحریر فرمادیں یہ ریشم اور زری کی مقدار سوتی کپڑے میں مراد ہے ؟

الجواب (۱) یہ طریقہ زمانہ سابق میں نہیں تھا کہ کتابوں میں اسکے جواز یا عدم جواز کا ذکر ہوتا اور سلف صالحین کے قول یا فعل سے اس کی تائید ہوتی عامۂ مسلمین اور تمام بلاد اسلامیہ میں یہ رواج ہے کہ محفل میلاد اقدس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے اور اس موقع پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں اور یہ محفل شریف کی خصوصیت اور امتیازی چیز سمجھی جاتی ہے اگر دوسرے مواقع پر بھی یہ طریقہ برتا جائے کبھی ذکر شہادت میں کبھی گیارہویں کی مجلس میں اور اسی طرح بزرگان دین کے عرس وفاتحہ میں تو مجلس میلاد شریف کی امتیازی کیفیت باقی نہ رہے گی لہذا اس اختراع سے گریز کرنا چاہیئے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) یہ سلام جو نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے یہ سلام تحیت نہیں جو باہم ملاقات کے وقت کیا جاتا ہے یا کسی ذریعہ سے کہلایا جاتا ہے بلکہ اس سے مقصود صاحب اسم کی تعظیم ہے۔ عرف اہل اسلام نے اس سلام کو انبیاء وملائکہ کے ساتھ خاص کردیا ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ

علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام لہذا غیر نبی و ملک کے نام کیسا تھ علیہ السلام نہیں کہنا چاہیئے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) :۔ فتاوی عالمگیری کی جلد خامس کے اس صفحہ پر یہ عبارت نہیں ملی بلکہ جلد خامس کے دیگر مقامات پر بھی باوجود تلاش یہ عبارت نظر سے نہیں گذری مگر فتاوی امام قاضی خان میں یہ عبارت موجود ہے ۔ فتاوی عالمگیری کے حاشیہ پر جو فتاوی خانیہ طبع ہوئی ہے اوسکی تیسری جلد کتاب الحظر والاباحۃ و فصل فی التسبیح والتسلیم والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صفحہ ۴۲۶ کے شروع ہی میں ہے ویکرہ ان یصلی الخ ۔ اس سے اوپر یہ مسئلہ ہے کہ جو شخص تلاوت کر رہا ہے اوس کو سلام نہ کیا جائے اور اس کے بعد یہ عبارت ہے ولو جمع فی الصلوٰۃ بین النبی وغیرہ فیقول اللّٰھم صلی علی محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ جاز لان فیہ تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) یہ غلط ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا ناجائز ہے ندائے غیر اللہ جائز ہے احادیث واقوال ائمہ وعلماء سے اس کا جواز ثابت ہے ۔ علمائے اہلسنت کی اس باب میں تصانیف موجود ہیں اون کو دیکھئے ۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے متعدد رسائل میں اس کا جواز بیان فرمایا ۔ اور ایک رسالہ انوار الانتباہ خاص مسئلہ ندا میں تصنیف کیا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۵) خالص ریشم یعنی تانا بانا دونوں ریشم ہوں یا بانا ریشم ہو کہ یہ بھی خالص ریشم کے حکم میں ہے اوسکی گوٹ سوتی یا اونی کپڑے میں چار اونگل تک لگا سکتے ہیں اس سے زیادہ کی اجازت نہیں مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے ۔ عن عمر ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن لبس الحریر

الا ھکذا اور فع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ اصبعیہ الوسطی والسبابۃ وضمھما متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم انہ خطب بالجابیۃ فقال نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن لبس الحریر الاموضع اصبعین اوثلث اوار بع درمختار میں ہے یحرم لبس الحریر علی الرجل لا المرأۃ الاقدر ار بع اصابع کاعلام الثوب مضمومۃ ملتقطا۔ زری کام کا بھی یہی حکم ہے کہ ایک جگہ پر چار اونگل سے زیادہ نہ ہو خواہ زر سے کپڑا بنا گیا ہو یا روئی سے نقش و نگار بنائے گئے ہوں، درمختار میں ہے وکذا المنسوج بذھب یحل اذا کان ھٰذا المقدار ار بع اصابع والا لایحل للرجل۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: ۔ مرسلہ حاجی محمد اسمٰعیل ولد الفو مقام ملاڈ ضلع تھانہ آفس روڈ ۲۲ رجادی الآخرہ ۱۳۵۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں؟

(۱) ایک شخص تھا وہ گذر گیا اب اسکی عورت دوسرا نکاح کرتی ہے ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ پہلے اس عورت کا سسر دو سَو تین سَو روپیہ لیتا ہے اور پھر اس عورت کا باپ سَو دو سَو روپیہ وہ لیتا ہے اس روپیہ کو ہماری زبان میں پاچھا کہتے ہیں، ایسے پیسے لینا جائز ہے یا نہیں بیان فرمادیں؟

(۲) ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ دولہن کا باپ دولہا کا نکاح کا پیغام بھیجتا ہے اور پیغامبر آتے ہیں اور تین روز ضیافت کھاتے ہیں اور تیسرے روز دولہن کا باپ دولہا کے باپ کے پاس روپیہ لیتا ہے، اس روپیہ کو ہماری زبان میں "دلیک" کہتے ہیں جو دولہا کے باپ کے ساتھ میں آدمی آتے ہیں ان کو تین روز میں انھیں کو کھلادیتے ہیں، شریعت کے طور سے لیک لینا جائز ہے یا نہیں اور اس تیسرے روز دولہن کا نانا اپنی لڑکی کو کچھ

نقد دیتا ہے سو دو سو آدمیوں کے مجمع میں کچھ دیتا ہے اسکو ہماری زبان میں "بھات" کہتے ہیں کوئی جانور دیتا ہے کوئی نقد روپیہ دیتا ہے شریعت کے طور سے بھات لینا جائز ہے یا نہیں ؟

(۳) دولہا کی منگنی کا پیغام آتا ہے اس ٹائم میں دولہن کو نظروں کے سامنے دیکھنا تاکہ دل کو تسلی ہو، کیونکہ منگنی کے وقت نظروں سے دیکھنا جائز ہے یا نہیں بیان فرماویں ؟

(۴) بہت سے شخصوں کی زبان سے سنتے ہیں کہ سات مرتبہ اجمیر شریف کے جانے سے ایک حج قبول ہوجاتا ہے خلاصہ بیان فرماویں ؟

(۵) کشتی کا کرنا سنت ہے یا نہیں ؟ بہت سے کہتے ہیں کہ کشتی کرنا حرام ہے شریعت کے طور سے کشتی کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۶) بہت سے شخص یہ کہتے ہیں کہ گدھے کی پیٹھ پاک ہوتی ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ گدھے پر چڑھنا سنت ہے۔ شریعت کے طور سے گدھے پر چڑھنا سنت ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) عورت کا خسر یا اوس کا باپ جو کچھ رقم لیتا ہے، یہ ناجائز اور رشوت ہے۔ عورت کے خسر کا اب کوئی تعلق ہی نہیں کہ وہ عورت کو نکاح کرنے سے نہیں روک سکتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ، الآیہ۔ جلالین میں ہے۔ کانوا فی الجاھلیۃ یرثون نساء اقربائھم فان شاؤا تزوجوا بلاصداق اوزوجوھا واخذوا صداقھا اوعضلوھا حتی تفتدی بما ورثتہ اوتموت فیرثوھا فنھوا عن ذلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) جو مہمان آئے اون کو کھانا کھلایا گیا اوس کا کوئی معاوضہ نہیں

دیا جائیگا۔ دولہا کے باپ سے کھانا کیلئے روپیہ لینا بھی ناجائز ہے، لڑکی کا نانا اپنی لڑکی کو جو کچھ دے جائے یہ جائز ہے یہ ہدیہ ہے اوس کی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہے اسکو نکاح سے پہلے دیکھنا جائز ہے، حدیث میں اس دیکھنے کی اجازت آئی ہے[1] واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) بزرگان دین کے مزارات پاک کی زیارت جائز مستحسن ہے وہاں جاکر ایصال ثواب کرے ان کے مزارات سے فیوض و برکات حاصل کرے مگر یہ کہیں نہیں آیا ہے کہ سات مرتبہ جانے سے ایک حج مقبول ہوتا ہے لوگوں کی ایسی باتیں قابل اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۵) کشتی جائز ہے۔ حدیث شریف سے بھی اس کا جواز ثابت ہے، رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں پچھاڑا اور وہ ایمان لائے، مگر اس زمانہ میں کشتی لڑنے والے عام طور پر ستر کھول کر لڑتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۶) گدھے پر سوار ہونا جائز ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر سوار ہونا بھی ثابت ہے مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے اب بھی ملک عرب میں لوگ گدھے پر سوار ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ۔ ہندوستان میں اسکی سواری کا رواج نہیں ہے اس وجہ سے لوگ مستبعد سمجھتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا خطب احدکم المرأۃ فان استطاع أن ینظر إلیٰ ما یدعوہ إلیٰ نکاحھا فلیفعل۔ جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے۔ اور وہ نکاح کی طرف داعی امور کو دیکھ سکتا ہے تو ضرور دیکھ لے۔ مشکوٰۃ شریف، ص ۲۶۸ باب النظر إلی المخطوبۃ۔ آل مصطفیٰ مصباحی

مسئلہ:- از رانی کھیت مرسلہ جناب قاری جلیل الدین احمد صاحب مدرس مدرسہ امجدیہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں۔

کہ لڑکیوں کو اگر لکھنا سکھایا جاوے تو شرعاً کوئی مواخذہ تو نہیں ہے اور ان کی تعلیمی حالت کو شریعت نے کہاں تک اجازت دی ہے علوم دینیہ کے علاوہ علوم دنیویہ مثلاً پھول، بیل، بوٹے، موزے وغیرہ بنانے کے لئے اسکولوں میں اور میموں کے پاس بھیجنا کیسا ہے؟

الجواب:- لڑکیوں کو ضروری مسائل شرعیہ عبادات و معاملات کی تعلیم دینا ضروری ہے، یونہیں ان کو امور خانہ داری مثلاً کھانا پکانا، سینا پھول، بوٹے بنانا وغیرہ ایسے کام سکھانا بھی جائز بلکہ بہتر ہے۔ مگر ان کی تعلیم کے لئے نصرانیہ عورتوں کے پاس بھیجنا ناجائز ہے کہ ان کی صحبت سے اوسی قسم کی آزادی اور دین سے بے تعلقی پیدا ہونے کا قوی احتمال موجود ہے لڑکیوں کو لکھنا نہ سکھانا اچھا ہے[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[1] عورتوں کو لکھنا نہ سیکھایا جائے، کہ انھیں لکھنا سکھانا مکروہ ہے۔ اس کی اصل امام بیہقی کی بیان کردہ وہ حدیث ہے۔ جو انھوں نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

"حدثنا محمد ابن ابراھیم ابو عبد اللہ الشامی حدثنا شعیب ابن اسحٰق الدمشقی عن ھشام ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسکنوا من الغرفۃ ولا تعلموھن الکتابۃ وعلموھن الغزل وسورۃ النور" - (رواہ الحاکم فی المستدرک والسیوطی

مسئلہ:- از ڈاک خانہ یوپلیٹا مڈل سکول کاٹھیاوار مرسلہ جناب قاری مصطفٰے میاں صاحب۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ عورت یا لڑکی کو لکھنا سکھلانا یعنی

بقیہ حاشیہ ص ۲۴۹ کا:- فی رسالتہ الاجر الجزل وفی تفسیرہ الدر المنثور عن ابن مردویہ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو بالاخانوں پر نہ بساؤ، اور انھیں لکھنا نہ سیکھاؤ، اور کاتنا سکھاؤ اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔
مگر یہ نہی تنزیہی ہے۔ اولاً:- حدیث میں سند ومتن کے لحاظ سے ثبوت شکی اثبات قطعی اور طلب کف، جازم ہے، جس سے کراہت تنزیہی کا ثبوت ہوتا ہے
ثانیاً:- کتابت کوئی ایسی شئی نہیں جو حرام لذاتہٖ ہو۔ بلکہ فی نفسہٖ کتابت ایک اچھی چیز ہے۔ اس کے اندر کراہت ایک امر خارج (احتمالِ فتنہ) کی وجہ سے ہے۔
ثالثاً:- حدیث مذکور میں صیغۂ امر (علموھن الغزل وسورۃ النور) کا استحباب کے لئے ہونا۔ اور صیغۂ نہی (لاتسکنوھن الغرفۃ) کا تنزیہی ہونا بھی قرینہ ہے۔
جس کی توضیح یہ ہے کہ حدیث مذکور میں دو چیزوں سے روکا گیا ہے، اور دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے۔ عورتوں کو بالاخانے میں ٹھہرانے اور انھیں کتابت کی تعلیم دینے کی ممانعت ہے۔ اور کاتنا سکھانے، اور سورۂ نور کی تعلیم دینے کا حکم ہے۔
ظاہر ہے کہ یہاں امر اپنے معنی اصلی (وجوب) میں مستعمل نہیں، کیونکہ خاص "سورۂ نور کی تعلیم"، اور کاتنا سکھانا واجب نہیں۔ بلکہ اول الذکر میں حکم استحباب کے طور پر ہے۔ جب کہ ثانی الذکر میں اباحت کے لئے ہے۔ یونہی عورتوں کو بالاخانے میں ٹھہرانا ناجائز وحرام نہیں۔ بلکہ احتمالِ فتنہ کی وجہ سے مکروہ ہے۔ اور یہ کراہت تنزیہہ کے لئے ہے۔ نہ کہ تحریم کے لئے۔ ہاں جہاں فتنہ کا خوف صحیح ہو۔ تو یقیناً

قلم اس کے ہاتھ میں دینا منع ہے یا نہیں ؟
الجواب :- عورتوں کو علم دین کی تعلیم دینا فرض ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ۔ رہا لکھانا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵ کا :- بطور سدِ ذرائع کراہت تحریمی ہوگی۔ لیکن اگر بالاخانے میں ٹھہرانا احتمالِ فتنہ کا باعث نہ ہو۔ تو کراہت اصلاً نہ ہوگی۔ کہ حدیث مذکور معلول بہ علت ہے۔ اور فقدانِ علت سے حکمِ کراہت بھی مرتفع ہو جائے گا۔ آج کے زمانہ میں جب کہ تمام شہروں اور قصبوں بلکہ بعض دیہاتوں میں بھی کئی کئی منزل کی رہائشی عمارتیں ہوتی ہیں۔ ایک منزلہ عمارت تواب شہروں اور قصبوں کے مقدر میں نہیں۔ اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ اپنے اہل وعیال سمیت اوپر کی منزلوں میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ اور اوپر کی منزل کا حال نیچے کی منزل وعمارت کی طرح ہوتا ہے۔ بلکہ آج کے دور میں بالخصوص شہروں اور قصبوں میں نیچے کی منزل کی بہ نسبت، اوپر کی منزل میں سکونت ورہائش حفظِ نفس وحفظِ مال کے لئے زیادہ موزوں۔ کما نشاھد فی البلاد فی عصرنا ھذا۔ تو اس صورتِ خاص میں بالاخانے میں عورتوں کو ٹھہرانے میں احتمالِ فتنہ کا انتفا معلوم، لہٰذا کراہت بھی نہیں۔ ہاں جن علاقوں، گاؤں یا محلوں میں ایک منزلہ عمارت بکثرت ہو۔ بالاخانے والے مکانات شاذ ونادر ہوں، وہاں عورتوں کو بالاخانے میں ٹھہرانا احتمالِ فتنہ کی بنا پر مکروہ ہوگا۔ اور جہاں یہ احتمال قوی ہوگا، حکمِ ممانعت میں شدت ہوگی۔

قریب قریب یہی صورت "کتابت نسواں" میں بھی ہے۔ ہر چند کہ "کتابت" اچھی چیز ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (جس نے قلم سے لکھنا سکھایا)

اس میں احتیاط یہی ہے کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھایا جائے خصوصًا اس پُرآشوب زمانہ میں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بقیہ حاشیہ صـ۲۵۱ کا:۔ حدیث پاک میں حقوقِ اولاد میں تعلیم کتابت کو بھی شمار فرمایا إن من حق الولد علی والدہٖ ان یعلمہ الکتاب ای الکتابۃ (رواہ ابن النجار عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیکن چونکہ عورتوں کے کتابت سیکھنے میں فتنہ کا احتمال ہے۔ کہ وہ خط وکتابت کے ذریعہ غیروں سے رسم وراہ کرسکتی ہے۔ اس لئے بطور سد ذرائع منع کیاگیا۔ مگر یہ ممانعت تحریم کے لئے نہیں۔ بلکہ کراہت تنزیہی کے طور پر ہے۔ چنانچہ شیخ احمد شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی نے "فتاویٰ حدیثیہ" میں صراحت کی ہے۔ إن النھی فیہ تنزیھا لما تقرر من المفاسد المرتبۃ علیہ (ص ٦٤)

جن علماء نے کتابتِ نسواں کے تعلق سے "منع" کا لفظ استعمال فرمایا ہے، انھوں نے اسی نہی تنزیہی پر منع کا اطلاق کیا ہے۔ "فتاویٰ رضویہ" میں ایک جگہ یہ حکم مذکور ہے "عورتوں، لڑکیوں کو لکھنا سیکھانا منع ہے"، دوسری جگہ اسی کے صـ۱۰۹ پر یہ حکم درج ہے، "لڑکیوں کو لکھنا سیکھانا مکروہ" (دہم نصف آخر صـ۱۲۹) دونوں عبارتوں کا مطلب ایک ہے۔ یعنی ممانعت، کراہت پر محمول ہے، ہاں اگر کہیں احتمال فتنہ کا غلبہ ہو، تو کراہت تحریم کیلئے ہوگی۔ غرض مدارِ حکم احتمالِ فتنہ پر ہے، اگر فتنہ محتملہ متوہمہ منتفی ہو۔ تو انتفائے علت سے حکم ممانعت بھی منتفی ہوگا۔ اور علم کتابت بلاکراہت جائز ہوگا۔ کیونکہ حکم ممانعت کا معلول بہ علت ہونا ظاہر ہے۔ فتاویٰ حدیثیہ، میں ہے۔ فیہ اشارۃ الی علۃ النھی عن الکتابۃ وھی ان المرأۃ اذا تعلمتھا توصلت بھا الی اغراض فاسدۃ (ص ٦٣)

انتفائے احتمالِ فتنہ کی بنا پر صحابیات میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ

مسئلہ:- از محلہ شاہ دانا مسئولہ محمد امین خاں رضوی ۳ رجمادی الاولی ۴۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذاکر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر بیٹھا ہوا سراپائے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

بقیہ حاشیہ صـ۲۵۲ کا:- حضرت حفصہ، حضرت شفار بنت عبداللہ، عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہن وغیرہا نے علم کتابت سیکھا، اور اس سے انھوں نے اسلام کی بڑی خدمت انجام دی۔ اس کے بعد کے ادوار میں بھی بہت سی ایسی عورتیں ملتی ہیں جنھوں نے علم کتابت سیکھا، جیسے عائشہ بنت احمد قرطبی، مشہدہ بنت احمد دینوری، فاطمہ بنت علاؤالدین سمرقندی، مریم بنت یعقوب انصاری قیصوری، فاطمہ بنت قاضی محمود وغیرھا، اپنے وقت کی بہترین کاتبہ تھیں۔

امام سیوطی "نزہتہ الجلسار" میں اور علامہ مقریزی "نفح الطیب" میں عائشہ بنت احمد قرطبی کے حالات میں لکھتے ہیں

"قال ابن حبان فی المقتبس لم یکن فی زماننا فی جزائر الاندلس من یعدلھا علماً وفہماً وادباً وشعراً وفصاحۃً وکانت حسنۃ الخط تکتب المصاحف ماتت عذراء لم تنکح سنۃ اربعمائۃ انتہٰی"

ابن حیان نے مقتبس میں کہا ہمارے زمانے میں اندلس کے جزیروں کے اندر کوئی شخص ایسا نہیں جو علم سمجھ، ادب، شعر اور فصاحت میں عائشہ کا ہمسر ہو، جن کا خط بہت عمدہ تھا، یہ مصاحف لکھا کرتی تھیں۔ ابھی غیر شادی شدہ ہی تھیں، کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کا انتقال ۴۰۰ھ صدی ہجری میں ہوا۔ امام سیوطی نے "نزہتہ الجلسار فی اشعار النسار" میں مشہدہ بنت احمد دینوری کے حال میں لکھا ہے

"کانت ذات دین وورع وعبادۃ۔ سمعت الکثیر وعمرت وکتبت الخط

بیان کرتا ہو، سامعین سبحان اللہ کہیں تو ذاکر ان کو آداب عرض کرے، از روئے شرع شریف ذاکر کو آداب عرض کرنا چاہئے یا نہیں ؟

مسئلہ (۲) اگر کوئی ذاکر منبر پر بیٹھ کر حضور کی شان اقدس میں کہے،

بقیہ حاشیہ ص۲۵۳ کا :- المنسوب علی طریقۃ المکاتبۃ وما کان فی زمانہا من یکتب مثلہا وکان لہا الاسناد العالی ماتت سنۃ اربع وسبعین وخمس مائۃ انتہٰی "

ان خواتین اسلام کا علم کتابت سیکھنا گو کہ اس بات کی دلیل قطعی نہیں کہ کسی مستند شخصیت نے انھیں "کتابت" کی تعلیم دی ہو۔ لیکن اتنی بات بہرحال ہے کہ ان فقیہہ، عابدہ، زاہدہ خواتین نے علم کتابت غیر سے نہیں سیکھا ہوگا، بلکہ اپنے گھر کے کسی ذی علم شخصیت ہی سے سیکھا ہوگا۔ یا کم از کم ان مستند شخصیتوں کو اس کی اطلاع ضرور رہی ہوگی۔ کیونکہ ان کا مصاحف وغیرہ لکھنا جسے مؤرخین نے بھی بیان کیا ہے۔ ایسی ڈھکی چھپی بات نہ تھی کہ ان کے ذمہ داروں کو علم نہ ہو جو اس امر کی دلیل ہے کہ ان حضرات کے نزدیک "کتابت نسواں" مطلقاً ممنوع و مکروہ نہ تھی۔ بلکہ احتمالِ فتنہ کے انتفاء کی صورت میں یہ لوگ جواز کے قائل تھے حضرت شفاء بنت عبداللہ والی حدیث میں بھی کتابت نسواں کی تعلیم کی اجازت دی گئی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

قالت دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأنا عند حفصۃ فقال ألا تعلمین ہذہ رقیۃ النملۃ کما علمتیہا الکتابۃ (ابوداؤد۔ کتاب الطب باب فی الرقی ص ۵۴۲)

شفاء بنت عبداللہ کہتی ہیں۔ میں ام المؤمنین حضرت حفصہ کے پاس تھی

"وہ امت کے چرواہے تھے"، تو اس کیلئے کیا حکم ہے ؟

مسئلہ (۳) اگر کوئی نعت پڑھے "کملیا اوڑھنے والے، تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے ؟

بقیہ حاشیہ صـ۲۵۴ کا :- اتنے میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ "کیا حفصہ کو نملہ کا منتر نہ سکھائے گی جیسے اُسے لکھنا سکھایا۔ امام حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو صحیح کہا۔ ابراہیم بن مہدی کے علاوہ اس حدیث کے رُواۃ صحیح بخاری کے رُواۃ ہیں ۔ امام ابو داؤد نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد سکوت فرمایا۔ جو ان کے نزدیک حدیث کے حسن ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ غنیہ میں ایک حدیث کے تحت ہے۔ سکت علیہ ابو داؤد و ماسکت علیہ فھو حسن عندہ" (ص ۱۹) بہر حال اس روایت کے ثابت ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے خطابی سے عدم کراہت کا قول نقل کیا ہے، پھر اس پر منع وارد کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

"قال الخطابی فیہ دلیل علیٰ ان تعلم النساء الکتابۃ غیر مکروہ قلت یحتمل ان یکون جائزاً للسلف دون الخلف لفساد النسوان فی ھذا الزمان۔

اس کے بعد بعض لوگوں کی رائے بھی نقل فرمائی ہے کہ امہات المؤمنین کے اندر احتمال فتنہ نہ رہنے کی بنا پر تعلیم کتابت ان کے لئے خاص تھی۔ عام عورتوں کو اس کی اجازت نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں

"ثم رأیت قال بعضھم خصت بہ حفصۃ لان نساءہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خصصن باشیاء قال تعالیٰ یانساء النبی لستن کاحد من النساء اخبر

الجواب (۱) سامعین کو چاہیئے کہ ادب کے ساتھ ذکر فضائل سنیں اگر بے ساختہ الفاظ تحسین نکلے تو مضایقہ نہیں۔ تصنع اور بناوٹ کو دخل نہ دیں، اور موقع درود شریف پر درود شریف پڑھیں، اور ذاکر کا آداب عرض کرنا آداب

بقیہ حاشیہ ص۲۵۵ کا:۔ لا تعلمن الکتابۃ یحمل علی عامۃ النساء خوف الافتتان علیھن »۔ (مرقاۃ المصابیح جلد چہارم ص ۵۱۲ اصح المطابع بمبئی)

اقول اس پوری عبارت میں ملا علی قاری نے اپنا کوئی واضح فیصلہ نہیں دیا۔ اوّل الذکر عبارت میں موصوف نے خطابی کے قول پر معنیٰ منع وارد کرکے اس پر یحتمل کہہ کے سند منع پیش کی ہے۔ اور ثانی الذکر عبارت میں صرف بعض لوگوں کا قول نقل فرمایا ہے۔ اپنی ذاتی رائے نہیں دی ہے۔ اگرچہ مجموعی گفتگو سے ان کا رجحان معلوم کیا جاسکتا ہے جہاں تک خصوصیت والی بات ہے اس سلسلے میں اوّلاً معروض ہے کہ تعلیم کتابت کو امہات المؤمنین کے لئے مخصوص ماننا سخت محل نظر ہے۔ کیونکہ حدیث مذکور شفاء بنت عبداللہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعلیم کتابت کے لئے فرمانا بہت سی صالحہ، عاملہ، متقیہ، عورتوں کا کاتب ہونا، تخصیص حکم کے منافی ہے ثانیاً خصائص کا ثبوت احتمال سے نہیں ہوتا، کما ذکر العلامہ حجر عسقلانی فی فتح الباری۔ «الخصائص لا تثبت بالاحتمال» ثالثاً اگر جوازِ کتابت امہات المؤمنین کیساتھ خاص ہوتا، تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عائشہ بنت طلحہ کو جس کی پرورش خود انھوں نے کی خطوط کا جواب دینے کیلئے مقرر نہ فرماتیں۔

چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے «الادب المفرد» میں یہ اثر نقل فرمایا ہے «حدثنا ابو رافع قال حدثنا ابو اسامۃ قال حدثنی موسی بن عبد اللہ قال حدثتنا عائشۃ بنت طلحۃ قالت قلتُ لعائشۃ وانا فی حجرھا وکان الناس

مجلس شریف کے بالکل خلاف ہے، مشاعرہ میں شعراء آداب عرض کیا کرتے ہیں اور یہ مجلس بیان فضائل ہے، مشاعرہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) یہ لفظ نہایت مبتذل و ذلیل ہے، ایسے الفاظ سے

بقیہ حاشیہ ص۲۵۶ کا:- یأتونها من کل مصر فکان الشیوخ ینتابونی لمکانی منها وکان الشباب یتاخونی فیهدون إلی ویکتبون الی من الامصار فاقول لعائشة یاخالة هذا کتاب فلان وهدیته فتقول لی عائشة ای بنیة فاجیبیه واثیبیه فان لم یکن عندك ثواب اعطیتك فقالت فتعطینی» (الادب المفرد باب الکتابة الی النساء وجوابهن ص۱۶۳)

عائشہ بنت طلحہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے جن کے گھر میں میری پرورش ہوئی تھی کہا، جبکہ ان کے پاس مختلف شہر کے لوگ آتے تھے حضرت عائشہ سے پرانے تعلقات کی بنا پر بزرگ حضرات میرے پاس آتے تھے اور جوان مجھے اپنی بہن سمجھ کر تحفے بھیجتے اور مختلف شہروں سے خطوط بھیجتے تھے میں حضرت عائشہ سے عرض کرتی کہ خالہ یہ فلاں شخص کا خط ہے اور اس نے یہ ہدیہ بھیجا ہے تو مجھ سے حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ اے بیٹی! تم خط کا جواب لکھ دو اور ہدیہ کے بدلے ہدیہ بھیج دو، اگر تمہارے پاس نہ ہو تو میں تم کو دے دیا کروں گی، تو وہ مجھے دیدیا کرتی تھیں۔

البتہ حدیثِ جواز اور حدیث ممانعت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حدیث شفاء بنت عبداللہ نہی کتابت سے پہلے کی ہے۔ یعنی حدیث نہی کو ناسخ مان لیا جائے۔ جیسا کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

"تعلیم کتابت مر زنان را در حدیثے دیگر نہی ازآں آمدہ چنانکہ فرمود ولا تعلم الکتابة وازیں حدیث جواز آں مفہوم گردد۔ ایں مگر پیش از نہی باشد۔ و بعضے گفتہ اند کہ نساء آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخصوص اندازاں بہ بعضے احکام وفضائل و نہی

احتراز کرے اور توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے، مسلمان بارگاہ اقدس میں عرض کیا کرتے تھے، راعنا۔ یعنی ہماری رعایت فرمائیے یہود موقع پاکر زبان دبا کر اس طرح کہتے کہ بظاہر تو وہی معلوم ہوتا مگر وہ کہتے "راعینا"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۷ کا:۔ از کتابت محمول بر نساء عامہ است کہ خوف فتنہ در آنجا متصور است وایں جا چنیں نیست ۔ (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۶۱۲ کتاب الطب والرقی)

لیکن اس صورت میں یہ بات محتاج بیان ہے کہ عہد نبوی کے بعد کی بہت سی جلیل القدر فقیہہ، عابدہ، زاہدہ عورتوں نے نہ صرف علم کتابت سیکھا، بلکہ مصاحف وغیرہ میں ان کے حسنِ خط کا تذکرہ مؤرخین نے کیا۔ اس لئے فیصلہ کن بات یہی کہی جاسکتی ہے کہ تعلیم کتابت کا جواز نہ تو امہات المؤمنین کے ساتھ خاص ہے۔ اور نہ عام عورتوں کیلئے مطلقاً ممنوع و مکروہ بلکہ جہاں احتمال فتنہ نہ ہو وہاں حدیث جواز پر عمل ہوگا، خواہ کسی بھی عہد کی عورتیں ہوں۔ اور جہاں احتمال فتنہ ہو حدیث ممانعت پر عمل ہوگا۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آج جبکہ خط و کتابت سے زیادہ ٹیلیفون وغیرہ رابطے کے مستحکم مضبوط اور مخفی ذرائع وجود میں آچکے ہیں اور خط و کتابت کے ذریعے پیغام رسانی کی اہمیت خاطر خواہ گھٹ رہی ہے۔ خط کے ذریعے پیغام پہونچانے میں تاخیر کے علاوہ قاصد کا واسطہ چاہیئے جبکہ ٹیلیفون جیسے ذرائع میں درمیانی واسطہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور ظاہر ہے کہ ذرائع میں احتمال فتنہ اضافی ہے۔ جو ذرائع کے مستحکم ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ بہرحال اس زمانے میں خط و کتابت کے "ذریعہ" بننے کی وہ اہمیت نہیں۔ جو گذشتہ ادوار میں تھی۔ اور جب تک کوئی ذریعہ احتمال فتنہ میں قوی رہے گا۔ حکم ممانعت میں شدت رہے گا۔ اور جب وہی ذریعہ اختلاف احوال و زمان کی وجہ سے قوی نہ رہ جائے تو

یعنی ہمارے چرواہے اس پر آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا۔ اس لفظ "راعنا" سے ممانعت فرما کر یہ حکم دیا کہ "انظرنا" کہو یعنی ہماری طرف نظر فرمائیے۔ تو جس لفظ سے راعی کا ایہام بعید تھا اس تک سے ممانعت فرمائی گئی، تو ظاہر ہے کہ خود اس کی ممانعت

بقیہ حاشیہ ص۲۵۸ کا:۔ حکم ممانعت بھی خفیف ہوگا۔ بلکہ اگر ذریعہ نایاب یا کم یاب ہو تو حکم ممانعت مرتفع ہو جائے گا اسکی نظیر عہد رسالت میں شراب کی حرمت کا مسئلہ ہے کہ جب شراب حرام کی گئی۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرمایا۔ جو شراب بنانے کا وسیلہ و ذریعہ ہوتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ وفد عبد قیس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار چیزوں کا حکم دیا اور حنتم، دُبّاء، نقیر، مُزفت، ان چاروں برتنوں سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص۱۲ کتاب الایمان)

ظاہر ہے کہ ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت احتمالِ گناہ (شراب نوشی) کی وجہ سے بطور سدّ ذرائع تھی۔ جب بعد میں ان برتنوں کے تعلق سے یہ احتمال گناہ منتفی ہو گیا۔ تو حکم ممانعت بھی ختم ہو گیا۔ آج کے زمانہ میں ان برتنوں کا جائز استعمال بلاشبہ جائز ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ "خط و کتابت" اس زمانہ میں غیروں سے رسم و راہ کا ذریعہ نہیں ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ دوسرے مخفی اور اہم ذرائع ابلاغ کی وجہ سے اب اسکی وہ حیثیت نہیں، جو پہلے تھی

الحاصل اگر معاشرتی یا خاندانی یا شخصی حالات کے پیش نظر عورتوں کو لکھنا سکھانے میں مطلقاً احتمال فتنہ نہ ہو، کما فی القرون الأولیٰ، تو جائز ہوگا۔ اور اگر احتمال ہو تو احتمال کے مطابق حکم کراہت ہوگا۔ کما فی زماننا۔ ھذا ما ظھر لی۔ واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفیٰ مصباحی

کس درجہ ہوگی، خصوصًا یہ اردو کا لفظ تو نہایت سخیف ہے۔ امت کے نگہبان و محافظ وغیرہ الفاظ بولنا چاہیئے۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۳) حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے زمین وآسمان دنیا وآخرت دوزخ وجنت سب کا مالک وحاکم بنایا، برائے تواضع کبھی کلیم کا استعمال فرمانا اس لئے نہیں کہ لوگ اس سے ندا کریں اور وہ بھی صیغۂ تصغیر کے ساتھ، جو شئے حضور کی طرف منسوب ہو وہ معظم ہوجاتی ہے، نہ کہ کملی سے کملیا کر دیا جائے۔ ایسے الفاظ سے بھی بچنا چاہیئے[1]۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ منھے ولد علی بخش سرائے ذکریا بیگ بریلی، ۲۷ جمادی الآخرہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جس کا نام احمد ولد غلامی قوم ماہی گیر ساکن سرائے ذکریا بیگ کو مرض متعدی ہے یعنی اڑ کر دوسرے کو بیماری لگتی ہے وہ شخص ہماری بستی میں رہتا ہے اور ہمارے بچوں کو اور ناسمجھ آدمیوں کو اپنے پاس بیٹھالیتا ہے اور کھلاتا پلاتا ہے اور گود میں ہمارے بچوں کو لے لیتا ہے از روئے شریعت

[1] المستند المعتمد میں ہے۔ قد منا ان التصغیر فیما یتعلق بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ممنوع مطلقا وان کان علی جھۃ المحبۃ بل تدیجئی للتعظیم ومثالہ فی لساننا ناکڑا، فی تصغیر، ناک، ای الانف لایقال الا فی الانف الجسیم ومع ذلک فالایھام کاف فی المنع والتحریم وقد نھی العلماء ان یقولوا مصیحف او مسیجد فلیجتنب ما اقتحمہ بعض الشعراء الذین ھم فی کل واد یھیمون من قولھم فی النعت الکریم ،،مکھڑا،، او ،،انکھڑیاں،، وامثال ذلک (ص ۱۵۱ مطبوعہ ترکی)
لھذا:۔ کملیا، جیسے الفاظ کا استعمال ممنوع ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم آل مصطفٰی مصباحی

اس کا بستی میں رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- یہ خیال کہ بیماری اوڑ کے لگتی ہے یہ جہالت کا خیال ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا - لاعدوی ولا طیرۃ و لاھامۃ ولا صفر - اور فرمایا - فمن اعدی الاول - مگر ازآنجا کہ یہ اندیشہ ہے کہ مجذوم کے پاس بیٹھنے والا اگر کہیں جذام میں مبتلا ہو تو یہ سمجھے گا کہ اس کے پاس بیٹھنے اٹھنے سے مرض لگ گیا لہذا اس کا سدباب یوں فرمایا - فرمن المجذوم کما تفر من الاسد - کوڑھی سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے لہذا اس شخص کو سمجھا دیا جائے کہ لوگوں کے بچوں کو گود میں نہ لے اور حتی الوسع لوگوں کو اپنے سے دور رکھے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام لگاتے ہیں آیا علاوہ معصومین کے اوروں کے نام کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام لگا سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب :- کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام ذکر کرنا یہ انبیاء و مرسلین کے ساتھ مخصوص ہے - صحابۂ کرام یا اہل بیت اطہار یا ائمہ کبار کے اسمائے طیبہ کے ساتھ رضی اللہ عنہم یا رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہما الفاظ ذکر کئے جائیں لے واللہ تعالیٰ اعلم

لے درمختار میں ہے - یستحب الترضی للصحابۃ وکذا من اختلف فی نبوتہ کذی القرنین ولقمان وقیل یقال صلی اللہ علی الانبیاء وعلیہ وسلم والترحم للتابعین و من بعدھم من العلماء والعباد وسائر الاخیار ،، (ج ۵ ص ۵۲۲ رشیدیہ مسائل شتی) واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفیٰ مصباحی

مسئلہ: مسئولہ شمس الدین ابن عظیم الدین ساکن محلہ بہاری پور بریلی ۷ رشوال ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا نبی و ملک کے ساتھ خاص ہے غیر نبی و ملک کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا منع ہے، اہلبیت کرام کے اسمائے طیبہ کے ساتھ علیہ السلام کہنا رافضیوں کا طریقہ ہے، بعض ناواقف سنی بھی انھیں سے سن کر اس طرح بولتے ہیں اس سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: شریعت مطہرہ کی رو سے اسپرٹ کیا چیز ہے، شراب ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس میں نشہ نہیں ہے بلکہ زہریلا اثر ہے، اگر شراب نہیں تو کچھ سوال نہیں۔ اور اگر شراب ہے تو اس کا بیچنا خریدنا چھونا جلانا رکھنا کیسا ہے؟ اس منحوس زمانہ میں جبکہ اکثر چیزوں کا تعلق اسپرٹ سے ہے کرسیوں موٹروں کے پالش میں اسپرٹ موجود ہے۔ یہ بھی سنا ہے کہ کپڑا رنگنے کی اکثر پڑیاں اسپرٹ میں پکائی جاتی ہے مگر سنا ہی ہے پالش کے برابر یقین نہیں۔ نیز وہ رنگ جیسے شیشے اور کاغذ پر عام طور پر کتبے، طغرے مقدس مقامات کے نقشے، مقدس کلمات لکھے جاتے ہیں وہ خشک ہوتے ہیں، انھیں رقیق کرنے کے لئے روغن تارپین اور وہی کرسیوں میں روغن کا پالش وغیرہ جسے گو پال وارنش بھی کہتے ہیں، ملایا جاتا ہے اور کاغذ پر لکھنے کے بعد پالش بھی

پوتا جاتا ہے ایسی صورت میں از روئے شرع شریف فرمائیے کہ ان کتبوں کو لکھنا یا لکھے ہوئے تجارت کیلئے خریدنا یا گھر میں متبرک سمجھ کر آویزاں کرنا کیسا ہے، حالانکہ اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے کہ عام طور پر جہلا اور علماء سب کے یہاں کتبے روغنی آویزاں ہوتے ہیں، کرسیوں کے پالش کے متعلق سنا ہے کہ دھونے سے کرسیاں پاک ہو جاتی ہیں تو جب اس پر پانی اثر ہی نہیں کرتا تو کس طرح پاک ہوتی ہیں نیز مشہور بھی ہے اور ڈاکٹر بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اکثر انگریزی دواؤں میں اسپرٹ یا نشہ والی شراب ہوتی ہے ایسی صورت میں ان کے استعمال کا کیا حکم ہے براہ کرم سب باتوں کے ہر ہر پہلو پر توجہ فرما کر احکام شریعت مطہرہ مع ثبوت تحریر فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیے۔ بینوا بالصواب توجروا یوم الحساب۔

الجواب:۔ اس کی نسبت مجھے خود کوئی تحقیق نہیں۔ البتہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ سے بارہا سنا ہے کہ یہ شراب ہے اور اس میں نشہ ہے اور نشہ اتنا زیادہ ہے کہ سمیت کے حد کو پہونچ گیا ہے[1]، ایسی صورت

[1] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تحریر سے بھی یہی ظاہر ہے۔ وہ فرماتے ہیں
إنَّ إسبارتو۔ وھی روح النبیذ خمر قطعاً، بل من أخبث الخمور۔ اھ
اسپرٹ، جس کا معنیٰ روح النبیذ ہے۔ یقیناً شراب ہے اور یہ سب سے بدتر شراب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۳۶ رسالہ الأحلیٰ من السکر)
انگریزی زبان کی مستند اور مشہور لغت "بھارگواز ڈکشنری" میں "اسپرٹ" کے یہ معانی لکھے ہیں، (۱) روح، سول (۲) تیز شراب، اسٹیرانگ لیکر
(STRONG LIQUOR) شمس الاطبا نے "مخزن الادویہ ص ۶۲۳" میں اس کا

میں کتبہ وغیرہ لکھنے یا نقشہ بنانے میں یا اور کسی طرح والے کام میں لانے کی اجازت نہیں۔ دوائیں جن میں شراب ہوتی ہے اون کا استعمال جائز نہیں۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم

بقیہ حاشیہ ص۲۶۳ کا:۔ معنی روح الخمر، روح النبیذ، اور جوہر شراب لکھا ہے۔ "مخزن الادویہ" میں اسپرٹ بنانے کی یہ ترکیب درج ہے۔ "شکری سیال، یا میٹھے رسول مثلاً گڑ یا شکر کا شربت، یا آب نیشکر، یا آب انگور، یا آب سیب وغیرہ میں خمیر اٹھا کر پھران کا عرق کھینچ لیتے ہیں۔ جب شکر کو پانی میں گھول کر، اور اسے ایک ایسی گرم جگہ میں۔ جہاں کی حرارت ۷۰، اور ۸۰، درجہ فارن ہائٹ کے درمیان ہو۔ رکھ کر اس میں خمیر شراب ملادیں تو اس میں ایک تیز حرکت پیدا ہوکر جوش آنے لگتا اور کاربانک ایسڈ گیس خارج ہونے لگتی ہے اور وہ سیال بڑا گدلا ہوجاتا ہے لیکن آخر کار تمام تلچھٹ برتن کے پیندے میں تہ نشیں ہوجاتا ہے۔ اور شکر شراب میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ ایسی شراب کو شراب خام کہتے ہیں، اور جب شراب خام کو مقطر، یا کشید کرتے ہیں۔ تو مذکورہ بالا "شراب خالص" یا ریکٹی فائیڈ اسپرٹ حاصل ہوتی ہے، جس کو سنسکرت میں "ٹیکشن بدھ" اور ہندی میں "تیج مدھرا" کہتے ہیں۔ (مخزن الادویہ ص۶۲۴)

اس اقتباس سے اسپرٹ کی حقیقت اور اس کے بنانے کی ترکیب معلوم ہوتی ہے۔

[۱] یہ حکم اس زمانہ کا ہے جب اطباء بکثرت موجود تھے۔ اور انگریزی دواؤں کے استعمال میں ابتلائے عام نہ تھا۔ آج جب کہ الکحل، اسپرٹ اور ٹنچر ملی ہوئی دوا (جسے انگریزی دوا کہتے ہیں) کے استعمال میں ابتلائے عام ہے۔ تو آج کے زمانہ میں بوجہ عموم بلویٰ و دفع حرج کے لئے ان کے استعمال کی اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفےٰ مصباحی

مسئلہ:۔ مرسلہ اسماعیل صاحب ولد الفو بمعرفت حاجی محمد آفس روڈ گول چال ملاڈ ضلع تھانہ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بی بی فاطمہ کو "بھات" دیا تھا یا نہیں اور آپ نے بھات کو کس دل سے جائز کیا دلیل جائز کی کونسی ہے وہ جواب دیں؟

(۲) حضور عرب کا گدھا نہیں ہے یہ ہندوستان کا ہے ناپاک اور پلید ہے اس پر سوار ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) لیک دولہن کا باپ لیتا ہے۔ دولہا کے باپ کے پاس یہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب (۱) آپ نے "بھات" اسکو بتایا تھا کہ لڑکی کی لڑکی یعنی نواسی کی جب شادی ہوتی ہے تو نانا اپنی لڑکی کو یعنی لڑکی کی ماں کو کچھ لیجا کر دیتا ہے اس کے جائز ہونے میں کیا شبہ ہے۔ یہ ایک قسم کا ہدیہ ہے جو شادی کے موقعہ پر کوئی اپنی لڑکی کو دیا کرتا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہے، تھادوا تحابوا۔ جو اس کو ناجائز کہتا ہے اس کو دلیل بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک شخص اپنی چیز دوسرے کو دیتا ہے پھر یہ دینا کس وجہ سے ناجائز ہوا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھات دیا گیا یا نہیں۔ یہ دریافت کرنا اوّل یوں غلط ہے کہ حضرت زہرا کے کسی لڑکے یا لڑکی کی شادی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی؟ دوم شادی کی رسوم ہر جگہ جداگانہ ہیں۔ کسی رسم کو ناجائز جب کہا جا سکتا ہے کہ دلیل شرعی سے ان کا عدم جواز ثابت ہو۔ سوم اگر حضور نے بھات دیا تھا تو اسے فقط جائز ہی نہیں

بلکہ سنت کہا جاتا اس قسم کی بے عقلی کی باتیں کہنا جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) جس طرح یہاں کا گدھا عرب کا نہیں۔ اسی طرح یہاں کا گھوڑا بھی عرب کا گھوڑا نہیں۔ پھر اس پر کیوں سوار ہوتے ہیں؟ اور یہاں کی گائے بکری بھی وہاں کی نہیں۔ پھر کیوں کھاتے اور دودھ پیتے ہیں؟ اور اگر وہاں جیسا گدھا نہیں تو سوار ہونے والے آدمی بھی یہاں ہندوستانی ہیں آیت و حدیث پیش کرنے بعد اس قسم کی لایعنی باتیں کرنا بعید از عقل ہے واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) "لیک" جو لڑکی کا باپ لڑکے کے باپ سے لیتا ہے یہ ناجائز ہے کیونکہ اسکے لئے اسکے لینے اور مطالبہ کرنیکا کوئی حق نہیں۔ اور یہ لینا دینا غالبًا جبرًا اور دباؤ سے ہوتا ہے کہ اگر وہ نہ دے تو شادی ہی سے انکار کردیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از شہر پورنیہ محلہ سید باڑہ مرسلہ شمس العالم ۲۵ر شعبان المعظم ۶۲ھ
(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید تیمم ہے اس کے کسی رعیت نے خزانہ نہیں دیتا ہے، نالش کراکر ڈگری کرائی گئی ہے۔ اب ڈگری جاری نہیں دینا چاہتے۔ مگر قباحت یہ ہے کہ ڈگری جاری کا سمن جو عدالت سے جاری ہوگا۔ اس نوٹس کو چپراسی لیکر آئے گا بعد تعمیل انعام کا طلبگار ہوگا۔ انعام نہ دیا جائے تو رپورٹ خلاف میں دیگا اسکو تو صرف اتنا ہی کرنا ہے کہ نوٹس مدعا علیہ پر تعمیل کردے۔ اگر انعام دیا جائے تو شرعًا ناجائز تو نہ ہوگا۔
(۲) تیمم کے علاوہ دوسرا شخص جبکہ نقصان عظیم ہونے کا گمان ہو تو وہ بھی ایسا کرسکتا ہے شرعًا ناجائز تو نہ ہوگا؟

الجواب (۱/۲) :۔ اگر معلوم ہے کہ چپراسی کو بطور انعام کچھ نہ دیا جائیگا تو رپورٹ

خراب کردیگا اور مطالبہ کے وصول ہونے میں مزید دشواریاں پیدا ہوجائیں گی تو یہ مجبوری کی صورت ہے، یتیم کے مال میں سے اوسکا ولی ایسے مقام پر بقدر ضرورت صرف کرسکتا ہے۔
واللہ یعلم المفسد من المصلح اور دوسرا شخص بھی ایسی صورت میں کچھ دیکر اپنا کام نکال سکتا ہے دینا گناہ نہیں اگرچہ لینا گناہ وناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ عثمان غنی ولد عبدالرحمٰن محلہ چھیپیان بڑی مسجد کے قریب پالی مارواڑ
(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ خاص جماعت از برادران اسلام کے غلے سے بدمذہبوں کیساتھ کسی بات پر مقدمہ لڑنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو وہ رقم مقدمہ کیلئے خرچ کیا، کار ثواب ہے یا نہیں۔ اگر کار ثواب ہو تو پھر کوئی شخص یہ کہے کہ مسلمانوں کے پیسہ ناجائز وحرام طریقہ پر خرچ کیا تو ایسا کہنے والا اپنے مقولہ سے مرتکب حرام ہوگا یا نہیں۔ بادلہ منقولہ مقبولہ جواب مرحمت فرماکر ثواب دارین حاصل کیجئے تاکہ عوام کو تسلی ہو؟
(۲) صدقہ نافلہ دولت مند کو کھانا درست ہے یا نہیں؟ اگر کھانا جائز ہے تو پھر احتیاط کیا ہے اور کھانے سے کیا اپنا نقصان ہے اور ہدیہ اور صدقہ میں کیا فرق ہے؟ بینوا توجروا، جواب مرحمت فرمائیں؟

الجواب (۱) سوال نہایت مجمل ہے، یہ نہیں ظاہر کیا گیا وہ مقدمہ جو بدمذہب سے لڑا گیا ہے کس نوعیت کا تھا، مقدمہ بازی سبھی طرح کی ہوتی ہے، کبھی مدعی برسرحق ہوتا ہے اور کبھی مدعا علیہ، بالجملہ اگر مسلمانوں کو بدمذہبوں سے مقدمہ لڑنے کی حاجت اور ضرورت تھی اور غلہ کے مال سے مقدمہ لڑا گیا تو یہ مقدمہ بازی جائز ہے اور غلہ کی جو رقم اسی لئے ہو، عامۂ مسلمین یا اس خاص جماعت کو اگر کوئی ضرورت پیش آئیگی تو یہ روپیہ اوس میں صرف کیا جائیگا

ایسی حالت میں وہ روپیہ صرف کرنا درست ہے، اور مقدمہ لڑنا جائز ہے جو شخص اسکو حرام وناجائز بتاتا ہے وہ بالکل غلط کہتا ہے اوسکو اپنے مقولہ سے باز آنا اور رجوع کرنا چاہیئے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صدقہ نافلہ دولت مند کو نہیں کھانا چاہیئے کہ اغنیاء محل صدقہ نہیں احادیث میں فرمایا لاتحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی۔ اگرچہ غنی کو صدقہ نافلہ دیدیا گیا اور اوسنے قبول بھی کرلیا تو یہ صدقہ لینا دینا جائز ہوگیا، بایں معنی کہ دینے والا اوس سے رجوع نہیں کرسکتا۔ امام ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو کچھ فتح القدیر میں تحریر فرمایا اوس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ جس طرح صدقہ واجبہ میں تطہیر ادناس ہوتی ہے اسی طرح نافلہ میں بھی۔ اگرچہ نافلہ میں بنسبت واجبہ کے کم، صدقہ نافلہ کھانے میں دینے والے کے ادناس کے ساتھ تلوث ہے جو سبب کراہت ہے، صدقہ میں مقصود وجہ اللہ ہے یعنی ابتداءً۔ اور ہدیہ میں ابتداءً وبالذات مقصود تقرب الی الناس ہے اگرچہ حکم شرع بجالانے کی وجہ سے، اوس میں بھی قربت الی اللہ حاصل ہوسکتی ہے ہدایہ میں ہے والصدقۃ یراد بہا وجہ اللہ والہبۃ یراد بہا وجہ الغنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ آمدہ از شہر کہنہ بریلی مسئولہ محمد حسین صاحب ۲۰ ذیقعدہ ۶۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس نے آقائے دوعالم سرور انبیاء محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے رب العزت کو دیکھا۔ زید کہتا ہے کہ جس نے حضور والا کو خواب میں دیکھا رب کو دیکھا۔ بکر کہتا ہے کہ رب کو نہیں دیکھا بلکہ حق کو دیکھا جس کے معنی سچائی کے بھی ہوتے ہیں۔ آپ فرمائیے کہ زید حق پر ہے یا بکر اور جواب حدیث شریف اور قرآن شریف سے عطا فرما دیجئے؟ بینوا توجروا

الجواب:- حدیث شریف میں ارشاد ہوا من رآنی فقد رأ الحق جس نے مجھے دیکھا اوسنے حق دیکھا، بعض روایتوں میں اسکے بعد یہ بھی آیا ہے، فان الشیطان لایتمثل بی کہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا، اس سے ظاہر یہی ہے کہ اس حدیث میں حق سے مراد اللہ تعالیٰ نہیں، اور مطلب حدیث یہ ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اوسنے ٹھیک مجھی کو دیکھا۔ حدیث کی بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ من رآنی فی المنام فکانما رآنی فی الیقظۃ اور بعض روایتوں میں آیا من رآنی فی المنام فقد رآنی ان سب روایتوں سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوا اوسنے بیشک حضور ہی کو دیکھا۔ البتہ بعض اہل باطن اس طرف گئے کہ حضور کا دیدار حق تعالیٰ کا دیدار ہے مگر اس کا وہ مفہوم نہیں جو ان لفظوں سے ظاہر ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک چونکہ مظہر ذات حق ہے آپکے دیدار پاک سے قلب ذات حق کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور صفات جلالیہ و جمالیہ کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- آمدہ از طغلوالہ ضلع گورداس پور براستہ قادیان مغلان مرسلہ سید عبد العزیز بخاری و سید عبد الغفور نقوی

علمائے دین دار العلوم بریلی یوپی اہل اسلام براہ مہربانی مندرجہ ذیل مسائل کو حل فرماکر مشکور فرمائیے۔

(۱) کھانا، طعام، دودھ، پانی، شیرینی، شہد، پھل، فروٹ، خوردنی اشیاء پر اگر اللہ تعالیٰ کا نام پاک پڑھا جاوے تو کیا وہ اشیاء از روئے اسلام شریعت حرام ہوجاتی ہے یا حلال؟

(۲) ختم شریف پڑھنا جائز ہے یا ناجائز، حوالہ جات قرآن واحادیث اور

کتب اسلامی تحریر فرمائیں ؟

(۳) ایسا کھانا یا طعام جس پر اللہ تعالیٰ کا کلام پاک پڑھا جاوے تو کیا وہ کھانا یا طعام حرام ہو جاتا ہے اور وہ خنزیر یا سور کے گوشت کے برابر ہو جاتا ہے حوالہ جات تحریر فرمادیں ؟

(۴) بعض علماء یا قاضی یا امام ایسا طعام یا کھانا کو بدعت کہتے ہیں اور جب ان سے بدعت کا معنی پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بدعت کے معنی حرام کے ہوتے ہیں یا بعض کہتے ہیں کہ وہ رسوم جو شریعت اسلام میں نئی جاری ہو جائے تشریح فرمائی جاوے ؟

(۵) جس طعام یا کھانا پر اللہ تعالیٰ کا کلام پاک پڑھا گیا ہے اسکو اگر کوئی حرام سمجھے اور سور یعنی خنزیر کے برابر۔ تو کیا وہ شخص مسلمان کہلانیکا مستحق ہے ؟

(۶) ایسے شخص کیساتھ از روئے شریعت کیا سلوک ہونا چاہئے ؟

(۷) کیا ایسا شخص مسلمانوں کا امام ہو سکتا ہے ؟

(۸) کیا ایسے شخص کیساتھ کھانا پینا جائز ہے ؟

(۹) کیا ایسے شخص کے ساتھ یا پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے ؟

(۱۰) بدعت کیا چیز ہے اس کی تشریح کی جائے ؟

(۱۱) ختم شریف سے کیا مراد ہے اور کب سے ختم شریف شروع ہوا ؟

(۱۲) ایک شخص امام مسجد ہے جس نے ، نان ، کباب ، گوشت ذبح بکرا عید قربانی کو جس پر اللہ تعالیٰ کا کلام پاک پڑھا گیا ہے ان تمام اشیاء خوردنی کو مذکورہ امام نے حرام کر دیا ہے اور ان کا کھانا پینا سور یعنی خنزیر کے گوشت کے برابر کہا ہے ایسے شخص کے ساتھ اسلامی فیصلہ فرمایا جاوے کہ کیا ڈنڈ و سزا ہونی چاہئے ؟

الجواب (۱) استغفر اللہ، معاذ اللہ۔ کون مسلمان کہہ سکتا ہے کہ قرآن پاک کے پڑھنے سے وہ چیزیں جنکو اسلام نے حلال بتایا ہے حرام ہوجائینگی قرآن پاک پاک کلام ہے یہ کیوں کر کسی پاک کو ناپاک کریگا، واللہ تعالٰی اعلم

(۲) ختم شریف سے کیا مراد ہے آیا قرآن مجید کا ختم، یا کلمہ طیبہ کی کسی تعداد معین کا پڑھنا، بہر صورت جائز ہے نہ قرآن مجید کے ختم کرنے کو کوئی مسلمان ناجائز کہہ سکتا ہے نہ کلمہ طیبہ یا درود شریف کو کوئی ناجائز بتا سکتا ہے، واللہ اعلم

(۳) جو کھانا قبل قرآن شریف پڑھنے کے حلال وجائز تھا اس کو جو شخص حرام بتائے اور خنزیر کے گوشت کی طرح کہے دلیل لانا اوسکے ذمہ ہے آخر وہ کیا چیز اس کھانے میں مل گئی جس نے اسکو ناپاک وحرام کردیا۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۴) یہ شخص نہ عالم ہے نہ قاضی نہ بدعت کے معنی جانتا ہے، قرآن مجید میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اعراب کہاں تھا۔ کتب حدیث کی تالیف وترتیب کہاں تھی۔ کتب فقہ کی تدوین کہاں ہوئی تھی، مدارس اسلامیہ میں مدرسین کا تنخواہوں پر تقرر، کتابوں کا تعین، جماعت بندی، امتحان سالانہ ودستار بندی وغیرہا۔ سکڑوں امور ایسے ہیں جن کو کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ وہ زمانۂ رسالت میں تھے، ایسے امور کو بدعت کہکر رد کردینا اسی شخص کا کام ہوگا جو اسلام اور دین سے ناواقف ہی نہیں بلکہ اسلام کا مخالف ہوگا، واللہ تعالٰی اعلم

(۵) حلال خدا کو حرام بتانے والا مسلمان نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۶) اوسکے پاس اٹھنا بیٹھنا اوسکے ساتھ کھانا پینا کلام کرنا سب ناجائز ہے حدیث میں ارشاد ہوا ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۷) ہرگز نہیں اوسکے پیچھے نماز ناجائز بلکہ باطل محض ہے، واللہ تعالٰی اعلم

(۸) ناجائز ہے، واللہ تعالٰی اعلم

(۹) اوسکے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے حدیث میں ہے ولا تصلوا معھم اور اوسکے پیچھے نماز پڑھنا اپنی نماز کو باطل و برباد کرنا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۰) بدعت ایسی چیز کو کہتے ہیں جو مزاحِم سنت ہو، سنت کو رد کرنے والی ہو، واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۱) معلوم نہیں کہ ختم آپ کے یہاں کس چیز کو کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) اس کو فوراً امامت سے جدا کر دینا چاہیئے اوسکے پیچھے نماز باطل ہے وہ گمراہ بدمذہب وہابی ہے بلکہ وہابیوں سے بھی بدتر ہے اوسکے پاس اوٹھنا، بیٹھنا، اوس سے کلام کرنا سب ناجائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ آمدہ از قصبہ شیرپور ضلع بریلی مرسلہ مولوی عبدالحمید امام شہری مسجد

کیا فرماتے علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

مجلس میلاد شریف میں ایسا فرش بچھانا جائز ہے جس پر جاندار کی تصویریں بنی ہوں ؟ بینوا توجروا

الجواب :۔ تصویر اگر بطور اہانت رکھی جائے مثلاً ایسی جگہ پر کہ وہ پاؤں سے روندی جائے تو اس طرح رکھنے میں حرج نہیں، وہ فرش جس پر لوگ چلیں گے اور بیٹھیں گے اگر اس میں تصویر ہو تو اس کو بچھانا ناجائز نہیں، پھر بھی میلاد شریف میں ایسے فرش کے بچھانے سے احتیاط چاہیئے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مسئولہ حافظ غلام یٰسین از محلہ پنجاب پورہ بریلی شریف ۲ ربیع الاول ۶۶ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اور شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا مشرکین کے ہاتھوں سے تیار کی ہوئی اشیاء مسلمان کے لئے ناپاک ہیں ؟ اور کیا مشرکین کی چیزوں کے کھانے سے ایمان کمزور ہو سکتا ہے ؟

الجواب :۔ مشرک نجس ہے مگر اس کی نجاست اعتقاد کے اعتبار سے ہے،

یہ نہیں کہ جو چیز اس کے بدن سے چھو جائیگی وہ نجس ہوجائیگی، لہذا اسکے ہاتھ کی تیار کی ہوئی چیزوں کے متعلق نجاست کا حکم نہیں دیا جائے گا جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا ہاتھ ناپاک تھا اور اسی نجس ہاتھ سے اس نے اس تر چیز کو چھو دیا پھر بھی احتیاط یہ ہے کہ مشرک کی تیار کردہ چیز سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ آمدہ از پالی مارواڑ محلہ چھیپاں علاقہ جودھپور مرسلہ عثمان غنی ولد عبدالرحمٰن جی سوجت والے۔

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس بارے میں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کیوں اسلئے کہ یہ تو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے تو پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیوں حاضر و ناظر کہا جاتا ہے خاصہ باری تعالیٰ میں شرکت کیونکر ہو سکتی ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "میں دنیا کو اسطرح دیکھتا ہوں جسطرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو"، تو حین حیات میں تھی یا اب بھی ہے کہ دنیا کو اسطرح ملاحظہ فرمارہے ہیں اور علمائے کرام اپنے واعظوں میں جب ذکر ولادت شریف کیا کرتے ہیں تو یہ فرماتے ہیں کہ اب اٹھو اور ادب سے صلوٰۃ وسلام پڑھو کہ حضور اس مجلس مبارک میں تشریف لائے ہیں۔ ربیع الاول شریف میں میلاد ہزاروں جگہ ہوتا ہے اور اکثر صبح صادق کو ختم ہوتا ہے، تو ایک ہی وقت کس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہزاروں جگہ مع جسم حاضر ہوتے ہیں، بہت سے لکھے پڑھے یہ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا نہیں چاہئے۔ اس کا جواب قرآن وحدیث وعقلاً مفصل تحریر فرمائیں؟

مسئلہ (۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کافر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا تناول فرمایا ہے یا نہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا ہے تو کس کافر اور کس کافرہ کے ہاتھ کا؟ اور اگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تناول فرمایا تو کس کے ہاتھ کا اور کس موقع، اور کس وقت میں۔ نام بھی تحریر فرمایا جاوے؟

الجواب (۱) اللہ عزوجل سمیع و بصیر ہے ہر چیز کو سنتا ہے اور سب کو دیکھتا ہے اور وہ مکان سے پاک ہے یہ کہنا کہ وہ فلاں جگہ یا سب جگہ موجود ہے غلط ہے وہ موجود ہے مگر جگہ سے منزہ و برتر، جب جگہ نہ تھی اور زمانہ بھی نہ تھا جب بھی وہ موجود تھا اور اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا، یہ کہنا کہ حاضر و ناظر اوسکا خاصہ ہے یہ بالکل بے ثبوت بلکہ صحیح نہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو یہ ارشاد فرمایا میں دنیا کو اس طرح دیکھتا ہوں یہ حضور کا ایک وصف اور فضیلت ہے جو فضائل اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کئے وہ حیاتِ ظاہر کیساتھ مخصوص نہ تھے کہ بعد وفات خدا نے اون سے لے لئے ہوں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اوصاف و کمالات میں ترقی فرما رہے ہیں ارشاد فرمایا وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی آپکی ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے جب آپ کے لئے ایک وصف ثابت ہو چکا تو بلا دلیل بلکہ دلیل کے خلاف زائل بتانا سخت غلطی و جہالت ہے ہر مجلس میلاد شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشریف لانا ثابت نہیں، ہاں اگر اپنے کسی خاص غلام پر ایسا کرم فرمائیں تو زہے قسمت، اور ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر میلاد شریف ہونا آپ کے تشریف لانے کے منافی بھی نہیں ایک ہی وقت میں بہتوں کا انتقال ہوتا ہے اور ملک الموت اونکی روحیں قبض کرتے ہیں

ایک ہی وقت میں بہت سے لوگ قبروں میں دفن کئے جاتے ہیں نکیرین قبور میں آتے ہیں اور سوالات کرتے ہیں، جس طرح یہ چیزیں ممکن بلکہ واقع ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کرم فرمائیں تو اوس میں کیا استبعاد ہے جب مردے قبر میں دفن ہوتے ہیں اور نکیرین سوالات کرتے ہیں اون میں یہ ایک سوال بھی ہوتا ہے ماتقول فی ھذا الرجل، اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا تھا تو جس طرح تمام مردوں کے سامنے حضور کا ہونا ثابت اسی طرح ان مجالس خیر میں بھی، اگر اس قسم کی موجودگی ہو تو کیا استحالہ، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) مجھے یہ یاد نہیں کہ کس کس صحابی نے کس کافر کے یہاں کی چیز کھائی ہے۔ کتب بینی پر میں اسوقت قادر نہیں ہوں کہ واقعات کو کتابوں سے نکال کر اسکا جواب لکھوں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ آمدہ از اگرہ بھائی ماموں بھانجہ مرسلہ قاضی وحید اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین منتیان شرع متین مسائل ذیل میں بینوا توجروا

(۱) شریعت میں گونگا شیطان کس کو کہا گیا ہے؟

(۲) شراب کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے کوئی مسلمان وکیل باوجود علم کے شراب یا شرابی کے مقدمہ میں اس امر کی پیروی کرے جس سے شراب کی قانونی بندش ٹوٹ جائے تو ایسے مسلمان کیلئے شریعت میں کیا حکم ہے کیا ایسے مسلمان کو اپنا نمائندہ بنایا جا سکتا ہے؟

(۳) جو شخص علماء کے وقار کو فنا کرنیکی کوشش پر فخر کرے، ایسے شخص کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) کسی ایسی جماعت سے اہلسنت والجماعت کا اشتراک جائز ہے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان میں گستاخی کرتی ہو؟

(۵) ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے جو علم دین کی تعلیم میں رخنہ اندازی کرتا ہو؟

(۶) کیا ایسے شخص جو جھوٹ بولنے کا عادی ہو مفتی دین یا عالم دین کہا جاسکتا ہے؟

(۷) اخبارات میں اکثر مراسلے غلط شائع ہوتے ہیں۔ کبھی وہ مراسلے ایک عظیم فتنہ کا باعث ہوتے ہیں، ان پر یقین کرلینا اور ان کی اشاعت کرنا جائز ہے یا نہیں، بالخصوص ایسے اخبار جس کا مالک دیوبندی جماعت کے عقیدہ کا ایک فرد ہو؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) جو شخص حق بولنے سے گریز کرے وہ گونگا شیطان ہے[۱]، واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو شخص شراب کی ترویج اور اوسکو عام کرنا چاہتا ہے وہ فاسق، فاجر مستوجب غضب جبار اور مستحق نار ہے ہرگز اس قابل نہیں کہ مسلمان اوسکو اپنا نمائندہ بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) علمائے حق جو دین حق کی حمایت کرتے ہیں اور اسلام اور مسلمین کو کفار کے حملوں سے بچاتے ہیں اونکے وقار کو ختم کرنا گویا اسلام کو کمزور کرنا ہے ایسا شخص سخت فاسق و بدکردار ہے اوس سے مسلمانوں کو اجتناب لازم، واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جو لوگ معاذ اللہ صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اونکے ساتھ سنیوں کو میل جول کرنا اور ان سے اتحاد ناجائز ہے[۲] واللہ تعالیٰ اعلم

---

[۱] حدیث میں فرمایا۔ الساکت عن الحق شیطان أخرس۔

[۲] صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا۔ لاتجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتصلوا معھم ولاتصلوا علیھم۔ نہ ان کے ساتھ اٹھو، بیٹھو

(۵) علم دین ہی سے دین کی بقا ہے جو علم دین میں رخنہ اندازی کرتا ہے، وہ حقیقۃً دین میں رخنہ اندازی کرتا ہے، علماء ہی دین کو بتانے والے اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے والے ہیں جب علماء حق باقی نہ رہیں گے تو جہال فتویٰ دیکر لوگوں کو گمراہ کریں گے، اور صراط مستقیم سے لوگ جدا ہو جائیں گے۔ حدیث میں ارشاد ہوا، ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعًا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالمًا اتخذ الناس رؤساجہالًا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا[۱]" واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) جھوٹ بولنا کبیرہ اور اشد کبیرہ ہے حدیث میں اسکو منافق کی علامتوں میں شمار کیا، بخاری شریف میں مروی کہ ارشاد فرمایا آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب الحدیث، اور قرآن مجید میں جھوٹوں پر لعنت فرمائی گئی، جب وہ شخص عادتًا جھوٹ بولتا ہے تو اس کے فتوے کا اور دینی مسائل بیان کرنیکا کیا اعتبار کہ مفتی کیلئے تدین درکار، واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) اخباروں کی خبریں عمومًا قابل یقین نہیں ہوا کرتیں نہ اون پر کوئی یقین کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۷۶ کا:- نہ کھاؤ پیو، نہ ان کے پیچھے نماز پڑھو، نہ ان پر نماز جنازہ پڑھو، اور فرمایا۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ اپنے کو ان سے دور رکھو، اور ان کو اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ نیز فرمایا اطلبوا رضاء اللہ ببغضھم وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنھم، ایسوں سے ناراض رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا ڈھونڈھو۔ اور ایسوں سے دور رہ کر اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرو۔

[۱] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳۔ کتاب العلم عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آل مصطفےٰ مصباحی

مسئلہ:۔ المستفتی محمد عبد الحمید غفرلہ بہاری۔
کیا فرماتے ہیں علمائے ملت و مفتیان اہل سنت مسائل ذیل کی نسبت۔ (۱) زید کا یہ شعر ہے
وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر :: اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر
اس کا کیا مطلب ہے۔ شرعاً یہ شعر صحیح ہے یا نہیں؟ اس شعر سے کفر ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہوتا ہے تو زید کو کافر کہا جائے گا یا نہیں؟
(۲) جو شخص زید مذکور کو اس شعر کی بنا پر کافر نہ جانے بلکہ اس کے ساتھ حسن عقیدت رکھے اور اسکو بزرگ و پیشوا اور پیر سلسلہ مانے وہ شخص شرعاً کیسا ہے؟
(۳) زید مذکور کو عمرو سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ اب شعر مذکور بالا کی وجہ سے بیعت و خلافت باقی رہی یا نہیں؟
(۴) زید مذکور کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا درست ہے یا نہیں؟
(۵) زید کا یہ دوسرا شعر ہے۔
نہ ستاری کو شرم آئے نہ غفاری کو غیرت ہو :: قیامت میں ترا بندہ تیرے آگے فضیحت ہو
اسکا بھی مطلب بیان فرمایا جاوے۔ اور اس پر جو حکم شرعی ہو بیان فرمایا جاوے؟

الجواب:۔ شعر اول کا مفہوم جو اس وقت فقیر کے ذہن میں ہے وہ یہ ہے ذات خدا جس کی صفت "استوا علی العرش" ہے اس نے اپنی ذات کا مظہر اتم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنایا۔ اترنا، کہ یہ "نزول" کا ترجمہ ہے کنایہ مظہریت سے ہے۔ جیسا کہ حدیث ینزل تعالی الی السماء الدنیا میں تاویل کی جاتی ہے۔ کہ مراد نزول رحمت ہے۔ اور آسمان دنیا مورد رحمت خاص

اور مظہر تجلی بن جاتا ہے۔ چونکہ یہ شعر کسی بیباک، زبان دراز کا کلام نہیں جس کی عادت ایسی ہو کہ جو جی میں آئے بک دے۔ بلکہ ایک واقفِ شریعت کی طرف منسوب ہے۔ لہٰذا تاحدِ امکان کلام کی تاویل کی جائیگی اور کلام کو ظاہر پر حمل نہیں کیا جائیگا۔ دوسرے شعر کا مطلب ظاہر ہے کہ بندہ رسوا ہو اور اوسکی غیرت اسے پسند کرے ایسا نہ ہوگا۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] حضرت آسی علیہ الرحمہ والرضوان کے اس شعر کے سلسلے میں سب سے پہلی بات یہ مدنظر رکھنی ہے کہ اس کے مصرعۂ اولیٰ میں "مستوی عرش تھا" نہیں ہے بلکہ "مستوی عرش ہے" ہے۔ جو دوام واستمرار کو بتاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ میں مصطفےٰ ہوکر بعینہٖ وہ ذات نہیں اتری، جو مستوی عرش ہے۔ بلکہ اس کی صفات کا ظہور تام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہو رہا ہے۔ جسکا واضح مطلب یہ ہے۔ کہ ذاتِ خدا جس کی صفت استواء عرش ہے، اس نے اپنی ذات کا مظہر اتم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنایا۔

یہاں "اترنا" "جلوہ فرمانا" کے معنیٰ میں ہے، جو مظہریت سے کنایہ ہے، لغوی معنیٰ مراد نہیں۔ کہ جس سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا مفہوم لیا جائے، نزول جس کا ترجمہ "اترنا" ہے۔ احادیث کریمہ میں خود اس کی نسبت اللہ عزوجل کی جانب وارد ہوئی ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا یومھا فان اللہ تعالیٰ ینزل فیھا بغروب الشمس الی السماء الدنیا (باب قیام شہر رمضان کا ص ۱۱۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب پندرہویں شعبان کی رات ہو تو رات میں قیام کرو، دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا

مسئلہ:۔ آمدہ از بازار سدانند شہر بنارس مرسلہ حاجی عبد الغفور صاحب
عورت کے حیض کی مدت گزرنے کے بعد بلا غسل کے جماع کر سکتا ہے؟
الجواب:۔ اگر حیض دس دن سے کم میں پورا ہوا تو جب تک غسل نہ کرنے

حاشیہ بقیہ صفہ ۲۷۹ کا:۔ کی طرف نزول فرماتا ہے۔
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ینزل فیہا" کی توضیح و تشریح "یتجلی بصفۃ الرحمۃ" سے فرمائی۔ دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ینزل ربنا تبارك وتعالیٰ كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل (باب التحريض على قيام الليل ص ۱۰۹)
ہر رات جب آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے، تو ہمارا رب تبارک وتعالیٰ دنیا کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں، نزد محققین نزول صفتے است از صفات الٰہی مثل ید واستواء وجز آں از متشابہات کہ ایمان بداں باید آورد واز کیفیت آں باید استاد۔ یعنی تجلی میکند وے تعالیٰ بایں در وقت سحر (اشعۃ اللمعات ج اول ص ۵۲۱)
"لمعات شرح مشکوٰۃ" میں اسی حدیث کے تحت نزول "سے مراد" نزول رحمت لیا ہے،
ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا، ويروى من السماء العليا الى السماء الدنيا۔ والنزول والهبوط والصعود والحركات من صفات الاجسام والله تعالى متعال عنه والمراد نزول الرحمه وقربه تعالى بانزال الرحمه۔ وافاضة الانوار واجابة الدعوات واعطاء المسائل ومغفرة الذنوب، وعند اهل التحقيق النزول صفة الرب تعالى وتقدس يتجلى بها فى هذا الوقت يومن بها يكف عن التكلم بكيفيتها كما هو حكم سائر الصفات المتشابهات مما ورد فى الشرع كالسمع والبصر اليد والاستواء ونحوها وهذا هو مذهب السلف وهو اسلم والتاويل طريقة المتأخرين وهو احكم"۔ (لمعات حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

بقیہ اگلے صفحہ پر

یا ایک نماز کا پورا وقت گذر نہ لے، جماع حرام ہے۔ اور اگر پورے دس دن اور رات پر حیض ختم ہوا تو وطی کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۰ کا:۔ جس طرح مذکورہ احادیث میں "نزول" "تجلی فرمانے" کے معنیٰ میں آیا ہے اسی طرح حضرت آسی کے شعر میں "اتر پڑنا" جلوہ فرمانے کے معنیٰ میں ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے اسمائے صفاتی کے مظہر ہیں، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اخبار الاخیار" شریف میں حضرت شیخ محمد حسن قدس سرہٗ کے حالات کے بیان میں ان کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔

"جس ظہور کو اللہ تعالیٰ نے نزول کے ذریعہ اعیان کے ساتھ نسبت دی ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ جو کامل نورانی ہونے کے ساتھ اپنے اخلاق و وسعت میں بمرتبہ افعال واسمائے صفاتی کے جلوہ گر ہیں، (ستر جا ص ۹۰ ج ۱)

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ۔ اپنی مشہور کتاب "فصوص الحکم" میں رقم فرماتے ہیں۔ "التجلی من الذات لایکون الابصورۃ المتجلی لہ" (بحوالہ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۵۸)

یعنی ذات کی تجلی اس چیز کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ جس پر اسکی تجلی ہوتی ہے۔ اس قول کے پیش نظر بھی دیکھا جائے تو بات واضح ہے۔ کہ حضرت آسی کے شعر کے مصرعۂ ثانیہ میں۔ "مصطفیٰ ہوکر" کا لفظ انحاء تجلی کی ایک مخصوص صورت کو ظاہر کرنے کیلئے ہے۔

حلول اور ظہور کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے، دونوں کو ایک جاننا علم و تصوف سے بے خبری کی دلیل ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے دونوں کے درمیان بڑا واضح معنوی فرق بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "الظہور وھو وراء الحلول لان الحلول کینونۃ نفس شئ فی شئ مثل کینونۃ نفس زید فی البیت والظہور کینونۃ عکس شئ فی شئ مثل کینونۃ عکس زید فی المرأۃ والاول محال فی مرتبۃ الوجوب ونقص لتلک المرتبۃ المقدسۃ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسئلہ:۔ مسئولہ مولوی انوارالحق صاحب رضوی محلہ منیر خاں پیلی بھیت ۴ محرم ۱۳۶۱ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت مطہرہ اس مسئلہ میں کہ علاوہ سونے چاندی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۱ کا:۔ والثانی لا منع لثبوتہ ولا نقص عند حصولہ فان الاول یستلزم التغیر المنافی القدم والثانی لا یستلزمہ کما لا یخفی فلو ظہرت الکمالات الوجوبیۃ فی مرایا الاعدام الامکانیۃ لم یلزم منہ حلول تالک الکمالات فی تلک المرایا ولا تغیرھا ولا انتقالھا المنافی للقدم وانما ھو ظہور واراءۃ کمال فی مراٰۃ فتجویز شہود کمالاتہ تعالٰی فی المرایا الامکانیۃ لیس تجویز الحلول تالک الکمالات فیہا بل ھو تجویز لظہور الکمال فی المراٰۃ ولا نقص فیہ۔" (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۵۶ ص ۱۱۹ مطبوعہ ...)

ظہور اور حلول میں فرق ہے۔ اس لئے کہ حلول نفسِ شئ کا کسی دوسری شئ میں ہونیکا نام ہے جیسے ذات زید کا گھر میں ہونا۔ اور ظہور عکسِ شئ کا کسی دوسرے شئ میں ہونے کا نام ہے۔ جیسے عکسِ زید کا آئینہ میں ہونا۔ مرتبۂ وجوب میں حلول وحال وغیرہ عیب ہے۔ اور ظہور کا ثبوت نہ تو محال وممنوع۔ اور نہ ہی اس کے حصول میں نقص ہے کیونکہ حلول کیلئے تغیر لازم ہے۔ جو قدیم ہونے کے منافی ہے۔ اور ظہور تغیر کو مستلزم نہیں۔ لہذا اگر کمالات وجوبیہ کا ظہور امکان کے آئینے میں ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ کمالات ان آئینوں میں حلول کر گئے۔ اور نہ ہی یہ لازم آتا ہے۔ کہ ان میں تبدیلی واقع ہوگئی۔ اور نہ یہ کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے کہ یہ قدیم کے منافی ہے۔ یہ تو محض ظہور ہے، اور آئینے میں کمال کا مشاہدہ کراتا ہے، لہذا امکان کے آئینے میں کمالات الہیہ کے ظہور کو جائز قرار دینے کی وجہ سے یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ آئینوں میں ان کمالات کے حلول کو جائز قرار دے دیا گیا۔ بلکہ یہ تو آئینے میں کمال کے ظہور کو جائز قرار دینا ہے۔ اور اس میں کوئی نقص نہیں ۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کا کسی چیز میں جلوہ فرمانا اس کی شان ارفع واعلٰی

کے کسی دھات کا زیور یا ملمع یا سونے چاندی منلوب مثلاً نوایجاد سونا جسکا نام امریکن نیو گولڈ ہے جس کی قیمت تقریباً دو روپے تولہ ہے، ان سب کا استعمال

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۲ کا: کے منافی نہیں۔ حضرت آسی علیہ الرحمہ کا عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خدائے ذوالجلال کے مظہر کامل ہیں۔ اور یہ عقیدہ نہ صرف ان کا بلکہ تمام اہل سنت وجماعت کا ہے۔ اس شعر میں انھوں نے اسی مظہریت کاملہ کو بیان فرمایا ہے اور نسبت مجازی کا اسلوب اختیار فرماکر کلام کو حد درجہ بلیغ اور وجد آفریں کردیا ہے۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت فانی گورکھپوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مقدمہ "دیوان آسی" میں اس شعر کے متعلق یہ فرماتے ہیں:

"اگر مصرعۂ اولٰی میں" وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر" ہوتا تو البتہ ان کا اعتراض خدا کے مجسم ہونیکا صحیح ہوتا، وہ تو اب بھی "مستوی علی العرش" ہے، مدینہ میں اترنا باعتبار صفات کے ہے جیسے آفتاب آئینہ میں اترتا ہے"

حضرت فانی علیہ الرحمہ کی یہ تمثیل، تشبیہ المعقول بالمحسوس کے قبیل سے ہے۔ جو محض تقریب فہم کیلئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح آئینے میں آفتاب کا ظہور ظہور تام ہوتا ہے اس میں حلول واتحاد کا شائبہ نہیں ہوتا، اسی طرح آئینہ ذات مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم میں صفات خداوندی کا ظہور ظہور تام ہے۔

شعر وشاعری کے اندر مجازات وکنایات کا استعمال شائع وذائع ہے اور حقیقت کو مجاز کے پیرایہ میں بیان کرنا حضرت آسی کی شاعری کا طرۂ امتیاز رہا ہے وہ خود فرماتے ہیں اگر بیان حقیقت نہ ہو مجاز کے ساتھ۔ شعر لغو ہے آسی کلام ناکارہ شعر مذکور میں بھی حضرت آسی نے مجاز کا ارتکاب کیا ہے، چنانچہ حضرت آسی علیہ الرحمہ نے مصرعۂ اولٰی میں اللہ عزوجل کیلئے "مستوی علی العرش" کا ذکر فرماکر اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہا ہے، کہ جس طرح

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

عورتوں کے لئے کیسا ہے؟ اور اگر ناجائز ہے تو عدم جواز کس مرتبہ کا ہے؟
(۲) اگر استعمال ناجائز ہے تو اسکی خرید و فروخت کرنا یا اسکی اجنبی لینا کیسا ہے،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۲ کا: خدائے ذوالجلال کیلئے "مستوی علی العرش" کی نسبت حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ اسی طرح مدینے میں مصطفےٰ ہوکر اترنے کی نسبت حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔

شعر مذکور کا ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ۔ یہاں استفہام ہے جو تعجب کیلئے ہے یعنی اس کلام کو بطور استفہام تعجبی استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو ذات مستوی عرش ہو، وہی مدینہ میں مصطفےٰ ہوکر اتر جائے۔ بلکہ مدینہ میں مصطفےٰ ہوکر اترنے والی ذات دوسری، اور مستوی عرش دوسری ذات۔

حضرت آسی علیہ الرحمہ زبردست عالم دین، صوفی، صاحب نسبت بزرگ اور عارف باللہ تھے شعر و شاعری میں بھی ان کا مقام بہت اونچا تھا۔ مسئلہ تصوف پر شاعرانہ رنگ میں روشنی ڈالنا اور مجاز کے پردہ میں حقائق و اسرار کی گرہ کشائی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ محض شعر کے ظاہری مفہوم کو دیکھتے ہوئے ان پر اعتراض کرنا جہالت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

"ایں ہمہ شور و غوغا چیست اگر لفظے صادر شدہ است کہ ظاہرش مطابقت بعلوم شرعیہ ندارد۔ آنرا باندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت، و مسلمانے را متہم نباید کرد، اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہرگاہ در شریعت حرام و منکر باشد۔ تفضیح مسلمانے بمجرد اشتباہ چہ مناسب بود و شہر بشہر بآں منادی کردن کدام تدین باشد۔ طریق مسلمانی و مہربانی آنست کہ کلمہ کہ ظاہر ش مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخصے صادر شود، باید دید کہ قائل آں کیست اگر ملحد و زندیق بود ردّ آں باید کرد و در اصلاح آں نباید کوشید و اگر قائل آں کلمہ از مسلمان بود و ایمانے بخدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و محمل صحیح از برائے آں پیدا باید نمود، از آں قائل حل

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

اگر ناجائز ہے تو عدم جواز کس مرتبہ کا ہے ؟
(۳) مسلمان عورتوں کا موجودہ افلاس انھیں مجبور کرتا ہے کہ وہ سونے چاندی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۴ کا :- آں باید طلبید واگر در حل آں عاجز آید نصیحتش باید کرد ۔
اگر (کسی بزرگ سے) کوئی ایسا لفظ صادر ہوا، جس کا ظاہری معنی علوم شرعیہ سے مطابقت نہیں رکھتا ہو تو اس میں شور و غل کی ضرورت نہیں، کہ اس لفظ کو تھوڑی توجہ سے ظاہر سے پھیر کر علم شریعت کے مطابق کیا جاسکتا ہے۔ اور مسلمان پر تہمت نہیں لگانی چاہئے۔ کسی کے فحش کو پھیلانا اور ہر جگہ فاسق کو رسوا کرنا منکر و حرام ہے، تو محض شبہ کی بنیاد پر کسی مسلمان کو رسوا کرنا کیونکر مناسب ہوسکتا ہے۔ اور شہر شہر اعلان کرنا کہاں کی دیانت داری ہے۔ اسلامی طریقہ اور بہتر طریقہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کلمہ جس کا ظاہر خلاف شرع ہے اگر کسی شخص سے صادر ہو جائے تو دیکھنا چاہئے کہ اس کا قائل کیسا ہے اگر ملحد زندیق ہو تو اس کے قول کا رد کرنا چاہئے۔ اور اصلاح کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اور اگر اس کا قائل مسلمان ہے، اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے تو اس کے اس قول کی تشریح کرنی چاہئے اور اس قول کا صحیح محمل نکالنا چاہئے یا اس قائل سے اس خلاف شرع قول کی تشریح و توضیح اور رفع اشتباہ کا مطالبہ کرنا چاہئے۔ اور اگر وہ شخص اسکی صحیح توضیح سے عاجز آجائے تو اس کو نصیحت کرنی چاہئے۔
اچھی بات کا حکم دینے اور بری بات سے روکنے میں نرمی برتنی بہتر ہے کہ اسے آدمی مان سکتا ہے اور اگر مقصود منوانا نہ ہو بلکہ رسوائی مطلوب ہو تو یہ دوسرا معاملہ ہے اللہ تعالٰی توفیق دے،
(مکتوبات امام ربانی ص ۵۶۶ مطبع ترکی)

حدیقۂ ندیہ شریف میں ہے۔
" اذا تکلم احد من العارفین فی ھذا الزمان بکلام نظیر ھذا الکلام ینبغی ان یعرض کلامہ علی اھل المعرفۃ الجامعین ، بین علمی الظاھر والباطن فانھم یعرفون معناہ من غیر ان ینقصہ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

کے بجائے ان زیورات سے اپنا کام نکال لیں۔ اور مسلمان مردوں کی بے روزگاری اس قسم کی تجارت پر مجبور کرتی ہے کیونکہ یہ تھوڑے سرمایہ سے ہوسکتی ہے، توکیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۵ کا:۔ ظاھر الکتاب واما القاصرون من علماء الرسوم الذین لایعرفون الاظواھر العلوم فلا عبرۃ بکونہ منا قضا عندھم ظاھر القرآن لانھم لایعلمون اشارات الصوفیۃ ولا مواجید اھل الکمالات العرفانیۃ فغایتھم انھم لایستنطقون الکلمات بحسب اعرابھا و معانیھا اللغویۃ ویفوتھم الوضع الخاص المسمی بالاصلاح فیقعون فی سب اھل الکمال وھم قاصرون ویحکمون بتخطیۃ المصیب وھم لایشعرون فان لکل میدان رجالا ولکل رجال مجالا ونظیر ھذا ما وقع للشیخ ابی الغیث ابن جمیل قدس سرہ انہ جاء الیہ جماعۃ من الفقہاء فقال لھم مرحبا بعبید عبدی فاشتد انکارھم علیہ فذکروا ذالك للشیخ اسمٰعیل الحضرمی رضی اللہ عنہ وکان من اھل العلم الظاھر والباطن فقال صدق انتم عبید الھوی والھوی عبدہ۔ (حدیقۂ ندیہ شریف ص ۱۰۵ ج ۱)

اگر کوئی عارف و بزرگ اس زمانہ میں بظاہر خلاف شرع کلام کا تکلم کریں تو ان کے کلام کو ان اہل معرفت کے سامنے پیش کرنا چاہیئے جو علم ظاہر اور باطن کے جامع ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ حضرات اس قسم کے کلام کا معنیٰ ایسا جانتے ہیں جو خلاف شرع نہیں ہوتے لیکن وہ علماء جو صرف ظاہری علوم جانتے ہیں تو ان کے اس قسم کے قول کو ظاہری قرآن کے خلاف کہدینے کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ صوفیہ کے اشارات کو نہیں جانتے اور نہ ہی ارباب کمال کی باریکیوں کو پہچانتے ہیں، تو زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ یہ حضرات اعراب اور معانی لغویہ کے اعتبار سے کلام کرتے ہیں اور اس وضع خاص کو نہیں جان پاتے جو صوفیہ کی اصطلاح ہوتی ہے، یہ لوگ اہل کمال کو برا بھلا کہہ ڈالتے ہیں، حالانکہ یہ لوگ اصطلاح کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں، اور درست قول کرنے والے کو خطاکار ٹھہراتے ہیں، اور انھیں پتہ نہیں چل پاتا کیوں کہ ہر میدان کے کچھ بہادر ہیں اور ہر بہادر کو طاقت وقوۃ حاصل ہے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

یہ مجبوریاں کچھ تخفیف کا سبب بنیں گی۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

الجواب (۱) سونے چاندی کے سوا دوسری دھاتوں کے زیور مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں، یہ مصنوعی سونا بھی اسی حکم میں ہے، درمختار میں ہے ولایتختم الا بالفضۃ لحصول الاستغناء بہا فیحرم بغیرہا کحجر وذھب وصفر ورصاص وزجاج وغیرھا۔ جوہرہ نیرہ میں ہے وفی الخجندی التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء لانہ زی اھل النار۔ یہ عدم جواز حد کراہت تحریم میں ہے جیسا کہ جوہرہ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) چونکہ اس کا پہننا مرد و عورت دونوں کیلئے ممنوع ہے۔ لہذا زیور کی تجارت اور بنانا بھی ممنوع ہے کہ اعانت علی الاثم ہے اگرچہ تجارت کی ممانعت بہ نسبت پہننے کے کم درجہ کی ہے، درمختار میں ہے، فاذا ثبت کراھۃ لبسہا للتختم ثبت کراھۃ بیعہا وصیغہا لمافیہ من الاعانۃ علی مالایجوز رد المحتار میں ہے قال ابن الشحنۃ الا ان المنع فی البیع اخف منہ فی اللبس اذ یمکن الانتفاع بہا فی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۶ کا:- اسکی نظیر شیخ ابوالغیث ابن جمیل قدس سرہٗ کا وہ واقعہ ہے کہ ان کے پاس فقہاء کی ایک جماعت آئی تو شیخ نے ان سے کہا کہ میرے غلام کے غلام کو خوش آمدید ہو، تو ان فقہا نے شیخ پر نکیر فرمائی اور اس کا تذکرہ شیخ اسمٰعیل حضرمی رضی اللہ عنہ سے کیا جو علم ظاہر اور علم باطن کے سنگم تھے تو انہوں نے فرمایا شیخ نے سچ کہا تم لوگ خواہش نفس کے غلام ہو اور خواہش نفس ان کا غلام ہے۔

ان صوفیائے کرام کے اقوال میں اس طرح کا کلام پایا جانا کوئی تعجب خیز نہیں جو وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔ یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعین اول کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ بہرحال حضرت آسی علیہ الرحمہ کا مذکورہ شعر بے غبار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفیٰ مصباحی

غیر ذلك ویمكن سبكها وتغیر هیأتها ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) اس وقت کا افلاس زمانہ رسالت سے کچھ زیادہ نہیں کہ اس کو عذر قرار دیا جائے۔ چاندی تو اب بھی مصنوعی سونے سے سستی ہے پھر اگر زیور کا عورتوں کو شوق ہو تو چاندی کے کیوں نہ پہنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مسئولہ ، (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں کہ

ایک شخص کسی غیر شخص کو بکریاں اور بھیڑیں دیکر خود بھی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، اور اس کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو فرمایئے کہ اس کی از روئے شرع شریف روزگار کی جائز صورت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے زمانہ میں، کیا تھی ؟ بیان فرماویں ؟

(۲) دو شخصوں نے مشترکہ زمین زرعی خرید کی اور اسٹامپ بیعنامہ اور انتقال جائداد میں ایک کا نام رہا۔ اور اسکی آمدنی سے دونوں بحصہ برابر فائدہ اٹھاتے ہیں تو بتایئے یہ جائز ہے یا ناجائز بیان فرما دیں ؟

(۳) ایک شخص کسی اپنے ساتھی کو کچھ نقد دیتا ہے اور منافع پہلے مقرر کر لیتا ہے کہ تمہارا فائدہ ہو یا نقصان میں تمہارے پاس ایک دفعہ مال منگانے میں اور بیچنے میں دو آنہ فی روپیہ یا چار آنہ فی روپیہ لیلونگا، اس میں میعاد ومدت نہیں ہوتی ہے تو اس صورت سے اسکو منافع لینا جائز ہے یا ناجائز بیان فرماویں؟

الجواب (۱) بھیڑ بکریاں اگر آدھے آدھ پر دی کہ جتنے بچے پیدا ہونگے ان میں نصف اس کے ہونگے اور نصف اوسکے۔ یہ ناجائز ہے۔ زمانہ خیر القرون میں یہ صورت تھی کہ چرانے کو اجرت پر بکریاں دی جاتی تھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جب دونوں نے زمین خریدی تو زمین دونوں کی ہے۔ اور منافع بھی

دونوں کیلئے جائز ہیں اگرچہ کاغذ میں صرف ایک ہی کا نام لکھا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ صورت ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- آمدہ از شیش گڑھ ضلع بریلی مرسلہ عبداللطیف۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں، اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کو خوش وخرم رکھے۔

(۱) جو شخص اہلسنت والجماعت مذہب حنفی ہو اور جو جو امور سنیوں میں فرض واجب، مباح، مستحب، مستحسن، وغیرہ وغیرہ ہیں۔ انکو بدستور ادا کرتا ہو، اور ایصال ثواب، فاتحہ خوانی، میلاد شریف، فاتحہ سویم، دسواں، چالیسواں، حضور کو حاضر وناظر علم غیب کا ہونا، حیات النبی، رجبی شریف، گیارہویں شریف، غرضیکہ جو کام سنیوں میں ہیں ادا کرتا ہو، صرف کسی بزرگ یا غیر بزرگ کے مزار پر علاوہ قدم بوسی فاتحہ خوانی کے چادر چڑھانے کا اتفاق نہ ہوا ہو لیکن چادر چڑھانے میں شریک ہو اور برا نہ جانتا ہو لیکن بوجہ اسکے بزرگوں سے رائج نہ ہونے کے بدست خود چڑھانے کا اتفاق نہ ہو تو ایسا شخص از روئے شریعت وہابی نجدی یا مردود یا مرتد ہے اگر ہے توکس حدیث یا اصول فقہ یا اقوال صحابہ یا اجماع سے ؟ بینوا توجروا

(۲) جو شخص سود خوار ہوتے ہوئے زکوٰۃ نکالے اور ثواب آخرت کی امید رکھے وہ فاسق ہے یا کافر؟ کلمہ گو مسلمان اور کافر کو اپنی نشست وبرخاست میں دوست سمجھنا کیسا ہے اور کافر کسے کہتے ہیں کیا مسلمان کلمہ گو بھی کافر ہیں یا فاسق وفاجر ہیں؟

(۳) عشرہ محرم میں مرثیہ پڑھنا مجلس شہادت میں خواہ کسی اہل تشیع کا لکھا ہوا ہو، یا اہلسنت والجماعت کا یا نوحہ خوانی کرنا یا نوحہ لکھنا جیسا کہ ایک نوحہ مشتے نمونہ ہمرشتہ ہے جائز ہے یا ناجائز ؟

الجواب (۱) جبکہ وہ شخص عقائد اہلسنت کا معتقد ہے وہابیہ کو اور

اون کے عقائد کو براجانتا ہو اور ان کے متعلق وہی کہتا ہے جو علماء اہلسنت نے بیان فرمایا تو محض اتنی بات سے کہ کسی قبر پر چادر نہیں چڑھاتا ہے اسکو ہرگز ہرگز وہابی نہیں کہا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) زکوٰۃ حلال مال سے دینا فرض ہے کہ حرام مال اسکی ملک ہی نہیں اسے زکوٰۃ میں کیا دیگا۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ۔ اے ایمان والو اپنی حلال کمائی سے خدا کی راہ میں خرچ کرو، اور جو چیزیں ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالیں ان میں سے حلال کو خرچ کرو۔ بُرے کے خرچ کرنے کا قصد مت کرو حدیث میں ارشاد فرمایا۔ من تصدق بعدل تمرة من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلها بیمینه ثم یربیها لصاحبها کما یربی احدکم فَلُوَّہٗ حتی تکون مثل الجبل[۱]۔ جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کی مثل خرچ کرے، اور اللہ نہیں قبول فرماتا مگر طیب کو الخ اوس آیت اور اس حدیث سے ظاہر کہ حلال اور طیب ہی کا خرچ کرنا ضروری ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے حرام مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا پھر قبول اور ثواب کی امید رکھنا قرآن و حدیث کے خلاف ہے، ظاہر یہ ہے کہ حرام مال کے خرچ کرنے پر امید ثواب رکھنا کفر ہے مگر جو شخص سود کھاتا ہے اسکے متعلق یہ کیونکر کہا جائیگا کہ جو روپیہ اوس نے زکوٰۃ میں دیا وہ سود اور حرام تھا، ہوسکتا ہے کہ اوس نے اپنا حلال روپیہ زکوٰۃ میں دیا ہو۔ کافر دشمن خدا ہے اور مسلمانوں کا دشمن۔ اسے دوست بنانا حرام، مسلمان کو صرف مسلمان ہی سے دوستی کرنا چاہیے

[۱] رواہ البخاری والمسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ص ۱۶۷ باب فضل الصدقة ۱۲ مصباحی

اللہ عزوجل فرماتا ہے ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ ۔ اور فرماتا ہے ۔ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ کافر اسکو کہتے ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی ضروری دینی کا منکر ہو، مجرد کلمہ گوئی سے مومن نہیں ہو سکتا ۔ جبکہ کسی ضروری دینی کا باوجود ادعائے ایمان، منکر ہو جیسے قادیانی باوجود کلمہ گوئی و ادعائے ایمان ختم نبوت کے منکر ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتے ہیں، لہٰذا اس قسم کی کلمہ گوئی مومن ہونے کیلئے کافی نہیں اور ایسا کلمہ گو اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، کافر ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) اگر مرثیہ اس قسم کا ہو جس میں کوئی ناجائز امر نہ ہو مثلاً اہل بیت اطہار کا جزع و فزع اور ان کی جانب خلاف شرع امور کی نسبت ۔ تو ایسا مرثیہ پڑھنا جائز ہے، اور نوحہ کی حدیثوں میں ممانعت آئی ۔ ہر قسم کے نوحہ سے احتراز لازم ۔ خواہ نظم میں ہو یا نثر میں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مسئولہ محمود رضا صاحب محلہ توپ خانہ چھاؤنی بریلی ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس معاملہ میں کہ لفظ مولینا کس کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے ؟ اور اس کا اطلاق کن کن اشخاص پر ہو سکتا ہے ؟ اور اس لفظ کے لغتی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں ۔ کسی بے علم جاہل کو مولینا کہہ سکتے ہیں یا نہیں ۔ اس لفظ سے جاہل بے علم مراد لیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ لفظ مولیٰ کے متعدد معنی ہیں، ناصر و مددگار و دوست و آقا و غلام آزاد شدہ، حدیث میں ارشاد فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور ارشاد فرمایا ۔ مولی القوم منہم عرف میں یہ لفظ علماء پر اطلاق کیا جاتا ہے جب کسی کو مولانا کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے تو ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ وہ عالم دین ہے

لہذا کسی جاہل کو اس لفظ سے یاد نہ کرنا چاہئے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از مرزائی چک ڈاکخانہ نوشہرہ خوجیاں ضلع گجرات مرسلہ مولوی محمد تقی امام مسجد ۲۰ ربیع الاول شریف ۶۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اہل ہنود سے کھانا پینا منع ہے ۔ لیکن دوسرے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں حضور علیہ السلام بھی مشرکین کے ساتھ کھاتے پیتے رہے ہیں ۔ کوئی نص قرآنی سے ثابت نہیں کہ کافروں سے کھانا پینا منع ہے اگر کوئی مولوی تسلی کر دیگا تو مان لونگا ۔ لہذا مہربانی فرما کر فیصلہ فرمائیں کہ ہر مولوی صاحب سے کون حق بجانب ہے، اور تعزیر کے قابل کون ہے ۔ بحوالہ کتب معتبرہ تمرین مہر فتویٰ جاری فرمایا جائے ؟

الجواب :- ہندؤں کے ہاتھ کا پکایا ہوا یا انکا چھوا ہوا کھانا صحیح یہ ہے کہ نجس نہیں، اور یہی مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں جو انما المشرکون نجس فرمایا گیا اس سے مراد ان کی اعتقادی نجاست ہے نہ کہ ظاہری، اگر ان کے بدن پر یا ہاتھ پر نجاست لگا ہوا ہونا معلوم نہ ہو تو کسی چیز پر انکا ہاتھ لگ جانے سے اس چیز کو نجس نہیں کہا جائیگا مگر حتی الوسع مسلم کو ان کی پکائی ہوئی چیزوں سے احتراز کرنا چاہئے، ہاں گوشت جس کو انھوں نے پکایا اور نظر مسلم سے وہ غائب ہوگیا تو اوسکا کھانا حرام ہے اگرچہ قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ گوشت مسلم کا ذبیحہ ہے، اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے اقتصادیات کمزور ہو چکے ہیں اور مشرکین ہر چیز کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتے ہیں مسلمانوں کو اسکا لحاظ رکھنے کی نہایت سخت ضرورت ہے کہ وہ اپنے مسلمان ہی بھائی سے خرید و فروخت کریں تاکہ مسلمانوں کی تجارت فروغ پائے اور کفار کے دست نگر نہ بنیں

یہ حکم توان کے یہاں کی چیزوں کے خرید و فروخت کا ہے مگر انکے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں کہ مسلم کو کفار سے اتنا میل جول درست نہیں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین۔ اگر تجھے شیطان غفلت میں ڈال دے تو یاد آنے پر قوم ظالمین کے پاس نہ بیٹھ۔ شرک و کفر سے بڑھکر اور کون سا ظلم ہوسکتا ہے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ان الشرک لظلم عظیم، لہٰذا مشرک کو اپنا ہم نوالہ و ہم پیالہ بنانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آجکل عام طور پر دستور یہ ہے کہ مرد موئے زیر ناف استرے سے صاف کرتے ہیں۔ اور عورتیں بال صفا صابون یا پاؤڈر سے۔ کیا عورتوں کیلئے بھی استرے سے صاف کرنا اور مردوں کیلئے بال صفا صابون یا پاؤڈر سے صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ ناف کے نیچے کے بال استرے سے مونڈنا سنت ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا وحلق العانۃ، مرد کیلئے استرا ہی بہتر ہے اور صابون وغیرہ سے اگر بال دور کرے تو یہ بھی جائز ہے اور عورت کے مناسب صابون وغیرہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی شمس الدین جونپوری از مدرسہ منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد ۷، ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ

باسمہ، سیدی و سندی دام مجدکم و عم فیضکم

شوق قدم بوسی کے بعد معروض کہ اس وقت جبکہ کانگریسی حکومت ہند کی صاحب امر و صاحب قوت نافذہ نیابت برطانیہ ہوگئی ہے اور جملہ اختیارات فوجداری و دیوانی و پولس و فوج اسے مفوض ہو چکے ہیں۔ اور کانگریس ہند

بربنائے عناد دینی وتعصب مذہبی مسلمانوں کو ملک سے نکال دینا چاہتی ہے یا مرتد کرلینا یا کم از کم ایسا کرلینا چاہتی ہے کہ نیچ قسم کے ہندو چمار پاسی بھر ڈوم چنڈال وامثالہا۔ اور مسلمانوں میں کوئی فرق باقی نہ رہے ایسا کرنے کیلئے وہ شعار اسلامی رسوم مذہبی اور تعلیم وتہذیب مسلمانی کو فنا کرنے کیلئے مجبور ہے اور رفتہ رفتہ عملاً اسے شروع بھی کردیا ہے۔ آج ہر طرف یہ سننے میں آرہا ہے کہ اگر مسلمانوں نے گائے کی قربانی کی تو ہندو عوام انھیں روکیں گے اور قوت سے روکیں گے یعنی بلوہ کرکے قتل وغارت شروع کردیں گے۔ اس بدامنی وخونریزی میں حکومت وقت جو ہندو عوام کی ترجمان وہم خیال وہمدرد وسرپرست ہے وہ بجائے خونریزی وظلم کو روکنے مسلمانوں کیساتھ انصاف کرینگے الٹے مسلمانوں ہی کو باعث فتنہ ومجرم قرار دیگی اور موقع پر ہندو عوام کی امداد بلکہ آلات حرب وسپاہ ولشکر کے ساتھ دیگی جیسا کہ بہار میں ہوچکا ہے اور امرتسر ودہلی میں ہورہا ہے، نیز لیگ کے سیاسی لیڈران صوبہ مسلمانوں کو تباہی کے اندیشہ سے خائف ہوکر قربانی گاؤ بند کرنیکی رائے دے چکے ہیں، جیسا کہ ہمدم وغیرہ اخباروں کی ۲۱ ستمبر کی اشاعت میں مندرج ہے اور مسلمان کسی نظم واصول کے ماتحت حربی قوتوں کی مدافعت کیلئے آلات حرب وضرب سے تیار بھی نہیں، نہ انکی کوئی فوج، نہ انکا کوئی امام مطاع صاحب قوت پھر آبادی کے لحاظ سے تقریباً تمام کانگریسی حصہ ملک میں منتشر ومتفرق وقلیل التعداد بھی ہیں۔ اندریں حالات حضرات علماء نائبان نبی وناخدایان کشتی امت مرحومہ کی خدمات عالیہ میں گذارش ہے کہ شرعی حیثیت سے مسلمانوں کیلئے راہ عمل بتائیں اور فرمائیں کہ حالت حاضرہ میں قربانی گاؤ کے ساتھ مسلمان اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو بلکہ ہندی قوم مسلم کو بھی قربان

کردیں، یا قربانی گاؤ روک دیں اور اس ۔ ر کنے کی صورت میں ترک واجب کے مجرم تو نہ ہونگے اور نہ رکنے کی صورت میں قربانی گاؤ کر کے یعنی ادائے واجب بلکہ ابقائے شعار و شوکت اسلام کی غرض سے ہندو سے جنگ کرنے میں ان کی کیا حیثیت ہوگی؟ کیا انکی یہ مدافعت جنگ و بیکار جہاد شرعی ہوگا یا ابقائے ید الی التہلکۃ ہوگا۔ جبکہ اس جنگ کے داعی قربانی گاؤ کی وجہ سے مسلمان خود ہی ہوں گے یہ تو حکم شرعی مطلوب ہے جو بحوالہ نصوص فقہیہ ہونا چاہیئے؟ علاوہ ازیں وقتی سیاسی و عقلی مشورے بھی درکار ہیں اب آخر میں اتنی گذارش اور ہے کہ اگر سوال میں بحث کا کوئی گوشہ رہ گیا ہو تو جواب میں وہ بھی ملحوظ رہے کہ مجھے اپنے قلت فہم و زلت قلم کا اعتراف ہے اور جواب شافی مقصود ہے امید کہ نہایت اطمینان بخش جواب سے سرفراز فرمائیں گے مجھ سے اس قسم کے سوالات کئے گئے ہیں لیکن ابھی میں نے کوئی جواب نہیں دیا ہے بلکہ حضور کے جواب آنے تک انتظار کو کہا ہے کہ العلم أمانۃ فی اعناق العلماء۔ اور اپنی بے بضاعتی معلوم۔ امید کہ جواب میں تاخیر نہ ہوگی؟

الجواب:۔ کانگریس اگرچہ ہمیشہ یہی دعویٰ کرتی آئی کہ وہ ملکی جماعت ہے اس میں کسی مذہب کی خصوصیت کا لحاظ نہیں ہے۔ مگر اہل فہم و دانش خوب سمجھتے و جانتے رہے ہے کہ یہ ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے حقیقت میں ایسا نہیں بلکہ کانگریس ہندؤں کی جماعت ہے اور انھیں کو برسر اقتدار لانا چاہتی ہے مسلمانوں اور اسلام کی سخت مخالف ہے اسی بنا پر اہل عقل اسکی شرکت سے گریز کرتے رہے اور حاملان اسلام اس سے بچنے کی کوشش کرتے رہے ابھی کانگریس کو برسر حکومت آئے ہوئے کتنا زمانہ گزرا اس نے صرف ایک مہینے کے اپنے دوران حکومت میں اسلام کشی کی کتنی کاروائیاں کیں جن سے

بہت سے مسلمان ترک وطن کیلئے تیار ہو گئے، ذبیحہ گاؤ جو مسلمانوں کیلئے ایک اقتصادی مسئلہ بھی ہے اسکے روکنے کی ابھی سے ترکیبیں کی جانے لگی ہندوؤں کی ایک جماعت اگرچہ خاموش ہے یا وہ اس مسئلہ کو ابھی اوٹھانا نہیں چاہتی مگر دوسری جماعت بہت شدت کیساتھ اسکے روکنے کیلئے تیار ہے، یہ بھی ان لوگوں کی ایک ترکیب اور چال ہے۔ بہر حال ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ مسلمانوں کو مجبور محض تصور کیا جائے اور ذبیحہ گاؤ کو خصوصًا قربانی کہ وہ شعار اسلام ہے ہندوؤں کی دھمکی سے ترک کردیا جائے، مسلمانوں کی تہذیب اور ان کے تمدن کو اگرچہ حکومت حاضرہ مٹانا چاہتی ہے مگر خود مسلمان اپنی تہذیب و تمدن کے محافظ کئے گئے ہیں ان کی بقا مسلمانوں کے ذمہ ہے ہندو تو یہ چاہیں گے کہ مسلمان نماز بھی نہ پڑھیں، اذان بھی نہ کہیں اور اپنے اسلامی وقار و رسوم کو خیر باد کہدیں، کیا انکے چاہنے سے مسلمان بھی رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے سب کو چھوڑنے کیلئے تیار ہو جائیں گے حاشا و کلا مسلمان جب تک کہ دنیا میں باقی ہیں ان پر لازم ہے کہ اپنے مذہب اور دین کا تحفظ کریں اس تحفظ وبقا کیلئے اگر جانی قربانیاں بھی دینی پڑیں تو اس سے بھی دریغ نہ کریں حدیث میں ارشاد فرمایا من قتل دون دینہ فھو شھیدٌ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ یاد علی وارثی صاحب از قصبہ مہنداول ضلع بستی ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ

مردوں کیلئے زرد رنگ استعمال کرنا، زید کہتا ہے جائز ہے، بلکہ سرخ بھی جائز ہے۔ اور ثبوت میں مشکوٰۃ جلد سوم کتاب اللباس کی یہ حدیث پیش کرتا ہے عن ابن عمر انہ کان یصفر لحیتہ بالصفرۃ حتی یمتلی ثیابہ من الصفرۃ فقیل لہ لم تصبغ بالصفرۃ قال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصبغ بھا ولم یکن شئی احب الیہ منھا وقد کان یصبغ بھا ثیابہ کلھا حتی عما متہ

رواہ ابوداؤد والنسائی [1] اور کتاب مستطاب بہار شریعت جلد شانزدہم ص ۵۲
کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ "کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مردوں کو منع ہے
گہرا ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے۔ دونوں کا ایک حکم ہے عورتوں
کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں، ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم
کے رنگ زرد سرخ دھانی بسنتی چمپئی نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہے الخ"
لیکن عمر کہتا ہے کہ زرد سرخ رنگ مردوں کو ناجائز ہے، اور زید کے جو یہ استدلال
ہیں یہی عمرو نے لکھکر مولینا عبدالمتین بہاری صاحب جو اخبار الفقیہ کے فتووں
کا جواب لکھتے ہیں انھیں کے پاس سے فتویٰ منگوایا ہے۔ جس میں مولینا ممدوح
نے زرد و سرخ رنگ مردوں کیلئے ناجائز لکھا ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ ابوداؤد
شریف کی متعدد روایتوں سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام نے سرخ زرد۔ گلابی
رنگ کی چادروں کو جلادیا جبکہ حضور نے اس پر نفرت فرمایا۔ اس وقت حضور
نے یہ بھی فرمایا کہ جلا کیوں دیا عورتوں کو دیدیتے لہٰذا قول دونوں میں کس کا
صحیح ہے؟

الجواب:- زرد اور سرخ رنگ کے متعلق مردوں کیلئے وہی حکم ہے جو
بہار شریعت میں لکھا گیا کہ یہ رنگ جائز ہیں، ہاں کسم یا زعفران کا رنگ مردوں
کیلئے ممنوع ہے۔ ان کے سوا کسی رنگ کی رنگ کی حیثیت سے ناجوازی
نہیں۔ البتہ اگر اس کپڑے میں عورتوں سے تشبہ ہوتا ہو تو اس تشبہ کیوجہ
سے ممانعت ہوگی۔ سرخ یا زرد مخمل وغیرہ کی اکثر ٹوپیاں پہنی جاتی ہیں۔ یا زرد
رنگ کا تہبند پہنا جاتا ہے۔ اس کی ممانعت نہیں۔ ابوداؤد کی جن روایتوں

[1] بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۸۲ کتاب اللباس۔ مصباحی

سے اس کے عدم جواز پر استدلال کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ صحابہ کرام نے سرخ، زرد، گلابی رنگ کی چادروں کو جلادیا۔ اس حدیث کو صحیح طور پر فتویٰ دینے والے نے نہیں سمجھا ہے۔ وہ چادر جو عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جلائی تھی وہ کسم کے رنگ سے رنگی تھی چنانچہ ابوداؤد میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی قال هبطنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ثنیۃ فالتفت الی وعلی ریطۃ مضرجۃ بالعصفر فقال ماھذہ الریطۃ تملیك فعرفت ما کرہ فأتیت أهلی وهم یسجدون تنورًا لهٗ فقذفتها فیه ثم اتیته من الغد فقال یا عبداللہ ما فعلت ا لریطۃ فاخبرته فقال الا کسوتها اهلك فانه لا باس به للنساء۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک ٹیلے سے اترے۔ حضور نے میری طرف التفات فرمایا اور مجھ پر ایک چادر کسم کی رنگی ہوئی تھی۔ ارشاد فرمایا تم پہ کیسی چادر ہے، میں نے پہچان لیا کہ حضور نے اس کو برا سمجھا وہاں سے میں گھر آیا۔ لوگ تنور جلا رہے تھے وہ چادر میں نے اس میں ڈال دی۔ پھر دوسرے دن میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ارشاد فرمایا اے عبداللہ وہ چادر کیا ہوئی میں نے جو واقعہ ہوا اسکی خبر دی ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر والوں میں سے بعض کو کیوں نہ دیدی کہ عورتوں کے لئے اس میں حرج نہیں۔ دوسری روایت ابوداؤد کی انھیں عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے ہے قال رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ثوب مصبوغ بعصفر مورد قال ما هٰذا فانطلقت فاحرقته فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما صنعت بثوبك فقلت احرقته قال افلا کسوته بعض اهلك۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو دیکھا مجھ پر ایک کسم کا رنگا ہوا گلابی رنگ کا کپڑا تھا فرمایا یہ کیا ہے میں وہاں سے

چلا گیا۔ اور اسکو جلا ڈالا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنا کپڑا کیا کیا۔ میں نے عرض کیا جلا ڈالا ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر والوں میں سے بعض کو کیوں نہ دیدیا۔ پھر جبکہ سوال میں بہار شریعت کا حوالہ دیکر استفتار کیا گیا تھا اور بہار شریعت میں یہ مسئلہ در مختار و رد المحتار کے حوالہ سے نقل کیا گیا تو فتوی دینے میں اس کی ضرورت تھی کہ فقہائے کرام کا قول دیکھا جاتا کہ اس بارے میں کیا ہے۔ در مختار میں ہے۔ وکرہ لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال مفادہ انہ لایکرہ للنساء ولا باس بسائر الالوان و فی المجتبیٰ والقہستانی وشرح النقایۃ لابی المکارم لاباس بلبس الثوب الاحمر اھ مفادہ ان الکراھۃ تنزیھیۃ لکن صرح فی التحفۃ بالحرمۃ وھی المجمل عند الاطلاق قالہ المصنف۔ پھر صاحب تحفہ کی اس تصریح پر علامہ شامی نے رد المحتار میں اعتراضات کئے ہیں جن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کراہت تحریم کا قول صحیح نہیں اگر کسی صورت میں ناجائز ہو تو وہ رنگ کیوجہ سے نہیں بلکہ اس میں کسی آمیزش کیوجہ سے یا تشبہ بالنساء کیوجہ سے جسکی طرف بہار شریعت میں بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ مولوی محمد خلیل صاحب قادری صدر المدرسین مدرسہ انوار العلوم قصبہ جین پور ضلع اعظم گڈھ ۱۷ ذیقعدہ ۱۹۶۶ء

سوال یہ ہے کہ سفراء کو جو کمیشن دیا جاتا ہے فقہاء اجرت مجہول ہونے کی وجہ سے اسے ناجائز کہتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا پیسہ اگر کار خیر میں دیا جائے تو ثواب کی امید کی جاسکتی ہے۔ یا نہیں اگر نہیں تو اس کے استعمال کی کیا صورت ؟ آیا کوئی حیلہ اس کے جواز کا ہے یا نہیں ؟

الجواب:۔ سفراء کو جو دیا جاتا ہے اگر یہ بطور اجرت ہو تو ناجائز ہے کہ اولاً یہ قفیز طحان کی صورت ہے اور مجہول بھی ہے اور کچھ رقم ادارہ کی جانب سے ان کو بطور انعام دی جائے۔ یہ جائز ہے اور ہونا یہی چاہیئے کہ ان کو انعام کے طور پر دیا جائے۔ تاکہ عدم جواز سے بچ جائیں ایسا پیسہ اگر بطور اجرت لیا گیا ہے تو وہ ادارہ کو واپس دیدیا جائے پھر اگر ادارہ اپنی طرف سے بطور انعام دے تو کار خیر میں صرف کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ جناب قاضی غلام الثقلین صاحب قاضی شہر اٹاوہ ۱۲ محرم ۱۳۶۷ھ

ماقولکم ایہا العلماء الراسخون من دیار الہند والسند وما یتعلق بہا فی ھٰذہ المسائل اللتی تقع فیہا المسلمون للبحر ومون من العلوم الشرعیۃ فکیف یعلمون بینوا بکتاب اللہ وبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبالاجماع وبالقیاس توجروا من عند اللہ

(۱) علمائے کرام کا ایسے وقت (اس وقت جو واقعات ہائلہ ہیں اور مفصلات میں مسلمان مارے جا رہے ہیں) میں ساکت رہنا اور لائحہ عمل نہ بنانا جس پر چلکر نجات حاصل ہو اور مغفور سمجھے جائیں عند الشرع کہاں تک مناسب ہے؟

(۲) دربارۂ ترک وطن کہاں تک اجازت ہے حالانکہ اپنے تمام اعزا اور رفقاء مساجد و مقابر و مشاعر کو خیرباد کہتے ہوئے بھاگ گئے ہیں یہ بے حمیتی ہے یا نہیں عند اللہ اس پر باز پرس ہے یا نہیں کیا یہ ہجرت کہا جائے اور ایسے مہاجرین ماجور ہونگے؟

(۳) پیشوایان مذہب کے اکثر مسلمان محتاج ہیں شرعی روشنی اس پر ڈالنا اور لومۃ لائم کو دل سے دور کر کے سچی اور حقیقی روشنی جس سے مسلمان مطمئن ہو اور یکسو ہوں قانون وقت اور ملکی فضا کو مدنظر رکھتے جوابات صادر فرمائے

جائیں یعنی ایسے وقت میں جو کر سکیں اور تاویل نہ ہو سکے۔ موجودہ لیڈروں کو اپنے کو سپرد کر دینا صحیح ہے یا نہیں یہ جو چاہیں کریں اور امت محمدیہ انکے حکم کی پابندی کرے اور علماء کرام اسی طرح سکوت اختیار کئے رہیں یہ صورت کیا حکم رکھتی ہے؟

(۴) یہ میں خوب جانتا ہوں کہ جو حضرات علماء کرام سے مسلم لیگ میں شریک نہ تھے شرکائے مسلم لیگ ان پر آوازیں بھی کسے۔ مگر وہ علیحدہ ہی رہے نہ انھوں نے کانگریس سے نفع اٹھایا اور نہ دنیا طلبی کی نہ مختلف رنگین بدلیں نہ لانیے چوڑے فتوی دے۔ نہ کھینچ تان کر کسی شرعی حکم کو بے محل چسپاں کیا نہ رضاء اللہ کو اسکے غیر محل پر اذہان عوام پر اثر ڈالنے کیلئے تراش خراش کیا وہی حضرات میرے ان سوالات کے جوابات عطا فرمائیں؟

الجواب (۱) اس زمانہ میں جبکہ حکومت کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے کہ جو کچھ جور و تشدد ہو رہا ہے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اگرچہ زبانی طور پر ہر ایک قسم کے وعدے کئے جا رہے ہیں مگر عملی طور پر کوئی ایسا قدم اٹھایا نہیں جاتا جس سے یہ فتنہ و فساد دفع ہو۔ علمائے کرام اس وقت کون سی راہ عمل پر چلنے کیلئے مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ جبکہ مسلمان مجبور و بیدست و پا ہیں۔ اس کے سوا کہ انکو یہی چاہیئے کہ توبہ و استغفار کرتے رہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنے حفظ و امن کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ جرائم اور خلاف شرع افعال سے باز آجائیں۔ احکام شرعیہ کی پابندی کریں۔ خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ اپنا رحم و کرم فرمائیگا دین اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت فرمائے گا۔ علماء مسلمانوں کو نیک عمل کی ہدایت کرتے ہیں تو عوام انکی باتوں پر کان نہیں دھرتے۔ اس پر آشوب

زمانے میں علمار کی کون سنتا ہے۔ پھر علمار اس وقت میں کیا کرسکتے ہیں جس کی آپ کو شکایت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بعض جگہ کے مسلمان ہنود کے جور و تشدد سے عاجز آکر ترک وطن پر مجبور ہوگئے اور انھوں نے اچھی طرح محسوس کرلیا کہ اگر ترک وطن نہیں کرتے تو یقینی طور پر ہمارا خاتمہ ہوجائے گا انھوں نے اپنی جان بچانے کیلئے ترک وطن کیا کہ اس کے سوا انکو کوئی چارہ کار نظر نہیں آیا اور جہاں اس قسم کی مجبوری نہیں تھی خواہ مخواہ وہاں کے مسلمان وطن چھوڑ کر بھاگ گئے ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا کہ انکے چلے جانے سے جو کچھ بچے کھچے مسلمان تھے وہ اور زیادہ اقلیت میں ہوگئے۔ ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں، معمولی سا سہارا جوان کے ذریعہ تھا وہ بھی باقی نہ رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) بلاشبہ مسلمانوں کو وہی کرنا لازم ہے جس کا قرآن وحدیث حکم دیں اور ائمہ مجتہدین جس کی طرف رہنمائی کریں، اہل حق نے حق بیان کرنے میں بحمدہ تعالیٰ کبھی لومۃ لائم کا خوف نہیں کیا۔ ہمیشہ مسلمانوں کو انھیں چیزوں کی طرف رہنمائی کی جن کو اللہ ورسول نے بیان فرمایا مگر اس زمانہ میں جہاں دنیا کی تمام چیزوں میں جدت ہورہی ہے لوگ دینی باتوں میں بھی نئی تراش وخراش چاہتے ہیں۔ اور ان لوگوں پر اعتماد کرتے ہیں جو یقینا اعتماد کے لائق نہیں اور اہل حق جب انھیں صحیح راستے پر لیجانا چاہتے ہیں تو بجائے اسکے ماننے اور قبول کرنے کے علمار حق کے لوگ مخالف ہوجاتے ہیں، اسکی مثالیں دوچار نہیں۔ اگر آپ خیال کریں گے تو بہت سے واقعات اسکی شہادت دیں گے۔ اکثر طبائع ہنگامہ پسند ہیں جس سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ سلامت روی کا راستہ بتایا جاتا ہے تو بزدل اور

ڈر جانے والا کہکر علماء سے منحرف اور بدظن کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ جو کچھ ہو رہا ہے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اس زمانے کے لحاظ سے قرآن و حدیث کی روشنی میں جو کچھ فقیر حقیر کی سمجھ میں آیا لکھوا دیا۔ مسلمانوں کو صبر و سکون تحمل سے کام لینا چاہیئے۔ معاصی سے توبہ کرنی چاہیئے، نماز اور دیگر امور شرعیہ کی پابندی کرنی چاہیئے حدیث کا ارشاد اذا نابکم امر فافزعوا الی الصلوٰۃ اپنا معمول بہ بنانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ان مصیبتوں کو دور فرمائے اور ارشاد الٰہی اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ انہ میسر لکل عسیر وبہ نستعین لدفع کل مصیبۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت وجماعت اس بارے میں کہ اس وقت ملک کی آزادی میں حصہ لینے والی دو جماعتیں ہیں۔ ایک کانگریس دوسری مسلم لیگ۔ کانگریس کے صدر مولینا ابوالکلام صاحب آزاد ہیں۔ اور مسلم لیگ کے صدر مسٹر محمد علی جناح۔ کانگریس کے صدر مولینا ابوالکلام صاحب آزاد فرماتے ہیں کہ کانگریس انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کیلئے ہندو اور مسلمان کو ایک ہونا چاہیئے۔ اور اپنے مذہبی امور میں ہر قوم اپنے مذہب پر قائم رہے گی۔ یعنی کانگریس کسی کے مذہبی امور میں کوئی حصہ نہ لے گی۔ اور مسٹر محمد علی صاحب جناح فرماتے ہیں کہ مسلم لیگ ہی ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے یعنی ہر قسم کے مذہبی اور سیاسی امور میں مسلم لیگ ہی کو نمائندگی کرنے کا حق ہے، اور کسی مسلم جماعت کی کوئی بات نہیں سُنی اور مانی جائے گی اب ایسی حالت میں، ہم سُنّی حنفی المذہب مسلمانوں کو کس جماعت کا

ساتھ دینا چاہیئے ؟
(۲) کیا شارعؑ علیہ السلام نے رافضی کی قیادت کو جائز قرار دیا ہے ؟
(۳) اگر کوئی رافضی دعویٰ کرتا ہے کہ میں ہندوستان کے مسلم اکثریت والے صوبوں میں اسلامی حکومت یعنی پاکستان قائم کرونگا۔ توکیا سنی حنفی مسلمانوں کو اسکے اس قول پر اعتماد کرنا شرعًا جائز ہے ؟
(۴) کیا اہلسنت کو رافضی کو شرعی امور میں امیر بنانا جائز ہے ؟
(۵) سنی حنفی مسلمانوں کو رافضیوں نیچریوں یعنی سرسید کے متبعین اور قادیانیوں کے ساتھ کیا برتاؤ اور معاملہ کرنا چاہیئے ؟
(۶) اگر مسلم لیگ کو سیاسی جماعت ہی مان لیا جائے توکیا اسلام کی سیاست دین سے الگ ہے اور ایسی مسلم لیگ میں جس کا صدر کٹر رافضی اور خوجہ قوم ہو اور اسکی ورکنگ کمیٹی میں رافضی، ملحد، اور نیچری ہوں تو ہم سنی مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہو سکتے ہیں اور قدمے، درمے، سخنے امداد کرنے میں گنہگار اور عنداللہ معتوب نہ ہونگے، بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

الجواب (۱) کانگریس کا صدر اگرچہ ابوالکلام آزاد ہے جو نام کا مسلمان اور دین سے بالکل آزاد ہے، مگر کانگریس حقیقتًا ہندوؤں کی جماعت ہے اور اوسکو ہندوؤں ہی کا مفاد مقصود ہے۔ اس میں نہ مسلمانوں کو شریک ہونا جائز اور نہ اوسکے اوٹھائے ممبر کو ووٹ دینا درست کہ وہ ایسے ہی کو ممبری کیلیئے نامزد کرے گی جس کی ذات سے ہندوؤں کا مفاد وابستہ ہوگا۔ مسلم لیگ جس جماعت کا نام ہے اس میں ہر قسم کے لوگ شریک ہیں سنی بھی بدمذہب بھی، اس میں شریک ہونا جائز نہیں جب تک اغیار سے پاک نہ ہو مگر ان کے منتخب کیئے ہوئے ممبر کو ووٹ دینے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ وہ

سنی ہو اور اس سے مسلمانوں کا مفاد مظنون ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) رافضی گمراہ وبد دین ہے اسکو سردار نہیں بنایا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) رافضی کیلئے یہ ضرور نہیں کہ اسکی ہر بات جھوٹی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) شرعی امور میں رافضی امیر نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) انکو گمراہ سمجھنا چاہیئے اور ان کے ساتھ گمراہوں کا سا معاملہ کرنا چاہیئے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) سیاست اسلام اگرچہ دین کے منافی نہیں مگر دین میں کچھ باتیں فرض کچھ واجب بعض جائز اور مباح بھی ہیں سب کو ایک مرتبہ میں نہیں رکھا جاسکتا اور جبکہ مسلم لیگ میں ہر طرح کے لوگ ہیں تو اس میں شریک ہونا اور اسکا رکن بننا نہیں چاہیئے۔ مگر اس جماعت نے اگر کوئی ایسا کام کرنا چاہا جس سے سنیوں کا فائدہ ہے تو ایسے کام میں کسی طرح کی مدد پہنچانے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ خود اپنے ہی کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ جناب محمد مہدی حسن صاحب از بدایوں محلہ سید باڑہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مسلمان تاجر ہے یعنی اسکی دکان شہر کے اندر ہے اور کافی فروختگی مال کی ہوتی ہے۔ اور کفار ومشرکین کے میلے یعنی گنگا وغیرہ کے میلوں میں بھی اپنی دکان تجارت کیلئے لے جاتا ہے عمرو کہتا ہے کہ کفار ومشرکین کے میلوں میں جانا اور شریک ہونا ناجائز وحرام ہے مسلمان کو کفری میلوں میں شریک ہونا کسی نیت سے جانا جائز نہیں سوائے تبلیغی نیت کے کیونکہ وہاں جاکے انکے کفری میلے کو رونق دینا اور زینت دینا ہے۔ اور انکے کفری اقوال و افعال سے رضا ہوئی تو کفر ہے۔ ورنہ مداہنت۔ غرض عمرو کا یہ کہنا ہے کہ مشرکین کے میلوں میں تجارت کی غرض سے بھی جانا حرام ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زید کا قول کہ تجارت کیلئے جانا جائز ہے صحیح ہے عمرو کا قول کہ تجارت کی نیت سے بھی جانا حرام ہے، صحیح ہے۔ صاف صاف حکم شرعی بیان فرما دیجئے۔ ؟

باری تعالیٰ کی بارگاہ میں اجر پاؤ گے ؟

الجواب :۔ اس میں شک نہیں کہ کفار کے میلوں کی شرکت کرنا، انکو زینت دینا، انکی شان و شوکت بڑھانا حرام اور سخت حرام ہے بلکہ بعض صورتوں میں کفر بھی ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا من کثّر سواد قوم فھو منھم۔ مگر تاجر جونکہ محض نیت تجارت اور اپنے سامان کو فروخت کرنے جاتا ہے۔ یا کوئی دوسرا مسلمان ان میلوں میں محض سودا خریدنے جاتا ہے۔ انکی نیت نہ لہو و لعب کی ہو، نہ ان کے میلوں کی تزئین کی ہو۔ انکو ان میلوں میں تجارت کرنا جائز ہے صحابہ کرام بعد از اسلام بھی عکاظ و ذوالمجاز و مجنہ جو اسواق جاہلیت اور کفار کے میلے تھے۔ ان میں بغرض تجارت تشریف لے گئے ہیں۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں ایک باب اس عنوان پر منعقد فرمایا۔ باب الاسواق اللتی کانت فی الجاھلیۃ فتبایع الناس بھا فی الاسلام۔ اس کے تحت میں امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ای ھذا باب فی بیان جواز التبایع فی الاسواق اللتی کانت فی الجاھلیۃ قبل الاسلام وقصدہ من وضع ھذہ الترجمۃ الاشارۃ الی ان مواضع المعاصی وافعال الجاھلیۃ لایمنع من فعل الطاعۃ فیھا۔ نیز امام عینی نے کتاب الحج میں تحت باب التجارۃ ایام الموسم والبیع فی اسواق الجاھلیۃ۔ فرمایا کہ جاہلیت کے بازاروں میں سے حباشہ بھی ایک بازار تھا ولم یذکر ھذا فی الحدیث لانہ لم یکن من مواسم الحج وانما کان یقام فی شھر رجب وقال الرشاطی ھی اکبر اسواق الجاھلیۃ کان یقوم ثمانیۃ ایام فی السنۃ قال حکیم ابن حزام وقد رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحضرھا واشتریت منہ فیھا بزّا من بز تھامۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسئلہ :۔ مسئولہ مولوی محمد یوسف صاحب موضع بنولی ڈاک خانہ سرسنڈ

ضلع مظفر پور بہار ۲۲ر صفر ۱۳۶۷ھ

بخدمت فیض درجت رفیع الدرجت ناصر دین و ملت حضرت صدر الشریعہ صاحب مدظلہ العالی دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ گانجا بھنگ پینا اور اسکی تجارت وزراعت کرنی کیسی ہے مع دلیل تحریر فرمائیں کیونکہ علمائے کرام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہوگیا ہے ؟

الجواب :- گانجا اور بھنگ پینا ناجائز اور حرام ہے۔ کہ گانجا مفتر اور بھنگ مسکر ہے حدیث میں ہے نہی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر

اور اسکی زراعت اور تجارت میں حرج نہیں مگر پینے والوں کے ہاتھ ان کو فروخت کرنا درست نہیں کہ اعانت علی الاثم ہے اور قرآن میں اس کی ممانعت موجود۔ وہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مرسلہ جناب حافظ نیاز احمد صاحب اشرفی از گورکھپور ۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ

سیدی ومولائی دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گذارش اینکہ ایک ضروری استفتا ء حاضر خدمت ہے امید کہ جواب عنایت فرما کر ذرہ نوازی فرمائیں گے

اکثر مسلمان وبا وغیرہ کے وقت ڈھول پر قرآن وغیرہ کی کوئی آیت یا ورد یا اسی قسم کے دوسرے اسمائے الٰہی لکھکر اسے بجاتے ہوئے محلہ پر گھوتے ہیں اس خیال سے کہ کلام پاک کی برکت سے اللہ وبا دور کرے گا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسا کرنا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز۔ اور ناجائز تو مکروہ تحریمی یا حرام قطعی یا کیا ؟ بعض لوگ اس کو کفر بلکہ شرک تک کہہ گذرتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے ؟ اور اس طرح قرآن کی آیات ڈھول پر لکھنا اور اس پر چوب سے بجانا۔ اگرچہ بے حرمتی کی نیت سے نہ ہو قرآن کی بے حرمتی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیوں ؟ اور نہیں تو کیوں ؟ بینوا توجروا

الجواب:- اولاً تو ڈھول بجانا ہی سرے سے ناجائز ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی۔ نھی عن الکوبۃ۔ وبا و دیگر بیماریوں کے زمانے میں طاعت الٰہی میں مشغول ہونا چاہیئے کہ جتنی بلائیں نازل ہوتی ہیں وہ سب معصیت اور گناہ کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس وقت توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور یہ دعاء کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو دفع فرمائے نہ کہ ڈھول بجابجا کر اپنے جرم میں اضافہ اور خدا کی ناراضی کے موجب بنیں۔ ثانیاً ڈھول پر جو آلہ لہو ہے قرآن پاک کی آیت لکھنا پھر اسکو چوب سے پیٹنا نہایت سخت قبیح و مذموم ہے۔ بظاہر یہ صورت قرآن پاک کی توہین ہے اور توہین قرآن مجید یقیناً کفر ہے۔ مگر چونکہ وہ لوگ اپنے اس فعل شنیع سے توہین کا ارادہ نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی جہالت سے اسے قرآن پاک سے برکت حاصل کرنا سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کی اس نیت وارادہ سے حکم میں جو شدت ہے اس میں کچھ کمی ہو جائے۔ بہر حال ان لوگوں پر توبہ و تجدید اسلام لازم اور بعد توبہ تجدید نکاح بھی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتابُ الشتّٰی (متفرق مسائل)

مسئلہ :۔ از ہوڑہ محلہ کرشٹان پاڑہ مرسلہ حکیم ابو محمد عبدالرزاق صاحب امام مسجد ۱۴ر جمادی الاخرہ ۱۳۴۱ھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت شریف کون سی صحیح ہے چونکہ اقوال مختلف ہیں۔ اس لئے کیا عقیدہ رکھا جائے؟ مع ثبوت عبارت وحوالہ ارقام فرمائیں۔

الجواب :۔ تاریخ ولادت میں روایات مختلف آئیں ہیں[1] بہت سے روایتوں سے آٹھویں ربیع الاول شریف کا ثبوت ملتا ہے مگر بارہ ربیع الاول کو اظہار مسرت وسرور تمام بلادِ اسلامیہ میں رائج، اسی پر عمل کرنا چاہیئے اور یہ مسئلہ عقیدہ کا نہیں کہ عقائد قطعی ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بعض حضرات نے بارہ ربیع الاول بعض نے ۲ر ربیع الاول، بعض نے آٹھ ربیع الاول، اور بعض نے ۱۰ر ربیع الاول بتائی ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مدارج النبوت" میں تحریر فرماتے ہیں۔
"جاننا چاہیئے کہ جمہور اہل سیر اور ارباب تواریخ کا اس پر اتفاق ہے، کہ رسول اللہ صلی

مسئلہ: مسئولہ نواب وحید احمد صاحب رضوی ساکن بریلی محلہ قلعہ ۱۰ شوال ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید میں ہر جگہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد لفظ "اب" کے ساتھ مذکور ہیں اور ہر جگہ وہ مشرک کہے گئے ہیں۔ ایک جگہ البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی۔ اللھم اغفرلی ولوالدی الآیۃ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ ایک جلیل القدر پیغمبر کسی مشرک کے واسطے دعائے مغفرت نہیں کرسکتے۔ مگر تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی میں اسکی تاویل یوں کی ہے۔ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ انکو ہدایت فرما کہ وہ ایمان لائیں۔ اور پھر انکو بخش دے۔ پس قرآن مجید کی سب آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے والد آزر تھے جو ضرور مشرک تھے۔ نیز شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کعبہ بنگاہ خلیل آزر ست۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث سے واضح ہے کہ حضور کا نور مبارک ہمیشہ اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ میں رہا، اور نیز یہ کہ ہر زمانے میں کم از کم سات آدمی ضرور مسلمان گذرے ہیں اور حضور سب سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۹ کا:- صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارک "عام الفیل" کے چالیس[۴۰] یا پچپن[۵۵] دن کے بعد ہوئی ہے۔ یہ قول سب سے زیادہ صحیح ہے۔

اور یہ بھی مشہور ہے کہ ماہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی ہے۔ اور بعض علماء اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اور بعض بارہ[۱۲] بھی کہتے ہیں۔ اور بعض دو[۲] ربیع الاول اور بعض آٹھ[۸] ربیع الاول کی رات گذرنے کے بعد کہتے ہیں۔ بہت سے علماء اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اور بعض دس[۱۰] بھی کہتے ہیں۔ لیکن پہلا قول یعنی بارہ[۱۲] ربیع الاول کا زیادہ مشہور واکثر ہے۔ اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے۔ ولادت شریف کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں، اور میلاد شریف پڑھتے ہیں (مدارج النبوت ج ۲ صفحہ ۲۲، مترجما) واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفےٰ مصباحی

بہتر کی نسل میں ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضور کے جدود کرام سب کے سب مسلمان و موحدین تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا کیا مذہب تھا۔ اور آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ میں کیا تطبیق ہے؟ اور فقہاء و مورخین اس باب میں کیا فرماتے ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب :۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء کرام و امہات کریمہ حضرت عبداللہ و آمنہ سے حضرت آدم علیہ السلام تک سب اسلام و توحید پر تھے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ[1] وہ جو تمہیں دیکھتا ہے جب کھڑے ہوتے ہیں اور تمہارا منتقل ہونا سجدہ کرنے والوں (نماز پڑھنے والوں) میں۔ دلیل صریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور مبارک جن لوگوں میں منتقل ہوتا آیا وہ سب مؤمنین و موحدین تھے۔ شرک کی نجاست سے آلودہ نہوئے تھے۔ آزر بلاشبہ کافر و مشرک تھا، نصوص قطعیہ سے اسکا مشرک ہونا ثابت۔ مگر یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا باپ نہ تھا۔ ان کے والد کا نام تارخ تھا، اور آزر چچا تھا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ صلوات اللہ بچپن سے آزر کے پاس رہتے تھے اور چچا بھی مثل باپ کے ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے عم الرجل صنو ابیہ اس وجہ سے ان کا انتساب آزر کی طرف ہوا اور یوہیں مشہور تھا۔ قرآن مجید نے اَبْ کہکر تعبیر فرمایا اور یہ محاورہ دائر و سائر ہے بہت سے لوگ چچا کو باپ کہتے ہیں، خصوصاً باپ کے بڑے بھائی کو، تو آزر کے مشرک ہونے سے ان احادیث و روایات پر کچھ اثر نہ پڑیگا، رہا یہ امر کہ حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آزر کیلئے دعائے مغفرت کی اور مشرک کیلئے دعائے مغفرت حرام اسکا جواب قرآن عظیم ہی نے خود ارشاد فرمایا۔ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ

[1] پ ۱۹ ر کوع ۱۰ سورۂ شعراء۔ م

اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَا اِیَّاہُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ تَبَرَّأَ مِنْہُ[1]، ابراہیم کا استغفار اپنے باپ آزر کیلئے ایک وعدہ کے سبب تھا کہ انھوں نے وعدہ کرلیا تھا پھر جب ابراہیم کو واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ یہ خدا کا دشمن ہے (ایمان لانے کا نہیں) تو اس سے بیزاری ظاہر کی اس مسئلہ کی تحقیق تام مع دفع اوہام رسائل امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورسالہ شیخی ومرشدی شمول الاسلام لآباء النبی الکرام میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ مسلمانان محلہ سہسوانی ٹولہ شہر کہنہ بریلی ۱۰ شوال ۱۳۲۱ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان سے واسطے مسجد اور چاہ وغیرہ بضرورت مرمت چندہ طلب کیا جائے اس پر وہ شخص یہ کہے کہ میں ان کاموں کے واسطے چندہ دینا برا سمجھتا ہوں، اور نہیں دونگا، بلکہ اس واسطے دینے کیلئے تیار ہوں، جو احاطہ مسجد کے اندر ملحق فرش مسجد داہنے ہاتھ کی طرف جو زمین افتادہ ہے، اس میں ایک عمارت بنوا کر ایک طوائف آباد کیجائے وہ ہر وقت گانا بجانا و حرام خواری کرائے۔ تو ایسی صورت میں مبلغ پچیس ۲۵ روپیہ دے سکتا ہوں ایسے مرد مسلمان کیلئے علمائے دین کیا فرماتے ہیں۔

الجواب:۔ مسجد و چاہ کی مرمت کہ امور خیر و ثواب سے ہے۔ اسکو برا بتانا اور ان کے مقابل محرمات شرعیہ وقبائح دینیہ کو بظاہر ترجیح دینا، نہایت سخت جرأت دینیا کی ہے، اس شخص پر توبہ لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ محمد بخش محلہ شاہ دانا بریلی شہر کہنہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص عالم کو دھوکا دے اور بیان غلط کرے جسکے وجہ سے ایک گروہ میں افتراق پیدا ہوا، اس شخص کیواسطے شرع کیا حکم دیتی ہے؟

[1] پ ۱۱ رکوع ۱۲ سورہ توبہ ۱۲ مصباحی

الجواب:- دھوکا دینا حرام ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا من غشنا فلیس منا، جو ہم کو یعنی مسلمانوں کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں، اور خلاف واقعہ سوال کرکے عالم سے جواب لکھوانا کچھ کام نہ دیگا، مفتی تو سوال کے مطابق جواب دیگا اگر سوال صحیح ہے اور اس کے موافق جواب ہے تو اس پر عمل کرنا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کا سبب ہے، اور غلط واقعہ لکھکر جواب لیا تو اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے، اس سے کچھ مخفی نہیں، قیامت کو اس کی باز پرس ہوگی، اور جماعت میں افتراق و جدائی کرنا حرام ہے اور جھوٹ بول کر ایسا کرنا دوسرا حرام، ایسے شخص کو توبہ کرنی چاہئیے اور کذب و افتراء سے بچنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- مسئولہ شوکت علی محلہ ذخیرہ بریلی ۸ ذیقعدہ ۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید نے ایک شخص مشرک کو مسلمان باقاعدہ کیا، پہلا نام بجے تھا، اور اسلامی نام عبداللہ رکھا، دو شخص بکر و عمرو اس کے خلاف ہوئے اور کہا کہ اوس کو دوبارہ مسلمان سب کے سامنے کیا جائے، حالانکہ وہ اپنے اسلام کا مقر ہے اور کہتے ہیں کہ سب گاؤں کو شربت یا کھانا دیا جاوے اگر ایسا نہیں کریگا تو اس کا حقہ پانی سب بند رہے گا، چنانچہ اس کا حقہ اور کنوئیں سے پانی بھرنا سب بند کردیا ہے، اب بکر اور عمرو کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے کہ تمام مسلمانوں کو بہکا کر اس نو مسلم سے علیحدہ کردیا ہے، بینوا توجروا

الجواب:- جب وہ مسلمان ہوچکا اور لوگوں کے سامنے اقرار بھی مسلم ہونیکا کرتا ہے۔ تو دوبارہ مسلمان کرنے کے کیا معنی، اور زبردستی اس سے شربت یا کھانا لینا حرام، قال تعالیٰ لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ، اور بلا وجہ شرعی

حقہ پانی بند کرنا ناجائز۔ بکر و عمرو نے سخت ظلم کیا کہ ایک نو مسلم کے ساتھ ایسا تشدد کیا اس کے ساتھ نہایت نرمی و اخلاق حسنہ سے پیش آنا تھا، ابتداءً ایسی بیجا سختیاں دیکھکر معاذ اللہ منحرف ہو جانے اور اسلام کی خوبی ذہن سے جاتی رہنے اور مرتد ہو جانے کا اندیشہ ہے، بکر و عمرو پر توبہ فرض ہے، اور اس سے معافی مانگیں، اور اسے اپنا دینی بھائی تصور کریں، اور کوشش کریں کہ وہاں کے تمام مسلمان اس نو مسلم کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی محمد امین صاحب ولد مولوی مسعود صاحب ساکن ضلع ٹھانہ محلہ سوداگران بھیمڑی ۶ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں جو مذکور ذیل ہیں؟

(۱) شب معراج میں نوافل و استغفار وغیرہ کا پڑھنا اور دن میں روزہ رکھنا جائز ہے یا نہ یا شرک و بدعت ہے؟

مسئلہ (۲) جو شخص تحقیر شان حضرتنا و شیخنا غوث الاعظم قدس سرہٗ کی کرتا ہے اور آپ سے زیادہ کبیر داس کی عظمت شان بیان کرتا ہے اور لوگوں کو زور دیکر ان کے عقائد کو اس جانب مائل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ آپ سے کبیر داس کی شان بڑھی ہوئی ہے، ایسے شخص کو شرع شریف کیا حکم کرتی ہے۔ بینوا توجروا؟

الجواب (۱):۔ علاوہ اوقات مکروہہ کے نوافل ہر وقت جائز اور اوقات فاضلہ میں بدرجہ اولیٰ جائز و بہتر، نماز و استغفار بھی شرک ہوں تو اسلام کیا کفر کا نام ہے، معاذ اللہ شرک بات بات میں دوڑا تا ہے کیا شرک بھی امور عامہ سے ہے کہ جو کرو شرک ہو، والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) جو حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کریم میں گستاخی کرتا ہے اس کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے، یہ تو تمام اولیاء کے سردار ہیں جو کسی ولی سے عداوت رکھے خدا سے لڑائی لیتا ہے صحیح حدیث میں فرمایا من عادیٰ لی ولیًا فقد اٰذنتہٗ بالحراب، کبیر داس جو کافر تھا اور مسلمان ہونا اس کا ثابت نہیں ایسے کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معاذ اللہ افضل کہنا کیسی سخت گستاخی ہے، پھر ان کی شان میں جن کا قدم پاک تمام اولیاء کی گردن پر کہ حضور نے فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ، بلکہ اکابر اولیاء نے فرمایا بل علی راسی وعینی، بلکہ ہمارے سر اور آنکھوں پر، اس شخص پر لازم ہے کہ فوراً توبہ کرے ورنہ عنقریب اسکا نتیجہ دیکھے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس سوال کے بارے میں کہ طوائفان یعنی رنڈی، ہجڑے وغیرہ جو ایسے پیشہ کے لوگ ہیں ان کا پیسہ اسلام کی کسی سدو کیلئے چندہ کر کے لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ پیسہ عیدگاہ میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ اور اس پیسہ کا بدل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور بدل کیسے ہو سکتا ہے۔ بدل کا کیا طریق اور بدل ہونے کے بعد وہ پیسہ مدرسہ اسلامیہ میں یا مسجد عیدگاہ میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ حرام مال ایسے امور میں صرف نہیں کیا جائے گا نہ اس میں کچھ ثواب، حدیث میں ہے لایقبل اللہ الا الطیب، بلکہ خود اسے بھی اپنے صرف میں لانا حرام۔ حکم ہے کہ ایسے اموال فقراء کو دیدیئے جائیں، مدرسہ کے طلبہ جو فقراء ومساکین ہوں ان کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ طوائف

قرض لیکر عیدگاہ یا مسجد میں صرف کرے تو جائز ہے کہ یہ قرض کا روپیہ حرام نہیں۔ یونہیں اگر اس حرام مال سے کوئی شئی خریدی تو یہ شئی حرام نہ ہوگی جبکہ عقد و نقد مال حرام پر مجتمع نہوں، کذا فی الدرر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ عبدالغنی اسمٰعیل اینڈ سنس کیوتھ مرچنٹ صدر بازار رائے پور ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ زمانہ خراب ہے، عمرو کہتا ہے زمانہ کو برا مت کہو آیا ہر دو میں کون حق پر ہے؟

الجواب:۔ زمانہ کو برا نہ کہنا چاہیئے کہ زمانہ نے کسی کا کیا بگاڑا، حدیث میں ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے یوذینی ابن آدم یسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار۔ ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں تصرف کرنیوالا میں ہوں، کام میرے ہاتھ میں ہے، میں رات اور دن کو پھیرتا ہوں، رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اگر زید کی مراد زمانہ سے اہل زمانہ ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ اچھے نہیں، فتنہ و فساد کثرت سے ہے، خیر و صلاح والے کم ہیں، تو یہ ٹھیک ہے اور اگر تمام لوگ مراد ہیں کہ اب کوئی شخص اچھا نہیں سب برے ہی ہیں تو غلط، اور وہ خود برا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا قال الرجل ھلک الناس فھو اھلکھم۔ کسی نے اگر سب لوگوں کو ہلاک کیطرف نسبت کیا تو سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا خود ہے۔ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ حافظ ولایت حسین صاحب محلہ قرولان بریلی۔ ۲۱ محرم ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورت ذیل میں کہ

زید نے ایک منقبت در تعریف و توصیف سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد اختتام میلاد پڑھی، جس کے بعض اشعار سے حضور کی شان کے منکروں اور تنقیص کرنے والوں پر لعن وطعن کا اظہار ہوتا تھا بطور مثال مصرع

کیا کمینوں کے گھٹائے کہیں گھٹ جائیگا: انکے جد نے جو بڑھا رکھا ہے رتبہ غوث کا

عمرو نے اسکو سنکر اعتراض کیا اور کہا کہ ہم سنی ہیں اور ہمارے مذہب میں کسی کی توہین کرنا جائز نہیں، اور نہ میلاد میں اس قسم کی غزلیات پڑھنا روا ہے۔ لہذا معروض خدمت والا کہ ایسی غزلیات کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تنقیص کرنے والوں کو برا کہنا اور برا سمجھنا حتی کہ کافروں کو برا کہنا اور سمجھنا اور حسب موقع برائے آگاہی مسلمین انکے عیوب کا اظہار کرنا درست ہے یا نہیں؟ نیز عمرو کا یہ کہنا کہ ہم سنی ہیں اور ہمارے مذہب میں کسی کی مذمت کرنا درست نہیں کس حد تک درست ہے اور در صورت شرعی کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ جو یقینی کافر ہو اسے کافر جاننا ضروریات دین سے ہے کہ ایسے کافر کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے، فتاوٰی بزازیہ وغیرہا میں ہے من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ اور اگر ضرورت ہو تو زبان سے بھی کہا جائے گا۔ اور بلا ضرورت بھی اگر کافر کہا تو کوئی حرج نہیں کہ جب وہ کافر ہے تو اس کو کافر کہنے سے کیوں روکا جائے، اور کافر بلاشبہ برے ہیں، قرآن کریم نے انھیں برا کہا اولئٰک ھم شر البریۃ، ان کے بارے میں ارشاد ہوا، کہ یہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں، اور مسلمانوں کے آگاہ کرنے کیلئے ان کے عیوب بیان کئے جائیں گے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت اور عظمت شان آج دنیا میں کسے مسلم نہیں سوا روافض اور بعض وہابیہ کے کوئی منکر نہیں، حدیث صحیح میں اللہ عزوجل کا ارشاد موجود۔ من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ جو میرے کسی ولی کے

ساتھ عداوت رکھے میں اسے لڑائی کا اعلان دے دیا، اولیاءِ کرام سے دشمنی رکھنے والے خدا سے لڑنا چاہتے ہیں اس سے زیادہ کیا کمینہ پن چاہیئے، اگر کسی نے ایسے کو کمینہ کہا تو کیا بیجا کہا یہی لوگ جو دشمنان انبیاء و اولیاء کو برا کہنے پر یوں بپھرتے ہیں اگر ان کو یا ان کے باپ دادا کو کوئی ذرا برا کہے پھر ساری تہذیب و تسلیح کل اٹھا کر طاق پر رکھ دیں گے۔ اور اپنی چلتی گئی نہ کریں گے۔ اگرچہ ایسے موقع پر انھیں غیظ و غضب کو دفع کرنا چاہیئے تھا مگر جب محبوبانِ خدا کو منکر برا کہتے ہیں تو ٹھنڈے دل سنتے ہیں اور اگر کسی مسلمان نے اس کے جواب میں کچھ کہہ دیا تو ان لوگوں کی تہذیب میں ٹھیس لگتی ہے اور کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے مذہب کا یہ حکم ہے کہ کسی کو برا نہ کہو۔ معلوم نہیں کہ کس آیت یا حدیث میں انھیں ایسی تعلیم دی گئی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ شاہ قمرالدین صاحب امام مسجد کلاں جامع مدرسہ معینیہ ازیوکرن ماڑوار ریاست جودھپور مورخہ ۲ ربیع الاول شریف ۴۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ حیات ہیں یا نہیں ؟

مسئلہ (۲) تحریر اشرف علی تھانوی کی تصنیف کردہ کتابیں حفظ الایمان و براہین قاطعہ مولفہ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد سہارنپوری ان کا پڑھنا پڑھانا جائز ہے یا نہیں ؟

مسئلہ (۳) وہ مذہبی حنفی کی کون سی کتابیں ہیں جن کو پڑھکر عالم ہونا ہے مولوی اشرف علی تھانوی کی تصنیف کردہ کتابیں و براہین قاطعہ و تقویۃ الایمان، و بہشتی زیور کا پڑھنا پڑھانا کیسا ہے ؟

الجواب (۱) قرآن مجید نے تو شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا، لَاتَقُوْلُوْا

لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ۔ پھر انبیاء تو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام، حدیث میں ہے ان اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیّ یرزق واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) حرام حرام سخت حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) عالم ہونے کیلئے دو ایک کتاب نہیں بہت سی کتابیں پڑھنا پڑتی ہیں۔ براہین قاطعہ و حفظ الایمان و تقویۃ الایمان و بہشتی زیور میں کفریات و ضلالات و بطالات ہیں عوام کو ایسی کتابیں پڑھنا پڑھانا اور دیکھنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ علی مظفر خان بریلی۔ محلہ جسولی ۴ ربیع الاول ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک عورت جس کا عقد ڈھائی سال پیشتر ہو چکا ہے اور اس کے ماں باپ نے جبریہ اپنے پاس بیٹھا لیا ہے اور بلا اجازت اس کے شوہر کے اس کو جا بجا دوسرے اپنے عزیز و اقارب میں لئے پھرتے ہیں اور اس کو اس ہفتہ میں کسی ایک پیر کا بلا اجازت اس کے خاوند کے مرید بھی کرا دیا، ایسی صورت میں اس کا بیعت ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بلا وجہ شرعی لڑکی کو شوہر کے یہاں جانے سے روکنا ناجائز اور حرام ہے، قرآن مجید میں فرمایا۔ مَا یُفَرِّقُوْنَ بِہٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِہٖ۔ بیعت ہونے کیلئے اجازت شوہر کی ضرورت نہیں مگر ناراضی شوہر کا خیال رکھنا ضرور ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ عبدالقادر طالب علم مدرسہ اہلسنت بریلی۔ ۱۱ ربیع الآخرہ ۴۲ھ

قبر سے اٹھنے کے وقت سے جب تک حساب کتاب ہوں گے ستر عورت

ہو گی یا نہیں اور اگر ستر عورت ہو گی تو کسی کیلئے مخصوص ہو گی یا نہیں دیگر ہمارے آقا نامدار سرور دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے بھی جو سوال مذکورہ ہے جواب ہو گا وہی حکم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عوام اپنی قبروں سے برہنہ ننگے پاؤں، ناختنہ کردہ اٹھائے جائیں گے، صحیحین کی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، انکم محشورون حفاۃ عراۃ عزلا ثم قرأ کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فٰعلین، نیز ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بخاری و مسلم میں مروی کہ حضور نے ارشاد فرمایا، یحشر الناس حفاۃ عراۃ عزلا۔ لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن ناختنہ کردہ اٹھائے جائیں گے، عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ الرجال والنساء جمیعا ینظر بعضھم الی بعض، مرد عورتیں یکجا ہوں گے ایک دوسرے کو دیکھتا ہو گا۔ فرمایا یا عائشۃ الامر اشد من ان ینظر بعضھم الی بعض اے عائشہ وہ امر اس سے سخت ہو گا کہ کوئی دوسرے کی طرف نظر کرے اور روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں یہ بھی ہے۔ واول من یکسی یوم القیٰمۃ ابراھیم، اور سب سے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا، علماء نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور نے ذکر میں بوجہ عزت ابوت مقدم رکھا اور یہ لباس جس کا یہاں ذکر فرمایا لباس خلعت ہے نہ لباس ستر کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ اولیاء کرام اپنی قبور سے بقدر ستر کفن پہنے ہوئے اٹھیں گے، ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔ وعندی واللہ اعلم ان الانبیاء بل الاولیاء یقومون من قبورھم حفاۃ عراۃ لکن یلبسون اکفانھم بحیث

لایکشف عوراتھم علی احد ولا علی انفسھم ثم یرکبون النوق ویحضرون المحشر فیکون ھذا اللباس محمولا علی الخلع الالٰھیۃ والحلل الجنتیۃ علی الطائفۃ الاصطفائیۃ واولیۃ ابراھیم علیہ السلام یحتمل ان یکون حقیقیۃ او اضافیۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ رمیض الدین احمد ڈاکخانہ بیشالگھ موضع رگھوناتھ پور مدرسہ ضلع پٹرہ ۳ رجمادی الاول ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان چند سوالات کے جواب میں کہ زمانہ موجودہ میں بعض پیر لوگ ہر دیہات میں تشریف لے جاتے ہیں، اور ہر آدمی کو مرید کرتے ہیں، سالانہ ایک دو مرتبہ اس دیہات میں تشریف لیجاتے ہیں اور ایک رئیس کے مکان میں بیٹھتے ہیں اور بذریعہ نوکر کے خبر دیتے ہیں کہ پیر صاحب تشریف لائے، ان سے ملاقات کرو۔ جو شخص ملاقات کرنے کو آتا ہے تو پیر صاحب بولتے ہیں میاں پہلے دعوت کروگے یا دو چار روز بعد کو کوئی آدمی بولتا ہے دو چار روز بعد دعوت کرونگا اور کوئی اسی وقت دعوت کرتا ہے جب دو یا تین روز گذارتے ہیں تو شخص اول کے مکان میں نوکر بھیجتا ہے، بولو پیر صاحب تو چلے جائیں گے تمہارے مکان کی دعوت کب ہے، یہ کنایۃً سوال ہوتا ہے یا نہیں اور اس قسم کا سوال کرنا شرعًا کیسا ہے؟

دوم کوئی شخص پیر صاحب کو دعوت کرکے اپنے مکان لے گئے بعد طعام کے اپنے مقدور کے مطابق آٹھ آنہ یا ایک روپیہ دیا تو اس وقت یہ سوال کرتا ہے میاں ہم ایک دو برس بعد آئے آٹھ آنہ یا ایک روپیہ کیا دیتے ہو۔ شرعًا یہ مال حلال ہے یا نہیں اور وہ شخص سائل میں شامل ہوگا یا نہیں۔

سوم پیر صاحب کوئی آدمی کے مکان میں کوئی اچھی چیز دیکھیں تو سوال

کرتا ہے میاں فلاں چیز ہمکو دیدو، اس قسم کا سوال شرعًا کیسا ہے؟
چہارم اگر کوئی بستی میں پیر صاحب گئے تو محلہ والا دو چار آدمی اگر بیٹھے تو پوچھیں گے میاں تم لوگ کہاں مرید ہوئے، تو بعض بولتے فلاں پیر کے ہاتھ بیعت ہوا تو پیر صاحب بولتے ہیں دوسرے کے ہاتھ کیسے بیعت ہوا تمہارا باپ دادا ہمارے باپ دادے کے مرید تھے۔ اگر تم اعتبار نہیں کرتے ہو ہمارے بہی میں دیکھو۔ تمہارا باپ دادا کے نام ہیں اس وقت تم کو واجب ہے ہمارے ہاتھ بیعت ہونا کیونکہ ہم لوگ خاندانی پیر ہیں، ہمارا خاندان چھوڑ کر دوسری جگہ بیعت نہیں ہو سکتے۔ اس قسم کے فریب سے بیعت کرنا شرعًا کیسا ہے۔
پنجم۔ بلادعوت مرید کے مکان میں جاکر مولود شریف پڑھنا شرعًا جائز ہے یا نہیں، اور اس کا کیا حکم ہے اور کون شخص پیر ہو سکتا ہے، اور پیر کے واسطے کیا کیا شرط ہے؟ اور پیر کے واسطے مرید کو کیا کیا تعلیم دینا شرط ہے۔ فقط توبہ کرانے سے پیر ہو سکتا ہے یا نہیں؟
ششم۔ اگر کوئی پیر صاحب میں شروط شرعیہ مسئولہ نہ پائی جائے تو نماز پنجگانہ و جمعہ میں اس کے ساتھ اقتدا کرنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ اور جس پیر کو یہ اخلاق ذمیمہ ہو تو اسکو پیر ماننا کیا حکم ہے؟ بینوا بالدلیل

الجواب:۔ پیری کیلئے چار شرطیں ہیں، اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو اس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے،
اوّل۔ سنی صحیح العقیدہ ہو کہ بدمذہب خود گمراہ ہے دوسرے کو کیا ہدایت کریگا۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ نیز پیر کی تعظیم کیجائیگی اور بدمذہب کی تعظیم حرام۔ نیز یہ کہ جب اسے پیر بنائے گا تو اسے اچھا

سمجھیگا اور اس کے اقوال وعقائد کو محمود جانے گا تو خود بدمذہب ہوگیا۔
دوم۔ اس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ کہیں سے انقطاع نہ ہو تا کہ اس کے ذریعہ سے فیض پہنچ سکے۔
سوم۔ فاسق معلن نہ ہو۔ کہ پیر کی تعظیم ضروری ہے اور فاسق معلن کی اہانت شرعاً واجب۔ چہارم بقدر ضرورت علم رکھتا ہو کہ اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب کر سکے اور جب علم نہو گا تو شیطان کے دھوکے میں آنا کچھ مستبعد نہیں، بلکہ اس سے بچنا بعید ہے اور مرید کے لئے یہ ضرور ہے کہ اس پیر سے عقیدت رکھتا ہو ورنہ بیعت کچھ مفید نہوگی۔ بلکہ یہ بیعت بیعت ہی نہیں، جب عقیدت ہی نہیں، پیر کا یہ کہنا کہ تمہارے باپ دادا ہمارے باپ دادا سے مرید تھے، لہٰذا تم دوسری جگہ بیعت نہیں ہوسکتے محض غلط ہے اگر اس پیر میں شروط اربعہ مذکورہ نہ پائے جاتے ہوں جب تو یہ خود ہی اہل نہیں اگرچہ اس کے باپ دادا شیوخ ہوں کہ مشیخت کوئی ترکہ نہیں کہ باپ دادا پیر تھے تو یہ بھی پیر ہوں، اور اگر اہل ہوں جب بھی اس کا دوسرے سے مرید ہونا جائز ہے، جبکہ یہ شخص جس کا مرید ہوا جامع شرائط ہو۔ پیر کو لازم ہے کہ مرید کو اتباع شرع کی تعلیم دے اور اگر مرید میں طلب صادق دیکھے اور صلاحیت بھی پائے تو مناسب حال اعمال واشغال تلقین کرے۔ فقط توبہ کرانے سے پیر نہو گا جب تک اپنے سلسلہ میں داخل نہ کرے۔ مگر جس نے توبہ کرائی اس کا بھی احسان ماننا چاہیئے کہ معاصی مہلکات ہیں اور توبہ نجات دلانے والی تو توبہ کرانیوالا نجات کا سبب و ذریعہ ہوا اور یہ اس کا بہت بڑا احسان ہوا اور بلا ضرورت شرعیہ سوال حرام ہے بکثرت احادیث میں اسکی ممانعت آئی اور اسکو جہنم کا انگارا فرمایا۔ اور فرمایا من یستعف یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ،

جو بچنا چاہے گا اللہ اسے بچائیگا اور جو لوگوں سے غنی ہونا چاہے گا اللہ اسے غنی کردے گا۔ خصوصًا پیر ہوکر سوال کرنا تو سخت معیوب ہے اور بلادعوت مرید کے یہاں جانے میں تو حرج نہیں مگر اس کو حرج میں ڈال دینا ضرور حرج ہے یونہیں اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا یا وعظ کہنا سبب برکت ہے مگر مٹھائی وغیرہ کی تکلیف دینا جب کہ اسے خود خواہش نہ ہو نہیں چاہیئے، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ سید حسن اشرف ضلع بستی محلہ پورانی بستی ۱۹ رجمادی الاولی ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے ماں باپ چور ڈاکو ان ہیں۔ بری باتوں کے سوا کوئی اور تعلیم نہیں دی گئی۔ تو اس حالت میں زید گنہگار ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہے؟

الجواب:۔ اگر زید معاصی کریگا تو ضرور اسکے سر مواخذہ ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ فَاسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مومن علی صاحب صدیقی۔ بدایون۔ ۲۲ ررجب ۴۲ھ

علمائے دین ومفتیان شرع متین سوالات ذیل کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) کیا کسی گروہ اسلام کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ اقسام حدیث زیادہ علی القرآن ونسخ قرآن بھی ہیں اگر یہ اقسام ہیں تو ان کی تعریف مع مثال معلوم ہونی چاہئے اور ہر دو اقسام وحدیث شرح قرآن میں کیا فرق ہے، اور نیز یہ کہ بقول مخالف اسلام بہ موجودگی اقسام ۱، ۲ مذکورہ بالا کی تحریف انجیل کی تحریف وتحریف قرآن میں کیا فرق رہتا ہے بجز اسکے کہ انجیل کی تحریف ایک جماعت کثیر علماء کی کرتی ہے

اور قرآن کی تحریف کی ذمہ دار صرف ایک ذات رسول کی قرار دیجاتی ہے اور وہ بھی بر بیان چند روایات ایک گروہ خاص کی ؟

(۲) اسلام میں حدیث متواتر اور مشہور اور حدیث مخالف نص کی کیا تعریف اور شناخت اور شرائط ہیں مع امثلہ معلوم ہونی چاہئے یعنی جو احادیث مسلّمہ کل گروہ اسلام ہیں وہ اقسام ۱، ۲ میں داخل ہیں یا کہ مسلّمہ ہر ایک گروہ خاص کی؟

(۳) کلام الٰہی و کلام رسول پر بقدر اپنی عقل اور علم کے سمجھکر اور اس کی منشا اور نتیجہ سے واقفیت حاصل کرکے عمل کرنیکا حکم اور افضلیت ہے یا محض کورانہ بلا سمجھے اور واقفیت کے عمل کرنیکا حکم ہے اگر سمجھنے کا حکم اور افضلیت ہے تو ایسا شخص جو خود اپنی رائے اور سمجھ سے منشاء اور نتیجہ ہر دو کلام پاک کا اخذ کرکے عمل کرنیکا مجاز نہیں ہے تو وہ ایسا شخص اپنے عمل و علم کے مطابق منشاء اور نتیجہ ہر دو کلام موصوف اخذ کرکے اس کے مطابق علما و فقہاء و مفتیان سے بغرض سمجھنے واطمینان قلب کے سوال کرنیکا مجاز ہے یا نہیں یا کہ واقعات و دلائل روشن کی موجودگی میں ایسے سوالات کرنا ممنوع ہیں بلکہ محض پابندی الفاظ ہر دو کلام بلا سمجھے منشاء و نتیجہ کے عمل کرنا چاہیئے اس کے سمجھنے میں قیاس اور عقل کو دخل نہ دینا چاہیئے، جس طرح بلا تشبیہ ہر ہمنام قدیم متعلق تعمیل وید کی طرز عمل رہا ہے؟

(۴) جملہ احکام مندرجہ کلام الٰہی کی تعمیل کی پابندی بالتخصیص و بالتعمیم ذات رسول مقبول پر ہے یا کہ باختیار رسول مقبول ہے یعنی جس حکم کی چاہیں تعمیل کریں اور جس کی چاہیں نہ کریں اور اپنے آپ کو ان احکام شرعی مندرجہ کلام پاک سے مستثنیٰ کریں ؟

الجواب:۔ نسخ کے یہ معنیٰ ہیں کہ حکم ایک وقت محدود تک کے لئے تھا مگر یہ ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ اتنے زمانے تک کیلئے ہے پھر اس زمانہ کے

پورا ہونے کے بعد دوسرا حکم دیا گیا جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا اٹھا دیا گیا اور حقیقۃً بیان مدت حکم اول ہے کہ واقع میں وہ حکم اتنے ہی دنوں یا زمانہ کے لئے تھا۔ جب نسخ کے یہ معنٰی ہیں تو اگر حکم الٰہی کسی معاملہ میں ایک محدود وقت کیلئے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے اس کا علم عطا فرما دیا ہو اور حضور نے اس مدت کے ختم پر دوسرا حکم بیان فرمایا جس سے حکم اول کا اسی محدود وقت میں ہونا معلوم ہوا۔ اس میں کیا استحالہ ہے اور جب یہ حدیث وحی غیر متلو ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ حدیث قرآن کی ناسخ ہو سکتی ہے اور زیادہ علی الکتاب تو مسئلہ متفق علیہا ہے مطلقہ ثلثہ کا زوج اول کیلئے حلال ہونے کو قرآن نے فرمایا۔ حتّٰی تنکح زوجا غیرہ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لاحتی تذوقی عسیلتہ ویذوق عسیلتک۔ نکاح کے محرمات جتنے قرآن نے بیان فرمائے انکے علاوہ بعض دیگر حدیث میں مذکور، اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ احادیث واحل لکم ما وراء ذلکم۔ کے عموم کی ناسخ ہیں کہ عام کی تخصیص یہ بھی ایک نوعِ نسخ ہے۔ تفسیر کی بہت سی صورتیں ہیں یہ بھی ایک طریق تفسیر ہے اب معلوم ہو گیا ہو گا کہ نسخ و تحریف میں زمین آسمان کا فرق ہے کہ تحریف تبدیل و ابطال ہے اور نسخ بیانِ مدتِ حکم۔ آخر یہ تو مسلم ہے کہ قرآن کی بعض آیتیں بعض کی ناسخ ہوتی ہیں۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا۔ تو اگر نسخ سے تحریف لازم آتی ہو تو اللہ تعالٰی نے قرآن کی تحریف کر دی اور وہ خود فرماتا ہے۔ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۲) حدیث متواتر وہ ہے جس کے ہر طبقہ میں اتنے راوی ہوں کہ عادۃً ان کا اجتماع علی الکذب محال ہو۔ اور ہر طبقہ میں دو سے زائد راوی

ہوں تو ایسے مشہور کہتے ہیں۔ بعض علماء نے۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر، کو متواتر کہا ہے۔ اور حدیث عسیلہ جو اوپر مذکور ہوئی مشہور ہے۔ خبر آحاد جب نص کے مخالف ہو تو رد کردی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) کلام اللہ بغیر رسول کے بتائے نہیں سمجھا جا سکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ اور فرماتا ہے، لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ اور فرماتا ہے، ثُمَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، من فسر القرآن برایٔہ فان اصاب فقد اخطأ۔ اور کلام رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھنے والے فقہائے کرام ہیں ائمہ محدثین فرماتے ہیں۔ الحدیث مضلۃ الا للفقہاء قرآن وحدیث کا منشاء سمجھنا مجتہد کا کام اور ظاہر کہ مرتبۂ اجتہاد مرتبۂ تقلید سے افضل، مگر اب اس زمانہ میں کہ بڑے بڑوں کو نہ رجال کی تمیز نہ حدیث کے طرق مختلفہ پر اطلاع کہ یہ حدیث کتنے طرق سے مروی۔ اور ان میں کیا فرق۔ نہ علل وغوامض کی خبر۔ نہ علوم عربیہ ومقدمات اجتہاد سے واقفیت، ایسے لوگ کب منشاء کو سمجھیں یا پایہ اجتہاد کو پہنچ سکیں نہ کہ کسی کتاب کا ترجمہ اردو میں دیکھ کر یا زیادہ سے زیادہ کچھ تھوڑی سی عربی پڑھ کر کان یکون کا ترجمہ کرلیں گے تو یہ سمجھلیا کہ ہم اس کلام کے منشاء سے واقف ہوگئے اور ائمہ مجتہدین نہ سمجھ سکے۔ کس قدر بے جا بات ہے۔ امام غزالی وامام رازی اور بڑے بڑے ائمہ ومحدثین کو جب تقلید سے چارہ نہیں تو آجکل کے علماء کس شمار میں ہیں۔ اس مسئلہ کی کامل تحقیق دیکھنی ہو تو اعلیٰحضرت نور اللہ مرقدہٗ کا رسالہ "الفضل الموہبی" دیکھئے۔ ہاں اطمینان قلب وزیادت علم کے لئے علماء سے مسائل سمجھنا اچھی بات ہے،

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون احکام الٰہی کی پابندی کر سکتا ہے قرآن مجید حضور پر نازل ہوا اور حضور اس کے سمجھنے والے اور اللہ عزوجل تعلیم دینے والا۔ حضور جو کچھ کرتے خدا کے حکم سے کرتے۔ رضائے الٰہی کے خلاف نہ کرتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از محلہ ذخیرہ بریلی مسئولہ منشی شوکت علی صاحب فنا ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ

(۱) کیا حکم ہے اہل شریعت کا مسئلہ ذیل میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جملہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وجملہ اولاد وامجاد جس میں حضرت سیدہ فاطمہ زہرا و حضور کے صاحب زادگان حضرت قاسم و عبداللہ و ابراہیم و جملہ امہات المومنین اور امام حسن و امام حسین اور سب امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی داخل ہیں کس کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے؟

مسئلہ (۲) جو شخص حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ و اولاد امجاد حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دے اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب (۱) بعد انبیاء و مرسلین سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، ای الناس احب الیك۔ سب لوگوں میں حضور کے نزدیک محبوب تر کون ہے قال عائشہ۔ فرمایا عائشہ۔ قلت من الرجال۔ میں نے عرض کی مردوں میں کون۔ قال ابوھا۔ فرمایا ان کے والد یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحیح بخاری شریف میں محمد بن الحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں
قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابوبکر
قلت ثم من قال عمر۔ میں نے اپنے والد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
سے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں
بہتر کون ہے انھوں نے فرمایا ابوبکر، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا کہ عمر،
ترمذی شریف میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
وہ فرماتے ہیں۔ ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے افضل اور
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک ہم سب سے زیادہ محبوب
ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) یہ شخص بدمذہب گمراہ ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی
کہ پڑھنی گناہ اور پڑھی ہو تو پھیرنی واجب۔ فتاویٰ خلاصہ وخزانۃ المفتین
میں ہے۔ الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فمبتدع ولو انکر خلافۃ الصدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فہو کافر۔ شلبیہ علی الزیلعی میں ہے۔ من فضل علیا
علی الثلثۃ فمبتدع۔ مجمع الانہر میں ہے۔ الرافضی ان فضل علیا فہو
مبتدع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از مراد آباد محلہ شیدی سرائے مرسلہ حاجی محمد اشرف صاحب
شاذلی ۶ر صفر ۱۳۴۳ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین سوالات
ذیل میں خصوصًا مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب مہتمم مدرسہ اہلسنت بریلی
وہابیہ غیر مقلدین غیر اللہ سے مرادیں اور دعا، یا وسیلہ مانگنے میں

یہ دو آیتیں قرآن پاک میں سے پیش کر کے کہتے ہیں کہ دعاء و مرادیں یا وسیلہ مانگنے والا مشرک۔ اور یہ شرک ہے۔ (۱) قال اللہ تعالیٰ لَا تَدۡعُوۡا اِلَّا اِیَّاہُ۔ دوسری یہ ہے قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ الۡمُلۡکَ اِلَّا بِیَدِہٖ یہ معلوم کرنا ہے کہ کلام پاک میں یہ دونوں آیتیں ہیں یا نہیں۔ اور اگر نہیں ہیں تو قرآن پاک میں تحریف کرنے والے کیلئے شرعاً کیا حکم ہے؟

مسئلہ (۲) فتاوی رضویہ جلد رابع کتاب الحظر والاباحتہ صفحہ ۱۳۱ میں میں سوال لکھا ہے کہ (سوال) تین برس کے بچہ کی فاتحہ دوجے کی ہونا چاہیئے۔ یا سوم کی ہونا چاہیئے بینوا توجروا (الجواب) شریعت میں ثواب پہونچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن۔ باقی یہ تعین عرفی ہیں۔ جب چاہیں کریں انھیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت وبدعت ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ لفظ بدعت قبلہ اعلیٰحضرت مرحوم نے لکھا ہے یا نہیں۔ اور فتاوی قلمی میں یہ لفظ بدعت ہے یا نہیں۔ اگر یہ لفظ نہیں ہے تو کیوں کر لکھا گیا۔ حالانکہ اس پر غیر مقلدین اعلیٰحضرت کے دستخط دکھاتے ہیں اس کا مفصل حال تحریر فرمائیے۔ سویم وغیرہ کی فاتحہ قرآن وکلمہ لوگ جمع ہو کر پڑھتے ہیں۔ اور ثواب اس کا میّت کو پہونچاتے ہیں اور شمار کلمہ کی چنوں پر کرتے ہیں۔ یہ سب امور شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟

مسئلہ (۳) ایک غیر مقلد نے اپنے ایک اشتہار میں لکھا ہے کہ مولوی فضل رسول بدایونی شیخ مولوی احمد رضا خان صاحب کا "بوارق" میں فتوی بسند مولینا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی، ملائکہ وارواح

وانبیاء کو در پردہ صورتوں و شکلوں قبروں و تعزیوں کو معبود بنا کر ان سے زن و فرزند و رزق شفاء مرض و دافع بلا باستقلال چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کو خلل نہیں آتا۔ حالانکہ جس طرح مشرکین بتوں اور ارواح خبیثہ سے یہ افعال کر کے کافر ہوتے ہیں اسی طرح یہ جاہل موحد بھی کافر ہوجاتے ہیں اب ہم کو یہ معلوم کرنا منظور ہے کہ کوئی کتاب بوارق ہے یا نہیں؟ اور اس مضمون بالا کا کیا مطلب ہے۔ یہ مضمون بالکل توسل اولیاء سے منع کرتا ہے اور اعلیٰ حضرت کا بوارق میں یہ فتویٰ ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۴) وہابیہ غیر مقلدین مصنوعی کتابوں کا نام گڑھ کر اور مہریں لگا کر کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ فلاں کتاب میں ہے، فلاں عالم نے لکھا ہے۔ آیا ایسا کرتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ افتراء و کذب و بہتان تو اہل باطل کا شیوہ ہے اگر ان سے کام نہ لیں تو باطل و گمراہی کی اشاعت کیونکر کریں۔ علماء و مشائخ پر افتراء عبارات کتب میں تغیر و تبدیل اور کتر بیونت تو وہابیہ ہمیشہ سے کرتے آئے اگر اب بھی اتنے ہی پر اکتفا کرتے تو ان کے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہ تھی، لہٰذا آیات گڑھنے اور قرآن مجید میں لفظی تحریف کرنے پر آمادہ ہوئے اور اپنے مدعائے باطل کو ثابت کرنے کو آیات بنانے لگے یہود و نصاریٰ کی سنت پر عامل ہوئے مگر یہ نہ سمجھے کہ "ایں خیال است و محال است و جنوں" ممکن نہیں کہ قرآن مجید میں تحریف ہو اس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ عزوجل نے فرمایا، اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۔ ان گڑھے ہوئے جملوں کو کلام اللہ کہنا بیشک اللہ عزوجل پر افتراء اور اس پر افتراء کرنے والا بلاشبہ کافر۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَفۡتَرِى الۡكَذِبَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۔ جھوٹا افتراء

وہی کرتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے پھر الفاظ وہ گڑھے جن سے مدعائے باطل پر استدلال بھی نہ ہو سکے اگر دعا کے معنٰی عبادت کے ہوں احادیث میں فرمایا۔ الدعاء ھو العبادۃ ۔ تو طلب وسیلہ واستعانت واستمداد کی ممانعت کہاں سے ثابت ہوئی، کیا کسی سے مدد مانگنا اس کی عبادت ہے؟ ایسا ہو تو اس شرک عام سے کون محفوظ رہا۔ حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔ دوسری حدیث یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا ضل احدکم شیئا واراد عونًا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عباد الا یراھم۔ جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد چاہیے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی مونس نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنکو یہ نہیں دیکھتا بالجملہ احادیث اس بات میں بکثرت ہیں جن میں غیر خدا سے استمداد کا بیان ہے تو معاذ اللہ ان کے طور پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم شرک کی تعلیم دیتے رہے۔ بلکہ خود قرآن مجید میں طلب وسیلہ کی تعلیم موجود ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ الغرض ان شرک فروشوں کا شرک نہ رسول کو چھوڑے، نہ اللہ عزوجل اس سے بچے اور اگر دعا کے معنٰی مطلقًا پکارنے کے ہوں تو یہ عجیب منطق ہے کہ بی بی کو پکارنا جائز، نوکر چاکر کو پکارنا روا، حکام و پولیس کو پکارنا درست، ان سب سے مدد مانگنا حلال اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پکارا کہ شرک دوڑ پڑا۔ گڑھی ہوئی آیت نے تو بتایا کہ

خدا کے سوا کسی کو نہ پکارو، اور قرآن مجید کا ارشاد یہ ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔ اے ایمان والوں اللہ اور رسول کو جواب دو جب وہ تمہیں پکاریں یہاں رسول مؤمنین کو پکارتے ہیں، اور ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ۔ الآیۃ یہاں مباہلہ کیلئے بیٹوں اور عورتوں کو بلانے کا حکم ہوتا ہے، الحاصل یہ جملہ بایں معنی بالکل منافی ومناقض قرآن ہے، والعیاذ باللہ رب العٰلمین، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) :۔ وہابیہ یہود کے چیلے ہیں جب اللہ عزوجل پر افترا کرتے نہیں لجاتے۔ قرآن مجید پر افترا کرتے نہیں شرماتے، پھر علماء پر افترا کرنے سے کیوں باز آتے، اعلیٰ حضرت قبلہ کا نہ یہ لفظ ہے نہ انھوں نے یہ تحریر فرمایا کتاب الحظر والاباحۃ فتاویٰ رضویہ کی جلد رابع میں نہیں بلکہ آٹھویں جلد میں ہے، اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی عبارت یہ ہے۔ انھیں دنوں کی گنتی ضرور شرعی جاننا جہالت ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم، ایک شخص رامپور سے آیا اور تقیہ کرکے اپنے کو سنی ظاہر کیا اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں بعض استفتے پیش کئے جنکا جواب اس جلد میں موجود تھا وہ جلد عطا ہوئی کہ اس میں سے جواب نقل کرلے۔ اس نے یہ تحریف کی کہ لفظ۔ جہالت ہے، کے بعد موٹے قلم سے و، بدعت، کا لفظ بڑھا دیا جو بالکل ممتاز وجدا معلوم ہوتا ہے دیکھنے ہی سے معلوم ہوجائے گا کہ کسی اور کا یہ لفظ بڑھایا ہوا ہے، سطر میں جگہ نہ تھی لہٰذا اس عیار نے و کو سطر کے نیچے اور بدعت کو سطر کے اوپر لکھا۔ اب یہ ہیات ہوگئی۔ ضرور شرعی جاننا جہالت و بدعت ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ یہ تو اس کی تحریف تھی کہ فتاویٰ میں الحاق کیا اور وہ بھی ایسے بھونڈے طور پر کہ دیکھنے والا

بنظر اولیں پہچان لے ۔ پھر گنگوہی کے مجموعہ فتویٰ حصّہ اوّل[1] صفحہ ۱۲۵ پر اس محرّف فتویٰ کو چھاپا تو مزید تحریفوں سے کام لیا گیا چونکہ یہ عبارت. جہالت ہے و بدعت ۔ محض غلط ہے کہ ہندی جملہ پر فارسی عطف کیا دیکھنے والا پہچان لے گا کہ یہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کی عبارت نہیں لہٰذا اسے یوں بدلا۔ جہالت و بدعت ہے ۔ اور شرعی کا لفظ جو فتاویٰ میں تھا نکالدیا کہ کہنے کو ہوگا اگر عرفاً ضروری جانے گا جب بھی بدعت ہے، اب عبارت یہ کرلی۔ گنتی ضروری جاننا جہالت و بدعت ہے، اگرچہ یہ تغیرات گنگوہی صاحب۔ کو اب بھی نافع نہیں کہ فتویٰ مبارکہ میں فرمایا۔ جب چاہیں کریں انھیں دنوں میں کریں یا قبل یا بعد سب جائز ہے یہ سوم وغیرہا کی تخصیصات عرفیہ ہیں نہ کہ شرعیہ اگر کوئی ضروری شرعی سمجھے تو اس کی جہالت ہے جیسے اس روز ایصال ثواب ہوسکتا ہے قبل و بعد بھی ہوسکتا ہے، لوگوں نے اپنی آسانی کیلئے سوم وغیرہ کا دن مقرر کر رکھا ہے کہ لوگ بلا تکلف جمع ہوسکیں گے اور قرآن مجید و کلمہ طیبہ پڑھ کر میّت کو ایصال ثواب کریں گے فتاویٰ مبارکہ کی عبارت نہ دیکھنا اور اندھے کی تقلید کرکے کوئیں میں گرنا سخت جہالت ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) :۔ مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اعلیٰ حضرت قبلہ نور اللہ مرقدہ کو نہ بیعت تھی نہ خلافت نہ تلمذ۔ اعلیٰ حضرت کو شرف بیعت حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل تھا اور تلمذ اپنے والد ماجد حضرت مولینا مولوی نقی علی خاں صاحب

[1] فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی کے ص ۱۲۱ پر یہ محرف فتویٰ موجود ہے ۔

قدس سرہ سے تھا۔ مولٰینا فضل رسول صاحب کو اعلیٰ حضرت کا شیخ بتانا وہابیہ کا کذب ہے "بوارق محمدیہ" کو میں نے بہت تلاش کیا مگر دستیاب نہ ہوئی۔ ممکن ہے کہ حسب عادت اس میں بھی قطع و برید کی ہو اور افترا سے کام لیا ہو اور بالفرض اگر بوارق میں بجنسہ یہی عبارت ہو تو اسمیں توسل انبیاء و اولیاء سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس میں تو معبود بنانے اور ان سے شفاء مرض و دفع بلا وغیرہما بالاستقلال چاہنے کا ذکر ہے۔ کون مسلمان انھیں معبود جانتا ہے یا انھیں بے عطائے الٰہی دفع بلا وغیرہ میں مستقل مانتا ہے اور مسلمان جب یہ تصور کرتا ہے کہ خدا کی عطا سے وہ ہماری مدد کرتے ہیں۔ بیمار کو شفا دیتے ہیں اس بنا پر ایسے امور میں ان سے استعانت کرے تو عبارت مذکورہ کے کب منافی، بلکہ ایسی استعانت قرآن و حدیث و اقوال صحابہ و تابعین سے ثابت، اور خود مولٰینا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے قائل اور یہ باتیں انکی کتابوں میں مصرح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴):۔ بارہا ایسا واقع ہو چکا ہے کہ کتابوں کے نام و صفحات و مطابع جی سے تراش لئے اور فرضی عبارت اپنے مدعٰی کے مطابق گڑھ لی اسکا بیان رسالہ رماح القہار میں دیکھئے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳:۔ مسئولہ مولوی سلیمان صاحب پھلواروی ۲۴ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ صوبہ بہار میں ایک انجمن "امارت شرعیہ" کے نام سے قائم کی گئی ہے انکا دعوٰی ہے کہ ہمارا امیر شریعت مفروض الطاعہ ہے، جو شخص اس کی بیعت نہ کرے وہ فاسق و مرتکب گناہ کبیرہ ہے اور حدیث من مات

ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة، کو اس کی شان میں بتاتے ہیں نیز اپنے امیر شریعت کو نائب خلیفہ بتاتے ہیں۔ پس کیا ان کے دعوے صحیح ہیں۔ اور ہر مسلمانِ صوبہ پر اس امیر کی اطاعت واجب ہے یا یہ دعوے عقائد غیر صحیح پر مبنی ہے؟

الجواب:۔ انجمن کا امیر نہ خلیفہ ہے نہ نائب خلیفہ، خلیفہ اس وجہ سے نہیں کہ شرائط خلافت کا جامع نہیں، انگریزی حکومت میں رہنے والا انگریزی قانون کی پابندی کرنیوالا، احکام شرعیہ کے جاری کرنے سے عاجز کیونکر خلیفہ ہو سکے۔ درمختار میں ہے۔ ویشترط کونه مسلما حرا ذکرا عاقلا بالغا قادرا قرشیا۔ ردالمحتار میں ہے۔ قوله قادرا ای علی تنفیذ الاحکام وانصاف المظلوم من الظالم وسد الثغور وحمایة البیضة وحفظ حدود الاسلام وجر العساکر قوله قرشیا لقوله صلی الله علیه وسلم الائمة من قریش وقد سلمت الانصار الخلافة لقریش بهذا الحدیث وبه یبطل قول الفرارية ان الامامة تصلح فی القریش والکعبیة ان القریشی اولی بها۔ بلکہ امارت شرعیہ درکنار یہاں تو تغلب بھی نہیں کہ اس کیلئے قہر وغلبہ درکار ہے، اور نائب خلیفہ یوں نہیں کہ اس کو خلیفہ نے اپنا نائب نہیں کیا، بلکہ اراکین انجمن نے خواہ مخواہ اسے امیر بنادیا۔ اور ظاہر کہ انجمن کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی عاجز و غیر قادر کو خلیفہ یا اس کا نائب کردے۔ لہذا نہ اس کے ہاتھ پر بیعت لازم، نہ اس کی اطاعت واجب، اور جو حدیث سوال میں نقل کی اوس سے سفراب بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بریلی محلہ سوداگران مرسلہ سید قناعت علی صاحب امین جماعت رضا مصطفے ۱۳ رشعبان ۴۳ھ

(۱) اہلسنت وجماعت کس کو کہتے ہیں ؟
(۲) بدعت کس کو کہتے ہیں ؟
(۳) اگر کسی مسئلہ میں اختلاف صحابیوں کا ہو۔ کس صحابی کے مسلک پر عمل کیا جاوئے ؟

الجواب (۱) اہلسنت وجماعت وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام کے عقائد پر ہوں، حدیث میں ہے قالوا من ھم یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔ یا یوں سمجھیئے کہ حضرت امام ابومنصور ماتریدی اور حضرت امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو سنیوں کے عقائد بیان فرمائے ہیں اون پر عقیدہ رکھے اور اب یہ گروہ چار مذاہب میں منحصر ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اور جو ان چاروں سے باہر ہے وہ باطل پر ہے۔ علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں وھٰذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمھم اللہ تعالیٰ ومن کان خارجا عن ھٰذہ الاربعۃ فی ھٰذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار۔ شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں۔ بعد المأتین ظھر بینھم التمذھب للمجتھدین باعیانھم وقل من کان لا یعتمد علی مذھب مجتھد بعینہ قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں۔ اھل السنۃ قد انفرقت بعد القرون الثلٰثۃ اوالاربعۃ علی اربعۃ مذاھب لم یبق فی الفروع سوی ھٰذہ المذاھب الاربعۃ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) بدعت نئی چیز کو کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور قبیحہ، بدعت قبیحہ وہ ہے جو مزاحم ومعارض سنت ہو اور اس کو بدعت ضلالت

بھی کہتے ہیں در مختار میں ہے۔ وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مطلق بدعت بول کر اکثر یہی بدعت قبیحہ مراد لیتے ہیں حدیث میں ہے۔ ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلھا من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ[1]۔ دوسری حدیث میں ہے ما ابتدع قوم بدعۃ فی دینھم الا نزع اللہ من سنتھم مثلھا ثم لا یعیدھا الیھم الی یوم القیمۃ[2]۔ ان حدیثوں سے صاف واضح ہے کہ بدعت قبیحہ سنت کی مدافع ہوتی ہے، نہ ہر امر جدید۔ اور بدعت حسنہ وہ ہے کہ وہ خود زمانہ اقدس میں نہ تھی مگر حدیث وغیرہ سے اوس کا ثبوت ہوسکتا ہے اسی معنی کے لحاظ سے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کو نعمت البدعۃ ھذہ، فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا لا ینقص من اجورھم شیئا۔ دوسری حدیث میں ہے ما رأہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ اگر مطلق ہر نئی بات مذموم ہوتی تو ان حدیثوں کے کیا معنی تھے اور یہ بدعت حسنہ مباح و مستحب و واجب تک ہوتی ہے مثلاً قرآن مجید پر اعراب لگانا وعظ و ذکر خیر کی مجالس منعقد کرنا مدارس قائم کرنا علم نحو و صرف پڑھنا علوم کی تدوین وغیرہا امور کثیرہ ایسے ہیں کہ زمانہ رسالت میں نہ تھے بلکہ بہت سی چیزیں قرون ثلثہ میں نہ تھیں اور وہ بلاشبہ جائز و مباح ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں۔ قد تکون ای البدعۃ واجبۃ کنصب الادلۃ

---

[1] رواہ غضیف بن الحارث الثمالی مشکوٰۃ ص ۳۱ بالاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ [2] رواہ الحسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ مصباحی

للرد علی اھل الفرق الضالۃ وتعلیم النحو المفھم للکتاب والسنۃ ومندوبۃ کاحداث نحو رباط ومدرسۃ وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول و مکروھۃ کزخرفۃ المساجد ومباحۃ کالتوسع بلذیذ الماکل اسی کے مثل اوراس سے زیادہ مفصل علامہ عزالدین بن عبدالسلام نے افادہ فرمایا مفصل درکار ہو تو مرقاۃ علامہ علی قاری قدس سرہ کا مطالعہ کرے، رہا وہابیہ کا قرون ثلثہ کے بعد کی پخ لگانا کہ قرون ثلثہ تک احداث کا اختیار تھا کہ جو چاہیں مخالف سنت بات گڑھ لیا کریں اوراس کے بعد کوئی کیسے ہی اچھی بات نکالے حرام ہے یہ محض افترا ہے، نہ حدیث سے ثابت، نہ عقل اس کے مساعد، حدیث میں مَنْ اَحْدَثَ فرمایا ہے قرون ثلثہ کا استثنا کدھر سے آگیا اہل بیت کی توہین اور نواصب کا خروج گیا قرون ثلثہ کے بعد ہوا مگر یہ لوگ اونھیں کیوں براجانیں آخر خود بھی تو اونھیں میں سے ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں اتباع محمدبن عبدالوہاب بھی انھیں خوارج کی مثل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۳) عوام کو بلکہ اس زمانہ کے خواص کو تقلید سے چارہ نہیں اور ہر مقلد اوسپر عمل کرے جو اوسکے امام کا مذہب ہے اوس سے خروج جائز نہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعہ میں فرماتے ہیں۔ یجب علی المقلد العمل بالارجح من القولین فی مذھبہ مادام لم یصل الی ھذا المیزان من طریق الذوق والکشف کما علیہ عمل الناس فی کل عصر۔ امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں مخالفتہ للمقلدین متفق علی کونہ منکرا بین المحصلین، علامہ زین بن نجیم فرماتے ہیں۔ اما الکبائر فقالوا ھی بعد الکفر الزنا واللواطۃ وشرب الخمر

ومخالفة المقلِّد حکم مقلَّدہٖ ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مسئولہ واحد نور خانصاحب مہتمم یتیم خانہ معینیہ اجمیر شریف ۹ محرم ۱۳۴۵ھ

(۱) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کون سی صاحبزادی ہیں۔ آیا چھوٹی یا بڑی یا منجھلی بتدریج اسمائے مبارکہ ترقیم فرمادیں۔ ایک صاحب نے اس وقت شک پیدا کردیا ہے، بی بی زینب۔ بی بی رقیہ۔ بی بی کلثوم۔ بی بی فاطمہ؟

(۲) میں نے ایک کتاب دیکھا تھا کہ حضرت حوا رضی اللہ تعالٰی عنہا حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ کتاب کا نام مجھے یاد نہیں رہا وہ بولے غلط ہے تاوقتیکہ معتبر کتاب کے حوالہ سے ثابت نہ کروگے قابل تسلیم نہیں۔ ممکن ہے کہ میں غلطی پر ہوں اگر میرا بیان صحیح ہو تو حضور مع حوالہ کتاب بلکہ اس کی عبارت بھی ترقیم فرمادیجئے دیجئے گا ورنہ جو کچھ اصلیت ہو رقم فرمائیے گا؟

الجواب: (۱) بنات مکرمات میں سب سے بڑی حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا ہیں، حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عمر شریف تیس سال کی تھی جب یہ پیدا ہوئیں اور ان سے تین برس بعد حضرت رقیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی ولادت ہوئی۔ بعض نے کہا حضرت رقیہ حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بڑی ہیں، صاحب مواہب لدنیہ نے کہا اون کا یہ قول صحیح نہیں۔ تمام صاحبزادیوں میں باعتبار عمر کے حضرت بتول زہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا چھوٹی ہیں۔ اگرچہ بعض کے نزدیک حضرت رقیہ اور بعض کے قول میں ام کلثوم رضی اللہ تعالٰی عنہا اصغر بنات مکرمات ہیں، مگر ظاہر قول اول اصح ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

الجواب (۲) حضرت اماں حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں، قرآن مجید میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے سورہ نسار کی ابتدا میں فرمایا، یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا۔ قاضی بیضاوی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ای خلقکم من شخص واحد وخلق منہ امکم حوا من ضلع من اضلاعہ ۔ اور تفسیر مدارک میں بھی یہ لکھا۔ وخلق منھا زوجھا حوا من ضلع من اضلاعہ ۔ یعنی حضرت حوا اُنکی پسلی سے مخلوق ہوئیں، صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں بھی یہ ارشاد موجود ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے ہیں استوصوا بالنساء خیرا فانھن خلقن من ضلع وان اعوج شئی فی الضلع اعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء۔ عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت فرماتا ہوں تم اسے قبول کرو کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہے (یعنی اسی اوپر والی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں) اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دیگا (یعنی طلاق کی نوبت آجائے گی) اور اگر اسے ویسے ہی رہنے دے تو ٹیڑھی رہے گی لہٰذا اس وصیت کو مانو، اس حدیث کے تحت میں صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری اپنی اسی کتاب میں فرماتے ہیں وکان فیہ اشارۃ الی ما اخرجہ ابن اسحاق فی المبتدا عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان حوا خلقت من ضلع آدم الاقصی الایسر وھو قائم وکذا اخرجہ ابن ابی حاتم وغیرہ من حدیث مجاھد حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے تلمیذ خاص امام مجاہد کے قول سے اور

زیادہ کی کیا حاجت۔ اور وہ صاف فرماتے ہیں کہ سب میں چھوٹی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از اجمیر شریف یتیم خانہ معینیہ مرسلہ حاجی محمد واحد نور خانصاحب مہتمم یتیم خانہ ۲۹ رجب ۱۳۴۵ھ

حضرت قبلہ صدر صاحب مدظلہم۔ سلام نیاز التیام کے بعد عرض ہے جو زمین اقدس پہلوئے مبارک جناب سرکار دوعالم حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملی ہوئی ہے اس کے فضائل کے نسبت ارشاد ہوا تھا کہ شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کردیجائیگی امید کہ عطا فرمائی جائیں؟

الجواب:- تربت اطہر کو اللہ عزوجل نے تمام اقطاع زمین پر فضیلت دی ہے۔ اس کے متعدد وجوہ ہیں۔ ایک یہ وجہ ہے کہ مکان کی فضیلت مکین سے ہوتی ہے اور جس مکان کا مکین تمام جہاں سے افضل ہے وہ مکان بھی تمام مکانوں سے افضل، لہٰذا اوس زمین کو نہ صرف اجزاء زمین بلکہ عرش وکرسی پر فضیلت ہے۔ شفاء شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔ لاخلاف فی ان موضع قبرہ (النبی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل من بقاع الارض۔ علامہ شہاب الدین خفاجی شرح میں فرماتے ہیں۔ بل ھو افضل من السموات والعرش والکعبۃ کما نقلہ السبکی رحمہ اللہ تعالیٰ لشرفہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلو قدرہ۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری شرح شفا میں لکھتے ہیں۔ فانہا افضل من الکعبۃ بل من العرش علی ما قالہ جماعۃ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس مقام مقدس میں جس قدر انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہے

اور جتنی رحمت اترتی ہے اور جتنے ملائکہ کا آنا جانا ہوتا ہے کسی دوسری جگہ نہیں، وجہ سوم یہاں خاص وہ تجلیات الٰہیہ ہیں جو دوسری جگہ نہیں۔ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا گیا۔ انک بالوادی المقدس طوی اس وادی کا مقدس ہونا اسی تجلی الٰہی کے سبب سے تھا تو اس جگہ کا تقدس بیشک سب جگہوں سے زیادہ ہوگا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقال ابن عبد السلام التفضيل يكون لامور غير العمل فقبره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم افضل الامكنة لتجلى الله تعالىٰ بما ينزل عليه من الرحمة والرضوان والملئكة ولاحاجة الى ماقيل انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حیٌّ فى قبره له اعمال فيه مضاعفة وان كان صحيحًا ولو سلمنا ان المكان لا فضل له فى ذاته فكفاه الفضل لاجل من حل فيه۔ وجہ چہارم ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص جس جگہ کی مٹی سے پیدا ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے اس روایت کی بنا پر جسم اقدس کی خلقت اس پاک تراب سے ہوئی جو سرتاپا نور ہے لہٰذا اس خاک پاک کو فضیلت ہوئی کہ اس سے جسم انور بنا، وہی فرماتے ہیں۔ ويكفى لفضله ما اشتهر من ان كل احد يدفن فى التربة التى خلق منها۔ عوارف المعارف میں ہے۔ روى عن ابن عباس ان اصل طينته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من سرة الارض وهو موضع الكعبة بمكة واول ما اجاب ذاته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ومنه دحيت الارض فهو اصل التكوين والكائنات تبع له ولما تموج الطوفان اتى بطينته لمحل دفنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ففى الاصل لم يدفن الا فى اصل الكعبة الذى خلق منه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔ والله تعالىٰ اعلم

مسئلہ :- از بھڑوچ لال بازار چنار واڑ مرسلہ مولوی عباس صاحب ولد مولوی علی میاں صاحب صدیقی ۲۹ رجب ۴۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے قصہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے شب معراج میں بلایا۔ تو راستہ میں حضرت علی شیر کی شکل بنکر آپ کو ملے اور حضرت کو جانے سے روکا۔ تب آنجناب نے ایک انگشتری وہ شیر کی منہ میں دی تب اس نے آپ کو آگے جانے دیا۔ جب پروردگار سے ملاقات ہوئی اس وقت آپ نے فرمایا کہ مجھ بھوک لگی ہے تب اللہ صاحب نے کہا یہاں کھانا کیسا۔ حضرت نے عرض کی تیری قدرت میں کچھ کمی نہیں ہے، تب ایک رکابی میں دودھ اور چاول آگئے، آپ نے عرض کی میں تنہا نہیں کھاتا۔ تب پردے میں سے ایک پنجہ نکلا، وہ پنجہ کی ایک انگلی میں وہی انگشتری تھی جو شیر کے منہ میں راستے میں دی تھی، جس سے حضرت نے معلوم کیا کہ حضرت علی کا پنجہ یا ہاتھ ہے۔ مذکور قصہ ایک مولوی صاحب نے وعظ میں بیان کیا ہے یہ قصہ کہیں معراج کے بیان میں موجود ہے۔ اہل سنت کے یہاں یا ان کی کتابوں میں اور صحیح ہے یا غلط یا بہتان ہے یا کوئی شیعہ کی کتاب میں سے یہ قصہ بیان کیا ہے برائے مہربانی مدلل مع مہر ضرور روانہ کریں ؟

الجواب :- یہ روایت کسی معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گذری اور بظاہر موضوع ہے۔ دودھ اور چاول آنا صحیح نہیں، صرف یہ ہے کہ آپ کیلئے دودھ اور شہد اور شراب کے پیالے پیش ہوئے آپ نے ان میں سے دودھ کو اختیار فرمایا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہا۔ اخترت الفطرۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ علاوہ صحابہ کرام کے اور کسی کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا جائز ہے یا نہیں۔ شرع شریف کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:- بزرگان دین کے نام کے ساتھ ترضی یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا اور لکھنا جائز ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ اسکی خصوصیت ثابت نہیں ہے[1]، قرآن مجید میں صحابہ کرام اور ان کے متبعین سب کیلئے فرمایا گیا رضی اللہ عنہم، قال اللہ تعالیٰ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، صاحب ہدایہ کے تلامذہ نے جہاں انکا خاص قول "ہدایہ" میں ذکر کیا یوں کہا "قال رضی اللہ عنہ" یعنی مصنف رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا اور دیگر کتب میں اکثر جگہ ائمہ کے اسماء کے ساتھ ترضی مکتوب و مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از قصبہ فتح کھلڈا۔ تعلقہ مہکر۔ ضلع بلڈانہ ملک برار سی پی محمد اسلم خان ولد محمد سرفراز خان صاحب

ایک شخص کا مرید ہونے کے بعد اور دوسرے پیر صاحب کا طالب

---

[1] صحابہ کرام کے نام کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" اور تابعین اور ان کے بعد کے علماء صالحین کے نام کے ساتھ "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" کہنا اور لکھنا مستحب ہے، لیکن اس کا عکس بھی جائز ہے۔ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کی خصوصیت صحابہ کرام کے ساتھ ثابت نہیں۔ درمختار میں ہے۔ ویستحب الترضی للصحابة وکذا من اختلف فی نبوته کذی القرنین ولقمان وقیل یقال صلی اللہ "علی الانبیاء وعلیه وسلم کما فی شرح المقدمة للقرمانی والترحم للتابعین ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الاخیار وکذا یجوز عکسه الترحم للصحابة والترضی للتابعین ومن بعدهم علی الراجح۔ ج ۵ ص ۲۳۲ مسائل شتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفیٰ مصباحی

ہونا کیسا؟ اگر طالب ہونا درست ہے تو اسکی کوئی شرط ضروری ہے یا نہیں؟
(۲) بعض مشائخ فقیر پیر کو اور مرشد کو علیحدہ علیحدہ کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کسی اہل شریعت مولوی کا مرید ہونا چاہئے، اور وہ پیر کہلاتا ہے، اور کسی کامل فقیر کا طالب بھی ہونا چاہئے۔ اور وہ مرشد کہلاتا ہے۔ یہ دونوں ایک یا دو ہونا ضروری ہے اور دونوں ایک ہی شخص کے نام ہونا چاہئے یا علیحدہ علیحدہ؟
(۳) کوئی مرید شخص اپنے مرشد کی اجازت سے اور جانب سے اپنے مرشد کے نام سے مرید کرے تو درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو ان مرید ہوئے لوگوں کا یہ بیعت کرنے والا مرشد کہلائے۔ یا اس کا مرشد ان لوگوں کا مرشد کہلائے یا پیر بھائی کہلائے ان مریدوں کا؟
(۴) ہمارے یہاں بعض مولوی آتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ وہابی ہے یا اسماعیلی وہ اور ان کے معتقدین کہتے ہیں۔ مرید بننے اور بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پیر و مرشد اور رہبر ہادی پکڑنے کی ضرورت نہیں پیر ہادی رہبر تو قرآن حدیث اور رسول اور خدا ہے۔ خدا اور رسول قرآن وحدیث کے علاوہ اور بھی کوئی رہبر بہتر ہے۔ جو اس کو ہم اپنا رہبر اور وسیلہ بنائیں ان کی تردید کیلئے آیت جو سورہ انا فتحنا اور سورہ ممتحنہ میں پیش کرے، تو کہتے ہیں کہ یہ آیتیں اور حکم خاص رسول کیواسطے مسلمان بنانے کیلئے تھا اب تم ہم مسلمان ہو کے بیعت مرید بننے بنانے کی کیا ضرورت ان کی نذر کرنا۔ خاطر تواضع کرنا مطلق حرام ہے۔
کہتے ہیں کہ پیغمبروں اور اولیاء اللہ نے ہدایت دینے پر مزدوری نہیں لی۔ اور نواب صدالدین حسین بھوپالی کا ایک رسالہ ہے۔ اس سے نذر، نذرانہ مطلق حرام

ثابت کرتے ہیں اور مریدوں کو مرشدوں سے باغی کردیتے ہیں اور بداعتقاد؟
الجواب (۱):- دوسرے سے طالب ہوسکتا ہے۔ اور یہ اوس وقت ہے، کہ شیخ کا انتقال ہوگیا۔ یا وہاں موجود نہ ہو۔ تو دوسرے سے فیض لے، اور اس سے جو کچھ ملے۔ پیر ہی کا صدقہ تصور کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب (۲):- وہی پیر ہے اور وہی مرشد و شیخ۔ یہ ضرور ہے کہ پیر باشرع عالم بھی ہو۔ ورنہ صوفی بے علم مسخرہ شیطان است۔ واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب (۳):- اگر مرید کو پیر نے خود بیعت لینے کی اجازت دیدی ہے تو یہی مرید مرشد ہے، اور اگر یہ اجازت دی کہ فلاں کو میرا مرید کرو۔ تو یہ مرید اوس پیر کا ہے اگرچہ مرید کے ہاتھ پر بیعت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب (۴):- یہ مولوی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکا دیکر گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ پیر و مرشد خدا و رسول قرآن کے سوا دوسرا راستہ نہیں بتاتے بلکہ خدا اور رسول ہی کے راستہ پر چلنا چاہتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی دوسرے راستہ پر لے جائے تو وہ پیر نہیں۔ بلکہ شیطان ہوگا۔ مسلمان کیلئے بھی ہادی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ شیطان کے مکروفریب میں نہ آئے اور صراط مستقیم پر قائم رہے، جس طرح احکام شرعیہ پر چلنے کیلئے عالم کی طرف احتیاج ہے، اسی طرح مجاہدہ و ریاضت و تزکیہ باطن کیلئے پیر کی ضرورت ہے۔ اسلام کا مقصود صرف ظاہر ہی کو درست کرنا نہیں۔ بلکہ باطن و قلب کا سنوارنا بھی ہے۔ اور امراض روحانی کا علاج پیر ہی کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ اہل ایمان کو وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم دیا۔ اور پیر بھی خدا تک پہونچانے کیلئے وسیلہ ہے۔ پھر اس وسیلہ کو چھوڑنا محرومی و سخت محرومی ہے،

پیر کی خدمت میں جو کچھ پیش کیا جاتا ہے۔ وہ مزدوری نہیں ہے نہ دینے والا اس کو مزدوری سمجھتا ہے نہ لینے والا۔ بلکہ یہ ہدیہ ہے۔ اور اس قسم کا دینا لینا احادیث سے ثابت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از گرسکال ڈاکخانہ نارائن پیٹھ ریاست حیدرآباد دکن۔ مرسلہ مولوی اسرارالرحمٰن صاحب ۱۸ رجب ۱۳۴۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الذی لا الٰہ الا ھو والصلوٰۃ والسلام علی رسلہ وحبیبہ سیدنا محمد النبی الامی الذی لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین من عبد اللہ المفتقر الی اللہ سید اسرار الرحمٰن المدرس الی محبنا ومولٰینا ذوالمجد والکرم الحکیم ابوالعلی امجد علی صاحب صدر المدرسین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خادم آپ کی زیارت کا نادیدہ مشتاق ہے آپ نے ایک بار اجمیر شریف حاضر ہونے کی دعوت بھی دی بلازمت واخراجات سفر کی وجہ حاضر نہ ہوسکا۔ قبل ازیں ایک سال کے قریب عرصہ ہوتا ہے کہ ایک کارڈ لکھا تھا اور کچھ مسائل دریافت کئے تھے، یہ مسائل ایسے ہیں کہ ہر ایک سے تشفی بخش جواب ملنا دشوار ہے خوب غور کے بعد دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بطفیل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو اس لائق کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وایمان وفیضان میں برکت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو آپ کے فیض سے متمتع کرے۔ آمین ثم آمین

(۱) کوئی شخص خواب میں حضرت سید الاولیاء غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھے کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تو حنبلی ہوجا اور وہ حنفی ہے، تو کیا

اس خواب پر وہ عمل کرے؟
الجواب:- خواب صد گونہ احتمالات کا محتمل ہے۔ خواب پر مذاہب کا دار و مدار نہیں کہ بسا اوقات نفی کا اثبات اثبات کی نفی متصور ہو جایا کرتی ہے۔ تھوڑی سی نیند اگر محسوس ہوتی ہو اوس وقت بار ہا الٹی بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ تو جب اس کا پورا تسلط ہو تو کیونکر بتیقن کہ پوری بات سمجھ میں آئے۔ اگلے زمانہ میں بھی بعض نے ایسی خوابیں دیکھیں۔ کہ شرب خمر کی اجازت دی جاتی ہے علما نے فرمایا کہ صحیح خواب اسے یاد نہ رہی، ممانعت کو اجازت سمجھا، لہٰذا خواب کے متعلق یہ حکم ہے اگر شریعت کے مطابق ہے تو مقبول۔ مخالف ہے تو مردود حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنبلی مذہب پر عامل تھے۔ اور آپ نے خصوصیات کے ساتھ اس مذہب کا احیاء فرمایا، ورنہ یہ مذہب اتنا کمزور ہو چلا تھا۔ کہ باقی رہنا دشوار تھا۔ مگر آپ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ حنفی یا شافعی یا مالکی مذہب کا اتباع نہ کیا جاوے۔ اور جب حق چاروں میں دائر ہے اور ہر ایک مصیب و مثاب ہے، تو تبدیلِ مذہب کی تلقین صحیح بھی نہیں ہو سکتی، اسی واسطے حضور کے متبعین میں ہر مذہب کے لوگ داخل ہیں۔ اور حضور کا فیض سب کو پہونچتا ہے اور ہر مذہب کے علماء و صلحاء آپ کے سلسلہ میں منسلک ہو کر مرتبہ ولایت سے سرفراز ہوئے۔ اور اگر حضور کے نزدیک دیگر مذاہب والے حق پر نہ ہوتے تو ہرگز اون کو سرکار غوثیت سے فیض نہ پہنچتا۔ جس طرح اہل باطل کو نہیں پہونچتا۔ لہٰذا سب سے قوی تر مذہب حنفی کو چھوڑنے کا حکم ہرگز نہ دیا ہوگا۔ اور وہ بھی یہاں پر کہ نہ مذہب حنبلی

کی کتابیں ہیں۔ نہ اون کے علماء یہاں موجود۔ اور اگر حضور نے زمانۂ حیات ظاہری میں لوگوں کو عام طور پر تبدیلِ مذہب کا حکم دیا ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ خواب میں بھی ایسا فرمایا ہو، مگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از بھمی پورہ ضلع مونگیر مرسلہ جناب شیخ عبدل میاں صاحب ۲۰ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں مسجد بن رہی ہو، مسجد بنانیکا سارا کام ایک ہندو کو ملازم رکھکر اس کی نگرانی میں مسجد کا سارا کام انجام پاتا ہو۔ اور گاؤں کے سب مسلمان اس ہندو کو تنخواہ بھی دیتے ہوں، اس ہندو نے اور ہندؤں کو ملاکر آپس میں جنگ چھیڑ دی، جس کا نتیجہ عدالت تک پہنچا، عدالت سے دو دفعہ مسلمانوں کی حسب خواہ ڈگری ہوئی، مسجد بنانیکا حکم مل گیا۔ جگہ مسلمان زمیندار کی ہے۔ خرچ بھی مسلمانوں کا۔ اور کچھ ایسے جاہل مسلمان بھی وہاں موجود ہیں جن کو ہندؤں نے ڈرا دھمکا کر ایک کاغذ جس پر آٹھ آنہ کا ٹکٹ لگا کر مسلمانوں سے دستخط اور انگوٹھہ کا نشان کرا لیا ہے، کہ ہم مسلمان کبھی نہیں اس گاؤں میں قربانی کریں گے اور نہ ہماری آل اولاد میں سے کوئی قربانی کرے گا اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جس نے دستخط اور انگوٹھہ کا نشان نہیں کیا ہے؟ اب ان مسلمانوں کا جن مسلمانوں نے دستخط اور انگوٹھہ کا نشان کیا ہے زور ہے کہ تم لوگ بھی دستخط اور انگوٹھہ کا نشان کرو کہ ہم لوگ بھی قربانی نہیں کریں گے اور اگر دستخط نہیں کروگے، ہم لوگ تم سے چندہ مسجد کیواسطے نہیں لیا کریں گے، اب اس حالت میں کیا کرنا چاہئے، جن مسلمانوں نے دستخط کیا ہے ان پر کفارہ، یا کیا کرنا چاہئے وہ مسلمان دستخط کرنے اور انگوٹھہ کا نشان دینے سے مسلمان رہے یا نہیں؟

الجواب:۔ قربانی شرعاً واجب ہے، ہندو یا کسی کافر کے منع کرنے سے روکی نہیں جاسکتی، اور جب سلطنت کی جانب سے مذہبی آزادی حاصل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اس شعار مذہب کو چھوڑیں۔ بلکہ اگر حکومت سے ممانعت ہوتی تو اس کے اجرا میں پوری کوشش واجب تھی ہندوؤں کے کہنے سے اپنے مذہبی امور کو چھوڑ دینا بلکہ ہمیشہ کیلئے بند کردینا سخت جہالت و حماقت ہے۔ جن لوگوں نے دستخط کئے ہیں اون پر واجب ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس تحریر کو منسوخ کریں، اور ان کے کہنے سے دوسرے لوگ ہرگز دستخط نہ کریں، حدیث میں ہے کہ لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ قرآن شریف میں ارشاد فرمایا کہ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ اور اگر وہ مسجد کا چندہ نہ لینے کی دھمکی دیتے ہیں، تو وہ چندہ لیں یا نہ لیں اونکا فعل ہے، دوسرے لوگوں پر اس کا کوئی گناہ نہیں، مگر بقیہ لوگ اس دھمکی کیوجہ سے ہرگز دستخط نہ کریں اور دستخط کرنے والوں پر توبہ لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از گرشکال ڈاکخانہ نارائن پیٹھ مرسلہ جناب سید محمد اسرار الرحمٰن صاحب صدر مدرس۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کی، لیکن اس نے ریاضت نہیں کی، اب اس کے مرشد کا وصال ہوگیا، وہ اپنا خواب و دوسرے احوال کس سے دریافت کرے، اور کیا کسی دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ اور یہ کس کا مرید سمجھا جائیگا۔ مرید چاہتا ہے کہ پہلے ہی مرشد کے ساتھ منسوب رہوں۔ لیکن غریب پریشان۔ خوابوں سے پریشان رہتا ہے۔

ان خوابوں کی کیا تدبیر کرے ۔ اکثر خواب رنج وغم وافکارات کے دکھائی دیتے ہیں ۔

مسئلہ (۲) سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہونے کیلئے کوئی عمل اس کمترین کیلئے تحریر فرمادیں ؟

الجواب (۱) مرید توایک کا ہوچکا، ایک مرید کے دو پیر نہیں ہوتے، ہاں دوسرے سے طالب ہوسکتا ہے اوراس کے بتانے پر ریاضت و مجاہدہ کرے ۔ اور سلوک کی راہیں طے کرے ، اور جو کچھ فیوض حاصل ہوں اونکو پیر ہی سے ملنا تصور کرے ، اوراس کو واسطہ جانے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) باوضو قبلہ رو داہنی کروٹ پاک بستر پر سوئے ، اور یہ درود سات بار کم سے کم پڑھے ۔ بلکہ پڑھتا ہوا سوجائے ۔ اس کو برابر جاری رکھے زیارت اقدس سے مشرف ہو گا ۔ اللھم صلی علیٰ جسد سیدنا محمد فی الاجساد وعلیٰ روح سیدنا محمد فی الارواح وعلیٰ قبر سیدنا محمد فی القبور صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وبارك وسلم ۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از ہوڑہ محلہ بابو تالات مرسلہ جناب غلام نبی ومحمد خدادین ۶ ربیع الاول شریف ۱۳۹۷ھ

مرا ہوا آدمی داخل سلسلہ ہوسکتا ہے ؟

الجواب :۔ نہیں ہوسکتا کہ بیعت خود اسکا فعل ہے ، جب وہ ہی نہیں تو بیعت کیوں کر ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از سورت متصل بالا پیر مرسلہ جناب محمد نظام الدین قادری برکاتی نوری ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حاجی عبد الصمد احمد مصری

کی تصنیف شدہ کتاب "مجموعہ اوراد" کے صفحہ ۶ پر یہ مضمون ہے۔
نبی صاحب ایک دن مسجد میں بیٹھے تھے ابلیس آیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ
اے بدبخت کہاں سے آیا۔ تب ابلیس نے کہا، یارسول اللہ بد نہیں ہوں
اس واسطے کہ دعا مجھکو یاد ہے اس سبب سے جنت میں جاؤنگا، سب سے
پہلے نبی صاحب سنکر متحیر رہے، اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا
اے رسول اللہ یہ بدبخت سچ کہتا ہے لیکن مرنے سے پہلے چالیس برس
یہ دعا بھول جاویگا۔ اب آپ اس سے سیکھ لیجئے) اس مضمون سے
حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟
اور ایسا کسی حدیث میں آیا ہے۔ کہ معاذ اللہ آپ کو شیطان سے
سیکھنے کیلئے فرمایا گیا، اور جو شخص اس کتاب کے ہر مضمون کو اچھا کہے
اس کیلئے شرعی کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ یہ کتاب بعض مواقع سے میں نے دیکھی، بے سرو پا
روایات کا مجموعہ ہے، یہ کتاب قابل اعتبار نہیں۔ اور یہ روایت
کہ سوال میں مذکور ہے بالکل غلط ہے، نصوص قطعیہ قرآنیہ موجود ہیں کہ
وہ یقیناً جہنم میں جائیگا اور ہمیشہ اوسی میں رہے گا۔ اس کی اس بات
پر تحیر کے کیا معنی۔ اور شیطان سے سیکھنے کے کیا معنی، حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے خود کیوں نہیں بتایا، شیطان سے سیکھنا بتانا۔ اس سے
ضرور حضور کی توہین ہوتی ہے۔ اللہ تعالٰی ایسے خرافات سے بچائے۔
واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از ہوڑہ مرسلہ جناب حافظ عاشق محمد صاحب امام مسجد کرسٹال
پاڑہ ۲۸ رجب ۴۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آزادی حاصل کرنا اسلامی فرائض میں ہے بلکہ آزادی حاصل کرنا نماز روزہ حج زکوٰۃ سے بھی مقدم ہے، غلام ہوکر رہنا، زنا کرنے، شراب پینے اور دنیا کے ہر بداعمالیوں سے زیادہ حرام ہے زیادہ معصیت ہے سب سے بڑی گمراہی یہ نہیں ہے کہ مسلمان قوم شراب پیتی ہے زنا کرتی ہے یا اسی طرح اور گناہوں کی مرتکب ہوتی ہے سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ یہ غلام ہے، مسلم قوم غلامی پر راضی ہوگئی یہی اسکی اصلی بربادی کا سبب ہے، دین متین کا اصل نصب العین گم ہوگیا، علمائے کرام اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ انھوں نے اب تک مسلم قوم کے آگے گمراہی کی اصل تصویر پیش نہ کی۔ اصلاح اسکی یہ ہے کہ مسلم قوم اس سے قبل کہ نماز شروع کرے روزہ رکھے، اس کا فرض ہے کہ اپنے کو غلامی کے پنجے سے آزاد کرائے۔ جب تک مسلم قوم کی اس طرح اصلاح نہ کی گئی، مسلمان قوم کی حالت نہیں سدھر سکتی، کیا ایسا کہنے والا شریعت مطہرہ کو کند چھری سے ذبح نہ کیا۔ لہٰذا التماس یہ ہے کہ جواب مفصل ارشاد فرماویں ؟

الجواب:۔ اس میں شک نہیں کہ مسلم کو کافر کی غلامی کرنا سخت معیوب و ذلیل چیز ہے، مسلمان اس لئے نہیں کہ کفار کی غلامی کرے لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا ۔ جس طرح ممکن ہو اس غلامی سے نجات حاصل کرنا چاہیئے، نہ علماء کرام اس سے غافل ہیں نہ انھوں نے اس کی تعلیم میں کمی کی۔ مگر جب کہ جہال زمانہ علماء کی بات ہی نہ سنیں نہ ان کے بتانے پر عمل کریں، تو علماء کا اس میں

کیا قصور، سب سے بڑی گمراہی یہ غلامی نہیں، یہ نظر کا قصور ہے، اور عقل سے کام نہ لینا ہے، بلکہ اصل بربادی اس سے پیدا ہوئی کہ اکثر مسلمانوں کا اسلام آجکل برائے نام رہ گیا اسلامی احکام کو پس پشت ڈال رکھا ہے، خواہش نفس کے پیرو ہو گئے۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی اصلاً پرواہ نہیں، دین کو کھیل سمجھ رکھا ہے اور مضحکہ قرار دے لیا ہے۔ ترقی کے مدعی آج تک نہیں سمجھے کہ مسلم ترقی کا راز کیا ہے، یورپ کی تقلید میں انجمن بازی کانفرنس سازی کو ذریعہ ترقی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جتنی انجمنوں کی کثرت ہوتی گئی، تجربہ نے ثابت کر دیا کہ اتنی ہی مسلمانوں کی حالت پست ہوتی گئی اور بد سے بدتر ہو گئی بلکہ اصل فلاح و بہبودی دین حق کے اتباع میں ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ جب تک مسلمان دین حق کے متبع رہے، ترقی ان کے قدموں پر نثار ہوتی رہی، جس طرف جاتی کامیابی ساتھ ہوتی، اور جب سے دین متین میں سستی کرنے لگے، معاملہ برعکس ہونے لگا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ اگر مسلمان اب سے اپنی حالت درست کر لیں اور اپنے اندر وہی جذبہ پیدا کر لیں جو سلف صالحین میں تھا، اور دین متین کے اوسی طرح حامی بن جائیں، جیسے متقدمین تھے، تو اب بھی وہی منظر نظر آنے لگے جو پہلے تھا، اور اگر یہ چاہیں کہ ہم دین کو چھوڑ دیں اور قرآن و حدیث و سلف صالحین کے طریقہ سے جدا اپنا راستہ بنائیں تو ابھی ابھی کیا حالت خراب ہے، اس سے زیادہ خرابی و بربادی سے سابقہ پڑے گا۔ مَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔ اسی بے دینی کی ایک شاخ یہ بھی ہے جو سوال

میں مذکور ہے کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ سب سے مقدم آزادی ہے، حدیث میں توان چیزوں کو بنائے اسلام قرار دیا بُنِیَ الاسلامُ علیٰ خمس اور اس شخص کے نزدیک آزادی حاصل کرنا اصول اسلام سے بھی مقدم ہے، تو گویا عین ایمان ہے، تو معلوم ہوا کہ جب تک آزادی حاصل نہ ہوا ایمان ہی نہیں، بیشک جو مؤمن نہ ہو وہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کی اہمیت کو کیا جانے اور اس کے نزدیک اگر آزادی اصول اسلام پر مقدم ہو تو کیا مستبعد، یوہیں محرمات قطعیہ شراب خوری زنا وغیرہ سے غلامی کو بدتر کہنا یہ بھی دین حق پر افترا ہے۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص نہ نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے نہ دیگر امور اسلام کا پابند ہے بلکہ شراب خوری وغیرہ بلاؤں میں مبتلا ہے، اور شہرت پسندی، جاہ طلبی دنیا ٹھگنے کیلئے لیڈر بنا ہوا ہے، اپنی ان حرکات قبیحہ پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے، اور تو کیا کہتا کہ خلاف اسلام کیوں افعال کرتا ہے اور یہ پابندی اسلام شاق ہے اب اوس سے بچنے کو یہ ڈھکوسلہ نکالتا ہے کہ یہ امور کچھ زیادہ وقیع نہیں جس کو وہ کرتا ہے۔ البتہ وہ کرنے کی چیز ہے۔ کاش اگر اسلام کی پابندی کی توفیق نہ تھی تو لوگوں کے اعتراض سنکر چپ رہتا، جب بھی اس کے ذمہ وہ وبال نہ تھا جو اپنی اس بیہودہ بکواس سے اوس نے پیدا کرلیا۔ مگر ہے یہ کہ جس دل میں اسلام کا سچا درد ہے جو اسلام کی رفعت کا دل سے خواہش مند ہے وہ ایسا کر سکتا ہے کہ اسلام کی پابندی کرے اور اپنے ظاہر و باطن کو اسلام کے مطابق کرے مگر جس کو نہ اسلام کا خیال نہ پاس نہ حدود اللہ توڑنے کی پرواہ، اوسے ایسی باتیں بولنے میں کیا تکلف ہو سکتا ہے اوسے تو لیڈری چاہیئے اسلام جائے

یار ہے۔ اس کا کیا مضائقہ، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از کلکتہ لین نمبر ۱۲ مرسلہ جناب منظور احمد پانچو خانساماں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ باپ سے پیر کا درجہ بڑا ہے یا نہیں؟ قرآن اور حدیث سے ثابت فرما کر جواب سے مشرف فرماویں اور عند اللہ ماجور ہوں؟

الجواب:۔ پیر و استاد کا مرتبہ والدین سے زیادہ ہے، اس لئے کہ والدین مربی جسم ہیں۔ اور شیخ مربی روح، محقق دوانی "شرح ہیاکل" میں لکھتے ہیں۔ قال علیہ السلام امامن یئول الیہ بحسب النسب لحیوتہ الجسمانیۃ کالولادۃ النسبیۃ ومن یحذو حذوھم من اقاربھم الصوریۃ اوبحسب النسبیۃ لحیوتہ العقلیۃ کالولادۃ الروحانیۃ من العلماء الراسخین والحکماء المتألھین المقتبسین من مشکوٰۃ الانوار سواء سبقوہ زمانا اولحقوہ ولاشک ان نسبۃ الثانیۃ اوکد من الاولیٰ والثانیۃ من الثانیۃ اوکد من الاولیٰ منھما فاذا اجتمع النسبتان بل النسب الثلث کان نورا علی نور کما فی الائمۃ المشھورین من العترۃ الطاھرین رضی اللہ عنھم اجمعین، فاضل یوسف کوسج تتمہ حاشیہ شرح عقائد جلالی میں لکھتے ہیں۔ قال الواحق الاستاذ اوکد علی حق الوالدین فانھما سببان لفیضان الصورۃ الانسانیۃ والاستاذ سبب لفیضان الحقیقۃ الانسانیۃ، وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از جودھپور جامع مسجد موچیاں مرسلہ مولوی امیر احمد انصاری ۱۵/جمادی الآخر ۳۰ھ

بخدمت شریف جناب قبلہ مولانا مولوی حکیم محمد امجد علی صاحب مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ خدمت عالی میں گذارش ہے کہ خاکسار نے

اپنے ایک وعظ میں کتاب بہار شریعت حصہ اول کے باب عقائد متعلقہ ذات وصفات الٰہی میں سے اکیسواں ۲۱ یا بائیسواں ۲۲ تیسواں عقیدہ بیان کیا اور انھیں عقائد کو اور زیادہ مفصل طور پر ثابت کرنے کے لئے۔ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ کی تفسیر بیان کی اور اسی سلسلہ میں قرآن مجید کی ایک آیت شریفہ۔ قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ اور اس کے متعلق یہ حدیث شریف بیان کی جو حضرت شاہ عبدالعزیز اپنی تفسیر پارہ عم سورہ واللیل میں بھی لائے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے تیار ہونے کے انتظار میں بیٹھ گئے اور ہم سب آپ کے گرد بیٹھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی شخص نہیں مگر اس کا مکان اللہ تعالٰی کے علم میں مقرر ہے، بہشت میں ہو یا دوزخ میں لوح محفوظ میں لکھ چکا ہے، اور تغیر تبدیلی یعنی مٹنا مٹانا اس کا کسی طور سے ممکن نہیں ہے ہم نے کہا یا رسول اللہ یہی بات ہے تو تقدیر پر بھروسہ کر کے کیوں نہ بیٹھ رہیں اور عمل کو کیوں نہ چھوڑ دیں۔ اس واسطے جو لکھا ہوا ہے وہی ہوتا ہے اس کا خلاف کسی طرح ممکن نہیں ہے، تو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو کچھ ہونا ہے وہ ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمل کئے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کو توفیق اسی کام کی دی جاتی ہے، جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے، سو اگر اس کو نیک بخت پیدا کیا ہے تو کام بھی نیک بختوں کے اوس سے کراتے ہیں، اور اگر

بدبخت پیدا کیا ہے تو کام بھی بدبختوں کے اس سے کراتے ہیں سو جس طرح سے مکان ہر شخص کا مقرر ہے بہشت میں یا دوزخ میں اسی طرح سے عمل بھی نیک اور بد ہر شخص کے واسطے مقرر ہو چکے ہیں ایک اور حدیث شریف جو کہ تفسیر عزیزی سورۂ بقر صفحہ ۱۹۷ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعتراض حضرت آدم علیہ السلام پر اور حضرت آدم علیہ السلام کا جواب درج ہے۔ بیان کیا اور اسی سورۂ بقر کے صفحہ ۲۶۱ میں مناظرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا در مسئلہ خیر و شر بیان کیا۔ مندرجہ بالا آیۃ شریفہ و حدیث شریف اور عقائد مندرجہ بہار شریعت کے موافق مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی یہ فرماتے ہیں۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند ؛ میل اورا در دلش انداختند

مولانا نظامی سکندر نامہ میں فرماتے ہیں۔

تو نیکی کنی من بد کردہ ام ؛ کہ بد را حوالت بخود کردہ ام

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ ؛ کہ در طریق ادب کوش گو گناہ من ست

گو اللہ تعالیٰ ہی خیر و شر کا مالک ہے مگر ادب کا طریقہ اور ہمارا عقیدہ یہی ہونا چاہیئے کہ اچھے کام کو من جانب اللہ کہے۔ اور جو برائی سرزد ہو اس کو شامت نفس تصور کرے۔ جیسے کہ ربنا ظلمنا انفسنا۔ یہ میرے ایک وعظ کا خلاصہ ہے۔ اب جناب والا سے گذارش ہے کہ آنجناب اس کا مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔ کہ مندرجہ بالا بیان حق بجانب ہے یا خلاف شریعت اور اس کے مخالف کے حق میں کیا حکم ہے،

جواب میں جناب والا کی مہر ضرور ہونا چاہیئے۔ یہ خاکسار امیدوار ہے کہ اس کا جواب بہت جلد مرحمت فرماکر احسان مند فرمائیں گے؟

الجواب:۔ تقدیر پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، حدیث میں ہے۔ لا یومن عبد حتی یومن باربع یشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ بعثنی بالحق ویؤمن بالموت والبعث بعد الموت ویؤمن بالقدر، رواہ الترمذی وابن ماجہ عن علی رضی اللہ عنہ۔ اس لئے منکرین قدر کو مجوس فرمایا گیا۔ حدیث میں آیا ہے القدریۃ مجوس ھذا الامۃ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم۔ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں، بیمار ہوں تو ان کی عیادت مت کرو مرجائیں تو انکے جنازہ میں نہ جاؤ۔ رواہ ابوداود واحمد عن ابن عمر رضی اللہ عنھما۔ دوسری حدیث میں ہے۔ صنفان من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما۔ اور فرمایا یکون فی امتی خسف ومسخ وذلک فی المکذبین بالقدر رواہ ابوداود وعن ابن عمر رضی اللہ عنھما۔ الغرض بیان تقدیر میں حدیثیں بکثرت وارد ہیں اور اہلسنت کا یہی عقیدہ ہے کہ ہر چیز علم الٰہی میں مقدر ہے اور اس میں تغیر تبدل ناممکن ہے، اور ہر شئی کا وہی خالق ہے خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ۔ اس کی شان ہے جواہر و اعراض ذوات وافعال کا وہی خالق ہے، قرآن مجید میں فرمایا۔ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ جو افعال کا خالق خدا کو نہیں کہتا گمراہ و بددین ہے وہ قدری ہے اوس سے اجتناب کا حکم حدیث میں آیا ہے، مگر یہ مسئلہ بہت نازک و دقیق ہے، اسلم طریقہ یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس میں بحث نہ کرے

یہ عقیدہ رکھے کہ بندہ نہ مثل جماد کے مجبور محض ہے نہ قادر علی الخلق ہے بلکہ خالق صرف اللہ ہے اور بندہ کاسب ہے، بندہ کو مجبور بتانا بھی گمراہی ہے اور افعال کا خالق کہنا بھی ضلالت، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ ہے یا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، زید کا خیال ہے کہ چونکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی بڑی قربانی کی کہ مع اہل وعیال کربلا میں شہید ہوگئے، اس وجہ سے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ زائد ہے۔ کیونکہ یہ عمل سب عمل سے افضل ہے؟

الجواب:- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں، آپ کی اس افضلیت پر تمام صحابہ کا اجماع ہے، صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے، ابوبکر اعلمنا وافضلنا۔ اس وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامت کیلئے انھیں کو منتخب فرمایا، اگرچہ بعضوں نے دوسرے کیلئے رائے دی تھی مگر حضور نے اسے قبول نہ فرمایا، بیشک امام حسین رضی اللہ عنہ نے بہت بڑی قربانی کی اور وہ ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، اور ان کو بھی خدائے تعالیٰ نے بہت بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے، مگر اس سے یہ لازم نہیں کہ صدیق اکبر سے افضل ہوں، اتنا تو مخالفین بھی کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ہے اور ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد ہے، پس اگر واقعہ شہادت کے سبب صدیق اکبر سے افضل ہو جائیں، تو امام حسن وشیر خدا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل ہوں گے، کیونکہ ان کے ساتھ ایسا معاملہ پیش نہ آیا ہمارے دونوں اور تمام حضرات سردار و آقا ہیں، ہم کو ان کی پیروی چاہیئے،

اور ان سب کے ساتھ محبت رکھنی چاہیئے اللہ تعالیٰ ان حضرات کے صدقے میں ہمیں بھی اپنی رحمت کا مورد بنائے، آمین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل عرب سے فرمایا کہ کھجور کے درختوں میں تم نر و مادہ رکھتے ہو، نر درخت کے پھول مادہ میں رکھتے ہو تو درخت پھلتا ہے ایسا مت کرو۔ جب بھی پھلے گا چنانچہ ان لوگوں نے ویسا ہی کیا، دوسری مرتبہ درخت نہیں پھلے، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا تھا۔ تم ایسا کرو، لہذا زید کا اعتراض ہے اگر حضور کو علم ہوتا تو ایسا نہ فرماتے اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا تو حضور کو علم ہی نہ تھا، چہ جائے اور معاملات، لہذا یہ قصہ صحیح ہے یا نہیں اور اگر صحیح تو اللہ تعالیٰ کی اس میں کیا مصلحت تھی، حضور نے اسکی بابت کیا ارشاد فرمایا ہے، مطابق شرع شریف بیان فرمایئے ؟

الجواب:۔ واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے حضور کے ارشاد کے مطابق اس سال عمل کیا اور اتفاق ایسا ہوا کہ اس سال پھل نہ آئے "اور یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جو اس سے پیشتر نہ ہوئی ہو، بلکہ یہ تو ہمیشہ سے چلا آتا ہی ہے کہ کبھی پھل آتے ہیں اور کبھی نہیں آتے، مگر اس وقت لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ نر و مادہ کو نہ ملانے سے ایسا ہوا، لہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت پاک میں قلت اثمار کی شکایت لائے، حضور نے فرمایا کہ "انتم اعلم بامور دنیاکم" یعنی امور دنیا میں تم کو آزادی ہے، جو چاہو کرو، اس کا یہ مطلب کب ہے کہ حضور کو علم نہ تھا کہ ایسا کرنے میں پھل نہ آئیں گے علماء نے تصریحات کی ہیں کہ اگر وہ لوگ صبر کرتے اور حضور کے فرمانے کے

مطابق کرتے تو حضور نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوتا، مگر ایک سال پھل نہ آنے پر ضبط نہ کر سکے اور شکایت لائے، لہٰذا یہ جواب ملا۔ اس سے حضور کے علم وسیع کی نفی کرنا محض جہالت ہے، یہ لفظ اس موقع پر استعمال ہوا ہے کہ میرا یہ حکم واجب التعمیل نہیں ہے، یہ شئی میں نے تم پر واجب نہیں کی ہے یہ امور دنیا میں سے ہے مصلحت میں نے بتا دی، اور عمل میں تم کو اختیار ہے کیا کوئی مسلمان بلکہ کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ اتنے غافل تھے کہ ایسی باتیں بھی نہ جانتے تھے، اور صحابۂ کرام کو ان امور میں حضور پر فضیلت تھی، ایسا نہ کہے گا مگر پاگل۔ جب نصوص قطعیہ قرآن وحدیث سے آپ کی وسعت علم ثابت، تو حدیث کے ایسے معنی گڑھنا کہ جو امر ثابت شدہ ہے رد ہو جائے، کس دین ودیانت کا تقاضہ ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اصحاب صفہ کسے کہتے ہیں؟

الجواب:۔ اصحاب صفہ فقرائے مہاجرین تھے، جنھوں نے اپنے کو اسلامی امور کیلئے وقف کر دیا تھا، وہ حضرات صفۂ مسجد نبوی یعنی سائبان میں مقیم تھے، اون کے مکان نہ تھے، عبادت کرتے، اور علم سیکھتے اور غزوات میں جاتے تھے۔ اور وہ حضرات تمام مسلمانوں کے مہمان تھے، ہر شخص حسب حیثیت اونکی خدمت کرتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جو صدقات آتے ان پر صرف فرماتے اور ہدایا میں بھی اونھیں شریک فرماتے یہ صحابۂ کرام کی ایک مقدس جماعت تھی اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے ہمیں بھی کچھ حصہ عطا فرمائے آمین، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگر کوئی شخص "پیغمبر صاحب" کہے تو وہ کہنا کیسا ہے؟ آیا وہ خلاف ادب یا گستاخی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس لفظ میں کچھ حرج نہ تھا کہ پیغمبر اور رسول دونوں کے ایک معنی ہیں، مگر اکثر دیکھا جاتا ہے کہ عیسائی اور پادری حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح یاد کرتے ہیں۔ لہذا اوس سے احتراز چاہئے مگر اسے بے ادبی یا گستاخی نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں اگر کہیں مسلمانوں میں بھی اس طرح بولنے کا رواج وعرف ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی کی بسم اللہ کس عمر میں کس طریقہ پر کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ بسم اللہ کیلئے شرعًا کوئی عمر مقرر نہیں ہے، جب مناسب سمجھیں شروع کرادیں، اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مکتب میں بیٹھایا گیا تھا تو اونکی عمر شریف چار سال چار ماہ چار یوم کی تھی، اس وجہ سے بہت لوگ تبرکًا واتباعًا اسی عمر میں تسمیہ شروع کراتے ہیں اگر اس کا خیال کرتے ہوئے اس عمر میں شروع کرائیں جب بھی حرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ سید ضمیر الدین احمد صاحب از الہ آباد محلہ دارا گنج۔ ۲۰ جمادی الآخرہ ۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اسم اعظم کس کو کہتے ہیں، آیا کلام پاک میں ہے یا نہیں اگر ہے تو کہاں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو بتایا ہے یا نہیں کسی طریقہ پر معلوم بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ (۲) عشرہ مبشرہ کا کیا نام ہے ؟

الجواب (۱) :- اللہ تعالیٰ کا ہر نام اسم اعظم ہے۔ اور تمام ناموں میں سب سے بڑھ کر اسم ذات اللہ ہے، اس کا ورد اور اس کا تصور ہر ایک قسم کی ترقی کا ذریعہ ہے، بزرگان دین نے اسی کے ذریعہ سے سب کچھ پایا ہے۔ اس کے ذکر وفکر سے کسی منزل میں جدا نہ ہوئے۔ اس لئے مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ جو کام کریں اس کے اول میں بسم اللہ پڑھیں کہ اس نام کی برکت ہمیشہ شامل حال رہے اور جو کچھ آپ نے اسم اعظم کے فضائل سنے ہیں سب اس میں موجود ہیں کہنے کا طریقہ اور کہنے والے کی خصوصیت اپنا اثر دکھاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) :- عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے کریمہ یہ ہیں، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن وقاص سعید بن زید، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا برکاتہم، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از رائے پور سی پی مرسلہ آدم جی ولی محمد۔ ۲ر محرم ۱۳۵۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق، کہ انسان کو دنیا سے جب انتقال کرنے کے بعد جو کہ جنت میں داخل کئے جائیں گے، انھیں حور عنایت کی جائے گی یا نہیں ؟ اگر عنایت ہو گی تو کیا اس حور سے اولاد پیدا ہو گی ؟

مسئلہ (۲) انسان جب دنیا سے انتقال کرتا ہے تو بعد انتقال کے اس کی بیوی منکوحہ اس کو دستیاب ہو گی یا نہیں اور اگر اس کی عورت جنت میں دستیاب ہو۔ تو کیا بیوی کے ملنے کے بعد اولاد پیدا ہو گی یا نہیں؟

مسئلہ (۳) فرض کردم کہ اگر ایک مرد کی چار بیویاں دنیا میں ہوئی ہوں تو کیا اس کے انتقال ہونے کے بعد چاروں بیویاں ملیں گی اور اگر ملیں

توکیا ان چاروں سے اولادیں پیدا ہونگی۔ علاوہ اس کے کیا جنت میں بیویاں ملنے کے بعد دوران مجامعت میں انسان سے قطراتِ منی خارج ہونگے یا نہیں؟

مسئلہ (۴) دیگر اینکہ اگر ایک عورت کے چار مرد ہوں۔ تو ایسی صورت میں کیا وہ عورت جنت میں چاروں مردوں کو عنایت کی جائے گی، اور کیا ان چاروں سے اولاد پیدا ہوں گی۔ لیکن اگر چاروں کو دستیاب ہوئی تو کن کن صورتوں میں؟

الجواب (۱) جنت میں حور کا ملنا قطعی ویقینی ہے قرآن مجید سے ثابت ہے ارشاد فرماتا ہے۔ فیھن قصرت الطرف لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان۔ اور فرماتا ہے۔ حور مقصورات فی الخیام۔ اور احادیث اس بارے میں بکثرت وارد ہیں اور اہل جنت کے لئے قرآن مجید میں فرمایا۔ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشْتَهُونَ وہ جس چیز کی خواہش کریں گے پائیں گے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے ان یدخلک اللہ الجنۃ یکن لك فیھا ما اشتھت نفسك ولذت عینك۔ اگر خدا تجھے جنت میں داخل کرے تو جو کچھ تیرے نفس کی خواہش ہو اور جس چیز سے تیری آنکھ کو لذت ملے سب کچھ ملے گا لہذا اس کلیہ سے معلوم ہوا کہ اگر اولاد کی خواہش ہو تو وہ بھی ملے گی بلکہ ترمذی کی ایک حدیث ہے۔ المؤمن اذا اشتھی الولد فی الجنۃ کان حملہ ووضعہ وسنہ فی ساعۃ کما یشتھی۔ یعنی خواہش کرتے ہی حمل و وضع اور جوان عمر سب ایک ہی ساعت میں ہوجائیگا رہا امر کہ اس کی خواہش نہ ہو یہ اور بات ہے چنانچہ اسحٰق بن ابراہیم کہتے ہیں فی ھذا الحدیث اذا اشتھی المؤمن فی الجنۃ الولد کان فی ساعۃ ولکن لایشتھی۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۲،۳،۴) اگر وہ منکوحہ بی بی بھی جنت میں جائیگی، تو اسے ملے گی، اور اولاد کے متعلق نمبر اول میں گذرا، ایک منکوحہ ہو یا چند۔ سب کا ایک حکم ہے عورت کے اگر متعدد خاوند ہوئے کہ ایک کے مرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کیا اور دونوں جنتی ہیں، تو اس میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ شوہر اول کو ملے گی اور دوسرا یہ کہ شوہر آخر کو ملے گی اور یہ قول قوی ہے اور جنت میں عورتوں سے جماع بھی کریں گے مگر انزال نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ ایک عورت زید کے ساتھ نکاح میں لائی گئی بعد مہر قرار دینے علاوہ نان ونفقہ وایجاب وقبول کے، اور زید کی عورت سے ایک لڑکا ہے جو نابالغ ہے، کچھ عرصہ کے بعد زید کی منکوحہ انتقال کر گئی، تو انتقال کرنے کے بعد زید کی منکوحہ کے مہر کا حقدار کیا لڑکا جو حقیقی ہے وہ ہوسکتا ہے یا زید کی منکوحہ کے وارثان حقیقی؟

الجواب:۔ زید کی عورت کا لڑکا اپنی ماں کا وارث ہے مگر وہی تنہا وارث نہیں۔ بلکہ عورت کا باپ اوسکی ماں اوسکا شوہر سب ہی وارث ہیں اور جب تک کوئی خاص صورت متعین نہ کیجائے مقدارِ وراثت متعین نہیں کی جاسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از مدار پور ڈاکخانہ کشن پور ضلع سارن مرسلہ جناب شیخ اختر حسین صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولینا وارث حسن صاحب جو مولینا رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرید اور خلیفہ ہیں ان کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی نے نادانی سے بیعت کر لی ہو تو

اس کو دوسرے کسی بزرگ صحیح العقیدہ سے مرید ہونا ضروری ہے؟ یا انھیں کی بیعت کافی ہے؟

الجواب :۔ رشید احمد گنگوہی[1] نے خدا و رسول کی شان میں گستاخیاں کیں جنکی بنا پر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تکفیر کی اونکے وہ فتاوی کتاب "حسام الحرمین" میں شائع ہوچکے لہٰذا جو اوس کا مرید و خلیفہ ہو اوس سے بیعت ناجائز وحرام ہے اگر نادانی میں کرلی ہے تو کسی دوسرے بزرگ سنی صحیح العقیدہ سے بیعت کرے اور اوس سے علٰحدگی اختیار کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ از دہلی بازار بلی باران بارہ دری شیر افگن خان متصل مسجد کپتان مرسلہ جناب ضیاء الدین صاحب بہاری ۱۷ ر رجب ۵۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روضہ شریف سے موجودات میں سے کسی شئی کا معاینہ نہیں فرماتے، نہ آپ کو یہ قوت رب العزت نے عطا فرمائی، جو کسی چیز کا معاینہ آپ فرماسکیں اور نہ جناب کو علم غیب عطا فرمایا گیا، لہٰذا یہ محض حضور پر بہتان ہے۔ یہ دونوں مسئلہ جناب حق کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ایسے شخص عقیدہ رکھنے والے

---

[1] مولوی رشید احمد گنگوہی نے "براہین قاطعہ" میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زیادہ علم شیطان لعین کا بتایا ہے۔ شیطان کیلئے "وسعت علم" کو نص سے ثابت مانا ہے۔ اور حضور کیلئے ماننے کو شرک لکھا ہے۔ اپنے ایک قلمی مہری فتویٰ میں خداوند تعالٰی کیلئے جھوٹ بولنا واقع بتایا ہے۔ انھیں کفریات کی وجہ سے علمائے عرب و عجم نے مولوی رشید احمد گنگوہی پر بھی کفر و ارتداد کا فتوی دیا اور فرمایا من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ جو ایسے صریح متعین، متبین کفری عبارتوں پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم
آل مصطفٰی

کو امام بناتے ہیں شریعت کا کیا حکم ہے۔ اگر ایسے شخص کو امام تجویز کیا جائے تو اہلسنت کی نماز درست ہوگی یا نہیں ؟

الجواب :۔ زید کا یہ عقیدہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر انور میں سے کسی شئی کا معاینہ نہیں فرماتے، بالکل غلط ہے، حضور کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے دیگر اموات بھی اپنی قبور سے زائرین کو دیکھتے ہیں، اور انکی آوازوں کو سنتے ہیں اس وجہ سے بوقت زیارت قبور السلام علیکم کہنا بکثرت احادیث میں آیا ہے اور اس کا کہنا سنت قرار پایا ہے، کہ جو نہ دیکھے نہ سنے اوسکو مخاطب کر کے سلام کہنا بالکل بے معنی ہے، مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں۔ کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی وابی فلما دفن عمر معھم فواللہ مادخلتہ الا و انا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر[1] میں اپنی اوس مکان میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدفون ہیں۔ کپڑے رکھکر چلی جاتی تھی اور میں اپنے جی میں یہ کہتی تھی کہ یہاں تو میرے شوہر اور میرے والد ہی ہیں، مگر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو اب تمام کپڑے پہنکر جانے لگی، حضرت عمر سے حیا کی وجہ سے، تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر یہ حضرات باہر کی چیزیں معاینہ نہیں فرماتے تو حضرت عائشہ کو اپنا طریقہ بدلنے کی کیا ضرورت تھی ؟ اور حیا کرنے کے کیا معنی ؟ اور اس خیال کی کیا وجہ کہ یہاں تو میرے شوہر اور والد ہی ہیں۔ لہٰذا تمام کپڑے پہننے کی کیا حاجت، شیخ محقق دہلوی

[1] مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴۔ مصباحی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لمعات میں اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں۔
اوضح دلیل علی حیوٰۃ المیت وعلی انہ ینبغی احترام المیت عند زیارتہ مہما امکن لاسیما الصالحون بان یکون فی غایۃ الحیاء والتادب بظاہرہ وباطنہ فان للصالحین مدداً ظاہراً بالغاً لزوارہم بحسب ادبہم[1] اس حدیث میں اس امر پر واضح دلیل ہے کہ میت کیلئے بھی حیات ہے اور میت کا احترام بوقت زیارت جہاں تک ممکن ہو کرنا چاہیئے۔ خصوصاً صالحین کہ اون کے مزارات پر حاضری کے وقت ظاہر و باطن میں کمال حیا و ادب سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ جتنا زیادہ ادب ہو گا۔ اوتنا ہی وہ اپنے زائرین کی زیادہ مدد فرماتے ہیں۔ امام محمد بن حاج مکی مدخل میں اور امام احمد قسطلانی۔ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔ لافرق بین حیاتہ وموتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مشاہدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم وخواطرہم وذلک عندہ جلی لاخفاء بہ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات کا کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور اونکی حالتوں اور نیتوں اور ارادوں اور دل کے خیالات کو جانتے ہیں اور یہ سب حضور کے نزدیک ایسا ظاہر ہے جس میں بالکل پوشیدگی نہیں امام رحمۃ اللہ تلمیذ محقق امام ابن ہمام صاحب فتح القدیر اپنی کتاب منسک متوسط اور علامہ علی قاری مکی اوسکی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں، انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم بحضورک وقیامک وسلامک ای بل بجمیع افعالک واحوالک وارتحالک ومقامک، یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری

[1] حاشیہ مشکوٰۃ، حوالہ مذکور۔ مصباحی

حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام کو بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام کو جانتے ہیں۔ اس باب میں ائمہ وعلماء کے اقوال ذکر کئے جائیں تو ایک کتاب بن سکتی ہے، منصف کیلئے اتنا کافی ہے، یوہیں زید کا یہ عقیدہ کہ حضور کو علم غیب نہیں عطا فرمایا گیا۔ نرا افترا، وبہتان ہے آخر وہ قرآن کی کونسی آیت ہے یا کونسی حدیث صحیح ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ حضور کو غیب کا علم نہیں عطا کیا گیا۔ قرآن مجید میں بکثرت آیات ہیں جن سے ثابت کہ حضور کو غیب کا علم عطا کیا گیا ہے اون میں سے بعض یہ ہیں مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔ اے عام لوگو اللہ تعالیٰ تمکو غیب پر مطلع نہیں کرتا لیکن اس کیلئے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے، اب زید بتائے وہ کون سے رسل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے غیب پر مطلع کرنے کیلئے چن لیا ہے اور فرماتا ہے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے برگزیدہ رسول کو۔ یہاں صرف بتانا ہی نہیں ہے بلکہ مسلط کردینا فرمایا کہ وہ جسے چاہیں بتا بھی سکتے ہیں۔ چنانچہ بہت سی غیب کی باتیں حضور نے صحابہ کو بتائیں، جس نے کتب احادیث کا مطالعہ کیا ہے اوس پر وہ احادیث مخفی نہیں۔ علامات قیامت فتن کا ظہور، امام مہدی کا پیدا ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول، دجال کا خروج اور اس کا فتنہ، یاجوج ماجوج کے حالات، ملحمۂ کبریٰ، دین اسلام کا حجاز کی طرف سمٹ جانا، وغیرہا ہزاروں واقعات کی تفصیل کتب احادیث میں موجود ہے، یہ حضور نے نہیں بیان کیا تو کس نے بیان کیا، اور حضور کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا تھا، تو کیوں کر بیان کیا، یہ عقائد کہ جو سوال میں

مذکور ہیں وہابیوں کے ہیں۔ ایسے عقیدہ والوں کو نہ امام بنانا ناجائز ہے اور نہ ان کے پیچھے نماز درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ملوک پور بریلی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک فرقہ فقیروں میں ہے اور وہ اپنے آپ کو خاندان سہروردی میں مشہور کرتے ہیں۔ جب ان کے یہاں کوئی بیعت یا مرید ہوتا ہے تو اول اسکے تمام سر کے بال ڈاڑھی، بھوں، مونچھ وغیرہ کے مونڈتے ہیں اور اس کو کفنی پہنا کر اسی کے گھر سے بھیک کے طریقہ سے منگواتے ہیں اور علاوہ اس کے دو تین اور گھروں سے بھی بھیک منگواتے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ جورو کو ماں کہلواتے ہیں تو یہ طریقہ از روئے شریعت یا طریقت جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ طریقہ کون سے فقراء میں جائز ہے، اس کا حوالہ کسی ملفوظات میں اگر تحریر ہو تو تحریر میں لاکر جواب باصواب سے مشرف فرمایا جائے؟

الجواب:۔ بیعت کا یہ طریقہ ناجائز ہے ڈاڑھی مونڈانا حرام ہے، جس بیعت کی ابتداء حرام سے ہو وہ کیا کارآمد ہو سکتی ہے، اسی طرح بے حاجت بھیک مانگنے کی ممانعت آئی ہے، صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

من سأل الناس اموالهم تکثرا فانما یسأل جمرا فلیستقل او یستکثر۔ یہ طریقہ کہ ان لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔ مشائخ کرام اس سے بالکل بری ہیں جورو کو ماں کہنا حرام اور بری بات ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔ مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا (پ سورہ مجادلہ رکوع)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی عبد العظیم صاحب سلمہٗ از گریفہ ضلع چوبیس پرگنہ ۲۰ محرم ۱۳۵۵ھ
اشعۃ اللمعات باب الاعتصام بالکتاب والسنہ فصل ثالث میں حدیث غضیف بن الحارث الثمالی کے تحت میں شیخ محقق فرماتے ہیں (پس جنگ در زدن بسنت اگرچہ اندک باشد بہتر است از نو پدید کردن بدعت اگرچہ حسنہ باشد زیراکہ باتباع سنت پیدامی شود نور و بگرفتاری بدعت درمی آید ظلمت مثلاً رعایت آداب خلا و استنجا بروجہ سنت بہتر است از بنائے رباط و مدرسہ چہ سالک برعایت آداب سنت ترقی کند بمقام قرب و بترک او تنزل کند ازآں وایں مودی میگرد و بترک افضل ازاں تا بمرتبہ قساوت قلب کہ آں راین و طبع و ختم گویند میرسد نعوذ باللہ من ذلک[1]
بدعت حسنہ کے بارے میں شیخ کی یہ عبارت بالخصوص الفاظ خط کشیدہ میری سمجھ میں اس کا مطلب نہیں آتا حضور اس کی تشریح فرمادیں۔ اگر سنت پر بھی سختی کے ساتھ عامل ہو اور اس کے ساتھ بدعات حسنہ کو بھی عمل میں لاتا ہو اس کے لئے بھی یہ حکم ہوگا؟

الجواب:۔ شیخ علیہ الرحمہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر بدعت حسنہ وسنت میں مزاحمت ہو کہ بدعت کے عمل کرنے میں ایسا اشتغال ہو کہ سنت فوت ہوجائے تو یہ سبب ظلمت ہے۔ اور ایسی حالت میں تقرب نورانیت اس میں ہے کہ سنت پر عمل کرے، بدعت حسنہ کو فوت کردے مثلاً تعمیر مدرسہ اگرچہ نیک کام ہے مگر اس میں مشغولی کیوجہ سے ان سنتوں کا ترک کرنا بھی درست نہیں جو پاخانہ و پیشاب کے متعلق ہیں نماز وغیرہ عبادات کی سنتوں کا فوت کرنا کیوں کر درست ہوسکتا ہے، حضرت

[1] اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۴۷ - مصباحی

شیخ کا یہ لفظ (گرفتاری) اس معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس کلام کا ہرگز یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ مدرسہ ومسافرخانہ بنوانا دل میں تاریکی پیدا کرتا ہے۔ اگرچہ ان کی وجہ سے سنت فوت نہ ہو، کیونکہ ایسا ہوتا تو پھر اس کو بدعت حسنہ کہنا غلط ہوگا۔ کیونکہ جس چیز سے دل سیاہ ہو اس کو حسنہ نہیں کہا جاسکتا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۳۵۵:۔ مرسلہ محمد امین صاحب موضع بھیرہ قصبہ ولید پور اعظم گڈھ ۱۱ رجادی الاول ۱۳۳۷ھ

معروض خدمت اینکہ مندرجہ ذیل حدیث کے متعلق منکرین علم غیب طرح طرح کے خیالات ظاہر کرتے ہیں، اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف اور ناقابل استدلال ہے، حضرت سے یہ دریافت طلب ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کن علماء نے اس کی تصحیح کی ہے صاف صاف تحریر فرمادیں۔ اشد ضرورت ہے۔ حدیث وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ماکان وما سیکون۔ دراحادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق می ریختند فعلمت ماکان وما سیکون۔؟

الجواب:۔ یہ حدیث نظر فقیر سے کتب حدیث میں نہیں گذری۔ اگر یہ حدیث ضعیف بھی ہو تو اعتراض اس وقت ہو سکتا ہے کہ مسئلہ علم غیب کا مدار اس پر ہو، جب یہ مسئلہ آیات واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو اس حدیث کا ضعیف ہونا کیا مضر ہے۔ ترمذی کی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے فتجلی لی کل شیئ وعرفت یعنی میرے لئے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لی، یہ حدیث معراج منامی کی ہے جس کی امام بخاری

وغیرہ ائمہ نے تصحیح فرمائی۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے "الدولۃ المکیہ" میں تحریر فرمایا۔ صححہ البخاری والترمذی وابن خزیمۃ والائمۃ بعدھم لہٰذا وہ حدیث اگر ضعیف بھی ہو تو اس کی تائید سے درجۂ حسن کو پہونچ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ جناب محمد محفوظ اللہ صاحب رجسٹرار قانونگو پنشنر قصبہ سورون چودھری محلہ ضلع ایٹہ۔

شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی حصہ دوم میں (غالبًا) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ مبارک نہ ہونے کی احادیث کو ضعیف وغیر معتبر لکھا ہے اس کی بابت جو تحقیق امر ہو۔ بحوالہ کتب وغیرہ ارقام فرمایا جائے تاکہ اطمینان ہو، کیونکہ آج تک عمومًا یہی سنا اور دیکھا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک نہ تھا۔؟

الجواب:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کا سایہ نہ تھا اس کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایک رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام "نفی الفئ" ہے بریلی سے منگا کر دیکھئے اگر وہ احادیث ضعیف ہوں جب بھی حرج نہیں کہ باب فضائل میں احادیث ضعیفہ بھی معتبر ہیں۔ کما ھو مصرح فی الکتب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی فیض الہدیٰ صاحب گیوال بیگہ گیا۔ ۱۹ر صفر ۱۳۵۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ ایک بزرگ صاحب طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ اپنے وصال سے قبل اپنے چند خاص مریدوں کی موجودگی میں اپنے دو صاحب زادوں کو اپنی جگہ سجادہ نشیں کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ ان دونوں کو میں نے اپنا سجادہ نشیں بنایا۔

اوران دونوں میں ہرایک اسکی اہلیت اور قابلیت وصلاحیت بھی رکھتے ہیں شخصے زید جو اسی خاندان میں مرید تھا جس کو بزرگ موصوف نے اپنے حین حیات میں اس کی گمراہی اور گستاخی کے سبب اپنے حلقہ مریدین سے خارج فرما دیا تھا۔ وہ شخص دو سجادہ نشین کے تقرر کو آئین اسلام دستور عمل سلف وخلف کے خلاف بتلاتا ہے اور دلیل یہ بیان کرتا ہے۔ "دو سجادہ واحد پر بیک وقت انتخاب اماین کا سدباب حضرات خلفائے راشدین کے زمانہ مبارکہ میں باتفاق اجماع صحابہ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین بروز وصال رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوچکا اور امت خیرالامم میں یہی عمل درآمد ہے ایسے انتخاب کو مطلق سواد اعظم یعنی اجماع صحابہ عظام نے جبکہ باطل فرمایا تو اب سوائے نادان ناتجربہ کار کے کون مخالفت سواد اعظم کی ہمت کرسکتا ہے۔

اور "سجادہ نشین کا تقرر صحیح وجائز ماننے والوں کو گمراہ، جاہل فتنہ پرداز خسرالدنیا والآخرہ کے "مصداق ومستحق لکھتا ہے"، اور جن جاہلوں نے سجادہ واحد کا اماین کا سواد اعظم کے خلاف تقرر جائز مان لیا وہ سب کے سب ملت حق کش مؤدین فتنہ پرداز گمراہ نہ تصور کئے جائیں گے ضرور ضرور ایسے فتنہ پرداز خسرالدنیا والآخرہ کے مصداق ومستحق ہیں، پس آپ حضرات علمائے کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ کیا واقعی دو سجادہ نشیں کا تقرر مطلقاً ناجائز وباطل ہے۔ آیا یہ زید کا خیال اور یہ دلیل شرعاً درست ہے یا خلاف شرع؟ اور جبکہ زید دو سجادہ نشیں کے ماننے والوں کو گمراہ جاہل فتنہ پرداز خسرالدنیا والآخرہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ تو ایسی صورت میں اس کیلئے کیا حکم ہے۔ مسئلہ مذکور پر غور فرماکر جو

حکم شرع ہو بدلائل شرعیہ فقہیہ مزین بمواہیر جواب بالصواب حتی الوسع جلد سرفراز فرمائیں؟

الجواب:- کسی شیخ کی سجادہ نشینی اور امامت کبریٰ میں زمین وآسمان کا فرق ہے شیخ کی سجادہ نشینی کا مقصد اوس کے طریقہ کی تبلیغ وارشاد وہدایت ہے، اور امامت کبریٰ کا مطلب امور مسلمین کو منظم رکھنا اور انکے مابین منازعات میں فیصلہ کرنا اور فسادات کو دفع کرنا حدود وقصاص قائم کرنا چور ڈاکو اور بدمعاشوں کو مقہور ومغلوب کرنا وغیرہ وغیرہ ہے، جب ان میں ہر ایک کا مقصد جداگانہ ہے تو ایک پر دوسرے کو قیاس کرنا غلطی ہے، اسلئے شیخ کی خلافت وجانشینی کے شرائط امیر المؤمنین میں تلاش کرنا اور امیر کے شرائط کو خلیفۂ شیخ میں ڈھونڈنا جہالت ونادانی ہے۔ اگر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں انتخاب اماموں کا سدباب ہوا تو وہ امامت کبریٰ ہے جو بیک وقت دو شخص کیلئے نہیں ہوسکتی اور واقعہ بھی یہی ہے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند اور اگر شیخ کے خلفاء میں ان اصول پر پابندی کی جائے تو اس خلافت کیلئے بھی سب سے پہلی شرط قرشیت کی ہونی چاہئے اور حدیث الأئمة من قریش سے استدلال کر کے غیر قریش میں سلاسل مشائخ کا سدباب کیا جائے۔ اگر لفظ امامت وخلافت کی وسعت کو دیکھتے ہوئے اس کے تعدد کا دروازہ بند کیا جائے تو شہر بھر میں نماز کیلئے ایک ہی امام ہونا چاہیئے، بلکہ ہندوستان بھر میں بلکہ دنیا بھر میں صرف ایک ہی سلسلہ رہنا چاہیئے اور سب کو اسی کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیئے نہ سلاسل کا تعدد ہو، نہ شیوخ کی کثرت ہو۔ پس لازم ہے کہ ایک پیر ہو اور سب اسی کے مرید ہوں، جو مقصد شیخ کی جانشینی کا ہے وہ تعدد کے منافی نہیں، نہ تعدد خلفاء ہونے میں فتنہ وفساد کا فتح باب ہے۔ لہٰذا اس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از ٹھانہ مرسلہ محمد اسماعیل ولد الفو ۲ر شعبان ۵۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ
(۱) قبر کے اندر میت کی روح سے سوال ہوتا ہے یا جسم سے، بیان فرمائیں ؟
(۲) مسلمان کی روح گھر پر آتی ہے پھر وہ مسجد میں جاتی ہے۔ ایک عالم نے لکھا ہے۔ صحیح ہے یا غلط، بیان فرمائیں ؟
(۳) عورت اپنے شوہر سے اپنے ماں باپ کے سامنے گھونگٹ نکال سکتی ہے یا نہیں، بیان فرمائیں ؟
(۴) پردے والی عورت کے پاس کون شخص جا سکتا ہے، نام بنام بتلایا جائے ؟
(۵) شب برات کے حلوا کے واسطے کیا حکم دیتے ہیں۔ جناب مولانا مولوی مظہر الدین صاحب دہلوی کا فتوٰی ہے آپ علمائے دین اس کا کیا فیصلہ دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں بیان فرمائیں ؟
(۶) پروردگار عالم نے جس وقت سجدہ کا حکم کیا کیا اس وقت سب ملائکہ اور فرشتوں نے اور روح نے سجدہ کیا۔ کسی نے اول کا کیا، کسی نے آخر کا کیا، جس روح نے اول کا کیا اور آخر کا نہ کیا، اور آخر کا کیا اول کا نہ کیا، کسی روح نے، اب یہاں اس سجدہ کی قضا نکالنے کے واسطے کونسا وقت ہے۔ جس روح نے آخری سجدہ نہ کیا تھا یہ بھی ایک عالم نے ایک کتاب میں لکھا ہے صحیح ہے یا غلط بیان فرمائیں ؟
(۷) میری نظر سے ایک اشتہار گذرا ہے اس اشتہار کے اندر ایک شعر لکھا ہوا ہے اس شعر کے رد میں یہ اشتہار شائع ہوا ہے اس کا رد قرآن وحدیث اور فقہ سے کیا جائے ؟

الجواب (۱): روح وجسم دونوں سے سوال ہوتا ہے اور دونوں پر ثواب ہے یا عذاب۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۲) بعض روحیں آجا سکتی ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۳) گھونگٹ نکال سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) عورت کے محارم یعنی جن سے اس عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو اور غیر محارم سے اس کا سارا بدن چھپنا چاہیئے۔ ضرورت کے وقت منہ اور ہاتھ کی طرف نظر جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حلوا جائز چیز ہے شب برأت کو بھی جائز ہے، دوسرے دنوں میں بھی جائز ہے جب ایک چیز جائز ہے تو کسی خاص دن ناجائز ہونے کیلئے دلیل شرعی درکار ہے۔ اپنے اٹکل سے جائز کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) اس کا ثبوت معتبر روایات سے فقیر کے سامنے نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) شعر کے رد میں وہابیوں کے فتوے اشتہار میں شائع کئے پہلا فتوی یہ بتاتا ہے کہ وہ کافر ہے اسکی بی بی نکاح سے باہر اور بعد والے فتوے بتاتے ہیں کہ گنہگار ہے۔ یہ دہلی اور دیوبند کے فتوے کفر کا حکم نہیں دیتے۔ مختار کے معنی چنے ہوئے اور پسندیدہ کے ہیں اس میں شک نہیں کہ انبیاء و اولیاء خدا کے مقبول و پسندیدہ بندے ہیں اس عقیدہ سے نہ آدمی کافر ہوتا ہے نہ مبتدع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ مولوی غلام جیلانی صاحب صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ ۱۸ر صفر ۱۳۶۰ھ

(۱) اصول الشاشی بحث ثالث کے اختتام پر تعارض ادلہ کے بیان میں فرمایا "وان کان بین السنتین یمیل الی آثار الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم"، جب دو سنت میں تعارض ہو تو آثار صحابہ کی جانب رجوع ہوگا اسکی ایک مثال تحریر فرمائی جائے؟

(۲) اصول الشاشی بحث رابع میں قیاس کی حجت پر ابتداءً اخبار سے استدلال فرمایا، پھر ایک اثر نقل فرمایا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ سئل ابن مسعود عن من تزوج امرأۃ ولم یسم لہا مہرًا وقد مات عنہا زوجہا قبل الدخول الخ۔ اس سے پہلے جس قدر اخبار نقل فرمائیں سب میں مقیس علیہ کا ذکر ہے یہ تحریر فرمایا

جائے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسئلہ کا مقیس علیہ کس چیز کو قرار دیا۔ فتح القدیر میں ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حکم بیان فرماچکے، تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ ایسا ہی حکم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ السلام نے مسماۃ بردع کے حق میں فرمایا تھا یہ سنکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیحد مسرت ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ مذکور کا حکم بطور قیاس نکالا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کا علم بعد میں ہوا لہٰذا مقیس علیہ بیان فرمایا جائے ؟

الجواب (۱):۔ "شرح معانی الآثار" میں بہت سے مواقع پر احادیث متعارضہ میں اقوال صحابہ کی طرف توجہ کی ہے، مثلاً حدیث "إن ابن عمر كان اذا سجد بدأ بوضع يديه قبل ركبتيه وكان يقول كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يصنع ذالك" وحديث ابی هريرة "اذا سجد احدكم فلا يبرك كما يبرك البعير ولكن يضع يديه ثم ركبتيه" یہ دونوں حدیثیں چاہتی ہیں کہ سجدہ میں جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھے جائیں۔ پھر گھٹنے اور حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا سجد بدأ بوضع ركبتيه قبل يديه" چاہتی ہے کہ پہلے گھٹنے رکھے جائیں۔ اب آثار صحابہ کی طرف نظر کی جاتی ہے تو اسود و علقمہ نے کہا "حفظنا عن عمر فى صلاته انه خر بعد ركوعه على ركبتيه كما يخر البعير ووضع ركبتيه قبل يديه" اسی طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کرتے تھے "ان ركبتيه كانتا تقعان على الارض قبل يديه"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بہت سی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور اسانید صحیحہ کے ساتھ مروی ہے مگر اس صورت کا مقیس علیہ

انھوں نے کس کو قرار دیا، یہ نظر فقیر میں نہیں ہے جو کچھ اس وقت ذہن ناقص میں ہے ان کان حقا فمن اللہ وان کان غیر ذلک فمنی ومن الشیطن۔ وہ یہ ہے کہ مہر مسمٰی کی صورت میں دخول یا موت سے پورا مہر واجب ہوتا ہے اور قبل دخول طلاق ہو تو نصف مسمٰی واجب ہوتا ہے، اور عدم تسمیہ کی صورت میں دخول سے پورا مہر مثل واجب ہوتا ہے پہلی صورت میں دخول و موت کا ایک ہی حکم ہے یہاں بھی ایک ہی حکم ہونا چاہئے یعنی لہا مہر مثل نسائہا لاوکس ولا شطط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ حاجی فتح محمد و محمد کامل سوداگر پارچہ بنارسی، ۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ

(۱) اگر کسی شخص کو اجازت و خلافت نہ ہو اس کا مرید کرنا اور خلافت دینا کیسا ہے؟

(۲) جو پیر مسجد میں بلا عذر نماز باجماعت نہ پڑھتا ہو اسکا مرید ہونا اور اس سے خلافت لینا کیسا ہے؟

(۳) ایسا مرید جس کے مریدین میں سے وہابیہ غیر مقلدین میں سے لڑکی نکاح میں رکھتا ہو اور وہ پیر اپنے مریدین کے نکاح قطع نہ کرتا ہو اور انھیں مریدین کے یہاں وہ پیر دعوت کھاتا ہو اور رقم نذرانہ لیتا ہو لہذا ایسے پیر طریقت اور مرید کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ (۱) جس شخص کو اجازت و خلافت نہیں ہے نہ وہ مرید کر سکتا ہے اور نہ خلافت دے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صحیح یہ ہے کہ بلا عذر شرعی ترک جماعت گناہ ہے اور جب یہ ترک جماعت اس کی عادت ہو تو اس سے نہ مرید ہونا چاہئے نہ خلافت لینی چاہئے اور اگر ترک جماعت اس لیئے کرتا ہے کہ امام قابل امامت نہیں ہے یا وہ ایسا ہے کہ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے تو اس جماعت کو ترک ہی کرنا چاہئے مگر اسے چاہئے کہ دوسری جماعت کرے جو موافق سنت ہو اگر ممکن ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر وہ لڑکی خود وہابیہ نہ ہو جب تو نکاح میں کوئی حرج ہی نہیں اور اگر پہلے وہابیہ کے عقائد پر تھی پھر تائب ہوگئی، اور تجدید نکاح کرادی جب بھی کوئی حرج نہیں اور اگر اب بھی وہ عورت وہابیہ کے عقائد پر ہے اور پیر نے مرید سے کہا اور اس نے نہیں مانا تو پیر کے ذمہ الزام نہیں مگر اپنی دعوت و نذرانہ کی خاطر اس مرید سے اختلاط رکھتا ہے اور اس سے اجتناب نہیں کرتا ضرور قابل الزام ہے اور جب وہ پیر اپنی منفعت دنیوی کو احکام شرعیہ پر ترجیح دیتا ہے تو اس کے ذریعہ سے سلسلہ کا فیض کیا ملے اور اس سے مرید ہونے کا کیا حاصل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بمبئی گول پیٹھا اسلام پورہ اسٹریٹ للو بھائی دیوی داس کی چال پہلا مالا مرسلہ اسمٰعیل ابن القو ۱۶ رجب ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں

(۱) ہم دیکھتے ہیں کتابوں کے اندر قیامت کے روز سورج سوا نیزہ پر آجائیگا نیزہ کس کو کہتے ہیں۔ بیان فرمادیں ؟

(۲) قیامت کے روز زمین و آسمان سب فنا ہو جائیں گے، اس وقت حضور کی امت کہاں کھڑی ہوگی، بیان فرمادیں ؟

(۳) وہ قبر کون سی ہے زمین کی چو طرف پھرتی ہے، اس کے اندر جو بزرگ ہیں زندہ ہیں اور یاد الٰہی کرتے ہیں بیان فرمادیں ؟

(۴) زمین و آسمان سے پہلے کیا چیز موجود تھی بیان فرمادیں ؟

(۵) لوگ کہتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خانصاحب نے چھ نبی مانے، بیان فرمادیں؟

الجواب (۱) صحیح مسلم شریف میں مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول تدنی الشمس یوم القیامۃ من

الخلق حتی تکون منھم کمقدار میل۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن آفتاب لوگوں سے قریب ہوگا یہاں تک کہ ایک میل کی مقدار پر ہوگا، میل کے معنی سرمہ کی سلائی بھی ہے اور میل مسافت بھی، حدیث میں دونوں معنی ہوسکتے ہیں اور ظاہر میل مسافت ہے، واللہ تعالٰی اعلم

(۲) قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ، جس دن زمین غیر زمین سے بدل دی جائے گی، اور آسمان غیر آسمان سے بدل دیئے جائیں گے۔ قاضی بیضاوی نے اس کی تفسیر میں تحریر فرمایا کہ تبدیل کبھی ذات میں ہوتی ہے کبھی صفات میں اور آیت میں دونوں احتمال ہیں۔ اسکے بعد فرماتے ہیں۔ وعن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ تبدل ارضا من فضۃ و سمٰوٰت من ذھب، وعن ابن مسعود وانس یحشر الناس علی ارض بیضاء لم یخطا علیھا احد خطیئۃ، وعن ابن عباس ھی تلک الارض وانما تغیر صفاتھا و یدل علیہ ما روی ابو ھریرۃ انہ علیہ السلام قال تبدل الارض غیر الارض نتبسط و تمد مد الادیم العکاظی لا تری فیھا عوجا ولا امتا۔ بالجملہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے تبدیل ذات کا قول کیا ہے اور بعض نے تبدیل صفات کا۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی۔ قالت سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن قولہ یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوٰت فاین یکون الناس یومئذ قال علی الصراط۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جس دن زمین و آسمان بدل دئے جائیں گے آدمی کہاں ہوں گے فرمایا صراط پر۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۳) کوئی نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۴) زمین و آسمان سے پہلے پانی کو پیدا کیا۔ صحیح بخاری شریف میں

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کان اللہ ولم یکن شئی قبلہ وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السموات والارض اللہ تھا اور کچھ نہ تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا پھر اس نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) یہ بالکل جھوٹ اور محض غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ محمد کامل صاحب بنارس یکم محرم الحرام ۶۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہ سنت کو بدلنا یا کسی عمل سے جبکہ سنت کا ترک یا رفع لازم آئے۔ تو وہ عمل کیسا ہے؟

الجواب:۔ سنت کو بدلنا یا ایسا عمل کرنا جس سے سنت کا ترک لازم آئے مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ محمد اسماعیل سنجان ضلع تھانہ ۱۸ ربیع الاول ۶۱ھ

(۱) جنت زمین پر ہے یا آسمان پر؟

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا نام مبارک کیا ہے؟

الجواب (۱) جنت آسمانوں کے اوپر ہے، قرآن مجید میں فرمایا کہ اسکی چوڑائی آسمان وزمین کی برابر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کا نام یُوحَانِذْ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ عبدالرحمٰن بر مکان ظہور میانجی برکت پورہ خانقاہ برکاتیہ مالیگاؤں ناسک ۲ رجادی الآخری ۱۳۶۱ھ

(۱) بہار شریعت حصہ اوّل ص۵۵ پر لکھا ہے کہ مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے۔ زید عالم ہے اور ایسا کہتا ہے کہ اس کی کیا تخصیص ہے تمامی مسائل ضروریات دین سے ہیں خواہ سنت

مستحب ہو یا واجب فرض ہو۔ کسی مسئلہ کا منکر کافر ہے زید کا ایسا کہنا ہے تو زید کا کہنا آپ کی تحقیق میں کیسا ہے صحیح ہے یا غلط ہے۔ اگر زید کا کہنا صحیح ہے تو آپکے کہنے میں اور زید کے کہنے میں کیا فرق ہے اگر ضروریات دیگر بات ہے تو اسکے پہچاننے کی کیا صورت ہے کہ ضروریات دین کیا ہے اور غیر ضروریات کیا ہے۔ زید کے بتلانے سے بہت بڑی پریشانی ہے خلاصہ تحریر فرماویں؟

الجواب:۔ مسائل میں بعض ضروریات دین سے ہیں بعض نہیں ہمسائل بہت سے اجتہادی بھی ہیں کہ ایک مجتہد اور اس کے مقلدین ان کو مانتے ہیں۔ دوسرا مجتہد اور اس کے مقلدین ان کو نہیں مانتے، سب کو ضروریات دین سے کیونکر کہا جاسکتا ہے ضروریات دین میں ائمہ و علماء کا اختلاف نہیں ہوسکتا۔ یہ وہ مسائل ہیں کہ اس کے علم میں اہل علم اور غیر برابر ہیں۔ ہر ایک کو اس کا دین سے ہونا معلوم ہے اور غیر اہل علم سے مراد یہاں کے وہ لوگ ہیں جو علماء کی صحبت پائے ہوئے ہیں زید کا تمام ہی مسائل کو ضروریات دین سے کہنا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ ۲۸ رجب ۶۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں۔

الفاظ	معانی
یاایھا الذین آمنوا	یاایھا الرسول والذین معہ
یاایھا الرسول والذین معہ	محمد رسول اللہ والذین معہ
محمد رسول اللہ والذین معہ	جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھ کے

یاایھا الذین آمنوا کی تفسیر جو کہ خداوند کریم نے فرمائی ہے ملاحظہ فرماکر تحریری جواب عنایت فرمائیگا کہ یاایھا الذین آمنوا کے معانی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے) ہیں یا نہیں۔ اگر یہی معانی ہیں تو تحریر فرمائیگا

کہ معنی درست ہیں اگر درست نہیں تو تحریر فرمائیگا کہ غلط ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ یہ بھی تحریر فرمائیگا کہ۔ یاایہا الذین آمنوا کے اندر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں ہیں؟

الجواب:۔ عرف شرع میں ایمان کے معنی ہیں اون تمام چیزوں کی تصدیق کرنا جن کا دین محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہونا بالضرور معلوم ہو، یا یوں کہا جائے کہ جمیع ضروریات دین کی تصدیق کا نام ایمان ہے قاضی بیضاوی نے تفسیر میں فرمایا۔ اما فی الشرع فالتصدیق بما علم بالضرورۃ انہ من دین محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کالتوحید والنبوۃ والبعث والجزاء لہذا یاایہا الذین امنوا سے حقیقۃً وہی مراد ہیں جو صدق دل سے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی اون تمام امور کی تصدیق فرمانے والے تھے جنکی تصدیق کا نام ایمان ہے، مگر چونکہ حضور کا رتبہ ایمان میں بھی سب سے بلند و بالا ہے۔ لہذا حضور کو نبی و رسول وغیرہ الفاظ سے یاد فرمایا گیا ہے اور یہ لفظ امت کیلئے عموماً بولا جاتا ہے مثلاً۔ آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ۔ اور۔ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَہُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِہِمْ، وغیر ذلک، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ آمدہ از صدر بازار شمیم منزل ناگپور مرسلہ مولوی حافظ مصلح الدین صاحب صدیقی خطیب جامع مسجد۔

خطبات جمعہ کے ضمیمہ جات میں کہیں کہیں خطبہ نکاح کے بعد وہ مخصوص دعا بھی ہے جو عام طور پر پڑھی اور سنی جاتی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے۔ اللّٰھم الّف بینھما کما الفت بین سلیمان و بلقیس علیہما السلام وبین یوسف و زلیخا علیہما السلام، ایک وہابی کو خط کشیدہ اسماء لکھنا کھٹ پر اعتراض ہے

وہ کہتا ہے کہ قرآن وحدیث سے یہ مناکحت ثابت نہیں اور جو یہ مشہور ہے وہ محض اسرائیلی قصے ہیں جو مفسرین نے تفاسیر میں شامل کر لئے۔ واقعہ زلیخا کے متعلق یہ کہتا ہے وہ عورت کیسے بیوی ہوسکتی ہے جو شوہر کو جیلخانہ بھیجوادے۔ اور واقعہ بلقیس کے متعلق یہ کہ وہ آئیں اور چلی گئیں نکاح نہیں ہوا۔ حضور سے اسکی تحقیق مطلوب ہے اگر حوالہ کے ساتھ ہو تو بہتر ہے؟

الجواب:۔ حضرت بلقیس وزلیخا کے ساتھ حضرت سلیمان ویوسف علیہما السلام کا نکاح اگر قرآن وحدیث میں مذکور نہیں تو ان کے انکار کی بھی کوئی وجہ نہیں۔ اسرائیلی روایات وہی رد کی جائیں گی جو قرآن وحدیث کے مخالف ہوں۔ اگر مخالف نہ ہوں تو ان کی تکذیب نہیں کیجائیگی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم۔ اور جب کہ علمائے اسلام نے بلا نکیر اس نکاح کو اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا اور قواعد اسلام کے بھی یہ روایتیں مخالف نہیں تو ان کی تکذیب بھی درست نہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے کہ حدثوا من بنی اسرائیل ولا حرج۔ حضرت زلیخا کے متعلق یہ کہنا کہ اگر وہ بیوی ہوتیں تو قید خانہ نہ بھیجواتیں جس وقت میں حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام قید خانہ تشریف لے گئے تھے اس وقت زلیخا ان کی زوجہ نہ تھیں، بلکہ عزیز مصر کی زوجہ تھیں، اور قید خانہ جانے اور بھیجوانے کے اسباب وعلل کی طرف اگر نظر کی جائے تو اس قسم کے توہمات پیدا ہونے کی بالکل گنجائش نہیں، میں کتب بینی سے مجبور ہوں ورنہ اس مسئلہ کا کافی ثبوت پیش کرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ مولوی محمد خلیل صاحب قادری صدر المدرسین مدرسہ انوار العلوم قصبہ جین پور ضلع اعظم گڈھ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ

اقدس حضرت دامت برکاتہم العالیہ۔ بعد سلام مسنون واشتیاق قدم بوسی

کے گذارش ہے کہ اس وقت ہندوستان کے مسلمان کانگریسی حکومت کے مظالم کی وجہ سے سخت پریشان ہیں۔ خاص کر سکھوں کے کافی تعداد میں آجانے اور مسلمانوں کے خلاف پروپگنڈہ کرنیکی وجہ سے فضا اور بھی خراب ہورہی ہے جین پور میں بھی ابھی تھوڑے آئے ہیں اور عظمت گڑھ کوٹھی والے سے جگہ مانگی ہے۔ سنا ہے کہ اس نے جگہ دینے کا وعدہ کیا ہے سنا جاتا ہے کہ عظمت گڑھ کوٹھی کا خادم جو جین پور کے قریب ہے وہاں پانچ سو سکھوں کا کیمپ بنایا جائیگا یہاں کے مسلمان اس بلائے ناگہانی کیوجہ سے اور بھی پریشان ہیں لہذا ایسی صورت میں مسلمان کو کیا کرنا چاہیئے کوئی بہتر راہ عمل تجویز فرمائی جائے؟

الجواب:۔ اس وقت ہندوستان کی فضا بہت مکدر نظر آتی ہے ہندؤں کی طرف سے ایسی کاروائیاں ہورہی ہیں جن سے اندازہ کیا جاتا ہے کہ وہ آئندہ کے ایک بڑے فساد کا پیش خیمہ ہیں مگر ابھی سے گھبرا کر مسلمانوں کو ہاتھ پاؤں چھوڑ دینا نہ چاہیئے صبر وضبط وتحمل سے کام لینا چاہیئے، بہت ممکن ہے کہ ہنود کی جانب سے طعن وتشنیع سنی جائے اور وہ برے بھلے الفاظ پر اتر آئیں ایسی صورت میں بھی مسلمانوں کو چاہیئے کہ صبر کریں اور کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالیں جس سے فساد کا دروازہ کھلتا ہو۔ اس پر آشوب زمانے میں عزم واستقلال کے ساتھ کام کرنا ہی مقتضائے عقل ودین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ قیامت آنے کے بعد روحیں کہاں رہیں گی، جہاں رہیں گی وہاں کیا کریں گی اور کب تک رہیں گی اور کس حالت میں رہیں گی جیسے انسان یہاں ہیں ویسے ہی بجنسہ وہاں رہیں گی۔ کیا کچھ فرق ہوگا؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ قیامت جب قائم ہوگی تو ہر روح اپنے اسی جسم میں ہوگی۔ اور جسم مع روح جنت یا دوزخ میں ہوگا۔ یعنی معاملہ قیامت ختم ہونیکے بعد

کوئی چین وراحت میں ہوگا کوئی تکلیف و عذاب میں ہوگا۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ مولوی محمد خلیل صاحب قادری از جین پور مدرسہ عربیہ انوار العلوم ضلع اعظم گڈھ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ

سفارت کے متعلق حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر بطور اجرت لیا ہے تو واپس کردے۔ پھر ادارہ اپنی طرف سے بطور انعام کچھ دے اس میں سے کار خیر میں صرف کرسکتا ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ میرے پاس زیادہ روپیہ امسال کی سفارت کا ہے اور کچھ سال گذشتہ کی سفارت کا، کچھ اس کے پہلے کا بھی ہوگا۔ اور میں سفارت چھ سال سے کررہا ہوں اور پورا روپیہ کسی سال کی سفارت کا نہیں ہے، مگر کوشش کرنے پر شاید دو سال کی سفارت کا حساب دے سکوں۔ تو اب دو سال کا حساب مکمل کرکے واپس کیا جائے یا مبہم طور پر واپس کیا جائے۔ اور بہر تقدیر بقیہ روپیہ جو اپنے مصرف میں خرچ کرچکے، اس کے لئے توبہ واستغفار کافی ہے یا یہ کہ ادارہ کا مطالبہ ہمارے ذمہ رہے گا۔ اور اس کے لئے کہیں سے قرض لیکر حیلہ کرنے کی ضرورت ہے، کثرت سوال خلاف ادب تو ضرور ہے مگر جو مسائل ہمیں نہ معلوم ہوں وہ کس سے دریافت کریں۔ لہٰذا حضور کرمنامہ سے ضرور سرفراز فرمائیں؟

الجواب :۔ دو سال کی رقم جب ادارہ کو آپ دے سکتے ہیں تو وہ واپس دے دیجئے، پھر اگر ادارہ کی جانب سے کچھ انعام ملے تو اس رقم انعام سے اگلی سالوں کا مطالبہ بھی آپ بیباق کرسکتے ہیں۔ اگر ایک مرتبہ میں نہیں تو چند بار اس طرح کرنے سے مطالبہ سے آپ پاک وصاف ہوسکتے ہیں حقوق مالیہ میں صرف توبہ واستغفار بغیر ادائے حق کافی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی محمد صدیق صاحب خیرآباد از مدرسہ عربیہ مالیگاؤں ضلع ناسک ۲۱؍ ذی الحجہ ۶۶ھ

تبادلہ آبادی شرعًا جائز ہے یا نہیں، اگر ناجائز ہے تو کیا دلیل ہے۔ اکثر لوگ یہ کہدیا کرتے ہیں کہ حضور کعبہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت فرما گئے، اور اگر مسلمان اپنی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جائیں تو کیا حرج ہے۔ مساجد و دیگر دینی باتوں کا خدا حافظ ہے؟

الجواب:۔ ہندوستان کی مختلف حالت ہے بعض ایسے مقامات ہیں جہاں دو تین گھر یا اس سے کچھ زیادہ مسلمانوں کے ہیں اور آس پاس ہزاروں سے بھی زیادہ تعداد میں ہنود ہیں، اگر وہ وہاں کے مسلمانوں کو ختم کرنا چاہیں تو بہت آسانی کیساتھ ایسا کرسکتے ہیں اس کی بکثرت مثالیں فسادات بہار و پنجاب میں ملیں گی، ایسی جگہ کے مسلمان جو اس قسم کے خطروں میں گھرے ہوئے ہیں جنکی حفاظت کا کوئی ذریعہ نہیں اور جان بچنے کی کوئی سبیل نہیں اونکو اس پرخطر زمانہ میں ضرور ترکِ وطن کرکے ایسی جگہ چلا جانا چاہیئے جو خطرہ سے خالی ہو اور جہاں یہ بات نہیں مسلمان بھی ایک بڑی تعداد میں سکونت پذیر ہیں اونکو ترکِ وطن کرنیکی کوئی حاجت نہیں، ایسی صورت میں کہ سب وہاں سے جا نہیں سکتے اگر بہت سے گئے تو باقیوں کیلئے خطرے کا دروازہ انھوں نے اور زیادہ وسیع کردیا وطن چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جانا کوئی معمولی کام نہیں خصوصًا ایسی حالت میں کہ لاکھوں کی تعداد میں وطن چھوڑ چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں چلے جارہے ہیں جہاں نہ تو رہنے کی جگہ ہے، نہ کھانے کا سامان ہے، نہ پہننے کیلئے کپڑے، نہ خانہ داری کی ضروریات۔ پھر راستہ بھی پُرخطر کہ ہزاروں کی تعداد میں گئے اور صرف سیکڑوں کی تعداد میں وہاں پہونچ سکے، باقی راستے ہی میں ختم ہوگئے اس طرح بھاگنے کا کیا نتیجہ و فائدہ۔ پھر جو لوگ واقعی ترکِ وطن پر مجبور ہوئے اور

انھوں نے ترکِ وطن کیا تو انھوں نے فتوے کے ذریعہ سے ترکِ وطن نہیں کیا جب اونکے سامنے ترکِ وطن ناگزیر ہوا مجبور ہوکر وہ دوسری جگہ چلے گئے بلا ضرورت شدیدہ ہندوستان سے چلا جانا یہاں کے باقی ماندہ مسلمانوں کو سخت خطرے میں ڈالنا ہے جس کو اخوت اسلامی ہرگز گوارا نہیں کرتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از اعظم گڈھ قصبہ مبارکپور، مرسلہ مولینا مولوی عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم محلہ پورانی بستی ۸ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ

یہاں قصابوں کی ایک پنچائتی رقم ہے جس میں ایک آنہ فی راس اور ہڈیوں کو فروخت کرکے جو رقم ہوتی ہے جمع کیجاتی ہے، اس پنچائتی رقم سے ایک مسجد بنائی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں نماز درست نہیں، اسلئے کہ ہڈی کی بیع جائز نہیں ہڈی کی بیع کا یہاں کسی کتاب میں کوئی جزئیہ نہیں ملا، البتہ ہدایہ میں ہڈی کو طاہر لکھا ہے اور کتاب "رحمۃ اللہ فی اختلاف الائمہ" میں ہر علین طاہر کی بیع کو صحیح لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ۔ بیع العین الطاھر صحیح بالاجماع۔ دونوں عبارتوں سے ہڈی کی بیع جائز معلوم ہوتی ہے۔ اس کے متعلق اگر کوئی جزئیہ ہو تو ایما فرمایا جائے، مسئلہ مذکور کا جو حکم ہو تحریر فرمائیں۔ یہاں سوائے چند درسی کتابوں کے فتاوی کی کتابیں نہیں ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ ہڈی کی بیع بلاشبہ جائز ہے۔ اور اس سے انتفاع بھی درست ہے۔ صرف خنزیر کی ہڈی کہ نجس العین ہے نہ اوسکی بیع درست ہے نہ اوس سے انتفاع حلال ہے۔ ان کے علاوہ تمام جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں اور اونکی بیع جائز ہے، اگرچہ مردار کی ہڈی ہو ہاں مردار کی وہ ہڈی جس میں گوشت یا چکنائی ابھی تک لگی ہو۔ وہ بیشک ناپاک ہے۔ قصابوں کے یہاں جو ہڈیاں ہوتی ہیں

وہ حلال جانور اور ذبیحہ کی ہوتی ہیں ان کی بیع جائز ہونے میں کیا کلام ہے اس کے جواز کیلئے جزئیہ کی کیا ضرورت، حقیقت بیع مبادلۃ المال بالمال اس میں متحقق ہے، بیوع باطلہ اور فاسدہ کی جتنی صورتیں فقہانے بتائی ہیں اون میں کسی میں داخل نہیں۔ بس یہی اس کے جواز کیلئے کافی ہے، اور اگر جزئیہ ہی کی ضرورت ہے تو سنئے درمختار میں ہے۔ وبعدہٗ ای بعد الدبغ یباع وینتفع بہ لغیر الاکل کما ینتفع بما لا تحلہ حیات منہا کعصبہا وصوفہا کما مر فی الطھارۃ۔ ردالمحتار میں ہے۔ قولہ کعصبہا وصوفہا ادخلت الکاف وعظمہا وشعرہا وریشہا ومنقارہا وظلفہا وحافرہا فان ھذہ الاشیاء طاھرۃ لا تحلہا الحیاۃ فلا یحلہا الموت ویجوز بیع عظم الفیل والانتفاع بہ فی الحمل والرکوب والمقاتلۃ منح ملخصًا۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ہڈی بھی مال متقوم ہے کہ جب شرعًا اوس سے انتفاع جائز ہے تو فقط مال ہی نہیں بلکہ متقوم بھی ہے۔ ردالمحتار میں ہے۔ المالیۃ تثبت بتمول الناس کافۃ اوبعضہم التقوم تثبت بہا وباباحۃ الانتفاع بہ شرعًا فما یباح بلا تمول لا یکون مالا کحبۃ حنطۃ وما یتمول بلا اباحۃ انتفاع لا یکون متقوما کالخمر واذا عدم الامران لم یثبت واحد منہا کالدم بحر ملخصا عن الکشف الکبیر۔ جب ہڈی مال متقوم ٹھہری تو اسکی بیع کسی طرح باطل نہیں ہوسکتی۔ درمختار میں ہے۔ وبطل بیع مال غیر متقوم ای غیر مباح الانتفاع بہ۔ جب مردار کی ہڈی مال متقوم ہوئی اور اوسکی بیع جائز ہوئی تو ذبیحہ کی ہڈی بدرجۂ اولٰی منتفع بہ ومال متقوم ہے اور اسکی بیع جائز ہے۔ خود ردالمحتار کی عبارت میں تصریح موجود ہے کہ ہاتھی کی ہڈی کی بیع بھی جائز ہے اور اس سے انتفاع بھی جائز، حالانکہ ہاتھی حرام جانور ہے۔ صاف معلوم ہوا کہ ہڈی کی بیع میں کوئی حرج نہیں یہ کہنا کہ اوس میں نماز درست نہیں محض غلط ہے

اگر بیع ناجائز بھی ہوتی جب بھی یہ کہا نہیں جا سکتا کہ اوس مسجد میں نماز درست نہیں کہ اس بیع کی ناجوازی سے سامان مسجد کی خریداری بھی جائز ہونا ضروری نہیں کہ دراہم ودنانیر عقد معاوضہ میں متعین نہیں ہوتے۔ کمافی الھندیہ وغیرھا۔ اور حرام مال پر عقد ونقد کا مجتمع ہونا عموماً بیع میں ہوتا نہیں کہ جو چیز خریدی گئی اوسے بھی حرام کہا جائے اور بالفرض ہو بھی تو مسجد عمارت کا نام نہیں بلکہ مسجد وہ بقعہ ہے۔ چاہے عمارت ہو یا نہ ہو۔ اور فرض بھی کیا جائے کہ زمین بھی اس طرح خریدی گئی کہ قبضہ کے بعد بھی مملوک نہ ہوئی۔ تو وہ زمین مسجد نہ ہوگی نہ یہ کہ اوس میں نماز درست نہ ہوگی کیا غیر مسجد میں نماز نادرست ہے؟ بالجملہ جس نے عدم جواز ونادرستی کا حکم دیا ہے محض غلط ہے وہ مسجد ہے اور اس میں نماز درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ جناب عبدالغفور صاحب سکریٹری انجمن اشاعۃ الحق بنارس، رجمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ

حضرت انبیاء علیہم السلام واولیاء عظام کا مرتبہ خانہ کعبہ سے افضل ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بلاشبہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کا مرتبہ کعبہ معظمہ سے افضل ہے بلکہ تربت اطہر جو جسم انور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متصل ہے وہ مرتبہ میں کعبہ تو کیا عرش الٰہی سے بھی افضل ہے۔ جیسا کہ شفاء قاضی عیاض علیہ الرحمہ میں مذکور ہے، ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری وغیرہ نے اس پر اجماع امت نقل فرمایا ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعبہ معظمہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ مومن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے۔ تو جب مومن کے متعلق ایسا ارشاد فرمایا تو انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام تو کہیں بہتر وبرتر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ریاست بیگانیہ مرسلہ صوفی یوسف شاہ وارثی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ احرام پہن کر اگر امام نماز پڑھائے وہ جائز ہوئی یا نہیں۔ کیونکہ آج کل غیر مقلدوں کے زیادہ حلے ہو رہے ہیں؟

الجواب :- احرام کے دو کپڑے ہیں ایک تہبند دوسری چادر ظاہر ہے کہ تہبند اور چادر سے نماز پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ثابت ہے اسی سے نماز کو ناجائز کہنے کی کوئی وجہ نہیں محرم کا سر حالت احرام میں کھلا ہوتا ہے اگر کسی غیر محرم نے احرام کی طرح کپڑے پہن کر برہنہ سر نماز پڑھائی اگر یہ ننگے سر ہونا تواضع کیلئے ہے تو مستحب اور سستی کیوجہ سے ہے تو مکروہ[1] آج کل بعض لوگ ساڑی باندھتے ہیں اور اسے احرام کہتے ہیں اور اکثر وہ ساڑیاں رنگی ہوئی ہوتی ہیں، جو بالکل زنانی وضع ہے، مرد کو زنانی وضع پہننا ممنوع ہے، حدیثوں میں اسکی ممانعت آئی[2]۔ اس طرح زنانی ساڑی باندھکر نماز پڑھانا مکروہ، اور ایسے کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[1] ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر ننگے سر نماز پڑھنے سے مقصود تحقیر نماز ہو مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان چیز نہیں جسکے لئے ٹوپی یا عمامہ پہنا جائے، تو کفر ہے۔ اگرچہ یہ مسلمان کی شان سے بعید ہے۔ درمختار میں ہے۔ وصلاتہ حاسرا أی کاشفا راسہ للتکاسل ولا باس بہ للتذلل وأما للاھانۃ بھا فکفر (ج ۱ ص ۴۷۴) اقول عوام میں ننگے سر نماز پڑھنا بہت معیوب سمجھا جاتا ہے اور نیت تذلل فعل قلب ہے، اس پر لوگ مطلع نہیں نیز شکایتیں کو موقع مل جائے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ بہ نیت تذلل بھی ننگے سر نماز نہ پڑھے، چنانچہ شرح منیہ میں فرمایا۔ فیہ اشارۃ الی أن الاولی أن لایفعلہ وان یتذلل ویخشع بقلبہ فانھما من افعال القلب۔ اقول اما تعقب الامداد بما فی التجنیس کما ذکرہ الشامی فمدفوع بما فی الحدیث اتقوا مواضع التھمۃ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہاں احرام باندھکر ننگے سر نماز پڑھنا تذلل کیلئے نہیں یہ لوگ صرف فرضی احرام کی پابندی کرتے ہیں اس لئے ان کا ننگے سر نماز پڑھنا ضرور مکروہ ہوگا اگرچہ تنزیہی ہی، فلیحرر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[2] حدیث میں ہے۔ لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال۔ رواہ البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ لعنت فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں۔ ساڑی باندھنا مطلقاً عورتوں سے مشابہت ہے۔ اگرچہ سفید ہی کیوں نہ ہو۔ رنگین ہوا ور وہ بھی ایسا رنگ جو مردوں میں رائج نہ ہو تو بدرجہ اولیٰ مشابہت ہے۔ اسے باندھکر نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ آل مصطفےٰ مصباحی

کتابُ السِّیَر

سِیَر کا بیانْ

مسئلہ:۔ مرسلہ میمن حاجی علی محمد و حاجی یعقوب از شہر بروده محلہ راجپورہ ۲۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ ضلع سندھ حیدرآباد گاؤں لوہاری میں احمد زماں نام کا ایک دجال کذاب پیری کے لباس میں فرعون زماں بن گیا ہے۔ کبھی کہتا ہے "احمد بلا میم ہوں" اور کبھی بکتا ہے "احمد رسول ہوں" اور کبھی بھونکتا ہے کہ "مہدی آخر زماں ہوں" ہزاروں میمن اس گمراہ کے معتقد ہیں اور کہتے ہیں کہ جو ہمارا دجال کہتا ہے وہ سچ ہے، جو اس کا پیرو ہے وہی ناجی ہے لوہاری کو جو میمن جاوے وہ سید اور حاجی ہو جاتا ہے، وہاں کی مٹی خاک شفا ہے اور پانی زمزم ہے جو لوہاری کے دجال نشان کے نیچے پناہ گزیں ہیں۔ اسی کو نجات اور امن و امان ہے، باقی سب کو ہلاکت اور حرمان ہے، خلاصہ یہ کہ اس ملعون کے کفریات کی کوئی حد و حساب نہیں ہے، رنگ رنگ کے کفر اس شیطان میں موجود ہیں، ہزاروں اخبار و اشتہارات میں اس دجال کے ملعون عقیدے چھپ چکے ہیں۔ مگر جو لوگ اس کافر کے مرید بن چکے ہیں، اس کی پیروی سے ہرگز باز نہیں آتے۔ تو اب گذارش یہ ہے کہ جو شخص اس دجال کا معتقد ہو اس کو

لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں، اسکی لڑکی لینا جائز ہے یا نہیں، اسکی بیمار پرسی کرنا درست ہے یا نہیں اسکے جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں، اس کے ساتھ کھانا پینا درست ہے یا نہیں اس کے ساتھ محبت کرنا درست ہے یا نہیں، اس کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کرنا درست ہے یا نہیں اس کی مدد کرنا حلال ہے یا حرام۔ اگر یہ سب باتیں سوالاتِ مذکورہ کی ناجائز اور حرام ہیں تو جو شخص یہ کہے کہ لوہاری کا دجال تو بیشک کافر ہے، مگر اس کے مرید ہمارے خویش اور بھائی بند ہیں۔ میں ان سے کبھی جدائی نہیں کرونگا یہ سب معاملات مذکورہ ان کے ساتھ کرتا رہوں گا، اس میں کوئی حرج نہیں ان کے عقیدے ان کے ساتھ، میرا عقیدہ میرے ساتھ۔ اگر شریعت میں منع ہے تو ہونے دو، علماء کہتے ہیں تو کہنے دو میں ہرگز ان سے الگ نہیں ہونگا تو از روئے شرع ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟

مسئلہ:۔ ۲، اگر اس دجال کے مریدوں میں سے کوئی توبہ کرکے ازسرِ نو مسلمان ہو جائے، مگر تجدید نکاح سے بالکل انکار کرے بلکہ یہ کہے کہ مرتد ہونے کے ساتھ عورت نکاح سے نہیں جاتی میں نے جو تجدید ایمان کی ہے یہ بہت ہے تجدید نکاح تو ہرگز نہیں کرونگا، کیونکہ اس میں میری عزت میں فرق آتا ہے، تو کیا یہ شخص اعلانیہ زانی ہے یا نہیں؟ اس کی اولاد ترکہ کی مستحق ہوگی یا نہیں اور اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس شخص نے تجدید نکاح نہیں کی اور عمداً نہیں کرتا تو تسویہ صفوف کے وقت پہلے نیت باندھنے کے زانی کو کہدے کہ تو میرے پاس سے دور ہو جا، دوسرے کسی مقتدی کے ساتھ کھڑا ہو جا۔ ورنہ میں کسی دوسرے کے پاس چلا جاؤنگا۔ تو شرعاً ایسا کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور تہدیداً و زجراً زانی سے اجتناب کرنا جمیع امور مذکورہ میں ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب (۱):۔ یہ شخص کہ مدعی رسالت ہے بلاشبہ کافر و مرتد ہے ایسا کہ جو

اس کے اقوال خبیثہ کفریہ پر مطلع ہوکر اسے پیشوا و پیر تو درکنار بلکہ جو اسے مسلمان جانے بلکہ جو اسکے کفر میں شک کرے کافر و مرتد ہے فتاوٰی بزازیہ و درمختار وغیرہما میں ایسوں کی نسبت فرمایا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر، جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ اپنے کو ان سے دور رکھو انھیں اپنے سے دور کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں گمراہ کردیں تمہیں فتنہ میں ڈالدیں۔ ان لوگوں کے ساتھ میل جول اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا شادی بیاہ سب حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کی جائے، مرجائیں تو ان کے جنازہ میں جانا حرام، ان کے جنازہ کی نماز حرام، مسلمانوں کیطرح ان کو غسل و کفن دینا یا مسلمانوں کے قبرستان میں انھیں دفن کرنا ناجائز، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تَرْكَنُوٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ[1] ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئیگی، اور فرماتا ہے وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ[2] اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ، حدیث میں فرمایا لا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم، واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم، ان کے ساتھ نہ کھاؤ، نہ ان کے ساتھ پانی پیو، اور ان کے پاس نہ بیٹھو، اور ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، اور وہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جاؤ، اور جب مرجائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ، نہ ان کی نماز پڑھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، ایسوں کو لڑکی دینا معاذ اللہ زنا کیلئے پیش کرنا ہے کہ مرتد کا نکاح کسی سے ہوسکتا ہی نہیں۔ نہ ایسی عورت سے کسی کا نکاح ہوسکتا ہے

[1] پارہ ۱۲ رکوع ۱۰ سورہ ہود۔ [2] پارہ ۷ رکوع ۱۴ سورہ انعام۔ مصباحی

جس کے ایسے عقیدے ہوں یا ایسے عقیدے والوں کے کفر میں شک کرے فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لایجوز نکاح المرتد مع احد کذا فی المبسوط۔ مرتد کا نکاح نہ مرتدہ سے ہوسکتا ہے نہ مسلمان عورت سے نہ کافرہ اصلیہ سے، یوہیں مرتدہ عورت کا نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ جب اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہوا تو محبت کا کیا ذکر اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ مَنۡ یَّتَوَلَّہُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡہُمۡ[۱] تم میں کا جو ان سے دوستی کریگا وہ بھی انھیں میں سے ہے اور ان کی مدد بھی حرام، کہ اس سے ان کو قوت پہونچیگی اور کفر کی بیخ کنی بقدر استطاعت فرض، قال تعالیٰ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ[۲] یہ امر مسلمان سے نہایت بعید ہے کہ احکام خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی برادری کے تعلقات کا خیال کرے اور حکم الٰہی سے اعراض کرے، اللہ عزوجل قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے، یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَکُمۡ وَ اِخۡوَانَکُمۡ اَوۡلِیَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡکُفۡرَ عَلَی الۡاِیۡمَانِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّہُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ[۳] اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر پسند کریں، اور تم میں جو ان سے دوستی کرے تو وہی ظالم ہیں۔ اور فرماتا ہے۔ لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ[۴] جو لوگ اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اونھیں نہ پاؤ گے کہ دوستی کریں ان سے جو اللہ ورسول کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا انکے بیٹے ہوں

[۱] پارہ ۶ رکوع ۱۲ سورہ مائدہ۔ [۲] پارہ ۶ رکوع ۵ سورہ مائدہ۔ [۳] پارہ ۱۰ رکوع ۹ سورہ توبہ۔ [۴] پارہ ۲۸ رکوع ۳ سورہ مجادلہ۔ ۱۲ مصباحی

یا بھائی یا کنبے کے لوگ، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اگر ایمان عزیز ہے تو قرآن مجید کے ان ارشادات کے سامنے اپنی قرابت و تعلقات کا اصلاً خیال نہ کریں اور بالکل ایسے لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں کہ اسی میں نجات و فلاح و نجاح و صلاح ہے اور توفیق دینے والا اللہ۔ وھو حسبی ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

الجواب (۲):۔ تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح لازم ہے کہ اس کافر کو کافر نہ جاننے سے نکاح جاتا رہا، اب کہ رجوع کی، برضائے زن دوبارہ نکاح کرے، ورنہ زنا میں دونوں مبتلا ہونگے، اور اولاد ولد الزنا ہوگی۔ درمختار میں ہے۔ مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح، اور دوبارہ نکاح کر لینے میں کوئی بے عزتی کی بات نہیں، بلکہ حقیقۃ بے عزتی نکاح نہ کرنے میں ہے، کہ زانی مشہور ہونا کیا کم بے عزتی ہے، اور نکاح کر لینے پر کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ اسکو جو بری نگاہ سے دیکھے خود ملزم ہے اور اولاد جب ولد الزنا ہوئی تو حکم معلوم، اگر مسلمان زجراً اجتناب کریں، اور اس طریق سے راہ پر آنیکی امید ہو تو کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ سید ضمیر الدین صاحب از کیمپ بی بی والا ضلع دہرادون ۵ ا جمادی الاخرہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کی زبان سے ایک ہندو کیساتھ یہ نکل گیا کہ ایمان سے کہو، زید کا بیان ہے کہ میں نے اس خیال سے نہیں کہا کہ وہ ایمان والا ہے اور نہ اس خیال سے کہا کہ میں اس کے ایمان پر رضامند ہوں بلکہ محض زبان سے نکل گیا، بعد کو پھر بھی فوراً خیال آیا تو توبہ کر لی، تو کیا اب زید کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرنا ہوگا، اور ایک مرتبہ زید کی زبان سے غصے میں جائے نماز کے بارے میں جو کھال کی تھی سسری کا لفظ نکل گیا لیکن زید کہتا ہے

کہ میں نے کھال کو سمجھ کر کہا تھا۔ جائے نماز کا خیال تک نہیں تھا۔ اور بیان بالکل سچ ہے اس پر بھی حکم فرمائیے ؟

الجواب:۔ اگر غلطی سے بلا قصد کافر کی نسبت یہ لفظ اسکی زبان سے نکل گیا تو تجدید ایمان و نکاح کی حاجت نہیں، ردالمحتار میں ہے۔ ومن تکلم بہا مخطئا او مکرہا لایکفر عند الکل۔ یوں ہی اگر چمڑے کو برا لفظ کہا، جانماز کے قصد سے نہ کہا۔ تو تجدید کی حاجت نہیں مگر اس قسم کے الفاظ سے احتیاط چاہئے، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ قاضی محمد یعقوب صاحب سب انسپکٹر پولیس از اودے پور میواڑ ۲۶ ربیع الاول شریف

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کیا مجمع عام میں خاصکر محفل میلاد میں عام مجمع کے سامنے زید کی عدم موجودگی میں زید کی تضحیک کرے تو کیا بکر از روئے شرع شریف ایسا کر سکتا یا بند ہے، درانحالیکہ بکر کو زید سے دیرینہ رنجشیں بھی ہوں ؟

الجواب:۔ بکر نے غیبت کی، اگر کوئی ایسی بات کہی جو زید میں تھی اور اس سے لوگ آگاہ نہ تھے، اور اگر وہ بات زید میں نہ تھی تو بہتان کیا، کسی مسلمان پر بلا وجہ شرعی ہنسنا اسے ایذا پہنچانا ہے۔ اور ایذاء مسلم حرام، حدیث میں فرمایا من اٰذی مسلمًا فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ۔ جس نے مسلمان کو اذیت پہونچائی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، بکر پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور زید سے معافی مانگے، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ عبدالحمید خاں ساکن رہ پورہ ضلع بریلی ۲۶ شعبان ۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص بدعت کرتا مسلمان مرد عورت کو ورغلاتا، علماء کو گالی دیتا، بھیم سنگھ کالکا کی پوجا کرتا، شیخ سدو

اور میاں کے بکرے کرتا، نفل روزہ جو عورتیں رکھتیں ہیں اس میں ایک شخص جاننے والے نے کہا کہ اگر عورت اپنے مرد سے اجازت لیکر نفلی روزہ رکھے تو بہتر ہے، اس مسئلہ پر بہت اعتراض لایا اور کہا کہ یہ نئے نئے علماء کہتے ہیں اور نئی کتابیں بنالی ہیں ہم ایسی کتابوں کا حکم نہیں مانتے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے لفظ اپنی زبان سے نکالتا، اس میں شرع شریف کا کیا حکم ہے ؟

الجواب:۔ ایسا شخص جو غیر خدا کی پوجا کرتا ہے کافر ہے، اور علماء دین کو گالی دینا بھی کفر ہے۔ ایسے شخص سے میل جول سلام کلام حرام، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے بالکل قطع تعلق کریں، اگر اسی حالت میں مرجائے تو نہ غسل دیں نہ کفن دیں، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن کریں۔ بلکہ کتے کی طرح ایک گڑھے میں ڈالدیں اور مٹی پاٹ دیں۔ اور نفل روزہ کیلئے یہی حکم ہے کہ اگر شوہر موجود ہو تو عورت اس سے پوچھ کر رکھے، حدیث میں ارشاد فرمایا۔ لایحل لامرأة ان تقوم وزوجها شاهد الا باذنه ولاتاذن فی بیته الا باذنه، رواه البخاری ومسلم عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنهٗ۔ والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ ولایت حسین محلہ بہاری پور بریلی ۱۴ رمضان ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص سے اہل برادری نے کہا کہ تم اپنے ایمان سے اس زمین کا فیصلہ کردو۔ تو ہم سب کو منظور ہوگا تو اس شخص نے یہ جواب دیا کہ مجھے ایمان نہیں ہے اور کئی بار ایسا کہا ؟

الجواب:۔ جو شخص خود بلا اکراہ شرعی اقرار کرتا ہے کہ اس کا ایمان نہیں اس پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے، کہ یہ کلمۂ کفر ہے اور جب تک ایسا نہ کرے اس کے ساتھ میل جول، حقہ پانی، کھانا پینا مسلمان ترک کردیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ :- مسئولہ واحد اللہ صاحب ساکن محلہ صوفی ٹولہ شہر کہنہ بریلی، ۷ شوال ۱۳۴۱ھ

جو فتوی کہ علمائے دین نے بابت ناجائز ہونے نکاح نبی رضا کی لڑکی کے شائع فرمایا تھا۔ وہ چسپاں کردیا گیا تھا، اس کو مسمّی منظور حسین ولد نبی حسین ساکن محلہ صوفی ٹولہ نے پڑھکر کہا کہ ,, فتوی دینے والے سسرے بھی ایسے ہی ہیں ،، وغیرہ وغیرہ تو علمائے دین کی شان میں گستاخی کا لفظ سن کر تین شخص بنام کفایت اللہ اسیر اللہ و مولا بخش نے اسکو زیادہ کہنے سے روکا، لہٰذا جو شخص علمائے دین کی شان میں دشنام کے لفظ استعمال کرے اسکے بابت شرع شریف کیا فتوی صادر فرماتی ہے؟

الجواب :- عالم دین کی توہین کفر ہے اور گالی دینا تو سخت درجہ کی توہین ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے من قال العالم عویلم فھو کافر، عالم کو ملاٹا کہنا کفر ہے، نہ کہ گالی، اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اپنے فتاوی جلد اوّل ص۵۷ پر فرمایا ,, عالم دین کی توہین کو ائمہ نے کفر لکھا ہے، مجمع الانہر میں ہے، الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر،، لہٰذا اگر صورت واقعہ یہی ہے کہ اس شخص نے فتوی کو اپنی خواہش کے خلاف پاکر مفتی کو گالی دی تو تجدید اسلام کرے اور بی بی رکھتا ہو تو اسکے ساتھ تجدید نکاح کرے، ورنہ اہل محلہ اور برادری کے لوگ اس سے مقاطعہ کریں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مرسلہ عبد الحمید خاں افسر سلح خانہ ساکن شیخا والی فتح پوری دروازہ ۱۳ شوال ۱۳۴۱ھ

بخدمت مولانا حبیب اللہ صاحب

مولوی قاسم صاحب نے تحذیر الناس اپنی کتاب میں لکھا ہے ,, بالفرض بعد زمانہ نبی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا ،، عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدیم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ،، فقط یہ مضمون حسام الحرمین کا ہے علماء حرمین شریفین اور مولانا مولوی احمد رضا خان نے اس پر فتوی کفر دیا ہے، آپ

اس شخص کے بارہ میں کیا فتویٰ دیتے ہیں۔ اطمینان کے واسطے آپ کے اور فضل الرحمٰن کے دستخط چاہتا ہوں۔

الجواب :۔ حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی کہ آپ کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہوگا۔ آیات قرآنی سے ثابت ہے، اور منکر اس کا کافر ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول منافی خاتمیت نہیں ہے کیونکہ وہ متبع شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے سنت وجماعت کیلئے اتنا ہی کافی ہے

هكذا في التفسير روح البيان ۔ المجيب حبيب الله عفي عنهٗ، ما كتب استاذنا فهو صحيح لا شك فيه، محمد فضل الرحمٰن

سوال ۔ مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی نسبت سوال ہے۔ عبارت تحذیر الناس اسی غرض سے پیش کی گئی تھی۔ ہمیں عام سوال سے غرض نہیں۔ جواب اس امر کا صاف وصریح عبارت میں عنایت ہو، وہ عبارت تحذیر الناس جس کی بنا پر علمائے حرمین شریفین وعلمائے ہندوستان نے نانوتوی کی تکفیر کی، آیا وہ حق ہے یا نہیں؟ اگر حق ہے تو پھر ان کو مسلمان ماننے والا ان فتووں کی تکفیر سے کیسے بچ سکتا ہے۔ اور اگر ان علماء کی غلطی ہے تو صاف تحریر ہونا چاہیئے؟

الجواب :۔ مکرر آنکہ خاص شخص کے حق میں ہماری تحریر سے جواب ظاہر ہے، مولوی مولانا احمد رضا خاں مرحوم و علماء حرمین شریفین کا فتویٰ حق ہے، ہم بھی متفق ہیں۔ اطمینان کیلئے علماء حرمین شریفین و مولوی مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم کا فتویٰ کافی ہے۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین دربارہ ہر دو مولویان مندرجہ بالا سوالات کے جواب دئیے ہیں حق ہیں یا نہیں؟ یہ سنت وجماعت ہیں یا وہابی؟ اگر وہابی ہیں تو ان کے پیچھے ہم لوگوں کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی جدید نبی نہیں ہوسکتا، نہ شریعت جدیدہ لیکر، نہ اس شریعت کا حامل بن کر، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب جدید نبوت نہ ملے گی۔ لہٰذا قادیانی مرتد کا اپنے کو نبی ماننا اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کا حامل بتانا باطل محض وکفر وارتداد ہے، اسی وجہ سے قرآن عظیم میں وخاتم النبیین فرمایا المرسلین نہ فرمایا کہ اب منصب نبوت ختم ہوچکا کسی دوسرے کو عطا نہ ہوگا۔ ہر دو علماء جب فتویٰ حرمین شریفین کو حق بتارہے ہیں اور بالکل متفق ہیں، تو اس امر میں اب کیا تردد باقی رہ گیا۔ رہا یہ امر کہ وہابی ہیں یا نہیں، اس کی نسبت یہ دیکھ لینا چاہئے کہ ان ہر دو صاحبان میں خلاف مذہب اہلسنت تو کوئی بات نہیں پائی جاتی۔ اگر کسی امر میں شبہ دیکھیں دریافت کرلیں اہلسنت کے موافق جواب دیں تو سنی سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ نہیں اور ظاہر یہی ہے کہ وہابی نہیں کہ اگر ان میں وہابیت ہوتی تو کبرای وہابیہ کی تکفیر نہ کرتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ احمد یار خاں موضع پرتاپور چودھری ضلع بریلی۔ ۱۶؍ شوال ۱۳۴۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ہم نہیں جانتے شرع کو، ہم مسلمان بھائیوں کو کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا ؟

الجواب:۔ اگر اس قول کا یہ مقصد ہو کہ میں عالم نہیں، مسائل شرعیہ کا مجھے علم نہیں، تو بے علم شخص ایسا ہی ہے۔ لہٰذا کوئی جرم نہیں، اور اگر یہ مراد ہے کہ ہم شرع کو نہیں مانتے شریعت کا حکم کچھ بھی ہو ہمیں تسلیم نہیں ہم تو وہی کریں گے جو ہمارے دل میں ہے یا جو کرتے چلے آئے، تو یہ کلمۂ کفر ہے، اور اس قائل پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم، کہ اس نے شرع شریف کا انکار کیا، اور شریعت کی توہین کی

اور یہ بات موقع سے معلوم ہو سکتی ہے کہ اس نے کس محل پر یہ کلام کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مسئولہ

ہندو لوگوں کی اکثر بعد ختم پکوشن کے ڈول گیارس ہوتی ہے اور اس میں ڈول بنایا جاتا ہے۔ اور اس میں آدمی اور عورت کی بناؤ سنگار کر کے کھڑی کرتے ہیں اور مورت بھی بٹھلاتے ہیں۔ اور ہندو لوگ اسکی پوجا اپنے مذہب کے مطابق کرتے ہیں۔ اور اس پر ککڑی گلال وغیرہ چڑھاتے ہیں اگر کسی مسلمان بھائی نے بھی ایسا ہی کیا اور جاننے والا ہے ہندوؤں کی خوشنودی اور ہندو حکام کی خوشنودی کرنے کیلئے مسلمان بھائیوں کے چندے سے یا اپنے ذاتی پیسے سے اسکی پرستش کی یا دوسرے ہندو بھائی کے ہاتھ سے سامان وغیرہ دیکر کروائی۔ اور ککڑی اور گلال وغیرہ چڑھوائی تو ایسا کرنا اس شخص کا کہاں تک درست ہے، یا اگر یہ باتیں کسی مسلمان بھائیوں سے دریافت کی ہوں اور انھوں نے خوشی کے ساتھ رضامند ہو کر اجازت دی ہو تو ان کو کیا سزا شرعی دی جاتی ہے۔ اور خاصکر کرنے والے پر کیا سزا شرعی دی جائے اور مسلمان بھائی کو اس کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ رکھنا چاہیئے؟

مسئلہ (۲) قصبہ مہدپور میں چندہ وغیرہ سے مدرسہ اسلامیہ قائم کیا گیا ہے۔ اس میں ایک شخص حافظ ضلع مظفر نگر کا تعلیم کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔ انھوں نے بچوں کی تعلیم کیلئے کتاب بہشتی زیور جو کہ اشرف علی تھانوی کی تصنیف کردہ ہے شروع کروائی تھی۔ بعد کو معلوم ہوا کہ یہ کتاب کسی لامذہب کی ہے۔ اسکی تعلیم بند کروادی گئی۔ فی الحال ایک مولوی صاحب تشریف لائے تھے انھوں نے حافظ صاحب کا برتاؤ دیکھکر کہا کہ یہ آدمی لامذہب دیوبندی وہابی ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا چاہیئے وغیرہ باتوں پر حجت ہو کر آخر ایک شخص نے یہ کہا کہ ہم اشرف علی کی امت میں ہیں اور ہمارا حشر بھی انھیں کے ساتھ ہوگا تو ایسے شخص کے ساتھ مسلمان بھائیوں کو کیا برتاؤ رکھنا چاہیئے۔ اور مسلمانوں کو اسکو کیا سزا دینا چاہیئے؟

الجواب(۱):- جس نے غیر خدا کی پرستش کی یا کرائی یا اس پر راضی ہوا کافر ہے، الرضا بالکفر کفر۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے میل جول سلام کلام شادی بیاہ ہٹ یک لخت چھوڑ دیں وہ لوگ پھر سے مسلمان ہوں اور بی بی رکھتے ہوں تو ان سے دوبارہ نکاح کریں اگر اسلام نہ لائیں تو موت زیست کے تمام تعلقات قطع کر دیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب(۲):- کتاب بہشتی زیور جس کا نام ہے۔ اس میں اہلسنت کے خلاف بہت سی باتیں ہیں۔ اور اس کے مسائل بہت غلط ہیں۔ اس کو پڑھنا پڑھانا نہ چاہئے اسکے مصنف کو علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق یہ فرمایا کہ کافر ہے۔ بلکہ یہ لکھ دیا کہ من شك فی عذابه وکفره فقد کفر۔ جو اسکے اقوال پر مطلع ہو کر اسکے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ بیشک وہابیوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ کہ ان کی نماز ہی نہیں۔ اور یہ شخص کہ اشرفعلی کی امت بنتا اور اپنا حشر اسی کے ساتھ چاہتا ہے۔ اگر اشرفعلی کے اس قول پر جو حفظ الایمان میں ہے اشرفعلی کو کافر کہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہوا اور اس قول سے توبہ کرے تو خیر ورنہ یہ بھی کافر ہے۔ نہ مسلمان اسکے ساتھ نماز پڑھیں۔ نہ اسکے پیچھے نماز پڑھیں۔ مرے تو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں۔ نہ مسلمان کے قبرستان میں دفن کریں۔ بلکہ کسی گڑھے میں ڈال کر مٹی پاٹ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- مسئولہ حامد حسین محلہ راجان بہار پور بریلی ۷ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے، عمرو کہتا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے وہ فاسق ہے، کافر نہیں بلکہ جو شخص نماز پڑھنے سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ پھر زید نے ایک شخص کو جو نماز نہیں پڑھتا تھا کہا کہ تو کافر ہے، تب عمرو نے کہا تم مسلمان کو کافر کہتے ہو مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہوتا ہے۔ لہذا تمہارے گھر کا کھانا پینا نہ چاہیئے،

جب تک تم پھر ایمان نہ لاؤ، از روئے شرع شریف زید کافر ہوا یا نہیں؟ اس کے گھر کا کھانا پینا چاہیئے یا نہیں؟

الجواب:- بہت سے صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمۂ اعلام اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو قصداً نماز ترک کرے۔ اور بعض احادیث کا یہی ظاہر، اور اس آیۃ کریمہ سے یہی مستفاد، اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین، نماز قائم کرو اور کافروں سے نہ ہو جاؤ۔ اور دیگر صحابۂ کرام و ائمہ و تابعین فرماتے ہیں کہ جب تک فرضیت کا انکار نہ کرے یا اسے ہلکا نہ جانے کافر نہیں۔ فاسق فاجر مستحق نار و غضب جبار ہے، اور ہمارے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی مذہب ہے، اور یہی صحیح و صواب ہے لہذا اس مذہب محقق کی بنا پر اس کا قول خطا ہے مگر اسکی وجہ سے اسکی نہ تکفیر کیجائیگی نہ گمراہ کہا جائیگا۔ کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے، پھر اگر زید نے زجراً کہا تو حرج نہیں کہ مقام زجر میں ایسا کہنا ثابت اور اگر زید کا ایسا اعتقاد ہے کہ تارک صلاۃ کافر ہے تو چاہیئے کہ رجوع کرے اور قول امام اختیار کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- مسئولہ بو علی بخش۔ محلہ سلوک پور بریلی ۱۱ صفر ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حاجی ہو اور وہ لڑکا پیدا ہونے پر میاں کی کڑاہی کرے یا پوجا پاٹ کرے جیسے کہ اہل ہنود لڑکی یا لڑکا پیدا ہوتا ہے تو چھٹی بعد مینڈھ وغیرہ پوجتے ہیں۔ اسی طریقہ پر مینڈھ وغیرہ کو پوجے تو اس کے واسطے شرع شریف کیا حکم دیتی ہے؟

الجواب:- عوام جس کو میاں کی کڑاہی کہتے ہیں یہ ناجائز ہے، اور مینڈھ وغیرہ پوجنا کفر۔ حاجی ہو یا نہ ہو سب کیلئے یہی حکم ہے، اور اس نے غیر خدا کی پوجا کی ہے تو سرے سے مسلمان ہو۔ اور عورت رکھتا ہو تو اس سے پھر نکاح کرے کہ پہلا نکاح ٹوٹ گیا، اور پیشتر جو حج کر چکا ہے وہ بھی جاتا رہا بعد توبہ و اسلام اگر استطاعت ہو پھر حج کرے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ حکیم حاجی سید نعیم الدین صاحب بہاری حال مقام سانی کا جر۔ ڈاکخانہ سانی کا جر ضلع دو ھوبڑی ۱۲ ربیع صفر ۱۳۴۲ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے حقانی نائب رسول صراط مستقیم کہ جو آدمی مولوی یا دیندار مسلمانوں کو کافر کہے اور اپنے کو مسلمان، باوجودیکہ خود جاہل خلاف شرع ہے کس گناہ کا مرتکب ہوا ؟

مسئلہ (۲) ایک مولوی گیا جنازہ پڑھنے کو بااذن۔ وہاں پر کچھ بحث ہوئی زید نے مولویوں کو کہا کہ ،، مولوی لوگ تو پیسہ خیرات کے لالچ سے جنازہ پڑھنے جاتا ہے میں کیوں جایا کروں،،۔ اس کلام سے مولوی نے کہا کہ ہم لوگ جنازہ بھی نہیں پڑھیں گے خیرات بھی نہیں چاہتے ہیں۔ میں جاتا ہوں چلا آیا پھر نہیں گیا۔

دوسرا مولوی جنازہ پڑھایا یہ کہنے سے زید کو تحقیر و حقارت مولوی کی منظور تھی، آیا اس میں کون کس گناہ کا مرتکب ہوا۔ حتی کہ زید اکثر کہتا ہے کہ یہاں کون مسلمان ہے جو میں اس کے جنازہ کی نماز میں شریک ہوں، حتی کہ خود گمراہ ہے جاہل ہے یہاں اکثر پکے دیندار مسلمان لوگ ہیں۔ خود زید فاتحہ نیاز وغیرہ کا منکر ہے لامذہب کی کتابیں اکثر پڑھتا ہے اسی پر اس کا ایمان ہے ؟

الجواب (۱) مسلمان کو کافر کہنا کبیرہ شدیدہ و کلمۂ کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایما رجل قال لاخیه کافر فقد باء به احدھما، رواہ الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ درمختار میں ہے وعزر الشاتم بیا کافر وھل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم والا لا به یفتی۔ اس پر توبہ لازم، اور اگر اس میں کوئی بات کفر کی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ بظاہر دیندار و متقی بنتا ہے تو اسے کافر کہنے میں حرج نہیں۔ بلکہ اگر کسی ضروری دینی کا انکار کرتا ہے تو بیشک کافر ہے اور اسے کافر ہی کہیں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۲) معلوم ہوتا ہے زید وہابی ہے ۔ کہ یہی لوگ مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں جیسا کہ اسمٰعیل دہلوی نے تمام مسلمانوں کو مشرک کہا ۔ اور بات بات پر شرک کا حکم لگایا اور فاتحہ وغیرہ کا منکر ہونا اور لامذہبوں کی کتابیں دیکھنا علامت وہابیت ہے ۔ اگر واقع میں عقائد وہابیہ اس میں بھی ہیں تو حکم وہ ہے جو وہابیہ کے لئے علمائے حرمین شریفین نے دیا کہ یہ کافر اور ان کے اقوال پر مطلع ہو کر اُن کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ۔ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ مسئولہ جناب محمد یوسف فتح پور ڈاکخانہ سبور ضلع بھاگلپور مورخہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وہابی عقائد دیوبندیہ رکھنے اور تنقیص و توہین شان الوہیت خدا اور رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کر نیوالا مہترانی (بھنگن) سے تعلق ناجائز ہوا اور اس کو لیکر فرار ہو گیا ۔ اور عرصہ تین ماہ تک شامل رہا ونیز اس کے ہاتھ کا کھانا پکا ہوا کھایا ۔ اب شخص مذکور موصوف اپنے ملک واپس آگیا مگر اپنے مکان نہیں گیا ۔ بلکہ ایک شبانہ روز مہترانی (بھنگن) کے یہاں رہا ۔ بعدہٗ اب شخص مذکور موصوف توبہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور ایک سادات کی خدمت میں حاضر ہو کر حضار مجلس کے روبرو توبہ کرتا ہے ۔ اب یہاں پر دو سوال ہے ۔

۱ سوال اول یہ ہے کہ شخص مذکور موصوف بعد توبہ کرنے کے بھی قابل نفرت ہے یا کہ نہیں ۔ مسلمانوں کو کھانا ساتھ کھانا چاہیئے یا نہیں ؟

۲ سوال دوم یہ ہے کہ جو مسلم و مسلمہ شخص مذکور موصوف کے ساتھ جنھوں نے شخص مذکور موصوف کے ساتھ کھایا ہے ، ان کے ساتھ کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اور جو شخص یہ کہے کہ شخص مذکور موصوف کے ساتھ کھانے میں کراہت معلوم ہوتی ہے نیز جو شخص مذکور موصوف کے ہاتھ کا ذبیح کھانے سے پرہیز کرتے ہیں ان سب کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے ؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) اگر شخص مذکور اپنی وہابیت سے بھی توبہ کرکے سنی مسلمان ہوجائے تواب قابل نفرت نہ رہے گا۔ توبہ تمام معاصی کو زائل کردیتی ہے، حدیث میں فرمایا۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ۔ اور اگر عقائد وہابیہ پر قائم رہکر مسلمانوں سے ملنا چاہتا ہے تو ہرگز نہ ملایا جائے اور اس صورت میں اس کے ساتھ مواکلت ومشاربت حرام حدیث میں فرمایا۔ لا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم، واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) اگر توبہ کرنے کے بعد انھوں نے کھایا پیا ہے کچھ الزام نہیں، اور قبل توبہ کھایا پیا تو الزام ہے۔ انھیں بھی اس معصیت سے توبہ چاہیئے اور توبہ کرنے کے بعد اس کا ذبیحہ حلال ہے، اب کراہت کی کوئی وجہ نہیں، عجب کہ حلوائی کافر یا دیگر ہنود کی بے احتیاطیاں مسلمان خود دیکھتے ہیں اور ان سے چیزیں خرید خرید کر کھاتے پیتے اور ایک شخص مسلمان سے اتنی نفرت کی اس کے لئے کہ چھوئی چیز سے کراہت آتی ہے، زمانہ کی حالت دیکھتے ہوئے ہندؤں کے مظالم پر نظر کرتے ہوئے مسلم کو مسلم سے نفرت سخت مضر اسلام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ شاہ قمر الدین صاحب امام مسجد کلاں جامع مدرسہ معینیہ از پوکرن ماڑوار ریاست جودھپور۔ مورخہ ۲ ربیع الاول ۴۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کا علم زیادہ ہے وہ مؤمن ہے یا کافر؟

مسئلہ (۲) جو شخص یہ کہے کہ جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے ویسا تو ہر بچے اور ہر پاگل اور ہر جانور کو ہے اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی یا نہیں؟

مسئلہ (۳) جو شخص یہ کہے کہ ہر شخص بڑا ہو یا چھوٹا وہ خدا کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ قائل نے انبیاء علیہ السلام کی توہین کی یا نہیں، اور اس توہین میں کافر ہوا کہ یا نہیں؟

الجواب (۱) یہ شخص یقیناً قطعاً کافر، مرتد ہے، اس کے کفر میں کوئی شک نہیں، بلکہ شک کرنا بھی کفر ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۲) بیشک اس نے توہین کی اور بلاشبہ یہ کافر ہے تفصیل کے لئے حسام الحرمین دیکھی جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

الجواب (۳) یہ کلمہ کفر ہے اور تفصیلی حکم الکوکبۃ الشہابیہ میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ سید محمد حامد۔ چھاؤنی نصیرآباد۔ (راجپوتانہ) ۲ ربیع الاول ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درمیان حسب ذیل مسائل کہ اگر کوئی حنفی کسی غیر مقلد وہابی سے کسی قسم کا رشتہ قائم کرکے یا ان کو اچھا سمجھ کر ان کے ساتھ محبت رکھے یا ان کا وعظ اپنے یہاں کہلوائے یا ان کے وعظ میں شریک ہو یا انکے وعظ حنفیوں کے مساجد میں کہنے دے یا ان کے مردے کو حنفیوں کے قبرستان میں جگہ دے یا ان کے پیچھے یا ان کے ساتھ نماز پڑھے یا ان سے مصافحہ ومعانقہ کرے یا ان کو حنفیوں کی مساجد میں آنے دے عند الشرع جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ غیر مقلدین مبتدع بدمذہب ہیں علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں۔ ھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمھم اللہ تعالٰی ومن کان خارجا عن ھذہ الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار۔ جب یہ لوگ بحکم علماء بدمذہب و بدعتی ہیں تو ان کی تعظیم وتوقیر کرنا ان سے میل جول رکھنا وعظ کہلوانا ان کے پیچھے نماز پڑھنا ان کے ساتھ نماز پڑھنا ان سے میل جول رکھنا سب حرام، حدیث میں ہے، من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام۔ اور فرمایا۔ لا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ بلکہ غیر مقلدین پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم۔ کما حقق شیخنا المحقق العلام فی رسالتہ الکوکبۃ الشھابیۃ۔ اگر یہ شخص مدعی حنفیت ان عقائد وہابیت کو

اچھا جانتا ہے تو اسکا بھی وہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- مسئولہ مولوی شفاء الرحمٰن طالب علم مدرسہ منظر الاسلام بریلی محلہ سوداگران ۱۲ ربیع الاول ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید پہلے سنّی تھا اور سنّی عالم سے مرید بھی تھا، بعد کو زید غیر مقلد ہوگیا اور ارادت بھی غیر مقلد سے کرلیا۔ اب وہ پھر بفضلہ تعالیٰ سنّی ہوگیا ہے۔ آیا وہ پہلی ارادت باقی ہے یا پھر سرے سے مرید ہو تو اسی سے جس سے قبل میں تھا کہ غیر سے بھی ہو سکتا ہے جبکہ اول میں کوئی دینی خرابی بھی ہو؟ بینوا توجروا

الجواب:- جب وہ غیر مقلد ہوگیا تو بیعت فسخ ہوگئی، اب بیعت جدید کرے اگر پہلے شیخ نے اسے عقیدت ہو تو اس سے، ورنہ کسی اور سنّی عالم جامع شریعت و طریقت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- مرسلہ علی بخش صاحب قوم شیخ۔ ساکن بریلی، محلہ کانکر ٹولہ ۲ ربیع الاول ۴۲ھ

یہ کہنا کہ برادری کی راہ اور ہے شریعت کی راہ اور ہے جو ہمارے باپ دادا سے ہوتا آیا ہے وہ کریں گے، نئے ملانوں کی ایک نہیں مانیں گے کیا ہمارے باپ دادا مسلمان نہ تھے مگر ہم اب نہیں مانیں گے یہ کہنا کیسا ہے؟

الجواب:- یہ اسنے صحیح کہا کہ برادری کی اور راہ ہے اور شریعت کی اور۔ بیشک آج کل اہل برادری بہت باتیں خلاف شرع کرتے ہیں اور اگر یہ مطلب ہو کہ یہ باتیں جائز ہیں اور یہ گناہ نہیں تو باطل محض۔ اہل برادری پر لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستے کو اختیار کریں اور اس پر عمل کریں اور باپ دادا کے جو افعال خلاف شرع ہوں انھیں ہرگز نہ کریں۔ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ یہ افعال اللہ و رسول کے حکم کے خلاف ہیں ان پر اڑے رہنا مسلمان کی شان نہیں اور علمائے اہلسنت جب انھیں شرع کے احکام بتائیں تو ضرور مانیں اور عمل کریں، ہاں وہابیہ سے ضرور

اجتناب کریں اور ان سے مسائل ہرگز نہ پوچھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ حافظ کلن صاحب محلہ گندہ نالہ۔ بریلی ۲ رجمادی الاولی ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسلمان ہے لیکن اسکا طرز عمل خلاف شرع ہے بداعمال بہت زیادہ جوا وغیرہ کا ہر وقت شغل ہے اغلام اعلانیہ کرتا ہے کچھ لوگوں نے اس کو سمجھایا تو اس نے قسم کھائی کچھ صاحبان کے نزدیک معاذ اللہ کفر نیا ید۔ اگر اب میں حرام کروں تو ایسا سمجھنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ کیا۔ ایسا سخت کلمہ کہا اور پھر اعلانیہ اغلام اور حرام کیا اور برابر کرتا ہے، پس اس صورت میں شریعت مطہرہ میں ایسے شخص کیواسطے کیا حکم ہے اور جو کوئی مسلمان اس سے ملے اس کیلئے کیا حکم ہے اور جن لوگوں کے روبرو اس نے یہ کلمہ کہا اور ان لوگوں نے سنکر اس سے کچھ نہیں کہا ان لوگوں کیلئے از روئے شرع کیا حکم ہے ؟

الجواب:۔ اس شخص پر تجدید اسلام وتجدید نکاح لازم ہے اور جب تک توبہ نہ کرے مسلمان اس سے میل جول سلام کلام سب ترک کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ مولوی منور علی طالب علم مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی ۹ رجمادی الآخر ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحامیان اسلام مسئلہ ذیل میں کہ ایک مسلمان یعنی جس کو مسلمانوں نے مذہبی فرائض یعنی نماز روزہ ادا کرتے اور قرآن مقدس صحیح پڑھتے یا نیز دیگران نشانات کو جو مسلمان کیلئے ضروری ہوں پاتے ہوئے کافر سمجھنا یا کافر کا سا نام لیکر پکارنا یا اسکے اللہ تعالیٰ ومحمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یا قرآن شریف کا واسطہ دینے پر کوئی فحش بات یا کام جبراً کروانا یا خود اس کے ساتھ کرنا کیسا ہے ؟ یعنی حرام ہے یا مکروہ، کفر ہے یا فسق ؟

الجواب:۔ شرع مطہر ظاہر پر حکم فرماتی ہے جب کوئی اسلام کا اقرار کرتا ہوا اور اسکا

کوئی قول یا فعل اس اقرار کی تکذیب نہ کرتا ہو توہم اسے مسلمان ہی جانیں گے اور اسلام کے تمام احکام اس پر جاری کریں گے، دل چیر کر دیکھنے کا ہمیں حکم نہیں ایسے مسلمان کو کافر سمجھنا کفر ہے جبکہ کفر کی کوئی بات اس میں نہ ہو۔ اور کافروں کے سے نام لیکر پکارنا حرام۔ قال تعالٰی۔ لَاتَنَابَزُوْابِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ[1]۔ اور فحش کلام کرنا بھی حرام۔ قال تعالٰی۔ وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ[2]۔ اور جبر کرنا دوسرا جرم قال تعالٰی لَاتُکْرِھُوْافَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا[3] واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ ہدایت اللہ موضع بھگونتاپور۔ ضلع بریلی ۲۶ رجمادی الآخر ۴۲ھ

بعد سلام کے واضح ہو کہ باندو کے فتوی میں آپ نے تحریر کیا تھا کہ یہ عورت باندو پر جائز نہیں اور پنچوں نے اس فتوٰی کے مطابق کردیا باندو کے چچا نام ننھے نے نور محمد قاضی صاحب سے پوچھا کہ باندو کے فتوٰی میں آپ نے بھی دستخط کئے تھے نور محمد قاضی صاحب نے کہا کہ بھائی شرع کی بات تھی دستخط کیوں نہیں کرتا۔ باندو کے چچا نے کہا کہ شرع تو نہیں تھی اعضاء تناسل تھا سب نے ملکر ختنہ تو کرلیا اب سوپاری کی کور یں رہ گئی ہیں سو وہ بھی چھانٹ لو، اب شرع شریف کے اندر اس کا کیا حکم ہے اور ان کے ساتھ والوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس شخص نے فتوائے شرع و حکم شرع کی توہین کی، اس پر کفر لازم۔ یہ شخص پھر سے مسلمان ہو اور اپنی بی بی سے دوبارہ نکاح کرے جب تک توبہ کرکے تجدید نکاح نہ کرے اہل برادری اس کا حقہ وغیرہ بند کردیں اس سے میل جول سلام کلام اس کے ساتھ کھانا پینا اپنے کسی معاملہ میں اسے شریک کرنا یا اس کے معاملہ میں شریک ہونا سب ناجائز، فتاوٰی علمگیری میں ہے۔ رجل عرض علیہ خصمہ فتوے الائمۃ

---

[1] پارہ ۲۶ سورہ حجرات رکوع ۱۴ [2] پارہ ۱۴ سورہ نحل۔ [3] پارہ ۱۸ سورہ نور رکوع ۱۰۔ مصباحی

فردہا وقال چہ بارنامہ فتویٰ آوردہ قیل یکفر لانہ رد حکم الشرع وکذا لو لم یقل شیئاً لکن القی الفتویٰ علی الارض وقال این چہ شرع است کفر۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ در نجف اسٹیشن جنکشن بریلی ۲؍رجب ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اہلسنت وجماعت کو بغیر تحقیقات رافضی کہدینا اگر واقعی وہ رافضی نہیں ہے تو کہنے والے پر کیا الزام لگایا جاوے؟

الجواب:۔ اگر واقع میں سنّی ہے اس میں رفض کی کوئی بات نہیں تو کہنے والا سخت گنہگار اس پر توبہ فرض اور معافی مانگنا لازم۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ غنی رضا خانصاحب ساکن بشارت گنج ضلع بریلی ۲؍رجب ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے میں سنّی ہوں اور زید کی رشتہ داری رافضیوں میں ہے اور رافضیوں کو برا بھی نہیں جانتا ہے اور انکی موت وزیست میں شریک بھی ہوتا ہے وہابیوں سے بھی اس طرح سے ملتا ہے اور جلسہ دینی ودنیوی میں بھی شریک ہوتا ہے ایسی حالت میں زید کو سنّی جاننا چاہیئے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر واقع میں رافضیوں کو برا نہیں جانتا، یا وہابیہ کے اقوال پر مطلع ہو کر پھر بھی برا نہیں جانتا، تو زید سنّی نہیں، صرف اپنے کو سنّی کہنے سے سنّی نہیں ہوسکتا جبکہ بدمذہبوں کی بدمذہبی پر مطلع ہے اور بدمذہبی کو بدمذہبی نہ جانے، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ حشمت اللہ شکر اللہ تاجران بساطہ خانہ مرزاپور ٹون ہال ۲۲؍شوال ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مدت مدید کے ایک ایسے نو مسلم شخص کے متعلق اس کا نام ہندؤں کا۔ اس کی صورت ہندؤں کی۔ اور اس کے

بچے ہندو۔ اس کی سابق کافرہ ومشرکہ عورت ہنوز زندہ اور ہندو ہی جو اسکی زوجیت میں ہے جس سے برابر اولاد ہوتی جاتی ہے، اپنی اہلیہ اور اولاد کو بجائے مسلم بنانے کے وہ ہندو ہی بنائے رکھنا پسند کرتا ہے، حالانکہ بعض مقامی مسلم نے کہا بھی کہ اپنے بچوں کو مسلمان کر وختنہ کرادو اور چوٹی کٹادو، ہم تم سے بلا اکراہ رشتہ داری کریں گے لیکن اس پر بھی بلا عذر اپنے خاص ہندو اعزہ سے ناراض ہے کہ میری اولاد کو کیوں نہیں اپنی ہندو ذات میں شریک رکھتے اور شادی کراتے حتی کہ اب اپنی جائداد حین حیات اپنی اولاد کے نام لکھ کر اولاد کو تحریراً سابق ہندو برادری کے سپرد کردیا ہے، حد ہوگئی کہ ایک مولوی سے اس نے یہ کہا تھا کہ اب میرا جی اسلام سے گھبرا گیا ہے اور دل چاہتا ہے کہ پھر زنار پہنوں، مسلم ہونے کا مدعی ہے اور دنیاوی معاملات میں بڑا چالاک ہے مگر بالقصد مسائل شرعیہ ضروریہ سے جاہل محض ہے۔ بے تکلف ہر وقت فحش اور بدترین گالیاں بکنا اسکی طبیعت ثانیہ ہے۔

ایک مرتبہ قبلہ رخ اپنے پیر کی تصویر رکھ چھوڑا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے منع کیا تو کہا کہ ہم تو دراصل اس تصویر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اسکا کوئی خیال وعمل گو باطل ہی کیوں نہ ہو مگر اس کے خلاف عالم کو گالیاں دیتا ہے۔ کافر سے بھی بدتر کہتا ہے مسلمانوں کو بدظن کرتا ہے۔ بہتان وافترا تراشتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ چاہے کافر سے ملو جلو صاحب سلامت رکھو۔ مگر اس عالم کو سلام بلکہ اس کے سلام کا جواب تک مت دو۔ پس ایسے نومسلم شخص کے متعلق از روئے شریعت اسلامیہ ومذہب حنفیہ کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عورت اگر مشرکہ ہے تو مسلمان کی زوجیت میں نہیں رہ سکتی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ[1] شوہر کے مسلمان ہونے کے بعد قاضی عورت پر اسلام پیش کرے گا اگر اسلام سے انکار کرے نکاح جاتا رہے گا

[1] پارہ ۲۸ سورۃ ممتحنہ رکوع ۸۔ ۱۲

کنزالدقائق میں ہے۔ لواسلم احد الزوجین عرض الاسلام علی الآخر فان اسلم والا فرق بینھما۔ اور جہاں قاضی نہوں جیسے آجکل ہندوستان، یہاں عورت کو تین حیض آنے پر نکاح ٹوٹ جائیگا۔ فتاوٰی عالمگیری میں ہے۔ واذا اسلم احد الزوجین فی دار الحرب ولم یکونا من اھل الکتاب او کانا والمرأۃ ھی التی اسلمت فانہ یتوقف انقطاع النکاح بینھما علی مضی ثلث حیض دخل بھا اولم یدخل بھا کذا فی الکافی۔ یہ حکم نکاح ٹوٹنے کا ہے یعنی اگر تین حیض گذرنے کے بعد عورت بھی مسلمان ہوگئی اور اسی شوہر کے پاس رہنا چاہتی ہے تو جدید نکاح کی ضرورت ہوگی کہ اب وہ پہلا نکاح جاتا رہا، رہا عورت سے جماع کرنا تو مرد کے اسلام لاتے ہی حرام ہوگیا۔ جب تک عورت تین حیض کے اندر ہی اسلام کو قبول نہ کرے، بالجملہ اگر عورت مشرکہ ہے تو یہ وطی حرام وزنا ہے اپنی اولاد کے کفر کو پسند کرنا اور یہ چاہنا کہ ہندو ہی رہے اگر صحیح ہے تو کفر ہے۔ الرضا بالکفر کفر۔ یونہی یوں کہنا کہ میرا جی اسلام سے گھبرا گیا ہے اور زنار پہننے کی خواہش ظاہر کرنا بھی کفر ہے کہ اسلام پر کفر کو ترجیح دینا ہے، تصویر کو سجدہ کرنا حرام ہے اور بقصد عبادت ہو تو کفر ہے۔ سنی صحیح العقیدہ عالم کو گالی دینا بھی کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے۔ الاستخفاف بالعلماء والسادات کفر۔ اور اگر وہ وہابی رافضی قادیانی وغیرہ میں سے ہے تو ایسے مولویوں سے ضرور اجتناب ہی چاہیئے اور بیشک قابل تنفیر ہیں حدیث میں فرمایا۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ ضرور ایسوں کی مذہبی خرابی کا اظہار کیا جائے کہ عوام ان کے پھندے میں پڑ کر گمراہ نہ بنیں مگر فحش گوئی سے مسلم کو چاہیئے کہ اپنی زبان محفوظ رکھے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

برسو رام دھڑا کے سے اللہ میاں برسو یا اللہ میاں کھل گئے اللہ میاں برس گئے۔ یہ کلمات کیسے ہیں اور جو شخص ایسے کلمات کہے اس کو کیا کرنا چاہیئے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ خدا کو رام کہنا ہندوؤں کا مذہب ہے، وہ چونکہ اسے ہر شئے میں رما ہوا یعنی حلول کئے ہوا جانتے ہیں، اس وجہ سے اسے رام کہتے ہیں اور یہ عقیدہ کفر ہے، اور اسے رام کہنا بھی کلمۂ کفر۔ اللہ تعالیٰ کو میاں کہنا بھی ناجائز ہے کہ میاں کے ایک معنی شوہر کے ہیں اللہ عزوجل پانی برساتا ہے اور پانی برستا ہے یہ کہنا کہ اللہ میاں برسو یا اللہ میاں برس گئے کفر ہے جو ایسا کہے تو توبہ کرے تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۲:۔ از کیر کلاں ضلع بلند شہر مرسلہ منظور حسین صاحب رضا قادری ۲۱ صفر ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ زید مسجد میں قسم کھاتا ہے کہ اگر میں مرتکب زنا ہوں یا کوئی گناہ کبیرہ کروں تو کافر ہو جاؤں اگر زید پھر مرتکب زنا وافعال قبیح ہوتا ہے تو قسم کھانے کے وجہ سے وہ کافر ہوگیا یا صرف فاسق ہی رہا اس کے بعد میں وہ توبہ کرے یا باقاعدہ از سر نو مسلمان بنے؟

الجواب:۔ اگر قسم کھائی کہ فلاں کام کریگا تو کافر ہوگا پھر اس نے وہ کام کیا اس کے کفر میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک کافر ہوگا، اور بعض کے نزدیک نہیں اور بعض فرماتے ہیں اگر وہ جانتا ہے کہ اس فعل کے کرنے سے کافر ہو جائے گا تو ہو جائے گا ورنہ نہیں، صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

من حلف علی ملتہ غیر الاسلام کاذبا فھو کما قال۔ شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمہ

لمعات میں فرماتے ہیں ۔ اختلفوا فی انہ یصیر بہ کافرا اولا فقال بعضھم المراد بقولہ فھو کما قال التھدید والمبالغۃ فی الوعید کما فی قولہ من ترک الصلوۃ فقد کفر وھو المذھب عندنا وقال بعضھم یکفر لانہ اسقط حرمۃ الاسلام ورضی بالکفر،

فتاویٰ عالمگیری میں ہے ۔ لو قال ان فعل کذا فھو یھودی او نصرانی او مجوسی او بری من الاسلام او کافر او نحو ذلک فما یکون اعتقادہ کفرا فھو یمین استحسانا کذا فی البدائع حتی لو فعل ذلک الفعل یلزمہ الکفارۃ وھل یصیر کافرا اختلف المشائخ فیہ قال شمس الائمۃ السرخسی رحمہ اللہ تعالٰی والمختار للفتوی انہ ان کان عندہ انہ یکفر متی اتی بھذا الشرط ومع ھذا اتی یصیر کافر الرضاء بالکفر وکفارتہ ان یقول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وان کان عندہ انہ اذا اتی بھذا الشرط لا یصیر کافرا لا یکفر۔ بالجملہ اس کا کفر اختلافی ہے اگرچہ کفر کا حکم نہ دیں گے کہ یہی احتیاط ہے پھر بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ہوگا کہ کفر اختلافی میں یہ ضرور ہے۔

در مختار میں ہے ۔ وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح ۔ وھو تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ اشعار ذیل میں کفر لازم آتا ہے یا نہیں، کیونکہ ظاہراً صورت سے توہین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معلوم ہوتی ہے۔ اشعار مذکورہ یہ ہیں ۔

موسیٰ ہی تھے جو غش ہوئے جلوہ کو دیکھکر ÷ اپنی تو آنکھیں کھل گئیں دیدار یار سے
خود بنا کر صانع قدرت نے مجھکو یوں کہا ÷ ختم تجھپر میرے پیارے مری صنعت ہوگئی

اور اشعار مذکورہ کا مطلب کیا ہوا۔ اور شاعر پر ان اشعار کے کہنے سے کیا حکم ہے؟ آیا تکفیر کا مستحق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ شعر اول کفر ہے کہ اس میں صریح طور پر شاعر نے اپنے کو موسیٰ

علیہ السلام پر فضیلت دی ثانیاً اس نے اپنے لئے دیدار الٰہی ثابت مانا اور یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیلئے خاص ہے یہاں تک کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کیلئے اس زندگی میں نہیں۔ اور اگر یار سے مراد معشوق مجازی ہو اگرچہ سیاق کلام اس کے منافی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کیلئے جلوہ دیکھنا بتاتا ہے اور اپنے لئے دیدار یار ثابت کرتا ہے، تو یار سے وہی مراد ہوگا جس کا جلوہ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا اور غش ہوئے نہ کہ یار مجازی کہ اس میں مصرع اوّل و ثانی میں مناسبت نہیں رہتی۔ اور شاعر جو اپنے شعر میں ترقی کر رہا ہے وہ مفقود۔ پھر بھی اس موقع پر اکابر خصوصاً انبیاء خصوصاً ایک ایسے جلیل القدر نبی کا ذکر بے ادبی سے خالی نہیں، بہرحال شاعر پر تجدید ایمان تجدید بیعت وغیرہما ضروریات سے ہے۔ شعر دوم میں بظاہر کوئی خرابی معلوم نہیں ہوتی کہ محاورہ میں صنعت ختم ہونا مصنوع کا اعلیٰ مرتبہ کمال پر ہونا مراد ہے مثلاً یہ بولا کرتے ہیں کہ فلاں نے اس چیز میں اپنی کاریگری ختم کردی۔ اور ظاہر ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم افضل مخلوقات ہیں، ان سے افضل توکیا، ان کے کمالات عالیہ میں ان کا نظیر ہی محال۔ شعر کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آفرینش کے بعد سلسلۂ آفرینش بند ہوگیا، اب کوئی خدا کا بنایا ہوا نہیں، کہ حضور کے بعد اس سلسلہ کے بند ہونیکے کیا معنیٰ، بلکہ حضور ہی سے تو سلسلہ مخلوقات شروع ہوا اور سب حضور ہی کے نور کی تخلیق ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مسئولہ مولوی شفاء الرحمٰن طالب علم مدرسہ اہلسنت ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کوئی ہندو چھپکر روزہ نماز سب کچھ کرتا ہے لیکن بظاہر کلمہ تک بھی نہیں پڑھتا اس پر کیا حکم لگایا جائے گا اسلام کا یا کفر کا۔؟

الجواب:۔ جب تک اپنا اسلام ظاہر نہ کرے گا۔ اسے مسلمان نہ کہیں گے کہ موقع پایا تو اقرار باللسان شرط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از جود ھپور مارواڑ ایک مینارہ کی مسجد کے پاس مرسلہ جمال الدین کمال الدین ۳ محرم الحرام ۴۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان دو شعروں کے بارے میں وہ دو شعر یہ ہیں ؟

اب جان ہے تو تو ہے ایمان ہے تو تو ہے ؛ دل دیکھے تو ہے اپنا ایمان گما بیٹھے
اب چین کہاں کمتر اب نین رہیں گے تر ؛ یثرب کے کنھیا سے ہم آنکھ لڑا بیٹھے

یہ دو شعر حضور کی شان میں کہا ہے اور یہ شعر کہنے والا شخص کیسا ہے اور مولود شریف کے قیام کے وقت غیر مقلد حضور کو کنھیا سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور حضور سے عشق لگانے سے ایمان کیسے جاسکتا ہے اور ایسا شعر جو کہتے ہیں ان کے واسطے کیا حکم ؟ جواب جلد ارشاد فرمائیں ؟

الجواب:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کنھیا کہنا ایک فاجر و بدکار زانی سے تشبیہ دینا گستاخی ہے، شاعر کو چاہئے کہ توبہ کرے نبی صلی تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق سے ہرگز ایمان نہیں جاسکتا بلکہ حضور کی محبت کمال ایمان ہے بلکہ ایمان اسی کا نام ہے۔ اور مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا بھی ناجائز ہے، کفار اسے یثرب کہتے تھے حدیث میں یثرب کہنے سے ممانعت آئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ عبد المجید خانصاحب رضوی اسٹیشن ماسٹر گھٹپوری بدایوں ۲۲ جمادی الاولیٰ ۴۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خسر نے اپنے لڑکے کی بیوی سے نماز پڑھنے کی نصیحت کی تھی۔ اس پر اس عورت نے جواب دیا کہ تم خدا کے بھتیجے ہو اور کسی نے کریم کریم کہا تھا تو نہیں بخشا گیا اور دوسرے نے کریل کریل کہا تھا وہ بخش دیا گیا۔ ان الفاظ کے کہنے سے وہ عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور اگر نکاح کے باہر ہوگئی تو کس طریقہ سے اس کا نکاح جائز ہوگا۔ آیا بچھلا مہر معاف کروا کر اب اسکو نکاح پڑھوانا چاہئے یا پہلا مہر بھی قائم رہے گا اور عورت

حاملہ بھی ہے حاملہ ہونے کی حالت میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں ان سب باتوں کے جواب سے جلد مشرف فرمائیے گا ؟

الجواب :۔ یہ کلمہ کہ تم خدا کے بھتیجے ہو کلمہ کفر ہے کہ بھتیجا ہونا بغیر بھائی کے نہیں ہوسکتا اور بھائی ہونے کیلئے ماں باپ درکار۔ اور یہ صریح کفر مگر چونکہ سوال کے جواب میں ہے یہ بھی احتمال ہے کہ بطور انکار ہو یعنی ایسا نہیں ہے اور انکار بسا اوقات لہجہ سخت کر دینے سے یہی مفہوم ہوتا ہے اگرچہ لفظ میں انکار کا کلمہ مذکور نہ ہو اس احتمال کی بنا پر قائل کو اگرچہ کافر نہ کہیں مگر تجدید اسلام و تجدید نکاح درکار ہے، درمختار میں ہے۔ مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح۔ پہلا مہر قائم ہے نئے مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کرلیا جائے زیادہ مہر کی ضرورت نہیں، تین چار روپیہ کا مہر قرار دیکر دوسروں کے سامنے ایجاب وقبول ہوجائے کافی ہے۔ اگر عورت حاملہ ہے جب بھی اس وقت تجدید نکاح ہوسکتی ہے اس کی ضرورت نہیں کہ وضع حمل ہو۔ وہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیا ابن سعود اور اس کے متبعین نجد فی زماننا اسلام پر ہیں یا خارج از اسلام اور اس کے عقائد موافق اہلسنت وجماعت کے ہیں یا نہیں۔ اور ان کے حق میں اور نماز پنجگانہ میں یہ دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں وہ دعا یہ ہے۔ اللھم شتت شمل النجدیین الوھابیین الکافرین وھکذا الخ۔ افتونا ماجورین وزینوھا بسواھیر علماء الدین المتین ۔

الجواب :۔ ابن سعود اور اس کے متبعین خالص وہابی ہیں اور ان کے وہی

عقائد میں جو عبدالوہاب نجدی کے تھے جس کی نسبت علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار میں فرمایا۔ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذالک قتل اھل السنت وقتل علمائھم حتی کسر اللہ شوکتھم وخرب بلادھم وظفر بھم عساکر المسلمین۔ آج کل کے نجدی بھی تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں اور ان کے خون کو حلال جانتے ہیں بلکہ معاذاللہ اونھیں لونڈی اور غلام بناتے ہیں اور ان کے اموال مثل غنیمت تقسیم کرتے ہیں اونھیں کے بارے میں حدیث صحیح میں وارد ہے یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ، اونکے ہلاک ہونے کی دعا کرنی جائز ہے۔ حرمین طیبین میں اونھوں نے جو ستم ڈھائی، وہاں کے باشندگان احیاء و اموات کو جو تکلیفیں پہونچائیں، مزارات صحابہ ومسلمین کی جو توہین کیں، اہل مدینہ کو بھوکا پیاسا رکھا۔ ان کے مظالم سے کون ناواقف ہے، ایسے ظالم و سفاک دشمن اسلام و مسلمین کی تباہی و بربادی کی دعا جائز ہے کہ ان کے وجود سے دنیا خالی ہو اور ان کی نجات سے حرمین شریفین پاک ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بھوپال مدرسہ احمدیہ عربیہ مرسلہ مولوی سلطان محمد ۱۴ شعبان ۴۵ھ

ایک شخص کے اقوال و افعال حسب ذیل ہیں ان کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے؟ خدا لاشی ہے۔ بلکہ مخلوق کا ہر فرد خدا ہے۔ دنیا میں کافر کا وجود نہیں بلکہ سب مسلمان ہیں قرآن مجید میں جن لوگوں کا ذکر آیا ہے انکی عبادت جائز ہے خواہ عبادت از قسم سجدہ تعبدی ہو یا اور کسی قسم کی۔ اور وہ لوگ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں یا فرعون و ہامان و قارون و جنات و شیطان وغیرہ اور یہ شخص خود بھی اپنے مریدوں سے اپنے سامنے سجدہ کراتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ ہر شخص کو

سجدہ کرنا جائز و درست ہے۔ خواہ ہندو ہو یا مسلمان یا اور کسی مذہب کا ؟
بینوا توجروا۔

الجواب:۔ یہ شخص قطعاً کافر اس کے کفر میں اصلاً شک و شبہ نہیں بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ اسلام کا رکن اولیں اللہ عزوجل کی توحید ہے جب یہ شخص اس کے وجود سے ہی منکر اور اوسے لاشی کہتا ہے تو ایمان کہاں یوہیں مخلوق کے ہر فرد کو خدا کہنا شرک اعظم۔ ان الشرک لظلم عظیم۔ ایسے امور میں فتوے کی کیا حاجت یہ وہ باتیں ہیں جو مسلمان کا بچہ تک جانتا ہے کہ ایسا شخص ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا بلکہ زندیق و دہری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از لکھنو فرنگی محل مرسلہ مولوی لطیف الرحمٰن طالب العلم پورینوی ۴ شعبان ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولانا شاہ حفیظ الدین صاحب قدس سرہٗ پورینوی اپنے دیار میں مسلم الثبوت بزرگ تھے۔ جن کے مسلک پاک کی وضاحت کے لئے ان کا محض یہی ایک ارشاد کہ تقویۃ الایمان تخریب الایمان ہے۔ ان کے مسلک کا تقدس اور دوسرے مسلک سے امتیاز کیلئے کافی ہے۔ حضرت مولانا ممدوح قدس سرہٗ کے تلامذہ اور خلفاء سے مولوی محمد عابد جنڈی پوری مالدہی ہیں۔ یہ خلیفہ صاحب مصنف تقویۃ الایمان کو سنی حنفی سمجھتے ہیں اور ان کے مسلک کی صفائی میں ان کے اقوال کی یہ توضیح فرماتے ہیں۔ (اقوال مولوی اسماعیل جو سوالاً ان کی خدمت میں پیش کئے گئے تھے۔ اور یہ دریافت کیا گیا تھا کہ ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے ؟

(۱) واحتبائی ازلی کہ در ازل الآزال مکنون بود بر منصہ ظہور رسید و عنایت رحمانی و تربیت یزدانی بلا واسطہ احدے متکفل حال ایشاں شد۔ تا اینکہ روزے حضرت جل وعلا دست راست ایشاں را بدست قدرت خاص خود گرفتہ۔ و چیزے را از

امور قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش روے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام و چیز ہائے دیگر ہم خواہم داد۔

(۲) اگرچہ احسن و اولیٰ در تالیف ایں کتاب چناں مینمود کہ بطوریکہ در تحریر اکثر مضامین ایں کتاب بر ترجمہ انچہ از زباں ہدایت نشاں حضرت ایشاں صدور یافتہ بود اکتفار کردہ شد۔ و در تمامی مضامین ہمہ راہ بیمودہ می شد۔ لیکن از بسکہ نفس عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ بنا بر علیہ یوم فطرت حضرت ایشاں از نقوش علوم رسمیہ دادہ۔ دانشمندان کلام و تحریر و تقریر مصطفےٰ تازہ بود لہذا اسرار غامضہ و مضامین عمیقہ (الی) دشوار می نمود۔ (توضیح خلیفہ صاحب موصوف)

(۱) سوال کی عبارت قرآن پاک سورہ ص کے پانچویں رکوع کی چھوتھی آیت کی تفسیر میں جو حدیث آئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو میں نے خواب میں دیکھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ آسمان پر فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا۔ جس کے اثر سے تمام آسمان و زمین کا حال مجھ پر کھل گیا۔ اس وقت میں نے بتا دیا کہ ثواب کے لکھنے ہیں۔ اسی قیاس پر معلوم ہوتی ہے۔ تفسیر خازن صفحہ ۵۶ میں ایک حدیث اسی مضمون کی ترمذی سے لائی گئی ہے۔ کتبہ محمد عابد عفی عنہ

(۲) دونوں سوال کی عبارت سے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف تقویۃ الایمان ان اولیار کی حالت کے مانند اپنے ممدوح کی حالت کو بتاتے ہیں جو بغیر کسی ظاہری تعلیم اور بغیر کسی پیر کے ہاتھ پر ہاتھ دیئے علم لدنی اور معرفت وہبی پائے ہوں اور ایسے نسبت والے بزرگوں کو صاحب نسبت اویسی کہتے ہیں، کتبہ محمد عابد عفی عنہ

جب آپ پر تو ہب کے شبہ کرنے والے آپ کی صفائی مسلک کے لئے چند سوالات کرتے ہیں تو آپ سہارنپور کے مدرسین مدرسہ مظاہر علوم سے جواب منگا دیتے ہیں۔ (سوالات مع جوابات حسب ذیل ہیں)

(۱) وہابی کس کو کہتے ہیں۔ وہابیت اور حنفیت کے درمیان کونسی نسبت ہے حنفی وہابی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض امور غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون و جملہ حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

(۳) اصطلاح شریعت میں شرک کی کیا تعریف ہے اور کیا معنی ہے۔

(جوابات)

(۱) وہابی آجکل بدعتیوں نے اہل سنت والجماعت میں سے خاصکر حنفیوں ہی کا نام رکھ رکھا ہے اور ان میں سے بھی جو متبع شریعت ہو اس کو وہابی کہتے ہیں۔ تذلیل کے خیال سے۔ اعاذنا اللہ ولجمیع المسلمین من شرھم اس لئے ان دونوں لفظوں میں متعارف کے اعتبار سے کوئی مغایرت نہیں،

(۲) زید کا قول غلط ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے علم غیب کی نفی فرمارہے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک دوسری جگہ باری تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یعلم الغیب الا اللہ۔ چونکہ یہ اعتقاد نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ اس لئے موجب کفر ہے اس سے توبہ و تجدید اسلام و نکاح ضروری ہے۔

(۳) شرک اسکو کہتے ہیں کہ غیر اللہ تعالیٰ کو اللہ کا شریک بنایا جاوے، باری تعالیٰ کے صفات میں سے کسی صفت میں یا جملہ صفتوں میں نعوذ باللہ عنہ واللہ اعلم ضیاء احمد عفی عنہٗ۔

پھر جب خلیفہ صاحب سے دریافت کیا جاتا ہے کہ سہارنپوری جوابوں کو آپ صحیح سمجھتے ہیں یا نہیں۔ فرماتے ہیں کہ جواب کیا میرے زبان پر ہے کئی سو برس کے بعد جواب ملے گا۔

اب گذارش ہے کہ ان واقعات کے بعد خلیفہ صاحب موصوف مولانا ممدوح قدس سرہٗ کے سلسلہ پر ہیں یا نہیں اور خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر جن لوگوں نے مولانا ممدوح قدس سرہٗ کا جائز خلیفہ سمجھکر بیعت کی ہے ان لوگوں کی بیعت باقی رہی یا نہیں اس بیعت سے عنداللہ فلاح کی امید ہے یا نہیں۔ خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر جو لوگ مرید ہوگئے ہیں اب وہ کیا کریں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ یہ شخص پکا وہابی ضال ومضل ہے۔ مولانا شاہ حفیظ الدین صاحب کا مسلک مصنف تقویۃ الایمان سے بالکل الگ، وہ اسکی کتاب کو گمراہ کن قرار دیتے تھے اور یہ خلیفہ اوسکا مؤید، پھر دونوں کا ایک مسلک کیونکر قرار پاسکتا ہے جب پیر کے طریقہ کو چھوڑا، مذہب اہلسنت سے کنارہ کش ہوا وہابیہ کو اچھا جاننے لگا تو خود بھی اونھیں میں داخل ہوکر بیعت وخلافت سے دست بردار ہوا کہ یہ چیزیں ایسی نہیں کہ مذہب ترک کرنے کے بعد بھی باقی رہیں، اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا ناجائز وحرام اور جو لوگ نادانستہ بیعت کرچکے ہیں وہ اب فوراً علیحدہ ہوجائیں کہ وہ بیعت بیعت ہی نہیں، نہ اس بیعت سے کوئی فائدہ متصور۔ اونکو چاہئے کہ شاہ صاحب کا کوئی دوسرا خلیفہ مستجمع شرائط ہوتو اوسکے ہاتھ پر بیعت کریں ورنہ کسی دوسرے پیر سنی المذہب سے مرید ہوں،

عبارت صراط المستقیم کی جو توضیح کی ہے اوس نے مصنف کو گیا فائدہ بخشا اوس عبارت سے یہی ثابت تھا کہ پیر سے اللہ عزوجل کا کلام کرنا بتاتا ہے چنانچہ دوسری جگہ لکھا کہ، گاہے کلام حقیقی می شود ۔ یہ پیر کا خدا سے ہاتھ میں ہاتھ ملاکر باتیں کرنا محل اعتراض، اور یہی کفر ہے کہ یہ ملک و نبی کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ یہ اعلی مرتبہ نبوت ہے اور پیر کے نبی بنانے بلکہ خواص انبیاء میں داخل کرنے کا ادعا ہے اور یہ کفر، شفاء امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ میں ہے ۔
من اعترف بالٰہیۃ اللّٰہ تعالیٰ ووحدانیتہ ولکنہ ادعی لہ ولدا اوصاحبۃ فذلک کفر باجماع المسلمین وکذلک من ادعی مجالسۃ اللّٰہ تعالیٰ والعروج الیہ ومکالمتہ نیز فرمایا ۔ وکذلک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ ۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں زیر قولہ تعالی وقال الذین لایعلمون لولا یکلمنا اللہ ۔ فرماتے ہیں ۔ منشای این گفتگوی ایشان جہل است زیراکہ نمی فہمند کہ رتبہ ہمکلامی باخدائے عزوجل بس بلند ست ایشان ہنوز بہ پایۂ اولیں کہ ایمان است نرسیدہ اند، وآں رتبہ محض مختص است بملئکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیر ایشاں را ہرگز میسر نمی شود پس فرمایش ہمکلامی باخدا گویا فرمایش آنست کہ ما ہمہ را پیغمبران یا فرشتہا سازد ۔ شرح عقائد جلالی میں ہے ۔
المکالمۃ شفاھا منصب النبوۃ بل اعلی مراتبھا وفیہ مخالفۃ لماھو من ضروریات الدین وھو انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم النبیین علیہ افضل صلوٰۃ المصلین ۔
وہ حدیث جو توضیح میں ذکر کی اوسمیں دست قدرت کا دونوں شانوں کے درمیان رکھنا اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کا کلام کرنا مذکور ہے اس حدیث کے پیش کرنے سے کیا مطلب ہے یہی نہ کہ جس طرح اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا اسی طرح اسماعیل دہلوی کے پیر

سے بھی اور حضور کے شانوں کے درمیان دست قدرت کو رکھا اوسکے پیر کے ہاتھ کو ہاتھ میں لیا یعنی دہلوی کا پیر بھی ویسا ہی ہے، جیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے اس سے بھی کلام ہوتا تھا ہاتھ بھی ملایا جاتا تھا، اسی کو علماء نے غیر نبی کے لئے ثابت کرنا کفر بتایا پھر اس توضیح سے کیا نتیجہ نکلا، یو ہیں عبارت دوم میں مصنف صراط المستقیم اپنے پیر کے جہل کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اُمیت کیساتھ مشابہ کہتا ہے حالانکہ یہ ایک اعلیٰ کمال ہے اور اس کے معانی جو علماء نے بیان فرمائے وہ کتابوں میں مسطور ہیں امام ابوالحسن قالبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کون النبی امیا آیۃ لہ وکون ھذا امیا نقیصۃ فیہ وجہالۃ، بہرحال جب یہ خلیفہ مصنف تقویۃ الایمان اور اوس کتاب کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے تو اپنے پیر کے مسلک کے خلاف ہے باقی سہارنپوری جواب اصلاً قابل التفات نہیں، جس کو اتنی تمیز نہیں کہ وہابی اور حنفی میں کیا نسبت ہے وہابی تو نجدی بھی ہیں جو اپنے آپ کو حنبلی کہتے ہیں پھر ایک یا حنفی سے خاص کہنا غلطی ہے، سوال دوم جو عبارت کے متعلق ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو صبی و مجنون و بہائم کے علم سے تشبیہ دی، اسکا کیا حکم ہے۔ جواب میں علم غیب کی نفی کرنے لگے اور وہ آیتیں پیش کرنے لگے جن میں علم ذاتی کی غیر سے نفی ہے۔ اور قرآن مجید کی وہ آیتیں جن میں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے غیوب پر مطلع فرمانا ذکر فرمایا اون سے چشم پوشی کی، مثلاً لایظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر برگزیدہ رسول کو، اور فرماتا ہے۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ اے عام لوگو تم کو اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع نہیں فرماتا لیکن اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اس

کیلئے چن لیتا ہے اور ان کے سوا بہت سی آیتیں ہیں جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلع علی الغیب ہونا ثابت مگر وہابیہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض۔ بالجملہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یہ بیہودہ کلام لکھا اوس نے بیشک گستاخی اور توہین کی اور وہ بلاشبہ کافر اور جو اوسکا مؤید ہے وہ بھی اوسی کے حکم میں مسلمانوں پر لازم کے ایسوں سے دور رہیں ورنہ شیطان کو گمراہ کرتے دیر نہیں لگتی۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۴۳: از بریلی محلہ سوداگران مرسلہ سید قناعت علی صاحب امین جماعت رضائے مصطفیٰ ۱۲ شعبان ۱۳۳۷ھ

جو مسلمان نماز پڑھتا ہے روزہ نہیں رکھتا زکوٰۃ دیتا ہے حج نہیں کرتا ہے حج کرتا ہے زکوٰۃ نہیں دیتا روزہ رکھتا ہے نماز نہیں پڑھتا وہ مسلمان اللہ ورسول کے نزدیک مسلمان ہے یا نہیں؟

الجواب: نماز روزہ حج زکاۃ فرائض قطعیہ ہیں جو ان میں کسی آیت کی فرضیت سے انکار کرے کافر ہے اور اگر فرض جانتا ہے مگر ادا نہیں کرتا تو فاسق وفاجر ہے مگر اسلام سے خارج نہیں[۱]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱] وجہ یہ ہے کہ بلا عذر شرعی نماز نہ پڑھنا، یا روزہ نہ رکھنا گناہِ کبیرہ ہے۔ ایسا شخص فاسق گنہگار، مستحق غضب جبار و مستوجب نار ہے۔ مگر اسکی وجہ سے وہ کافر نہ ہوگا۔ کہ گناہِ کبیرہ کے ارتکاب سے مسلمان کافر نہیں ہو جاتا۔ در "متنِ عقائد" میں ہے۔ الکبیرۃ لاتخرج العبد المؤمن من الایمان ولاتدخلہ فی الکفر۔ شرح عقائد نسفی میں ہے۔ ان حقیقۃ الایمان هو التصدیق القلبی فلا یخرج المومن عن الاتصاف بہ الابمایناقیہ ومجرد الاقدام علی الکبیرۃ لغلبۃ شھوۃ أو حمیّۃ أو انفۃ اوکسل خصوصًا اذا اقترن بہ خوف العقاب ورجاء العفو والعزم علی التوبۃ لاینافیہ، نعم اذا کان بطریق الاستحلال والاستخفاف

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں وہ کہتے ہیں کہ ہنود اور نصاری کی عورتیں بطور رشتہ بلانکاح رکھنا ہمارے واسطے جائز ہے۔ آیا یہ صحیح ہے یا غلط، دونوں مسئلوں کو بدلیل شرعی صحیح بیان فرماکر ممنون فرمائیے باری تعالیٰ آپ کو اجر عظیم وثواب جزیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین؟

الجواب:- مشرکہ اگرچہ کسی مسلمان کی ملک میں ہو اس سے وطی جائز نہیں۔ عالمگیری میں ہے۔ ولایطاء المشرکۃ والمجوسیۃ بملک الیمین، اور کتابیہ اگر مملوک ہو تو اس سے وطی جائز۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ[1]۔ اور ہندوستان کے ہنود یا نصاری مملوک نہیں کہ اس کے لئے تسلط وغلبہ شرط ہے اور یہ یہاں نہیں لہٰذا ایسی عورتوں سے وطی کرنا ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اس مسئلہ میں گفتگو کررہا تھا۔ کہ گورنمنٹ کے یہاں جو شخص ایمانداری کرتا ہے۔ اور اپنے کام کو محنت سے انجام دیتا ہے۔ اس کی قدر نہیں ہوتی اور اس کے ساتھ انصاف نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں زید کے مونھ سے یہ الفاظ بھی نکل گئے کہ وہ اسکے یہاں بھی انصاف نہیں ہے" یعنی خدا کے یہاں۔ کیونکہ نیک لوگوں کو بھی زیادہ مصیبت اور تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ تو آیا زید کو تجدید نکاح وتجدید ایمان کرنا چاہیئے یا نہیں؟

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۴ کا:- کان کفراً لکونہ علامۃ للتکذیب (ص ۸۲ مطبع رشیدیہ دھلی) یعنی ایمان کی حقیقت تصدیق قلبی ہے۔ تو مومن جب تک منافی تصدیق، امر کا ارتکاب نہ کرے وہ تصدیق قلبی سے متصف رہے گا۔ محض غلبۂ شہوت یا ننگ وعار یا کاہلی کی بنا پر کبیرہ کی طرف اقدام بالخصوص جبکہ اُسے عقاب کا خوف لاحق ہو، عفو کی امید ہو، اور توبہ کا ارادہ بھی ہو تو یہ تصدیق قلبی کے منافی نہیں۔ ہاں اگر گناہ کو حلال جان کر یا ہلکا سمجھکر کرے تو یہ کفر ہے۔ لہٰذا فرائض وواجبات کا تارک یا گناہوں کا مرتکب کافر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[1] پارہ ۱۸، سورۂ مومنون رکوع ۱۔ آل مصطفیٰ مصباحی

از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ اور اس میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟
الجواب:۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1]۔ جسے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ یفعل مایشاء ویحکم مایرید لایسئل عما یفعل وھم یسئلون، مالک حقیقی جو کچھ عطا فرماتا ہے محض اپنے فضل وکرم سے بے استحقاق عطا فرماتا ہے پھر اعتراض کے کیا معنی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ[2]۔ ظلم ایک شئی قبیح وعیب ہے اور اس میں عیب کا پایا جانا محال ہے۔ لایظلم مثقال ذرۃ وماھو بظلام للعبید۔ اوسے ظالم کہنا کفر، فتاوی عالمگیری میں ہے۔ لومات انسان فقال الاخر خدای را آدمی بایست کفر کذا فی الخلاصۃ نیز اسی میں ہے۔ قال ابوحفص رحمہ اللہ تعالیٰ من نسب اللہ تعالیٰ الی الجور فقد کفر۔ کذا فی الفصول العمادیۃ؛ زید پر تجدید اسلام وتجدید نکاح لازم ہے گناہ خصوصاً کفر سے جہاں تک جلد ممکن ہو توبہ کرنا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از کلکتہ مرسلہ مولوی سید حسن صاحب ۷؍ صفر ۱۳۴۶ھ
چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ شخصے بایں شرط زنے را بزوجیت خود درآورد، کہ اگر بلا اذن شما نکاح ثانی کنم پس فی الفور بمجرد نکاح زوجہ ثانیہ مطلقہ خواہد شد۔ پس اکنوں ناکح نزد مولوی صاحبیکہ قاضی نکاح اول بودند، برای دریافت چگونگی شرط مذکور و برای ترسانیدن زوجہ و والدین زوجہ خود بحالت غیظ وغضب خطے بدیں مضمون تحریر نمود، کہ جناب مولوی صاحب قسمیہ میگویم کہ اگر شرط معلوم در مذہب اسلام مستحکم بود، پس من ہم

---

[1] پارہ ۴؍ سورۂ آل عمران رکوع ۱۰؍ [2] پارہ ۶؍ سورۂ مائدہ رکوع ۱۲؍ مصباحی

دین اسلام را ترک گفتہ نکاح دیگر خواہم نمود۔ باید دید کہ کدام کس مرا مانع شود اگرچہ خوب می فہمم کہ بسیار تکالیف مرا خواہد رسید، لیکن چونکہ بسبب ناوانستگی ام۔ ایں چنیں فریب دادہ شد لہٰذا من ہم اکنوں آں دین و شرع را ترک گفتہ معاوضہ ایں فریب بردن، میخواہم۔ جنابا برای ایں ہر سہ شخص مرا دین و زوجہ خود را ترک کردن اوفتاد۔ اگرچہ زوجہ ام را بدیں فعل قصور نیست۔ برایش نزد خدا ہر چند مجرم شوم شوم۔ اگر در میان دہ یا نزدہ روز جملہ معاملہ فیصل شود بہتر والا ہرچہ دانم کنم من خوب می دانم و می فہمم کہ ہیچ شرط کسے را مجبور کرد نمی تواند داشت او اگر کدامے مذہب بایں چنیں شرط کسے را مجبور کرد داشتن میخواہد پس من آں مذہب ترک کردہ دیگرے را اختیار کردن میدانم، پس بایں طرز تحریر کفر وطلاق واقع شود۔ یا نہ واگر طلاق وکفر واقع نہ شود بر ناکح چہ حکم شرع دادہ شود، بینوا توجروا الی یوم الحساب۔

الجواب: شخص مذکور برائے آنکہ کفر را پسند کرد، وکفر را بر اسلام ترجیح داد کافر شد۔ قال اللہ تعالٰی وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ[1]۔ در فتاوی علمگیری مذکور است من رضی بکفر نفسہ فقد کفر، نیز او خود اقرار کفر میکند وگوید کہ برائے ایں ہر سہ شخص مرا دین و زوجہ خود ترک کردن اوفتاد، واقرار کفر بدون اکراہ شرعی کفر ہست، اگرچہ در دل اعتقاد ندارد بلکہ بمجرد عزم کفر کافر می شود، وعزم کفر بکلام ایں شخص ظاہر وہویدا است، حاجت اثبات ندارد و در علمگیری میفرماید۔ اذا عزم علی الکفر ولو بعد مائۃ سنۃ یکفر فی الحال کذا فی الخلاصۃ رجل کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن بالایمان یکون کافرا ولا یکون عند اللہ مؤمنا کذا فی فتاوی قاضی خان۔ لہٰذا درصورت مذکورہ زوجہ اش از نکاح بیرون شد۔ اختیار دارد کہ بعد عدت بکسے دیگر نکاح کند۔ واللہ تعالٰی اعلم

[1] پارہ ۳ سورۂ آل عمران رکوع ۱۷

مسئلہ ازکلکتہ ذکریا اسٹریٹ ۲۲۰ مرسلہ مولوی عبدالعزیز خانصاحب

مندرجہ ذیل عقائد شریعت کے موافق ہیں، یا نہیں۔ اگر نہیں ہیں تو ایسے عقائد رکھنے والے کا ازروئے شریعت کیا حکم ہے؟

مسئلہ (۱) حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخلوق نہیں ہیں، قدیم ہیں کیونکہ اگلے نبیوں کے بھی آپ رسول ہیں؟

مسئلہ (۲) قرآن شریف صفت ہے۔ اور آپ موصوف اور صفت موصوف علیحدہ نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ ساتھ رہتی ہے؟

مسئلہ (۳) قرآن شریف آپ کا معجزہ و خُلق ہے اور آپ اس سے افضل ہیں آپ صاحب قرآن ہیں۔ اور قرآن آپ کی طرف منسوب؟

الجواب (۱) ایسے عقائد بلاشبہ کفر ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخلوق اور خدا کے بندہ ہیں آیات قطعیہ اور احادیث سے ثابت اور برہان عقلی اس پر قائم۔ قال اللہ تعالٰی اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا[1] سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ[2]۔ اگر حضور مخلوق نہ ہوں تو یا حضور کو خدا کہتا ہے اور یہ کفر ہے کہ آپ خدا نہیں بلکہ اس کے عبد ہیں یا اللہ کے سوا دوسرے واجب الوجود ہیں اور یہ شرک اور یہ کہنا پڑیگا کہ اللہ تعالٰی ہر چیز کا خالق نہیں حالانکہ وہ خالق کل شیئ ہے اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے سے یہ کیا ضروری ہے کہ آپ مخلوق نہ ہوں کہ اس کیلئے آپ کی خلقت کا سب سے پہلے ہونا ضرور ہے نہ یہ کہ مخلوق نہ ہوں بلکہ اس سے آپ کا مخلوق ہونا ثابت ہوتا ہے کہ جب آپ تمام نبیوں کے نبی ہیں اور نبی نہیں ہوتا مگر مخلوق، تو آپ مخلوق ہوئے۔ واللہ تعالٰی اعلم

---

[1] پارہ ۱ر سورۂ بقرہ رکوع ۳ر [2] پارہ ۱۵ر سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ر مصباحی

الجواب(۲):۔ قرآن کلام اللہ کا ہے، اور کلام متکلم کی صفت ہے، اور یہ ان صفات میں ہے جن کو حقیقہ ذاتیہ کہا جاتا ہے جو امہات سبعہ کے ساتھ تمام کتب عقائد میں مذکور ہیں تو جب قرآن اللہ تعالیٰ صفت ہے تو بیشک اس سے علیحدہ نہ ہوگی اسی واسطے کتب عقائد میں مذکور القرآن کلام اللہ غیر مخلوق، چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور وہ غیر مخلوق ہے لہٰذا یہ صفت بھی غیر مخلوق اگر یہ حضور کی صفت ہوتا تو بیشک مخلوق ہوتا، قرآن کے غیر مخلوق ہونے سے حضور کو غیر مخلوق کہنا عجب منطق ہے، ہاں بعض مجازاً یہ بولتے ہیں کہ آپ کی صفت قرآن ہے یعنی قرآن میں حضور کے اوصاف کا بیان ہے اگر حقیقۃً آپ کی صفت ہو تو کلام اللہ نہ ہو کہ کلام اللہ اللہ کی صفت ہے نہ کے حضور کی اگر حضور کے اوصاف بیان ہونے سے حقیقۃً حضور کی صفت ہوجاتی تو دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام بلکہ مؤمنین کے اوصاف کا بھی قرآن میں ذکر ہے تو چاہئے کہ قرآن سب کی صفت ہو اور سب غیر مخلوق، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

الجواب(۳):۔ قرآن بیشک حضور کا معجزہ ہے، اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضور کی رسالت حق ہونے پر اس سے تحدی فرمائی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کلام کو خدا کا کلام کہکر تم پر پیش فرماتے ہیں اگر تم کو اس کے کلام اللہ ہونے میں شک ہو۔ تو تم بھی اس کی سی ایک سورت بنالاؤ چنانچہ تمام جہان اس کے معارضہ سے اب تک عاجز رہا۔ اور ہمیشہ عاجز رہے گا کما قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا[1]۔ تو معلوم ہوگیا کہ یہ بیشک اللہ کا کلام ہے۔ بندہ کا کلام نہیں۔ اور حضور دعوی رسالت میں یقیناً صادق ہیں آپکی طرف منسوب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ پر نازل ہوا نہ یہ کہ معاذ اللہ قرآن آپکا کلام ہے جو ایسا کہے یقیناً کافر ہے اس نسبت سے حضور کا قرآن سے افضل

[1] پ۱ سورۃ البقرۃ رکوع ۳۔

ہونا ثابت نہیں ہوتا ورنہ جمیع رسل علیہم السلام کلام اللہ سے افضل ہونگے کہ توراۃ موسیٰ علیہ السلام کی طرف انجیل عیسیٰ علیہ السلام کی طرف زبور داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔ اور یہ سب کلام اللہ ہیں، حضور کا خُلق قرآن ہے یعنی قرآن مجید پر عمل کرنا آپ کا خلق ہے، یا حضور کے اوصاف و کمالات کا بیان قرآن ہے یا حضور کے خلق کا عظیم ہونا قرآن میں مذکور ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[1]۔ بلاشبہ حضور تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ مگر قرآن مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے ذات وصفات سے حضور کو افضل نہیں کہا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از مقام واساواڑ کاٹھیاوار مرسلہ نور محمد حاجی عبداللہ میاں پیش امام ۱۳ ذی الحجہ ۴۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان کی لڑکی کی منگنی کسی مسلمان کے ساتھ ہوئی، اور لڑکی کے باپ نے تین سو روپیہ لیا۔ اور ایک ہزار روپیہ لڑکی کے نام سے کسی سیٹھ کے پاس امانت رکھوادیا۔ اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوگئی، اور جس روز نکاح تھا اس روز لڑکی کے باپ نے کہا اس کے سسرال سے کہ ایک ہزار روپیہ کا میرا اختیار ہے جہاں چاہوں سو کروں، اور لڑکی میرے مکان میں رہے، اور دوسرے گاؤں نہ لیجاوے، یہ شرط لکھاؤ گے تو نکاح کروونگا، اس بات چیت میں آپس میں مارا ماری ہوئی۔ اور لڑکی کے باپ نے کہا، میں اب نکاح نہیں کرنے دونگا جماعت والوں نے بہت سمجھایا مگر کسی کی نہ مانی، اب جماعت نے ذات سے ترک کیا، تو اب وہ کہتا ہے کہ محلہ مسجد میں نہیں آنے دیں گے، اور خدا خدا نہیں کرنے دیں گے تو میں رام رام کرونگا ایسا ہندوں کے روبرو لڑکی کا باپ کہتا ہے، اور یہ بات مسلمانوں نے روبرو سنا ہے تو اس کو مسجد میں آنے دیے

[1] پ ۲۹ سورۂ قلم رکوع ۳ ر

یا نہیں جو حکم شریعت کا ہو تحریر فرمائیں ؟

الجواب :- مسجد میں تمام مسلمانوں کا حق برابر ہے، کسی کو مسجد میں آنے اور نماز سے نہیں روکا جا سکتا۔ اگر اوس نے جماعت کا کہنا نہیں مانا تھا، تو اور قسم کی تہدید کر سکتے تھے، مسجد سے نہیں روک سکتے تھے۔ بہر حال اس نے یہ کلمہ بہت سخت کہا اس کلمہ سے توبہ کرائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از مدرسہ منظر العلوم سکندر پور ضلع بلیا مرسلہ جناب مولوی عبد العظیم صاحب
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و فقہائے عظام فتاویٰ قاضیخان کی عبارت ذیل میں۔

رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة (خدائے را و پیغمبر را گواہ کردیم) قالوا يكون كفراً لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يعلم الغيب وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الاحياء فكيف بعد الموت اھ (كتاب السير باب ما يكون كفرا من المسلم وما لا يكون)

اس عبارت میں " وهو ما كان يعلم الغيب " سے صاف علم غیب کا انتفاء اور انکار ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ نہ تو جناب رسالتماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عالم ظاہری میں غیب کی باتیں جانتے تھے نہ یہاں سے تشریف لیجانیکے بعد، اور پھر " لانه اعتقد " سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ایسا اعتقاد کرے وہ عند الفقہاء کافر ہے۔ حالانکہ بہت سی احادیث سے علم ما کان وما یکون ثابت ہے۔ حتی کہ قرآن کریم بھی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا اثبات فرماتا ہے۔ اور اس کے علاوہ بہت سے علمائے کرام نے علم غیب کو تسلیم کیا ہے۔ بلکہ مجھے یاد آتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم غیب کی کئی قسمیں خالص الاعتقاد میں بیان فرما کر مطلق علم غیب کے

انکار کو کفر فرمایا ہے۔ اور ایسا ہی ہم اہلسنت کا اعتقاد ہے۔ لہٰذا دست بستہ عرض ہے کہ اس عبارت کا مطلب۔ ہمارے اعتقاد اور اس عبارت کے تناقض کو رفع فرمایا جائے۔ بینوا بالتفصیل والدلیل توجروا عند الملک الجلیل بالاجر الجزیل

الجواب:۔ اس میں تو شک نہیں کہ یہ نکاح صحیح نہ ہوا۔ اور اس کی وجہ یہ نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غیب نہیں جانتے بلکہ اللہ اور ایک شخص جو وہاں موجود ہے اس کی گواہی سے نکاح کیا جب بھی نکاح نہ ہوا حالانکہ اللہ عزوجل یقیناً قطعاً غیب جانتا ہے۔ جو اسے عالم الغیب نہ کہے وہ کافر۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ نکاح میں جس گواہ کی ضرورت ہے وہ پائی نہ گئی اس عبارت قاضیخان[1] میں جس علم غیب کی نفی ہے وہ علم ذاتی ہے، اور بیشک حضور کو علم غیب ذاتی نہ تھا۔ بلکہ وہ علم عطائی تھا۔ اور یہی انبیاء کیلئے مخصوص ہے۔ اور اس کا اثبات اللہ عزوجل کیلئے محال، علم ذاتی اللہ عزوجل کے ساتھ مخصوص اور دوسرے کیلئے ثابت کرنا کفر، پس بلاشبہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیلئے علم ذاتی جو خاصۂ الوہیت ہے ثابت کرے اور اس کا معتقد ہو کافر ہے۔ جن لوگوں نے تکفیر کی اسی بنا پر کی۔ اس لئے اس عبارت میں لفظ قالوا ہے۔ جس سے اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ لوگوں نے ایسا کہا ہے مگر خود امام قاضیخان اگر جزم کرتے تو اس لفظ کو ذکر نہ کرتے۔ اور چونکہ اس اثباتِ علم غیب سے یہ ثابت نہیں کہ قائل نے علم ذاتی کا اثبات کیا بلکہ قوی احتمال موجود ہے کہ عطائی ثابت کرنا مقصود ہو اور اس صورت میں یقیناً کفر نہیں اسی واسطے درمختار میں اس کے ضعف کیطرف

---

[1] قاضیخان ج۴ ص۶۲۸ علی ہامش الہندیہ۔ کتاب السیر باب مایکون کفراً من المسلم ومالایکون ۱۲ مصباحی

اشارہ کیا۔ عبارت یہ ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز بل قیل یکفرہ واللہ اعلم اور ردالمحتار میں اس کے کفر کی وجہ بیان کرکے یہ فرمایا کہ کافر نہ ہوگا۔ امام قاضیخان نے اس قول کو دوسروں کی طرف منسوب کیا۔ اور خود جزم نہ کیا۔ اور صاحب درمختار نے تضعیف کی طرف اشارہ کیا۔ اور علامہ شامی نے عدم کفر پر جزم فرمایا۔ اور نصوص قرآنیہ واحادیث صحیحہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب ثابت، پھر اس احتمال ضعیف یعنی علم غیب ذاتی اس کی مراد ٹھہرا کر کس طرح تکفیر کی جاتی ہے۔ ردالمحتار میں ہے قولہ قیل یکفر لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب۔ قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اھ قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلۃ المستدلین بہذہ الآیۃ علی نفیہا بان المراد الاظہار بلا واسطۃ والمراد من الرسل الملک ای لا یظہر علی غیبہ بلا واسطۃ الا الملک اما النبی والاولیاء فیظہرہم علیہ بواسطۃ الملک وغیرہ وقد بسطنا الکلام علی ہذہ المسئلۃ فی رسالتنا المسماۃ سل الحسام الہندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی فراجعہا فان فیہا فوائد نفیسۃ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس عبارت ردالمحتار سے جس طرح یہ معلوم ہوا کہ قائل کافر نہیں اور تکفیر صحیح نہیں۔ یہ بھی معلوم کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ہے بلکہ اولیاء کرام بھی امور غیبیہ پر مطلع ہوتے ہیں۔ اور یہی اہلسنت کا مسلک ہے۔ اور معتزلہ نے جو اولیاء کرام سے علم غیب کی نفی کی اس پر علماء اہلسنت نے رد کئے۔ پھر کتب عقائد میں جب اولیاء تک کیلئے علم غیب ثابت کیا گیا تو سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا کفر کیوں کر ہوسکتا ہے

بلکہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب ہونا ایک ایسا عقیدہ ہے جس میں معتزلہ بھی ہمارے مخالف نہیں۔ اگر وہ مخالف ہیں تو اولیاء کے متعلق خلاف کرتے ہیں اور ان سے نفی کرتے ہیں نہ کہ انبیاء کے متعلق، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ہوڑہ مرسلہ جناب عبدالمجید معرفت عبدالحامد محمد شکراللہ خان سنی قادری رضوی اعظمی ناظم انجمن اظہار الحق ۱۱۳ دکھن گرانڈ ٹرنک روڈ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو غصہ میں ماں کہکر دو ہفتہ تک علیحدہ رہ کر پھر ایک ساتھ ہوگیا، اور اسی غصہ میں قرآن شریف کو دو تین مرتبہ زمین پر پٹک کر کہا کہ اب جو تمہارے ساتھ رہیں تو ہمارے اوپر قرآن کی مار پڑے۔ جس وقت زید قرآن شریف پٹکا تھا تو اس وقت دو مولوی صاحب موجود تھے، اس میں ایک مولوی صاحب نے کہا کہ تم زید دس فقیروں کو کھانا کھلادو، کفارہ ادا ہو جائیگا، زید کفارہ بھی نہیں ادا کیا اور مولوی صاحبان زید ہی کے یہاں برابر کھاتے پیتے ہیں، ایسی حالت میں زید و ہندہ و مولوی صاحبان کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ بحوالہ کتاب و سنت و معہ مہر و دستخط ارقام فرمائیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ اگر یہ کہا کہ تو میری ماں کے مثل ہے، اور اس سے طلاق یا ظہار کی نیت کی، تو ظہار یا طلاق ہے۔ بصورت نیت طلاق طلاق بائن ہوگی، کہ یہ کنایہ ہے، اور ظہار کی نیت کی تو ظہار کا کفارہ واجب ہوگا جب تک کفارہ ادا نہ کرے قربت حرام ہے، اور اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے اور یہ نہ کر سکے تو پے درپے ساٹھ روزہ رکھے، اور یہ بھی شرط ہے کہ ساٹھ روزہ پورا کرنے سے پہلے اگر قربت کریگا تو پھر سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے،

یعنی ساٹھ روزے لگاتار اس طرح ہوں، کہ نہ روزہ ناغہ ہو نہ عورت سے قربت کرے اور روزہ بھی نہ رکھ سکے، مثلا بوڑھا ہے کہ روزہ پر قادر نہیں تو ساٹھ مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے، اور اگر یوں کہا کہ تو میری ماں ہے، مثل کا لفظ یعنی تشبیہ کا لفظ نہ ہو تو نہ ظہار ہے نہ طلاق، مگر اس طرح کہنا برا ہے، درمختار میں ہے۔ وان نوی بأنتِ علیَّ مثل امی او کامی وکذا لوحذف علیَّ خانیہ برا او ظہارا او طلاقا صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ والا ینو شیئا اوحذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ ویکرہ قولہ انت امی۔[1] قرآن مجید کو زمین پر ٹپکنا اسکی توہین ہے اور یہ کفر ہے۔ اس کو تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنی چاہئے۔ معلوم نہیں یہ کیسے مولوی ہیں۔ جنھوں نے دس مسکین کو کھلانا کفارہ بتایا۔ بہر حال جب تک زید توبہ نہ کرے اس سے میل جول ترک کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از رانی کھیت جامع مسجد نینی تال مرسلہ مولوی قاری جلیل الدین صاحب ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اس امر کا مدعی ہے کہ ہر کلمہ گو مؤمن ہے عام اس سے کہ وہ قادیانی ہو وہابی ہو شیعہ سنی یا دیگر فرق ضالہ و باطلہ؟

الجواب:۔ زید کا قول غلط ہے اگر مجرد کلمہ گوئی مؤمن ہونے کیلئے کافی ہوتی تو منافقین کو باوجود کلمہ گوئی کے اہل ایمان سے خارج نہ کیا جاتا، اور ان کے بارے میں وماھم بمؤمنین نہ فرمایا جاتا۔ بلکہ ایمان نام ہے جمیع ضروریات دین کی تصدیق کا اگر کسی ایک ضروری دینی کی بھی تکذیب کرے، کافر ہے، اگرچہ باقی ضروریات کو مانتا ہو۔ علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں فرماتے ہیں الایمان فی الشرع ھو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ تعالیٰ ای تصدیق النبی بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ بہ من عند اللہ تعالیٰ اجمالا۔ پس قادیانی کہ منکر

[1] درمختار باب الظہار ج ۲ ص ۶۲۶ مصباحی

ختم نبوت ہیں اور وہابی کہ توہین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے ہیں۔ اور روافض کہ قرآن مجید کو ناقص کہتے ہیں، یقیناً کافر ہیں[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از گورہٹی مسجد انگس ۲۰ ربیع الثانی مرسلہ جناب ابوالہدیٰ محمد عظیم اللہ عفی عنہٗ

بسمہ وحدہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ عرض آنکہ میں دیناج پور بنگال میں بلایا گیا تھا جب میں مضافات دیناج پور میں پہونچا، مسلمانوں نے مجھ سے سوالات کئے کہ ہمارے جوار میں ایک مولوی صاحب آمد و رفت کرتے ہیں پانچ چھ سو مسلمانوں کو مرید بھی کر لیا ہے، اور اپنے عقائد مرقومہ ذیل کی اشاعت کرتے ہیں۔ کیا یہ عقائد اہل اسلام کے ہیں، میں نے جواب دیا یہ عقائد کفار ہنود کے ہیں مسلمانوں کو ان عقائد اور مولوی مذکور سے اپنے کو بچانا چاہئے، تو مولوی صاحب آریہ معلوم ہوتے ہیں، الحمد للہ مسلمان صراط مستقیم پر قائم ہو گئے مولوی مذکور جلسوں میں وید بھی خوب بیان کرتے ہیں، میرے چلے آنے کے بعد مسلمانان مقام مذکور نے استفتار بھیجا ہے کہ تم علمائے ہند سے فتویٰ لیکر بھیجدو کہ جس کے ایسے عقائد ہوں اور جو لوگ ایسے عقائد والے سے مرید ہوں۔ ان کیلئے کتاب اللہ اور سنت کے احکام کیا ہیں۔ بحوالہ کتاب وسنت جو احکام ہوں علمائے کرام تحریر فرما کر مزین بمہر کرکے براہ کرم مرحمت فرمائیں۔ ایک بڑی جماعت مسلمانوں کی کفر و گمراہی سے بچا لیجائیگی۔ بینوا توجروا زیادہ والسلام مع الاحترام

[1] آدمی مر کر اپنے اعمال کئے ہوئے کے مطابق بار دیگر پیدا ہوتا ہے۔

---

[1] رد المحتار میں ہے۔ لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر۔ یعنی یہ بات متفق علیہ ہے کہ ضروریاتِ اسلام کا مخالف کافر ہے اگرچہ عمر بھر عبادت کرتا رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم آل مصطفیٰ المصباحی

۲۔ قیامت ایک سو اکیس[۱۲۱] مرتبہ ہونے والی ہے انیس[۱۹] مرتبہ ہوچکی اور سب باقی ہے،

۳۔ بی بی سے جماع کرکے غسل کرنا نہ کرنا اپنے مطلب کی بات ہے چاہے کرلے چاہے نہ کرے۔

۴۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور ہندوں کا دسواں اوتار کلکی ایک ہے۔

۵۔ احتیاط الظہر کا پڑھنا درست نہیں اور اگر کوئی پڑھے تو اس کی جمعہ کی نماز باطل ہوجاتی ہے۔

۶۔ گائے کا گوبر خشک ہو یا تر پاک ہے۔

۷۔ مناجات کے بعد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔

۸۔ اس اقلیم ہند میں ہندو لوگ جو نر گاؤ یعنی دھرم سانڈھ پرمیشور یا کسی دیوتا نام پوجا پاٹ کرکے چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کو مسلمان بغیر کسی کی اجازت کے ذبح کرکے کھا سکتے ہیں۔ حلال ہے۔

۹۔ جمعہ کی نماز اگر پڑھلی گئی جہاں بھی ہو اس کے بعد دس پانچ آدمی جمع ہوجائیں تو پھر جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۱۰۔ غزلیات یا نعتیہ اشعار مطلق پڑھنا حرام ہے۔

المستفتی فدوی بصیر الدین احمد عفی عنہٗ

الجواب (۱) اس قول سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص تناسخ یعنی آواگون کا قائل ہے، کیوں کہ وہ کہتا ہے کہ اپنے اعمال کے مطابق بار دیگر پیدا ہونا ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر اعمال اچھے ہوں تو اس کی روح اچھے جسم میں جنم لیتی ہے، اور برے اعمال ہوں تو جانور وغیرہ کے جسم میں جنم ہوتا ہے، اور تناسخ کا قول باطل محض ہے، مسلمان تو مسلمان کسی اہل کتاب

یہود و نصاریٰ کے نزدیک بھی درست نہیں، قرآن کا حکم تو یہ ہے ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ[1] یعنی پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے، اور فرماتا ہے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی[2] یعنی مرنے کے بعد پھر زمین سے اٹھائے جاؤ گے، یہ عقیدہ مسلمانوں کا ہے کہ مرنے کے بعد بعث ہوگا۔ اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے، نہ یہ کہ ایک روح متعدد اجسام لیتی رہے، تناسخ کا قول ان لوگوں کا ہے جو عالم کو قدیم مانتے ہیں یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، روحیں ہمیشہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں آتی جاتی رہتی ہیں، اور مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عالم حادث ہے قدیم صرف خدا ہے اور اسکی صفات، کتب عقائد شرح عقائد جلالی وغیرہ میں ہے اجمع السلف الصالحون من المحدثین وائمة المسلمین واھل السنة والجماعة علی ان العالم وھو ماسوی ذاته وصفاته حادث کان یقدرة اللہ تعالیٰ بعد ان لم یکن ای وجد بعد العدم بعدیة زمانیة۔ عالم کو قدیم بتانا کفر ہے۔ اور سراسر اسلام کے خلاف ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ[3]۔ حدیث صحیح میں ہے، اصدق کلمة قالھا الشاعر کلمة لبید الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل۔ بالجملہ یہ قول ضلالت و گمراہی ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو گمراہی سے بچائے، واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ یہ بھی اسلام کے خلاف ہے، مسلمانوں کا عقیدہ جو قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہے یہ ہے کہ ہر شخص قیامت میں زندہ کیا جائیگا اس کے بعد مرنا نہیں، قال اللہ تعالیٰ۔ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ

[1] پارہ ۱۸ سورۂ مؤمنون۔ [2] پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ رکوع ۱۲ [3] پارہ ۲۷ سورۂ رحمٰن۔ مصباحی

يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ[1] وہ زندگی ابدی زندگی ہے جو جنت میں جائیے گا ہمیشہ جنت میں رہے گا، اور جس کا مستقر جہنم ہے وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا کبھی اس میں سے نہیں نکلے گا۔ دونوں کے بارے میں قرآن مجید میں، خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا فرمایا، پھر یہ خیال کرنا کہ بار بار قیامت قائم ہوگی کس طرح درست ہوسکتا ہے، جب دنیا میں آنا ہی نہیں، تو قیامت دوبارہ کیوں کر ہوگی:۔ قرآن مجید میں فرمایا کہ کافر تمنا اور خواہش کریں گے کہ دنیا میں دوبارہ واپس کر دیئے جائیں، مگر واپس نہیں کئے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ، وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ[2]۔ لہٰذا قیامت صرف ایک بار قائم ہوگی اس کے بعد دنیا نہ ہوگی یہ بار بار دنیا کا پیدا ہونا اور مٹ جانا ہنود اور آریوں کا خیال ہے۔ کیونکہ وہ روح ومادہ کو قدیم کہتے ہیں اور جزا اور سزا کیلئے ایک حد مقرر کرتے ہیں، اس خیال باطل کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ عالم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ مرکبات سب کے سب مٹ جاتے ہیں پھر سرے سے پیدا ہونا شروع ہوتے ہیں۔ برہان عقلی ونقلی سے جبکہ ثابت کہ عالم قدیم نہیں بلکہ حادث ہے تو نہ ہمیشہ سے ہے اور نہ ہمیشہ رہے گا، جب مبنیٰ ہی باطل ہے تو مبنی بھی باطل، ان مسائل کے ادلہ کتب عقائد میں مذکور ہیں۔ بخوف تطویل نظر انداز کئے جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳ جماع کے بعد نہانا فرض ہے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ

[1] پارہ ۱ سورۂ بقرہ رکوع ۳۔ [2] پارہ ۲ رکوع ۴ سورۂ بقرہ۔ مصباحی

حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا[1]۔ حدیث میں فرمایا اذا التقی الختان الختان فقد وجب الغسل یہ اس شخص کی باطنی نجاست کا اثر ہے کہ نجاست حکمیہ کے زائل کرنے کو ضروری نہیں سمجھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

م۴ ہندو اوتار اوسے کہتے ہیں جس میں اپنے خیال باطل کی روئے سے یہ سمجھتے ہیں کہ خدا اس میں حلول کئے ہوئے ہے، اور معاذ اللہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس سے کہ وہ کسی شئے میں حلول کرے حلول کا قول کرنا کفر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

م۵ احتیاط الظہر خواص کیلئے ہے یعنی جو لوگ ایسے ہوں کہ اسکے پڑھنے سے نماز جمعہ میں شبہ و تردد انھیں نہ ہوگا، وہ پڑھیں اور چونکہ نماز جمعہ کے متعلق بہت کچھ اختلافات ہیں، اگرچہ بنا پر قول راجح و مختار اوسکا جمعہ ہوجاتا ہے اور اس لحاظ سے وہ جمعہ پڑھتا ہے مگر برأت ذمہ اسی وقت یقین کے ساتھ ہوگی جبکہ بلا اختلاف اس کا فرض وقت ادا ہو، لہٰذا اس یقین حاصل کرنے کیلئے احتیاطاً آخر ظہر پڑھتا ہے، ردالمحتار میں ہے نقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشك فی کونه مصراً ینبغی لهم ان یصلوا بعد الجمعة اربعًا بنیة الظهر احتیاطًا حتی انه لو لم تقع الجمعة موقعها یخرجون عن عهدة فرض الوقت باداء الظهر ومثله فی الکافی وفی القنیة لما ابتلی اهل مرو باقامة الجمعتین فیها مع اختلاف العلماء فی جوازهما امرأئمتهم بالاربع بعدها حتما احتیاطًا اھ

ونقله کثیر من شراح الهدایة وغیرها وتداولوه وفی الظهیریة واکثر مشائخ بخاری علیه لیخرج عن العهدة بیقین۔ آخر میں ردالمحتار میں فرمایا قال المقدسی نحن لا نامر بذلك امثال هذه العوام بل ندل علیه الخواص ولو بالنسبة الیهم اھ[2]

---

[1] پارہ ۵ سورۂ نساء رکوع ۴۔ ۷ [2] ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۶ باب الجمعہ ۱۲ مصباحی

یہ کلام نفس احتیاط الظہر کے جواز میں ہے کہ خواص کیلئے جائز ہے، اگرچہ بعض علمار نے اس میں مخالفت بھی کی ہے مگر یہ کہنا کہ احتیاط الظہر پڑھنے سے جمعہ باطل ہوجاتا ہے، باطل محض ہے، کہ جب جمعہ نیت صحیح کے ساتھ ادا کیا گیا تو اب وہ باطل کس طرح ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶ گائے کا گوبر صرف نجس نہیں، بلکہ نجاست غلیظہ ہے، در مختار میں جہاں نجاست غلیظہ کا بیان ہے اس میں فرمایا۔ ورورث وخثی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷ کلمۂ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کلمہ ہے کہ اگر اس کو صدق نیت سے کافر پڑھے تو مسلمان ہوجاتا ہے، اور کفر و شرک کو مٹا دیتا ہے جو کلمہ اسلام کی بنا ہے، اس کا پڑھنا کفر ہوجائے، تو اب اسلام حاصل کرنے کی صورت ہی نہ رہے، اللہ تعالیٰ ایسی گمراہی سے بچائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸ غیر خدا کے نام پر جو جانور چھوڑ دیئے جاتے ہیں وہ مالک کی ملک سے نہیں نکلتے۔ بلکہ مالک ہی کی ملک میں باقی رہتے ہیں۔ اور ایسے چھوڑ دینے سے وہ حرام نہیں ہوجاتے لہٰذا اگر جائز طور پر اسے حاصل کرکے تسمیہ کے ساتھ ذبح کیا جائے تو اس کا کھانا حلال ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹ جمعہ اور نمازوں کی طرح نہیں بلکہ اس کے لئے شرائط ہیں، جب ان شرائط کے ساتھ پڑھا جائے تب درست ہے، ورنہ نہیں، انھیں شرطوں میں سے ایک امام بھی ہے۔ امام جمعہ جب نماز جمعہ ادا کرچکا اور کچھ لوگ باقی رہ گئے تو اگر کہیں دوسری جگہ بھی وہاں جمعہ ہوتا ہے تو وہاں جاکر پڑھ لیں اور اگر یہ نہ ہو یعنی دوسری جگہ بھی نہ ملے گا یا دوسرا جمعہ ہوتا ہی نہیں تو تنہا تنہا ظہر پڑھیں یہ لوگ نیا جمعہ قائم نہیں کرسکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰ نعتیہ اشعار پڑھنا جائز، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود سنے ہیں بلکہ بعض اشعار میں اصلاح بھی دی ہے اسکو حرام بتانا شریعت پر افترا کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احکام الٰہی جل وعلا سنانے اور کتاب اللہ پڑھانے آئے تھے احکام ہم کو پہنچ گئے کتاب پڑھ لی اب رسول کی ضرورت ہمیں نہیں ہے، اور جب تک زندہ تھے سب کچھ طاقت تھی اب بعد وفات کچھ طاقت نہیں۔ ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟ اور اس کا کیا جواب ہے کہ نبی کی ہم کو اب ضرورت نہیں رہی؟

الجواب:۔ زید کا یہ قول کہ "اب رسول کی ہمیں ضرورت نہیں" اس کے کیا معنی ہیں، اگر یہ مطلب ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ایسی کتاب لائے جو کبھی منسوخ نہ ہوگی اور ایسا دین خدائے تعالیٰ نے ہمیں دیا جو من جمیع الوجوہ کامل ہے اور قیامت تک یہی دین رہے گا۔ لہٰذا ایسے دین اور ایسی کتاب کے ہوتے ہوئے اب ہمیں کسی جدید نبی کی ضرورت نہیں کہ ہمارے لئے تو یہ فرمادیا گیا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا[1] تو یہ مراد درست ہے اور حق ہے، اگرچہ زید کے ظاہر الفاظ اس مطلب سے ابا کرتے ہیں اور اگر مطلب یہ ہے کہ رسول پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں، تو یہ صریح کفر ہے کہ جو کتاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں پڑھا گئے اسی کتاب میں یہ تعلیم بھی ہے۔ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ۔[2] پھر بغیر رسول پر ایمان لائے ہوئے مؤمن کیونکر ہو سکتا ہے، اور اگر مطلب یہ ہے کہ رسول کی تعظیم کی ہمیں

[1] پارہ ۶، سورۂ مائدہ رکوع ۵، [2] پارہ ۳، سورۂ بقرہ رکوع ۸، مصباحی

ضرورت نہیں کہ رسول کا کام کتاب پہنچا دینا تھا وہ کتاب پہونچا گئے ہم کو کتاب سے سروکار ہے رسول سے ہمیں کیا مطلب، تو یہ بھی کفر ہے کہ وہی کتاب جو خدا کی کتاب ہے جس کی ضرورت کا زید بھی قائل ہے، وہی بتاتی ہے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ[1] اور اسی میں یہ بھی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ۔[2] اور واقعی یہ بڑے درجہ کی احسان فراموشی و ناشکری ہے کہ جس کے ذریعہ سے خدا کے احکام اور کتاب ہمیں ملے، جس کے وسیلے سے اسلام ایسی جلیل و عظیم دولت ہمارے ہاتھ آئے۔ اب اسی کے احسان کو نہ مانیں، اور اس کی تعظیم و تکریم کو واجب نہ جانیں۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صرف اتنا ہی کام تھا۔ کہ کتاب پڑھ کر سنا دیں۔ اس کے بعد کتاب کا مطلب وغیرہ جو کچھ بتائیں وہ قابل تسلیم نہیں۔ اس امر میں ہمیں رسول کی ضرورت نہیں تو یہ بھی کفر ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں فرمایا۔ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ[3]۔ جب قرآن نے آپ کو بیان کرنے پر مامور کیا تو اگر اس کی ضرورت نہیں تو یہ امر فضول ہے نیز فرماتا ہے۔ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ[4]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرات کے بعد ایک مرتبہ بیان کا ہے۔ اور آپ کا بیان کرنا وہ خدا ہی کا بیان کرنا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ[5]۔ حضور کا منصب صرف قرآن پڑھ کر سنا دینا نہیں۔ بلکہ لوگوں کا تزکیہ کرنا اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دینا ہے اور یہ تعلیم صرف الفاظ پڑھانا نہیں کہ وہ تو یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ میں حاصل تھی۔ بلکہ اس کی توضیح و تفسیر ہے اور اگر یہ مطلب ہو کہ رسول ہمیں کچھ کام نہ آئیں گے وہ ہماری شفاعت نہ فرمائیں گے تو یہ بھی باطل ہے

[1] پ ۲۶ سورۂ فتح رکوع ۹، [2] پ ۲۲ سورۂ احزاب رکوع ۴، [3] پ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۲، [4] پ ۲۹ سورۂ قیمہ رکوع ۱، [5] پ ۴ س آل عمران ۸

کہ قرآن سے شفاعت ثابت اوراحادیث اس بات میں بکثرت وارد پھراس کے انکار کے کیا معنی ۔ یو ہیں زید کا یہ کہنا کہ بعد وفات کچھ طاقت نہ رہی ۔ کلام باطل ہے ، وہ انبیاء ورسل کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے بقول مولانا معنوی ، ہمسری با اولیاء برداشتند ، انبیاء را ہمچو خود پنداشتند ، انبیاء کی وفات کو وہ عام لوگوں کی طرح سمجھتا ہے ۔ حالانکہ حدیث ابن ماجہ میں ہے فنبی اللہ حی یرزق کہ اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے ۔ اسے رزق دی جاتی ہے ۔ تو جب انھیں کچھ طاقت ہی نہ ہو پھر یہ زندگی کیسی اور قرآن مجید میں فرمایا گیا ۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی [1] ۔ آپ کی ہر پچھلی ساعت پہلی سے بہتر ہے ، بلا شبہ انبیاء علیہم السلام بعد وفات بھی ہر قسم کی طاقت رکھتے ہیں وہ اپنے متوسلین کی اعانت کرتے ہیں ۔ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ [2] ۔ جسے خدا نے نور نہ دیا ہو تو وہ کیا دیکھے اور کیا جانے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے کافر کو اس وجہ سے قتل کرڈالا کہ وہ اللہ جل وعلا کا دشمن ہے ، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا تھا تو از روئے شرع اس کے اوپر کوئی الزام ہے یا نہیں دوسری صورت یہ ہے کہ زید کی بی بی کو ایک کافر نے ہندو بنالیا اس جوش میں آکر اس نے اس کو قتل کرڈالا اب اس کے اوپر از روئے شرع کیا حکم ہے ؟ اور آیا وہ قتل کیا جانے پر شہید ہوا یا نہیں ؟ ۔

الجواب :- آجکل ہندوستان میں انگریزی حکومت ہے ، اور یہی انگریزی قانون جاری ہے ، اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے توہین کرنیوالے کی سزا قتل تھی ،

واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] پارہ ۳۰ ، سورۂ ضحیٰ رکوع ۱۸ ۔ [2] پارہ ۱۸ ، سورۂ نور رکوع ۱۱ ۔ مصباحی

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رافضی کے متعلق فتویٰ ہے کہ وہ کافر ہے زید کہتا ہے جن عقائد کی وجہ سے رافضیوں کے اوپر کفر کا فتویٰ ہے کیا وہ پہلے نہیں تھے اب سے سیکڑوں برس پہلے بھی رافضیوں کے عقائد یہی تھے۔ جواب میں، ان کے عقائد کی کتابوں میں یہ مسئلہ جن پر کفر کا فتویٰ ہے، پہلے بھی درج تھے، اور مجتہد لوگ ان کو مانتے تھے اب جو یہ کہا جاتا ہے کہ پہلے کے بعض رافضی اس خیال کے نہیں تھے بالکل ناواقف تھے، وہ اس وجہ سے بعض رافضی مسلمان تھے، زید کہتا ہے کہ اہلبیت کے یہاں یہ بھی مسئلہ ہے کہ جو مسئلہ عقائد کی کتابوں میں درج ہوں وہ بھی صحیح سمجھے جائیں گے اگر چند اشخاص ان سے ناواقف ہوں مثلاً زید کہتا ہے کہ بعض رافضی ایسے ہیں کہ ان کو ایسے کل عقائد معلوم نہیں ہیں۔ تو ایسے رافضیوں کو کیا کہیں گے۔ مسلمان یا کافر۔ بعض علماء محض تبرا کی بنا پر جب کافر کہتے ہیں تو ایسی حالت میں تو کسی زمانے میں کوئی رافضی مسلمان نہیں تھا، اور برابر رافضیوں اور سنیوں میں شادی بیاہ ہوتا چلا آیا ہے اور شاید کوئی ایسا خاندان ہندوستان میں نہ ہوگا۔ جس کے یہاں رافضیوں سے شادی بیاہ نہ ہوئی ہو چنانچہ جتنی اولاد ہوئی سب حرامی قرار دیئے جائیں گے یا نہیں مع وجوہ مفصل جواب از روئے شرع دیجئے؟

الجواب:۔ روافض میں متعدد فرقے ہیں، اگرچہ اکثر عقائد میں وہ سب مشترک ہیں، مگر پھر بھی بہت ایسے عقائد ہیں کہ بعض میں ہیں اور بعض میں نہیں۔ اثنا عشریہ اور زیدیہ اور اسماعلیہ وغرابیہ ہر ایک کے عقائد جداگانہ ہیں، مثلاً کوئی رافضی یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت حضرت علی کے لئے تھی حضرت جبرئیل نے غلطی سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچا دی، یہ عقیدہ بعض روافض کا ہے مگر

اثنا عشریہ وغیرہ بھی اسے کفر سمجھتے ہیں، بعضوں کا عقیدہ رجعت کا ہے اور بعض اس کے منکر ہیں، ناواقفی چیز دیگر ہے جان بوجھکر ایک فرقہ کے عقائد سے دوسرا منکر ہے، اور یہ عقیدہ کہ قرآن مجید ناقص ہے اس میں تبدیل ہوگئی یہ تمام روافض کا عقیدہ نہ تھا یا ائمہ اطہار کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل کہنا تمام روافض کا عقیدہ نہ تھا، نہ ان میں کے ہر فرقہ کے کتب عقائد میں ایسے عقائد مذکور ہیں، پھر یہ کہنا کہ ہمیشہ سے انکے تمام افراد کے یہی عقائد تھے، غلط ہے، لہٰذا جب تک عقائد کفریہ ثابت نہوں کیوں کر کسی فرقہ کی تکفیر ہو سکتی ہے، اور ثابت ہونے کے بعد چوں وچرا کی کیا گنجائش باقی رہتی ہے، اور عقائد کفریہ سے اگر وہ جاہل ہوں، اور اس فرقہ میں داخل ہیں، تو محض فرقہ میں داخل ہونے سے انکی تکفیر نہوگی ہاں اگر ان کے سامنے وہ عقائد پیش کئے جائیں اور وہ ان عقائد کا اقرار کریں یا ان کے معتقدین کو مسلمان جانیں۔ تو اب بیشک تکفیر ہوگی کہ ایمان وکفر کے مسائل میں جہل ضرور عذر ہے، یعنی جبکہ اس عامی شخص کا وہ عقیدہ ہی نہیں تو کفر کی کوئی وجہ نہیں۔ تبرّا کا مسئلہ بیشک نیا مسئلہ نہیں، مگر اسکی وجہ سے تکفیر قطعی نہیں۔ فقہائے کرام اس کی وجہ سے تکفیر کرتے ہیں، کہ انکے یہاں لزوم والتزام کا فرق نہیں اور یہ ان کے مسلک موافق بھی ہے کہ فقہ میں حکم بربنائے ظاہر ہوتا ہے اور متکلمین تکفیر نہیں کرتے یہ لزوم کفر کو کفر نہیں کہتے، صرف التزام کفر کو کفر کہتے ہیں، اور یہ ان کے مسلک کے مطابق ہے کیوں کہ یہ لوگ تدقیق سے کام لیتے ہیں، اور اس کا تقاضا یہی ہے کہ تکفیر نہ کی جائے اور یہی مسلک اسلم ہے اور محققین نے اسی کو اختیار کیا تو جب اس کی تکفیر میں اختلاف ہے اور صحیح عدم تکفیر ہے تو اس کی وجہ

سے مرتد نہوگا اور نکاح باطل نہیں مانا جائیگا، اور اولاد حرامی نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈوانے کا ذکر ہوا تھا کہ زید کے منہ سے کلا سوف تعلمون، نکلا لیکن نہ تو زید نے کوئی معنی اسکے کہے اور نہ پھر آگے اور کچھ الفاظ کہے، کہ جس سے توہین پائی جاتی کیونکہ عمرو نے اس کلمہ کے نکلتے ہی زید کو روکا۔ آیا ایسی حالت میں زید کیلئے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگرچہ زید نے آیت کے کوئی معنی بیان نہ کئے، مگر داڑھی مونڈوانے کے ذکر کیوقت اس آیت کو پڑھنا یہ صاف بتاتا ہے کہ اسکا مطلب یہی ہے کہ داڑھی مونڈاؤ اور چہرہ کو بالوں سے صاف کرو۔ جیساکہ اکثر بیباک ایسے موقع پر اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ اور یہ معنی مراد لیتے ہیں اور یہ کفر ہے کہ قرآن مجید میں یہ معنوی تحریف ہے۔ یا کم ازکم یہ ایک استہزا ہے۔ جو اس نے احکام شرعیہ کے ساتھ کیا، اور آیت کو بطور تمسخر ذکر کیا۔ ایسا ہے جب بھی کفر ہے۔ قال تعالیٰ
اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ [1]
بہر حال زید پر تجدید اسلام و تجدید نکاح فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ سید ضمیر الدین احمد صاحب ازالہ آباد محلہ دارا گنج ۲ جمادی الآخرہ ۱۳۴۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نجات کیلئے اسلام ضروری نہیں ہے۔ اور شارد ہانند جو مارا گیا شہید ہے۔ ایسا شخص مسلمان کہا جاسکتا ہے۔ یا جو لوگ اس جملہ کو سننے کے بعد اس کو مسلمان سمجھیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ نجات کیلئے اسلام ضروری ہے ورنہ اسلام و کفر میں فرق ہی کیا ہوا۔ قرآن مجید میں فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام [2]۔ اور فرماتا ہے

[1] پارہ ۱۰ سورۂ توبہ رکوع ۱۴ [2] پارہ ۳ سورۂ آل عمران رکوع ۱۰ مصباحی

ویتبع غیر سبیل المومنین نولّہٖ ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا[1]۔ جس کا ایسا خیال ہے کہ بغیر اسلام بھی نجات ہے اور کافر بھی شہید ہے، وہ کافر ہے اس کے اس عقیدہ کو جان کر مسلمان کہنا کفر ہے، اللہ کی راہ میں قتل کیا جانا شہادت ہے۔ ایک صحابی نے دریافت کیا کہ کوئی کسی غرض سے قتال کرتا ہے اور کوئی کسی ارادہ سے ان میں کون اللہ کی راہ میں ہے، ارشاد فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ[2]۔ جو اس لئے لڑا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو وہ اللہ کے راستہ میں ہے، اور کافر کفر کو بلند کرنا چاہتا ہے وہ ہرگز شہید نہیں ہو سکتا جو ایسا کہتا ہے غلط کہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از محلہ کافور گلی ہوڑہ نندو گھوس لین مرسلہ مولوی محمد علی قادری امام مسجد ۴۲ ۲۳؍ محرم ۵۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے چند آدمیوں کے روبرو یہ کہا کہ جتنے مولوی ہیں سب سالے بدمعاش ہیں اور بہار شریعت وغیرہ سب فقہ کی کتابیں ان سب مولویوں کی گڑھی ہے، سب لڑانے کا کام کرتے ہیں، مولوی وہ جو سب کو اچھا کہے سب کی تعریف کرے سب مسلمان بھائی ہیں ؟

الجواب :۔ جو تمام علماء کو برا بتائے اور سب کی توہین کرے وہ خود ہی سب سے برا ہے، علماء کی توہین بحیثیت علم کفر ہے[3]، فقہ کی کتابوں کو گڑھنت

---

[1] پارہ ۵؍ سورۂ نساء رکوع ۱۴؍ [2] رواہ البخاری والمسلم عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مشکوٰۃ کتاب الجہاد) ۳۳۱

[3] مجمع الانہر میں ہے۔ "الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال للعالم عویلم او لعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر۔ سادات اور علماء کو حقیر جاننا کفر ہے جو عالم کو عویلم کہے۔ علوی کو علیوی کہے

بقیہ اگلے صفحہ پر

بتانا اوسکی بیدینی کی دلیل ہے، جو سب کو اچھا بتائے وہ قرآن وحدیث کے خلاف کہتا ہے۔ قرآن وحدیث نے اچھوں کو اچھا اور بروں کو بد بتایا۔ جو شخص معصیت کرے اوسکو اچھا بتانا اسکے یہ معنی ہوتے ہیں کہ گناہ گناہ نہیں اور جس گناہ کا ثبوت نص قطعی سے ہو اوسکے معصیت ہونے کا انکار کفر ہے مثلاً شرابی جواری چور وغیرہم سب ہی اچھے ہوں تو یہ افعال گناہ نہ ہوئے اور ان کو گناہ نہ جاننا قرآن مجید کا انکار ہے یہ بات صحیح ہے کہ سب مسلمان بھائی ہیں۔ جبکہ وہ حقیقۃً مسلمان ہوں مگر دعوی اسلام کے ساتھ اگر ضروریات دین کا انکار کرتا ہو تو وہ مسلمان ہی کیسا ہے اور ایسا شخص مسلمانوں کا بھائی نہیں۔ افسوس یہ ہے کہ یہ شخص خود ہی اچھا اسے بتاتا ہے جو سب کو اچھا کہے، اور پھر خود ہی علماء کو برا بتاتا ہے اور گالی دیتا ہے۔ لہٰذا اپنے ہی قول مطابق یہ خود برا ہوا بد دینی جب آدمی میں آتی ہے تو یونہیں متناقض باتیں بکتا ہے ایسا شخص خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنا چاہتا ہے اسکی شیطانی باتوں کی طرف ہرگز توجہ نہ کی جائے نہ اس کے ساتھ میل جول کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) از پیلی بھیت محلہ منیر خاں قریب مسجد مرسلہ محمد احسان صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومتین از روئے شریعت مطہرہ مسائل ذیل میں کہ والدین کی ہر اطاعت اولاد پر فرض ہونے کے کیا مواقع ہیں۔ اور اطاعت کی مخالفت کی کیا صورتیں ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ والدین کی اطاعت

بقیہ حاشیہ صہ ۴۵۸ کا:۔ اور مقصد تحقیر ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ حدیث میں فرمایا۔ ثلثة لا یستخف بحقهم الا منافق بين النفاق ذو العلم وذو الشيبة فی الاسلام وامام مقسط۔ واللہ تعالیٰ اعلم ال مصطفیٰ مصباحی

اولاد پر فرض ہے۔ مگر جبکہ دینی کاموں میں مانع ہو تو اطاعت گناہ اور بے تعلقی فرض ہے، اس کا کیا معیار ہے۔ دینی کاموں سے کیا مراد ہے، دینی کام تو عقائد، فرائض، واجبات، سنن، سب ہیں، تو کیا صرف عقائد اور فرائض پر مانع ہونے سے اطاعت گناہ ہے یا ان کے علاوہ دوسرے تینوں باتوں میں سے ایک سے بھی مانع ہوں تو اطاعت نہ کی جائے ؟

اب میں زید باپ اور عمرو بیٹے کے تنازع کی کیفیت عرض کرتا ہوں زید عقائد میں ٹھوس ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر طبیعت میں اس درجہ آزادی اور خودداری اور خود رائے ہے کہ اپنی بات بالا رکھنے میں کبھی علمائے کرام سے بھی بڑھ جاتا ہے، جب بات اپنے مقصد کے خلاف ہوتی ہے تو علماء سے بھی کہہ گذرتا ہے کہ تم بیوقوف ہو، شریعت میں عقل کی ضرورت ہے، خواہ حقیقت میں زید ہی غلطی پر ہو۔ زبان اس قدر بے قید ہو جاتی ہے کہ بعض اوقات غصے میں کفریات بھی زبان سے نکلتے ہیں۔ اگر متنبہ بھی کیا گیا مگر ہٹ دھرمی قائم رہی اور توبہ نہ کی ایک مرتبہ مراتب حضرت علی مولیٰ کرم اللہ وجہہ بیان کرنے میں تعلی سے یہ کہا کہ ان کو نماز میں جیسا استغراق ہوتا تھا۔ ویسا نبیوں علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہ ہوا۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ دنیادار آدمی تھے۔ جب سمجھایا گیا کہ یہ باتیں شریعت کے خلاف ہیں تو بھی نہیں مانا۔ اور طرح طرح سے اپنی ہی بات بالا رکھی۔ عمرو جو بیٹا ہے وہ چاہتا ہے کہ احکام شریعت پر کاربند ہو تو اسے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور باپ کے دباؤ سے بہت سے گناہ کرنے پڑتے ہیں۔ اگرچہ یہ تو نہیں کہ زید عمرو کو نماز روزہ سے منع کرتا ہو۔ مگر جبکہ دینی کام کرنے سے دنیاوی کام میں ہرج واقع ہو تو باعث ناخوشی ہوتا ہے۔ مثلاً عمرو جب مسجد کو گیا ہے

اور زید کو اس کی تلاش ہوئی، نہ یا گر یہ کہنا کہ وہ تو ملا ہو گیا ہے، مسجد چھوڑتی ہی نہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ عمرو کو مالگذاری جمع کرنے کیلئے بھیجا وہ وقت ایسا تھا کہ نماز کا بھی آخیر اور روپیہ جمع ہونے کا بھی اخیر، عمرو نے نماز پڑھی اور مالگذاری جمع نہ ہوئی۔ جب عمرو واپس آیا تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ زید کہتا تھا کہ ملانے نماز تو چھوڑی نہ ہوگی۔ تم دیکھنا کہ روپیہ واپس لاتا ہو گا۔ غرض یہ کہ زید کا مسلک یہ ہے کہ کام ہونا چاہئے۔ اس سے غرض نہیں کہ جھوٹ اور دغا بازی سے ہو یا راستبازی سے اکثر عمرو کیلئے جھوٹ کا بھی حکم ہوتا ہے۔ کہ فلاں شخص یہ پوچھے تو ایسا کہہ دینا اگر عمرو نے جھوٹ نہ کہا اور کام بگڑ گیا تو ناراضی اور ملامت کا شکار ہوتا ہے اکثر زید نے یہ بھی کہا ہے کہ تیری راستبازی نے ہماری ناک میں دم کر دیا۔ خدا جانے تو کیسی زندگی بسر کریگا۔ اور اپنا کام کس طرح چلائیگا علاوہ اس کے دوسری مصیبت یہ ہے کہ زید کی ملاقات اور دوستانہ جن لوگوں سے ہے ان میں کچھ امتیاز نہیں کہ وہ سنی ہیں یا وہابی یا رافضی چنانچہ اکثر ایسے لوگوں کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں جب آتے ہیں تو ان کی آؤ بھگت کی جاتی ہے عمرو چونکہ گھر کا رکن ہے اسلئے اسکو یہ مصیبت ہے کہ چار ناچار ان لوگوں کی تواضع کھانا کھلانا۔ ان کے ساتھ کھانا سلام و کلام وغیرہ وغیرہ مکروہات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اگر نہیں کرتا تو، تو تو میں میں اور بات بگڑنے کا اندیشہ ہے منجملہ زید کے دوستوں کے چند کی کچھ حالات لکھتا ہوں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ سنی ہیں یا بد مذہب ایک تو ایسا ہے کہ سنی مشہور ہے۔ اور سنی عقائد کا وعظ بھی کہتا ہے۔ مگر اشرف علی تھانوی کو کافر کہنے میں گریز کرتا ہے۔ جب کہا گیا کہ اس کے عقائد کی بنا پر جب اس پر کفر کا فتویٰ ہے تو تم کافر کہنے سے کیوں گریز کرتے ہو۔ تو جواب دیا کہ یہ تو سمجھتا ہوں

کہ اسکے وہ اقوال کفر ہیں مگر میں کسی کو کیوں کافر کہوں۔ مجھے کیا معلوم کہ وہ دراصل کافر ہی ہے۔ دوسرا شخص ایسا ہے کہ ایک موقعہ پر اس نے کہا کہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے ایسا فرمایا۔ جب کسی نے کہا کہ تم اسکا نام اس قدر عزت سے لیتے ہو اس کے عقائد تو اچھے نہیں۔ بولا کہ یہ مولویوں کی افراط تفریط ہے۔ وہ ایسے نہیں۔ یہ شخص مشہور بھی مشتبہ ہے کوئی سنی کہتا ہے اور کوئی وہابی۔ دیوبند کا تعلیم یافتہ بھی ہے اور اس مدرسہ کا معاون بھی رہا ہے اس کالڑکا کٹر کھلا وہابی ہے، اور زید نے بھی کسی موقع پر یہ کہا ہے کہ مولوی صاحب کالڑکا وہابی ہے مگر مولوی صاحب سنی ہیں زید کے تیسرے ملاقاتی کا حال یہ ہے کہ اس نے ایک مجلس میں کہا کہ دین میں ساری خرابیاں امام ابوحنیفہ نے ڈالی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اس مردود قول کا زید کو بھی علم ہوا پھر بھی مقاطعہ نہیں۔ جب آتا ہے خوب آیئے تشریف لایئے سلام وکلام ہوتا ہے اور عمرو کڑھ کڑھ کر زندگی بسر کرتا ہے۔

اب آپ حضرات سے عاجزانہ التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب صورتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے از روئے احکام شریعت مطہرہ تحریر فرمادے کہ عمرو کو کیا کرنا چاہئے۔ آیا زید سے مقاطعہ کرکے اپنے رب کریم جلا وعلا کو راضی کرے یا باپ کی فرماں برداری کرے جھوٹ سے مکاری سے جس طرح باپ راضی ہو اسے راضی کرے؟

مسئلہ (۲) کسی شخص کو علم دین حاصل کرنے کی تمنا ہے مگر اسکا باپ اسے باہر جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور گھر پر مشغولیت اتنی ہے کہ علم حاصل ہونا دشوار ہے۔ ایسی صورت میں بغیر باپ کی اجازت کے باہر جاسکتا ہے یا نہیں، یہ سوال مطلقاً باپ اور بیٹے سے متعلق ہے۔ اور جبکہ باپ کے حالات اس زید کے سے ہوں اور بیٹے کی سرگزشت اس عمرو کی سی ہو جنکا تذکرہ مسئلہ[۱]

میں ہو چکا ہے تو کیا حکم ہے ؟

الجواب(۱) :۔ والدین کی اطاعت واجب ہے مگر جبکہ اونکی اطاعت میں محظور شرعی کا ارتکاب لازم آتا ہو تو ایسے موقع پر اطاعت واجب نہیں بلکہ ناجائز ہے حدیث میں ارشاد ہوا۔ لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق۔ اگر والدین ترک فرض و واجب کا حکم دیں یا فعل حرام کا امر کریں تو ہرگز اونکی اطاعت نہ کی جائے بلکہ وہ کیا جائے جسے شریعت مطہرہ نے امر فرمایا۔ مگر والدین کو اس حالت میں بھی زجر و توبیخ نکریں بلکہ خوبی کیساتھ اونکی بات کو دفع کردیں اس مختصر بیان سے عمرو کو معلوم ہو سکتا ہے کہ کن مواقع میں زید کی اطاعت کرے اور کن میں نہ کرے یوہیں اس کے والدین کے یہاں بدمذہب آتے ہوں تو عمرو ہرگز اون کی تعظیم و توقیر نہ کرے نہ ان سے مجالست کرے، اور اگر زید کے ساتھ رہ کر عمرو کو معصیت سے اجتناب نہ ہو سکے گا۔ اور زید اس پر بہت ناراض ہوگا تو عمرو علیحدہ ہو جائے اور باپ کی فرماں برداری میں جھوٹ مکاری وغیرہ ہرگز جائز نہیں کہ باپ کو وہیں تک راضی کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) فرائض کا علم فرض اور واجبات کا واجب اور جو چیزیں اسکی ضروریات میں نہ ہوں ان کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ اگر وہاں علماء موجود نہ ہوں تو علم سیکھنے کیلئے باہر جائے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ[1]۔ سوال سے ظاہر ہے کہ وہاں علماء موجود ہیں تو اب اسکو باہر جا کر علم حاصل کرنا کچھ ضرور ہی نہیں اور اگر والدین اس کی خدمت کے محتاج نہ ہوں تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں مگر باہر جانے سے منع کریں تو نہ جائے، اور اگر باپ کی وہ حالت ہے کہ معصیت کرانا چاہتا ہے اور نہ کرے تو ناراض

[1] پ۱۱ س توبہ رکوع ۱۴

ہوتا ہے تو علم سیکھنے کیلئے اس کے پاس سے علیحدگی میں سلامتی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از مقام شہر میرٹھ محلہ پوروہ مرسلہ حافظ محمد سعید اللہ مہتمم مسجد
علمائے دین ومفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ کے کیا فرماتے ہیں۔ زید کی عمرو سے لڑائی ہوئی زید نے کہا کہ میرا نام نہیں جو میں تجھکو اس مسجد سے نکلوادوں۔ تو زید نے موقع پاکر ایک مولوی سے جامع مسجد پر اعلان کروادیا کہ عمرو کہتا ہے کہ بہن بھائی کا نکاح جائز ہے، نعوذ باللہ من ذلک، یہ سنتے ہی شہر میں ایک شور برپا ہوگیا۔ پھر تمام شہر والوں نے تحقیق کی تو وہ سراسر جھوٹا الزام تھا اس حالت میں زید کے اوپر شریعت کیا جرم وسزا اقرار دیتی ہے؟

الجواب:۔ کسی پر جھوٹی تہمت لگانا اور خواہ مخواہ اوسکے ذمہ الزام تراشنا حرام وسخت حرام ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ[1] افترا باندھنا مسلمان کی شان نہیں اور خاصکر ایسا افترا جو اوسکی تکفیر کا مرادف ہے اوس مفتری پر توبہ فرض ہے اور اس مسلمان سے معافی مانگنی لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از موضع ہلدی کلاں ضلع الہ آباد مرسلہ شوکت حسین
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ (الف) کا یہ عقیدہ ہے کہ تقویت الایمان کی تعلیم جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روحی فداہ کی شان میں کھلی گستاخیاں ہیں مثلاً۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ الکامرتبہ خداوندکریم کے سامنے چمار سے بھی کم تر ہے اور وہ تو مرکر مٹی میں ملگئے کوئی نبی اور کوئی ولی کسی کے چاہے کوئی قیامت تک پکارا کرے نہیں سن سکتے اور نہ کوئی امداد کرسکتے ہیں اور جو شخص یہ یقین رکھے کہ کوئی بزرگ میرے لئے خدا کے لائے التعا

[1] پارہ ۱۴، سورۂ نحل رکوع ۲۰۔

کی جناب میں سفارش کرسکتے ہیں تو ایسا یقین والا مشرک ہے۔ حق سمجھتا ہے اور اسکے مصنف کو بڑا بزرگ جانتا ہے اور ایک موقع پر جبکہ ب اور ج حضور روحی فداہ کے غیب کے مسئلہ پر گفتگو کرکے یہ ثابت کرتے تھے کہ حضور کو علم غیب حاصل تھا۔ الف بول اٹھتا ہے کہ اس کا ثبوت کہاں ہے۔ کسی کتاب میں نہیں ہے۔ کیا ایسا شخص مسلمان ہے؟ اور حنفی المذہب عشاق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو امام بنا سکتے ہیں؟ بینوا توجروا عنداللہ اجراً عظیما

الجواب:۔ تقویۃ الایمان جس کتاب کا نام ہے وہ حقیقۃً تفویت الایمان ہے یعنی ایمان کو کھو دینے والی۔ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں نہایت گندے حملے کئے ہیں اس کا مصنف نہایت دریدہ دہن، انبیاء و اولیاء کی شان میں بےباک تھا، یہ کتاب بہت سے کفریات کا مجموعہ ہے آیات و احادیث کے غلط معنی بیان کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے، ایسی کتاب کے موافق عمل کرنا یا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا کھلی گمراہی و بددینی ہے اس کتاب کا ماننے والا وہابی ہے اوس کو امام بنانا بالکل ناجائز و حرام ہے اوس کے پیچھے نماز باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔

مشاجرات صحابہ میں کف لسان کا حکم علمائے کرام نے دیا ہے اس کف لسان سے کیا مطلب ہے۔ زبان سے کچھ کہنا نہیں چاہئے، یا کتابوں میں لکھنا بھی نہیں چاہئے۔ اگر یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں تو پھر جن علمائے کرام نے کہ ان امور کو اپنی مصنفات میں ذکر کیا ہے۔ ان علماء کے متعلق کیا خیال کیا جائے اور ان کی کتابیں قابل دیکھنے یا سند لینے کی قرار دی

جا سکتی ہے یا نہیں ؟

مسئلہ :۔(۲) علمائے متقدمین نے تو برابر اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور وہ کتابیں بیشتر شائع بھی ہوگئی ہیں تو کیا وہ علمائے متقدمین کیلئے جائز تھا۔ اور متاخرین کیلئے ناجائز ؟

مسئلہ (۳) علامہ سعدالدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں ونکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر۔ اس کا کیا مطلب ہے ؟

مسئلہ (۴) مشاجرات صحابہ لکھنے والے علمائے متقدمین و متاخرین فاسق وفاجر و مبتدع کیے جانے کے مستحق ہیں یا نہیں ؟

مسئلہ (۵) جن علماء نے کسی صحابی کے متعلق باغی ومخطی ومبطل کے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ علماء زمرہ اہلسنت میں داخل ہیں یا نہیں؟

مسئلہ (۶) اگر کسی صحابۂ رسول سے کوئی لغزش یا گناہ صادر ہوا تو اس کے متعلق یہ لکھنا جائز ہے یا نہیں کہ فلاں صحابی رسول اس گناہ اور لغزش کے مرتکب ہوئے ؟

مسئلہ (۷) جو عالم اہلسنت وجماعت اپنی مصنفہ کتابوں یا تراجم میں جہاں اس نے مناقب صحابہ کی احادیث جمع کی ہوں اور باوجود اس کے کہ صحابہ کے فضائل و مناقب کی احادیث بھی قابل جرح وقدح رہی ہوں مگر اس عالم نے صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب و فضائل کی احادیث پر جرح وقدح کی ہو اس کے متعلق کیا حکم ہے وہ واجب الاتباع والاقتداء ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا

الجواب (۱) ۔ یہ امر مسلم ہے کہ القلم احد ے اللسانین ۔ یعنی قلم بھی زبان کا ہی حکم رکھتی ہے جس بات کو زبان سے بولنا منع ہے اوسکا لکھنا ممنوع ، اور

جس کا تلفظ جائز اوسکا لکھنا بھی جائز ۔ مشاجرات سے کف لسان کا یہ مطلب ہے کہ اون معاملات سے کوئی قبیح نتیجہ نکال کر لعن وطعن کرنا اور انکو ہدف ملامت بتانا سخت قبیح وحرام ہے اور مذہب اہلسنت سے خروج ، اور علمائے سابقین نے بایں معنی کف لسان ہی کیا ہے ۔ اور اگر کسی نے کسی موقع پر اس کے خلاف کیا ہے تو اونکی غلطی ہوگی ، جو دوسروں کے لئے قابل تقلید نہیں ۔ کیونکہ ایسے امور قابل تقلید نہیں ہوتے کہ جب نصوص قرآنیہ سے ثابت کہ اون میں ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ حسنیٰ فرمالیا ہے ۔ كُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى[۱] اور احادیث صحیحہ سے واضح کہ اونکی شان میں سب وشتم حرام تو ضعیف روایات اور بعض جزئی اختلافات میں حاشیہ آرائی کرکے بغیر مغز سخن تک پہنچے ایسی رائے قائم کرنا جس سے کسی صحابی کی توہین ہوتی ہو اور اونکی شان میں گستاخی ہوتی ہو ہرگز درست نہیں ، ہر مسلم پر لازم ہے کہ جو عقیدہ ومسلک کتب عقائد میں محقق ومبرہن ہو چکا ہے اس کے خلاف قلم فرسائی نکرے ۔ اور کسی عالم نے ایسا کیا ہے تو ان کا تخطیہ صحابہ کرام کے تخطیہ سے آسان ہے کسی ایک عالم کا قول معتبر مان کر جمہور کا خلاف کرنا ہرگز درست نہیں کسی کتاب کے معتبر ہونیکا یہ معنی نہیں کہ اوس میں جو کچھ لکھا ہے سب مسلم ہے یہ شان تو صرف قرآن مجید ہی کی ہے ، ورنہ ہر کتاب میں بعض بعض امور متروک بھی ہوتے ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) مشاجرات سے برا نتیجہ اخذ کرنا نہ متقدمین کیلئے جائز تھا نہ متاخرین کیلئے جائز ۔ اور چونکہ یہ زمانہ ضعف عقیدہ وقلت فہم کا ہے ۔ اس زمانہ میں لوگوں کے سامنے ایسی باتیں پیش کرنا بھی نہیں چاہیئے ، جن سے عقائد خراب ہونیکا احتمال ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱] پ۵ سورہ نساء رکوع ۱۰ ر

الجواب (۳) اس کا مطلب ظاہر ہے کہ جو بات ایسی ہو کہ اس کا ظاہر پہلو اچھا نہ ہو اسے ذکر ہی نہ کریں گے اور اگر ذکر کریں تو اسکا صحیح محمل نکالیں کہ انکی تنقیص شان نہ ہو اور اگر محمل صحیح ذہن میں نہ آتا ہو تو ذکر ہی نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) جن لوگوں نے صحابہ کو سب کیا ہو وہ بے شک مبتدع اور خارج از اہلسنت ہیں اور جنھوں نے محض کوئی ایسا واقعہ بیان کیا ہے جو صحابہ میں باہم پیش آیا ہو اور خود کف لسان کیا ہو تو مبتدع نہیں کہ ذکر روایت شئی دیگر ہے اور مذہب شئی دیگر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۵) اصطلاح شرع میں باغی اسے کہتے ہیں جو امام برحق پر خروج کرے عام از یں کہ یہ خروج فساد کیلئے ہو یا اس نے اپنی رائے میں مخالفت ہی کو حق جانا ہو یوہیں خطا کے معنی بھول چوک کے ہیں۔ قصداً غلطی کرنے کو خطا نہیں کہتے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ رفع عن أمتی الخطاء والنسیان۔ یوہیں بطلان خلاف حق کو کہتے ہیں۔ عام از یں کہ عدول عن الحق قصداً ہو یا بلا قصد مگر چونکہ عرف عام میں یہ الفاظ مقام توہین میں بولے جاتے ہیں لہذا اب کسی صحابی کی شان میں ایسے الفاظ ہرگز استعمال نہ کئے جائیں ؟ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۶) خطائے بزرگاں گرفتن خطاست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۷) اگر روافض کے مقابلہ میں اس نے ایسا کیا ہے کہ انھوں نے احادیث فضائل صحابہ پر جرح کی تھی۔ اس نے جواباً ایسا کیا کہ جرح سے اگر یہ احادیث نامعتبر ہو جائیں تو اس قسم کی جرح حضرت مولیٰ کے فضائل کی حدیثوں پر بھی ہے تو یہ بات قابل مواخذہ نہیں، اور مقصود یہ ہو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کی حدیثیں رد کر کے انکے فضائل ہی سے منحرف ہے تو وہ ہرگز قابل اتباع نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از مقام نبی پور ضلع بھروچ مرسلہ جناب اسمٰعیل ولی بھائی صاحب

جو قاضی علمائے اہلسنت کو علمائے سو اور انکی توہین کرے اور جھگڑالو، فتنہ خور، رخنہ انداز کہتا ہو۔ اور دیوبندی مولویوں کو علمائے حقانی اور اچھے اچھے لقبوں سے یاد کرتا ہو اور وہابی، دیوبندی، بدمذہب، نیچری، اہل ندوہ کے مولویوں کا وعظ کراتا ہو اور سند کرتا ہو، بدمذہبوں کی کتابوں کو اچھی کتابیں کہتا ہو اور حق ہیں، ایسا کہتا ہو ایسے قاضی اور متولی کا کیا حکم شرع سے ہے؟

الجواب: یہ شخص خود بدمذہب وہابی ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو وہابیوں کا ہے اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا اس سے میل جول کرنا اسکے ساتھ کھانا پینا یا دوستانہ تعلقات رکھنا سب ناجائز ہے۔ اسکو بھی وہابیہ کا چیلا سمجھنا چاہئے اور اس سے دور رہنا چاہئے حدیث میں فرمایا ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مرسلہ جناب حافظ عبدالغفور صاحب بنارسی مدرسہ فرقانیہ مومن پورہ ناگپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ خدا ورسول میں جو فرق جانے وہ کافر ہے، خدا وحدہ لاشریک ہے۔ محمد بن عبداللہ بھی وحدہ لاشریک ہیں لہٰذا دریافت طلب امور یہ ہے کہ جس شخص کا ایسا اعتقاد ہو اور اپنی تقریر وتحریر میں بھی مندرجہ بالا الفاظ استعمال کرتا ہو از روئے شریعت ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟ نیز ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ موافق کلام مجید وحدیث شریف کے جواب باصواب سے مستفیض فرمائیں؟ بینوا توجروا

الجواب: زید کا یہ قول کہ اللہ ورسول میں جو فرق جانے کافر ہے۔ اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ معاذاللہ حضور ہی کو خدا بتاتا ہے تو یہ کفر ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقیناً خدا نہیں بلکہ عبداللہ ورسول اللہ ہیں۔ اور سائل نے جو زید کے الفاظ نقل کئے ہیں ان سے یہی معلوم وثابت ہے کہ زید نے اپنے کلام سے ہرگز ایسا ارادہ نہیں کیا ہے کہ وہ تصریح

کرتا ہے کہ محمد بن عبداللہ اور جو ابن عبداللہ کہتا ہو وہ اللہ کیوں کر کہے گا اور اگر اس کلام کا یہ مطلب ہو کہ حضور کا حکم خدا کا حکم ہے اور حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے حضور کا دوست اللہ کا دوست ہے حضور کا دشمن اللہ کا دشمن ہے تو یہ یقیناً صحیح ہے اور جو اس کا انکار کرے کافر ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ؕ[1] اور فرماتا ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ؕ[2] اور فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ؕ[3] وغیرہ ذالک من الآیات اور اس لفظ فرق کا اس معنی میں مستعمل ہونا اہل زبان پر مخفی نہیں، مجھ میں تم میں فرق نہیں یعنی میرا دوست تمھارا دوست ہے میرا دشمن تمھارا دشمن ہے یہ لفظ کمال محبت و مودت کے موقع پر بولا جاتا ہے نہ یہ کہ یہ دو شخص نہ ہوں۔ اور اگر فرق جاننے کا یہ مطلب ہو کہ اللہ پر ایمان لائے اور رسول پر نہ لائے یا بالعکس تو یقیناً کفر ہے اور زید کا قول بالکل صحیح و ایمان ہے اور قرآن مجید بھی ایسی تفریق کو کفر بتاتا ہے فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ[4] بلکہ رسولوں میں تفریق بھی کفر ہے فرماتا ہے لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ[5] حالانکہ ظاہر و بدیہی ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام بہت کثیر ہیں شخص واحد نہیں اسی طرح اللہ و رسول میں فرق کرنا بھی کفر ہے، اللہ تعالیٰ کا وحدہ لاشریک لہ ہونا ظاہر و باہر ہے اور اس وحدہ لاشریک لہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یکتا و بے نظیر پیدا فرمایا اور حضور کو ایسے اوصاف کمالیہ عطا فرمائے کہ اب وہ دوسرے کے لئے نہیں ہو سکتے مثلاً اس نے حضور کو یہ فضل عطا فرمایا کہ سب سے اول حضور ہی کو پیدا فرمایا کہ حضور کے اول ہوتے ہوئے دوسرا اول نہیں ہو سکتا اور حضور کو خاتم النبیین کیا کہ اب حضور کے بعد دوسرا نبی مبعوث نہیں ہو سکتا کہ اگر ایسا ہو تو حضور خاتم النبیین نہ ہوں گے اور یہ بالبداہۃ باطل ہے حضور کو اول شافع

---

[1] پ۲۸ س حشر ع ۴ ۔ [2] پ۵ ۔ س النساء ، ع ۸ ۔ [3] پ۳ س آل عمران ع ۱۱
[4] پ۶ س مائدہ ع ۱ ۔ [5] پ۳ ، س بقرہ ، ع ۸ مصباحی

اول مشفع کیا اب یہ وصف دوسرے کے لئے نہیں ہو سکتا لہٰذا جب ان کمالات میں حضور کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا تو زید نے جو الفاظ کہے ان کے معنی شرعاً صحیح و درست ہیں۔
امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں ۔منزہ عن شریک فی محاسنہ، فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم، بالجملہ زید کے اقوال پر حکم کفر نہیں دیا جا سکتا جبکہ ان کے معنی صحیح ہیں اور قرآن و حدیث کے مخالف نہیں ۔پھر بھی زید کو یہ چاہئے کہ مجمع عوام جس میں بکثرت ایسے لوگ ہوتے ہیں جو دقائق علمیہ کو نہیں سمجھتے ایسے مجمل الفاظ استعمال نہ کرے کہ اس میں لوگوں کی بدعقیدگی یا زید کی طرف سے بدظنی کا مظنہ ہے، البتہ اگر دوران تقریر میں مسئلہ پر پوری روشنی ڈالی اور واضح کرکے سمجھادیا اور نتیجہ میں ایسے الفاظ استعمال کئے اس طرح کہ نہ دوسرے لوگوں کے بدعقیدہ ہونے کا مظنہ باقی رہے نہ زید کی طرف بدعقیدگی کی نسبت کی جاسکے تو زید پر مواخذہ نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ محمد قمر الہدیٰ بہاری از مدرسہ دار العلوم حنفیہ صوفیہ دھامنڈی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں، میں اپنے عقائد کے مطابق شافعی مذہب رکھتا ہوں، عالم کہتے ہیں یہ مذہب ہندوستان کے اندر نہیں ہے یہ وہابیت ہے یہ وہابی مذہب جھوٹا ہے ۔اس سے توبہ کرو جب ہم مسجد میں نماز پڑھنے دیں گے، اسلئے میں تیار ہوا توبہ کرنے پر۔مولانا صاحب نے کہا کہ اس طریقے سے توبہ کرو۔

۱:۔ اسماعیل دہلوی پر دس جوتا مارو اور کافر کہو،

۲:۔ وہابی اور دیوبندی کو کافر کہو اس پر میں نے انکار کیا اور کہا کہ علمائے دین سے فتویٰ لیکر کہوں گا اور میں جاہل ہوں اس پر مولانا صاحب نے کہا کہ جب تک تم اس توبہ کو ان الفاظ سے نہ کروگے جب تک مسجد میں نماز پڑھنے مت آؤ میں نے کہا بہت اچھا۔

۳:۔ اگر وہابی مسجد کے اندر نماز پڑھنے آجائے تو مسجد سے نکال دو

۴:۔ وہابی اور دیوبندی سے جو لوگ ملیں جولیں گے کافر، فاسق، منافق ہوجائیں گے اور ان

لوگوں سے جو لوگ ملیں جولیں گے یہ لوگ بھی کافر، منافق، فاسق ہوجائیں گے، سلسلہ باسلسلہ ہوتے رہیں گے ان سب باتوں کا جواب باصواب قرآن وحدیث، فقہ حنفیہ سے جواب دے کر مشکور فرمائیں، مکرر آنکہ میں جاہل ہوں خلاصہ تحریر جواب سلسلے سے ؟

الجواب :- مذہب شافعی کو غلط و باطل کہنا باطل ہے، حق چار مذہب میں دائر ہے ان میں ایک شافعی مذہب بھی ہے۔ شافعی مذہب کو وہابیت قرار دینا نیری جاہلیت ہے، شافعی حنفی دونوں عقیدے میں متحد ہیں جو کچھ اختلاف ہے عمل میں ہے اور وہابیہ اگرچہ حنفی مذہب رکھتے ہوں سنی نہیں ہیں اور شافعی سنی ہیں۔ شافعی ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہوسکتے ہیں اور انکو منع نہیں کیا جاسکتا اور نہ شافعیت سے توبہ کرائی جاسکتی

۱:- اسماعیل دہلوی وہابیہ کا امام ہے اس نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان وصراط المستقیم و یکروزی وایضاح الحق وغیرہا میں ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے کفر لازم ہے اس کے اقوال کی خباثت دیکھنی ہو تو کوکبۂ شہابیہ دیکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲:- دیوبندیوں نے اپنی کتابوں براہین قاطعہ[۱]، حفظ الایمان[۲]، تحذیر الناس[۳] میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں صریح گستاخی کی اور وہ یقیناً کافر ہیں جو ان کے اقوال خبیثہ پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ کہیں وہ بھی کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳:- اگر ان کو مسجد سے نکال سکتے ہوں تو ضرور نکال دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴:- وہابیوں سے میل جول ناجائز ہے۔ حدیث میں ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا گیا — ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم ان کو دور کرو اس سے دور رہو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں، فتنہ میں نہ ڈال دیں مگر ان سے ملنے والا کافر جب ہی ہوگا کہ انکے اقوال کفریہ پر مطلع ہوکر ان کو مسلمان جانیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[۱] مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی، [۲] مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ [۳] مولوی قاسم نانوتوی۔ ۱۲ مقبلہ

مسئلہ:۔ یہ کہ کوچہ و بازار و شاہراہِ عام پر شہدائے کربلا کی خود ساختہ لاشوں (تربتوں) کے ساتھ جو خواتین اہلبیت کے ہیں آہ و بکا، سینہ کوبی اور برہنہ سری من گڑھت واقعات کا بیان کرنا توہین اہلبیت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ بالکل حرام ہے، شرع مطہر نے نوحہ اور بین سے ممانعت فرمائی اور اس کو فعل جاہلیت قرار دیا۔ پھر اسکو اہلبیت کی طرف نسبت کرنا ان کے پاک دامنوں پر بدنما دھبہ لگانا اور انکی توہین ہے جو ہرگز کسی مسلم کیلئے یہ روا و درست ہو نہیں سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ محمد حبیب اللہ مدرسہ اشرفیہ نظامیہ فتحپور ڈاکخانہ بلور ضلع بھاگلپور

۱:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب زید سے کہا جاتا ہے کہ تم اشرف علی تھانوی و رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی و اسماعیل دہلوی و غنیمت حسین کو کافر کہو تو وہ کہتا ہے کہ ہمارا وہی طریقہ ہے جو اہلسنت کا ہے اور جس کو علمائے اہلسنت کافر کہتے ہوں اسکو میں بھی کافر کہتا ہوں میں کسی خاص شخص کا نام زد کر کے کافر نہیں کہوں گا چونکہ میرے مذکورہ بالا اقرار سے ثواب ہو ہی گیا ہے اسکی ضرورت ہی کیا ہے۔
اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسا کہنے والا کافر ہے یا مسلمان؟ بینوا توجروا

۲:۔ مکرر اینکہ بکر اسمٰعیل دہلوی و اشرف علی تھانوی و خلیل احمد انبیٹھوی و غنیمت حسین کو نہ کافر کہتا ہے اور نہ مسلمان کہتا ہے تو بکر مسلمان رہے گا یا کافر ہو جائے گا؟

الجواب:۔ (۱) زید کو اگر رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی و اشرف علی تھانوی کے کفریات کی اطلاع ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ علمائے اہلسنت نے ان پر حکم کفر دیا ہے اور یہ کہتا ہے کہ علمائے اہلسنت جس کو کافر کہتے ہیں اس کو میں بھی کافر کہتا ہوں اور نام کی تصریح نہ کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جب میں اقرار کر ہی چکا تو نام لینے کی ضرورت نہ رہی جس کا ظاہر مطلب یہی ہے کہ میں ان لوگوں کو کافر جانتا ہوں ایسی صورت میں زید پر الزام نہیں مگر جبکہ زید خود اس امر کا مقر ہے تو اسکو نام زد کر کے کافر کہنے میں تامل نہ ہونا چاہیے۔ واللہ اعلم

۲:۔ اسمٰعیل دہلوی کی نسبت سکوت کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس کی نسبت مشہور ہے کہ اس نے توبہ کرلی ہے مگر اشرف علی وخلیل احمد کی تکفیر سے سکوت کرنا موجبِ کفر ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ: فتحپور ڈاکخانہ سیور ضلع بھاگلپور مرسلہ محمد عیسٰی عفی عنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں

۱:۔ کہ مولوی غنیمت حسین جس نے کہ اقوال کفریہ اشرف علی تھانوی کی تائید میں اور اس کے اسلام ثابت کرنے میں بارہا علمائے اہلسنت سے مناظرہ کیا ہے اور مولوی غنیمت حسین کو اشرف علی ورشید احمد گنگوہی وغیرہ سے حسنِ عقیدت ہے اور اسکو کسی قسم کا اجتناب معاملات دینی ودنیاوی میں اشرف علی تھانوی ورشید احمد گنگوہی وغیرہ سے نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی غنیمت حسین سنی ہیں یا وہابی؟

۲:۔ ایک شخص زید نامی جس کی حالت یہ ہے کہ اس کا باپ اور اس کے گھر کے لوگ مولوی غنیمت حسین مذکور کے معتقد ہیں۔ اور مناظرہ سنی ووہابی میں زید کا باپ مولوی غنیمت حسین کا معین ومددگار تھا اور ایک مناظرہ میں خود زید بھی غنیمت حسین کے شریک تھا اور بعد مناظرہ جب زید سنیوں کے یہاں دوستانہ طور پر آیا تو دورانِ گفتگو میں فخریہ کہنے لگا کہ سنی علماء سے کچھ جواب بن نہ پڑا تو بھاگ گئے۔ زید گو کہ نماز کا عادی نہیں مگر کبھی کبھی غنیمت حسین کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے۔ فاتحہ کی چیز کھانے سے انکار کرتا ہے اور اس کے یہاں مردوں کی نماز غنیمت حسین ہی پڑھایا کرتا ہے۔ تیجہ، سوم وغیرہ نہیں کرتا ہے۔ غنیمت حسین کی آمد ورفت اس کے یہاں برابر ہے غنیمت حسین کی عزت اسکے یہاں علماء کی سی کی جاتی ہے۔ اسکو عالم سمجھتا ہے اور غنیمت حسین سے حسن عقیدت ہے، باوجود ایسا طرز عمل رکھتے ہوئے زید اپنے کو سنی کہتا ہے۔ سنیوں نے زید سے اس کی تصدیق چاہی اور زید سے کہا کہ اگر تمہارا یہ دعوٰی صحیح ہے تو تم اشرف علی تھانوی ورشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھی وغنیمت حسین کو کافر کہو، مگر زید ان لوگوں کو کافر کہنے سے صاف انکار کرتا ہے

اورصرف یہ کہہ کر گلو خلاصی کراتا ہے کہ ہمارا وہی عقیدہ ہے جو اہلسنت کا ہے۔ اسکی کیا ضرورت ہے کہ ہم اشرف علی وغیرہ کو کافر کہیں باوجود بیحد اصرار کے وہ ایک دفعہ بھی اشرف علی وغیرہ کو کافر نہیں کہتا ہے، اور ہمیشہ ہر موقعہ پر اس سے گریز کرتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زید سنی رہا یا وہابی ؟

۲:۔ شریعتِ مطہرہ نے صورتِ مذکورہ میں زید کے جانچ کا (کہ آیا وہ سنی ہے یا وہابی) کیا معیار رکھا ہے ؟

۴:۔ زید اشرف علی وغیرہ کے اقوالِ کفریہ کو کفر مانتا ہے مگر اشرف علی وغیرہ کو کافر نہیں کہتا ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مطابق حکمِ شریعت زید کافر رہا یا مسلمان سنی رہا یا وہابی ؟

۵:۔ اگر کوئی مسلمان کافر کو کافر نہ کہے تو شریعت کا اس کے اوپر کیا حکم ہے ؟

ہر سوال کا جواب نمبر وار مع حوالہ کتب بہت جلد عنایت فرمادیا جائے ؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ ۱:۔ یقیناً یہ شخص وہابی ہے اور فقط وہابی ہی نہیں بلکہ رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی کی طرح یہ بھی کافر و مرتد ہے کہ ان دونوں کے وہ اقوال یقیناً کفر ہیں جن کا حکم علمائے عرب و عجم نے یہ دیا ہے من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲:۔ زید کا طریق عمل صاف اور واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ زید سنی نہیں ہے بلکہ وہابی ہے وہابی عالم کی عالم دین کی طرح تعظیم کرنا، اس کے پیچھے نماز پڑھنا، اس سے نماز جنازہ پڑھوانا، اس سے حسنِ عقیدت رکھنا یہ باتیں سنی میں نہیں ہو سکتیں۔ زید یقیناً وہابی ہے۔ ایسی صورت میں زید کا وہ فقرہ کہ ہمارا وہی عقیدہ ہے جو اہلسنت کا ہے کافی نہیں۔ خصوصاً ایسی صورت میں کہ ان کو کافر کہنے سے صاف انکار کرتا ہے۔ وہ فقرہ بالکل بیکار ہے۔ اگر زید سنی ہوتا تو واقف ہوتے ہوئے یہ افعال نہ کرتا، اگر زید کے نزدیک رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی کافر ہیں تو ان کے کفر کا اقرار کرے

وہ اجمالی بیان ایسی صورت میں کافی نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳:۔ جو شخص جس چیز کی وجہ سے متہم ہے اس کی جانچ بھی اس طریق پر ہونی چاہئے جس سے اطمینان ہوسکے ۔ مثلاً جو شخص رفض کے ساتھ متہم ہو تو صحابہ کرام کے متعلق اسکے عقائد دریافت کئے جائینگے اور اس سے صاف طور پر ان امور کا اظہار کرنا ہوگا جس سے تہمت جاتی رہے اور اگر وہابیت کے ساتھ متہم ہے تو اس کی جانچ اس طرح کی جائے جس سے وہابیت کا الزام دور ہوسکے ۔ کبرائے وہابیہ رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی اشرف علی تھانوی کے متعلق ان کے اقوال پیش کرکے پوچھا جائے اگر صاف طور پر ان لوگوں کے متعلق حکم کفر بیان کردے تسلیم کرلیں اور اسے بری سمجھیں ورنہ بری نہیں ۔ واللہ اعلم

۴:۔ وہابیہ کے اقوال کفریہ جو "حسام الحرمین" میں مذکور ہیں یقیناً کفر ہیں ان کے قائلین کافر ہیں اگر زید کو ان قائلین کے کفر میں شک وتردد ہے تو زید بھی وہابی ہے اور کافر ہے من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵:۔ جس کافر کا کفر قطعی ہو اسے کافر نہ کہنے سے خود کافر ہوجاتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ محمد عبدالسمیع موضع فتحپور ڈاکخانہ سبور ضلع بھاگلپور

نقل استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب زید سے کہا جاتا ہے کہ تم اشرف علی تھانوی ورشید احمد گنگوہی، وخلیل احمد انبیٹھوی کو واسماعیل دہلوی وغنیمت حسین کو کافر کہو تو وہ کہتا ہے کہ ہمارا وہی طریقہ ہے جو اہلسنت کا ہے اور جس کو علمائے اہلسنت کافر کہتے ہیں اسکو میں بھی کافر کہتا ہوں میں کسی خاص شخص کا نام ذکر کرکے نہیں کہوں گا ۔ چونکہ میرے مذکورہ بالا اقرار سے تو سب ہوہی گیا ۔ اس کی ضرورت ہی کیا ہے اب دریافت طلب امر ہے کہ آیا ایسا کہنے والا کافر ہے یا مسلمان ۔ بینوا توجروا

نقل جواب استفتاء

الجواب:۔ زید کو اگر رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی و اشرف علی تھانوی کے کفریات کی اطلاع ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ علمائے اہلسنت نے ان پر حکم کفر دیا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ علمائے اہلسنت جس کو کافر کہتے ہیں اوسکو میں بھی کافر کہتا ہوں اور نام کی تصریح نہ بیان کرنے کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ جب میں اقرار کر ہی چکا تو نام لینے کی ضرورت نہ رہی جس کا ظاہر مطلب یہی ہے کہ میں ان لوگوں کو کافر جانتا ہوں اس صورت میں زید پر الزام نہیں مگر جب کہ زید خود اس اس امر کا مُقر ہے تو اس کو نام زد کر کے کافر کہنے میں تامل نہیں ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضور عالی۔ استفتاء مذکورہ بالا کے جواب مذکورہ بالا سے یہاں کے وہابی صاحبان میں بڑی خوشی پھیلی ہوئی ہے، چونکہ اس منافق طبقہ کو اشرف علی وغیرہ کو کافر کہنے سے گریز کرنے و دام فریب پھیلانے کا اچھا موقعہ مل گیا ہے۔ اب ہر وہابی سنیوں سے اپنا کام نکالنے کے لئے اور بھی انکو سنیوں سے رشتہ داری و تعلقات پیدا کر کے اپنی صحبت کا زہریلا اثر پھیلانے کا اچھا موقعہ مل گیا ہے جو یقیناً اس گروہ وہابیہ کی کھلی فتح ہے۔ چونکہ ان کو اپنے مقصد میں کامیابی کا اب پورا موقعہ مل گیا ہے اور ایک بہت بڑا زبردست روڑا ان کی راہ سے ہٹ گیا ہے۔ وہ کہنے لگے ہیں کہ میں اشرف علی وغیرہ کو کافر نہیں کہونگا۔ میرا یہ کہنا کافی ہے کہ علمائے اہلسنت کافر کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں۔

حضور عالی۔ یہ گروہ وہابیہ، وہابی علماء کو کب خارج از علمائے اہلسنت سمجھتے ہیں جو اس کا صرف مذکورہ بالا اقرار عند الشرع کافی ہوگا اور اس کا یہ مذکورہ بالا اقرار ضروریات دین کے اقرار پر فریب و مکر باطل پردہ نہیں ڈال رہا ہے تو اور

کیا ہے اور پھر یہ کیونکر صحیح ہے کہ ایسا کہنے والے پر الزام نہیں۔ یہ اظہر من الشمس ہے کہ یہ گروہ وہابیہ ہمارے علمائے کرام کو بدعتی ومشرک جانتے ہیں برخلاف اس کے اپنے علماء وہابیہ کو علمائے اہلسنت وحقانی سمجھتے ہیں۔ یہاں کی یہ حالت ہے کہ ہماری برادری دربارہ مذہب دو حصوں میں منقسم ہوگئی ہے برادری کا ایک حصہ علمائے اہلسنت کا پیروکار ومعتقد ہے۔ اور دوسرا حصہ گمراہی میں پڑکر علمائے وہابیہ اشرف علی وغیرہ کا ہم خیال ومعتقد ہے۔ ہم لوگ جب آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں تو جہاں شک رہتا ہے وہاں لڑکا لڑکی اور اسکے والدین وخویش واقارب سے نام زد کرکے یہ اقرار زبانی وتحریری لے لیا کرتے ہیں کہ علمائے وہابیہ اشرف علی تھانوی وغیرہ توہین کنندگانِ اللہ عزوجل ورسول پاک کافر ومرتد ہیں جب کبھی کوئی اس اقرار سے گریز کرتا ہے توالحمدللہ ہم ارباب سنی اس سے کنارہ کش ہوجاتے ہیں اور اس وقت سے اس کو اقرار وہابی سمجھتے وجانتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ گروہ وہابیہ اس اقرار دہی میں بڑی بڑی فریب وچال سے کام لیا کرتے ہیں۔ لیکن جب حضرت مولانا احمد اشرف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا یہ بتلا ہوا کسوٹی ان کے سامنے پیش کردیا جاتا ہے تو پھر ان کا فریب ایک نہیں چلتا۔ بالآخر ان کو یا تو اقرار کرنا پڑتا ہے یا صاف راہ فرار اختیار کرجاتے ہیں۔ لیکن اب استفتاء مذکورہ بالا کے جواب سے اُس بے دین وگمراہ گروہ کو اچھا موقعہ ملا ہے۔ اب اس گروہِ وہابیہ کو بیچارہ غریب سنی بھائیوں کو اُلّو بنانے وٹھگ بنانے کا بہت آسان راستہ مل گیا ہے۔ ضروریاتِ دین کے اس ضروری اقرار لینے کے وقت یہ گروہِ وہابیہ بہت آسانی سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ میرا وہی طریقہ ہے جو علمائے اہلسنت کا ہے جسکو علمائے اہلسنت کافر کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں وہ بس، وہ بھی اب اس اُقرار مذکورہ بالا کو کافی بتلاتے ہوئے دلیل میں حضور کا فتوٰی مذکورہ بالا کا ذکر آیا۔ تو ان کی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ ٹک ٹک دیدم ودم نہ کشیدم

یہاں یہ رنگ دیکھ کر میں ایک نیا استفتاء اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوا حضور کی خدمت عالی میں ارسال کرتا ہوں۔ امید کہ جواب استفتاء سے بہت جلد مطلع فرمائیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر بلاوجہ حضور نے استفتاء مذکورہ ذیل کے جواب میں تاخیر سے کام لیا تو کل قیامت میں تمام ذمہ داری حضور کے سر ہوگی۔ میرا یہ لکھنا بہت سے کافی وجوہ کی بنا پر ہے۔ جس کی تصریح کرنی بخیال طوالت چھوڑتا ہوں۔ برادران سنی میں استفتاء مذکورہ بالا کے جواب سے سراسیمگی و بے چینی و اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی ہے، امید کہ بہت جلد جواب استفتاء مذکورہ ذیل سے ممنون و مشکور فرمائیں و اطمینانِ قلب حاصل ہو و نیز خدشات کماحقہ استیصال ہوجائے

جدید استفتاء بطرز نو

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہٰذا میں کہ جب زید سے کہا جاتا ہے کہ تم ابوجہل ملعون و مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر جانو اور اقرار کرو تو وہ اس کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ میرا وہی طریقہ ہے جو علمائے اہلسنت کا ہے، جس کو علمائے اہلسنت کافر کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں۔ میں نام لے کر مرزا غلام احمد و ابوجہل کو یہ کہ کافر تھا نہیں کہونگا۔ چونکہ میرے اس اقرار سے تو سب ہو ہی گیا۔ تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا عندالشرع زید کا ابوجہل و مرزا غلام احمد قادیانی کو نام لے کر کافر کہنے سے گریز کرنا اقرار مذکورہ بالا کے عذر پر کافی ہوگا اور کیا یہ کہنا شرعًا صحیح ہوگا کہ ایسا کہنے والے پر الزام نہیں اگر عندالشرع اتنا کہنا کافی ہے تو پھر کلمہ طیبہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کے اقرار لینے پر کسی کا یہ کہنا بھی کافی ہونا چاہئے کہ میرا وہی کلمہ ہے جو علمائے اہلسنت کا ہے میں کلمہ طیبہ نہیں پڑھونگا چونکہ میرے مذکورہ بالا اقرار سے تو سب ہو ہی گیا اور پھر ایسوں کے بارے میں یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ایسا کہنے والے پر الزام نہیں"۔ اور پھر یہ کیوں نہیں ٹھیک ہے کہ جب زید سے یہ دریافت کیا

جائے کہ تمھارا عقیدہ دربارہ ذات باری تعالیٰ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن پاک کیا ہے۔ تو وہ یہ کہتا ہے کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی کا ہے (حالانکہ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب قبلہ ایک معلوم و مشہور علمائے اہلسنت میں سے ہیں) میں کسی امور مذکورہ بالا کا اقرار نہیں کردں گا چونکہ میرے مذکورہ بالا اقرار سے تو سب ہو ہی گیا۔ اور پھر ایسے کے بارے میں یہ کہنا صحیح ہوگا کہ "ایسا کہنے والے پر الزام نہیں"۔ اور پھر یہ کیوں نہیں درست ہوگا کہ جب زید سے اشرف علی تھانوی و دیگر علمائے وہابیہ کو کافر کہنے کیلئے کہا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نبی کریم کی شان میں ہر توہین کرنیوالوں کو کافر کہتا ہوں میں نام لے کر اشرف علی وغیرہ کو کافر نہیں کہونگا کیونکہ میرے مذکورہ بالا اقرار سے تو سب ہو ہی گیا اور پھر ایسوں کے بارے میں یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ایسا کہنے والے پر الزام نہیں، اس سے بھی آگے بڑھئے کہ جب زید سے اقرار رسالت کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ جو احکام شریعت ہیں ان کا میں تابع ہوں، میں کسی کی رسالت کا اقرار نام لے کر نہیں کرونگا۔ چونکہ میرے مذکورہ بالا اقرار سے تو سب ہو ہی گیا۔ اور پھر یہ صحیح ہوگا کہ ایسا کہنے والے پر الزام نہیں۔ میرا خیال ہے کہ دنیا میں کلمہ گو کا کوئی ایسا طبقہ نہیں جو نبی کریم کی توہین کو کفر نہیں جانتا ہو، مانتا ہو۔ اور پھر کوئی ایسا نہیں جس کا یہ اقرار نہ ہو کہ نبی کریم کا توہین کرنے والا کافر ہے۔ لیکن جب پوچھئے تو اشرف علی توہین کنندہ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر کافر کہنے سے صاف انکار کرتا ہے تو پھر میرے خیال میں یہ صحیح ہونا چاہئے کہ ایسوں پر کوئی الزام نہیں۔ امید کہ جواب استفتاء ہذا سے بہت جلد مطلع فرمائیں تاکہ الجھن دور ہو۔ بینوا توجروا

الجواب :۔ جو لوگ وہابیت کے ساتھ متہم نہ ہوں اور کبریٰ وہابیہ جنھوں نے کلمات کفر بکے ہیں ان کو کافر جانتے ہوں اور ان کو ایسے الفاظ سے کوئی مکروفریب مقصود نہ ہو اور علمائے اہلسنت سے انھیں علماء کو مراد لیتے ہوں جو حقیقتاً سنی ہیں تو وہ الفاظ

کافی تھے۔ مگر جب کہ یہ الفاظ بطور فریب استعمال کئے گئے اور ان سے مقصود گنگوہی وتھانوی کے کفر پر پردہ ڈالنا ہے اور علمائے اہلسنت سے علمائے وہابیہ کو وہ لوگ مراد لیتے ہیں جن کا ثبوت قرائن سے ہوتا ہے تو جب تک صاف اور صریح لفظوں میں ان وہابیہ مذکورین کی تکفیر نہ کریں جس سے کوئی شبہہ باقی نہ رہے اون کی بات قابل اعتبار نہیں یہ چند الفاظ پہلے فتوی کی توضیح میں تحریر کئے گئے بلاشبہہ محل اشتباہ ہیں جب تک صاف اور صریح بیان نہ دے اجمالی بیان ہرگز کافی نہیں۔ واللہ اعلم

مسئلہ:۔ از ضلع بھاگلپور ڈاک خانہ سیور موضع فتحپور مرسلہ مولوی محمد عیسیٰ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شخصے عبد الحمید نامی ساکن فتحپور ایک ایسے کافر کو جس پر علمائے عرب وعجم وہندوستان نے فتوی تکفیر دے دیا ہو۔ مثلاً اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی وغنیمت حسین وغیرہ توہین کنندگان در بار رسالت کو جناب عبد الحمید صاحب موصوف سوال کرنے پر بھی کافر نہیں کہتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ کفر کا مسئلہ بہت نازک ہے ہم اس بارے میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہیں گے جو بات ہے وہ میرے قلب کے اندر ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک ایسے شخص کو جس پر اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر بالالتزام لازم آتا ہو اور جس پر جمہور فقہائے کرام واصحاب عظام وعلمائے ذوی الاحترام کا فتوی کفر ہوچکا ہو، اسکو اگر کوئی شخص کافر کہنے سے سکوت اختیار کرے تو شریعت مطہرہ کا ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے مطلع فرمایا جائے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ اشرف علی تھانوی ورشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھوی جنھوں نے اللہ ورسول کے جناب میں توہین وگستاخی کی ہے اونکے متعلق علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق حکم کفر دیا اور فرمادیا کہ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے کفر پر مطلع ہوکر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، عبد الحمید کا یہ کہنا

کہ زبان سے کچھ نہیں کہیں گے جو بات ہے وہ قلب کے اندر رہے' یہ عذر نامسموع ہے۔ جو لوگ قطعی کافر ہیں انکے کفر کا اظہار ضروری ہے جب ان کے سامنے وہ کفریات پیش کئے گئے تو صاف طور پر بیان کر دینا ضروری ہے انکو اس اظہار میں تامل ہے، اور کفر میں شک سے تو خود کافر ہو گئے ان کو فوراً توبہ کرنا اور تجدید اسلام کرنا ضروری ہے' ان کی یہ عبارت صاف طور پر یہی بتاتی ہے کہ قلب میں بھی ایسوں کو کافر نہیں جانتے وہ خود کہتے ہیں کہ کفر کا مسئلہ نازک ہے جس کا یہی مطلب ہے کہ توہین کرنے والوں کو کافر نہیں جانتے اور اگر ان کے دل میں اللہ و رسول کی عظمت کا خیال ہوتا تو زبان سے کہنے میں کیا چیز مانع ہے عبدالحمید پر وہی حکم ہے جو علمائے طیبین نے بیان فرمادیا کہ جس کو اس کے کفر میں شک ہے کافر ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ:۔ از پورنیہ موضع بست پور ڈاکخانہ یارہ عیدگاہ

مرسلہ عبداللہ قادری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان اہلسنت مسائل ذیل کی نسبت

۱: مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی کرامت علی جونپوری کے مریدین' معتقدین' متوسلین اور ان کو اپنا رہنما و مقتدا و پیشوا سمجھنے والے ان کو اور ان کی جملہ کتابوں مثل تقویۃ الایمان و صراط مستقیم وغیرہ کرامت و حفظ الایمان وغیرہ کو برحق و ذریعۂ نجات جاننے والے اور ان کی کل تصنیفات کے ساتھ کمال حسن عقیدت رکھنے والے اہلسنت و جماعت سے ہیں یا ان سے خارج' مثل رافضیوں' خارجیوں' دہریہ وغیرہ کے؟

۲: ان کے پیچھے سنیوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟ بصورت ثانی جتنی نمازیں سنیوں نے ان کے پیچھے پڑھی ہیں اُن کا کیا حکم ہے۔ آیا دہرائی جائیگی یا کیا؟

۳: ان کے اور سنی حنفی کے مابین عقد مناکحت درست ہے یا اس سے قطعًا

اجتناب لازم ہے بہ تقدیر ثانی جو عقد قبل ہو چکا ہے اور اس سے اولاد بھی ہو چکی ہیں انکا کیا حکم ہے؟

۳:۔ زید جو عالم ہے کانپور و لکھنؤ میں رہ کر درسیات کی بھی تکمیل کی ہے اور سنی حنفی ہوتے کا مدعی ہے، حضرت مجدد ملت و امام اہلسنت وماحی بدعت مولانا مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کی جانب حسن عقیدت کا بھی سینوں کے سامنے اظہار کرتا ہے پھر باوجود اس کے نمبر اول متذکرہ بالا حضرات کے ساتھ اگر زید اپنی ہمشیرگان اور لڑکیوں اور برادر زادیوں کی شادی کر دے اور ان سے جملہ مراسم یگانگت برتتے ہر شادی وغم میں ایک دوسرے کا شریک رہے اور برابر آمدورفت کرے اور ہر قسم کے موالات کے ساتھ پیش آوے رات دن ان کے ساتھ مثل سینوں کے اختلاط رکھے زید کی عدم موجودگی میں بجائے ان کے جمعہ و پنجگانہ نمازوں میں متذکرہ بالا نمبر اول کے اشخاص میں سے کسی کا امام بن کر نماز پڑھائی اور زید کے ہم مشرب اور عقیدت مند سینوں کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور زید کا ہم عقیدوں کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے باز نہ رکھنا بلکہ بسا اوقات زید کی موجودگی میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہم مشرب ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اس پر کسی قسم کی ناراضگی ظاہر نہ کرنا زید کے سامنے زید کے باپ چچا بھائی اور خویش واقارب جو زید کی طرح سنی حنفی ہیں ان کے پیچھے اکثر نماز پڑھتے ہیں مگر زید کبھی نہیں روکتا ہے۔ ان حالتوں کو دیکھتے ہوئے جب کوئی سنی حنفی زید کی گرفت کرتا ہے تو اس کے جواب میں زید یہ کہتا ہے کہ تم فسادی ہو اور میرے اور ان کے مابین جو تعلقات ہیں ان کو قطع کرنا چاہتے ہو۔ ان حالات مرقومہ بالا کو ملاحظہ کرتے ہوئے ہم غریب کم علم سنی حنفی کو از حد انتشار و پریشانی

ہے کہ آیا ان حالات مذکورہ کی بنا پر ہم زید کو جو عالم بھی کہلاتے ہیں سنی حنفی ہی سمجھتے رہیں اور ان کو اپنا پیشوا تصور کریں، یا وہابی سمجھ کر ان سے کنارہ کشی اختیار کریں ہم غرباء اہلسنت غایت دردمندی کے ساتھ امید کرتے ہیں کہ زید جو بحیثیت ایک عالم کے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے ان کو ایسا کرنا علمائے اہلسنت کے نزدیک جائز ہے یا کیا ان حالتوں کے باوجود زید سنی حنفی کہلانے کا مستحق ہے یا کیا؛ اور ہم کم علم سنیوں کو زید کی نسبت حسن عقیدت رکھنا ہوگا یا کیا؟ امیدوار ہیں کہ بہت جلد جواب سے ہم غریبوں کو تسکین فرمادیں اور آپ حضرات کی مہر اور دستخط سے فتویٰ ضرور مزین ہو؟

الجواب:- ۱:- اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم میں کفریات بکے ہیں جسکی وجہ سے اس پر حکم کفر لازم اور مولوی اشرفعلی تھانوی نے حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح گستاخی و توہین کی جسکی بنا پر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق اسکو کافر بتایا اور یہ فرمادیا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اسکے قول پر مطلع ہوکر اسکے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے لہٰذا جو لوگ انکے اقوال پر مطلع ہوکر انکو اپنا پیشوا جانتے ہیں اور انکی تصنیفات کو ذریعہ نجات جانتے ہیں وہ بھی انہی کے حکم میں ہیں اور یقیناً اہلسنت وجماعت سے خارج ہیں اور رافضیوں اور خارجیوں سے بھی بدتر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲:- انکے پیچھے نماز درست نہیں اور جو نمازیں پڑھی ہیں انکو پھر پڑھنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳:- ان کے اور سنیوں کے مابین عقد مناکحت بھی جائز نہیں حدیث میں ایسوں کے بارے میں فرمایا لاتجالسوھم ولاتواکلوھم ولاتشاربوھم ولاتناکحوھم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴:- زید جب عالم کہلاتا ہے تو ظاہر یہی ہے کہ وہ ضرور ان کے اقوال سے واقف ہوگا اگر باوجود اس کے وہ ان لوگوں سے اس قسم کے تعلقات رکھتا ہے تو وہ انھیں میں سے ہے اس کو ہرگز سنی عالم تصور نہ کیا جائے اور نہ اس کو اپنا پیشوا جانا جائے نہ اس کے ساتھ حسن عقیدت رکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از بھدرک ضلع کٹک مرسلہ مولوی ابو تراب

حضرت غوث الثقلین جناب سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش محفل میلاد النبی کے بعد بیان کی جائے اور قیام کیا جائے۔ یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اسکا مرتکب کیسا ہے اور اگر کوئی قیام بیان پیدائش غوث پاک میں کرے تو روکنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب :- حضور غوث پاک کی ولادت پاک کا بیان کیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں مگر بوقت بیان ولادت قیام نہ کیا جائے کہ یہ عرف مسلمین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان ولادت کیساتھ خاص ہے اگر دیگر بزرگان کیلئے بھی یہی کیا جائیگا تو میلاد شریف کی اہمیت وخصوصیت باقی نہیں رہتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از نگریا سادات ضلع بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے پاس ایک خاکروب آیا اور کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں زید اسکو بلا پس وپیش مسلمان کرلیا۔ لہٰذا زید کا یہ فعل کیسا ہے اور بکر وعمرو نے زید پر اعتراض کیا کہ یہ فعل بہت برا ہے اور زید کے ساتھ ہم کھانا پینا نہیں کریں گے اور دیگر مسلمانوں کو اشتعال دلایا کہ خاکروب کے مسلمان کرنے سے ہندو ہم سے ناخوش ہیں اور ہم کو چیلم تک دینا گوارہ نہیں کرتے۔ دیگر یہ کہ خالد اور حسن نے فخریہ اس نو مسلم سے برف منگوایا۔ اور خود اسکے ساتھ کھایا اور اس کو پان کھلایا اور کہا تم ہمارے بھائی ہوگئے ہم تمہاری ہر قسم کی امداد کریں گے تو بکر وعمرو نے خالد اور حسن سے کہا کہ تم بھی بھنگی ہوگئے تمہارے ساتھ کھانا پینا اور سنگ ساتھ نہیں کریں گے کچھ مسلمانوں نے زید کی امامت پر اعتراض کیا کہ اسکے پیچھے اب نماز ناجائز ہے۔ ہم اسکے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے مسلمانوں میں ایک سخت اشتعال پیدا کردیا ہے وہ لوگ جاہل ہیں مگر سائل ہیں کہ عمرو وبکر اور دیگر مسلمان معترضین کی نسبت کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب :- زید نے اسے مسلمان کیا بہت اچھا کیا حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے لان یھدی بک اللہ رجلا خیر مما طلعت علیہ الشمس - تیرے ذریعے سے اگر خدائے تعالیٰ کسی کو ہدایت کرے وہ تیرے لئے اس سے بھی بہتر ہے کہ ساری دنیا تجھے مل جائے فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز میں مشغول ہو اور ایک کافر اس سے اسلام کی درخواست کرے وہ نماز چھوڑ کر اوسے اسلام کی تلقین کرے - معلوم ہوا کہ تلقین اسلام کس درجہ اہم ہے کہ اسکی وجہ سے نماز توڑنے کی شرعًا اجازت ہے اور کیوں نہ ہو ایمان ہی اصل الاصول ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ اور بنیاد ہے تقویٰ اور عمل صالح سب اسی پر موقوف ہیں ایمان لانیکا حکم قرآن مجید نے کسی کافر قوم اور جماعت کیساتھ مخصوص نہیں رکھا ہے بلکہ ہر فرد انسان مکلف بہ ایمان ہے - قرآن مجید میں بکثرت ایسی آیات ہیں جس سے یہ امر یقینی طور پر واضح اور ثابت ہے بلکہ یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے اور تمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف سلام وتحیۃ کا اجماعی مسئلہ ہے، قرآن مجید کا ارشاد ہے - یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ - اس حکم عام سے کسی قوم یا جماعت کا استثنا نہیں - جو اسلام پیش کرنے کو برا بتاتا ہے وہ یقینًا قرآن وحدیث کے خلاف کہتا ہے اور ایسی چیز کو برا کہتا ہے، جس کو اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اچھا فرمایا ایسے شخص پر لازم ہے کہ تجدید ایمان کریں، اور اپنی عورتوں سے پھر نکاح کریں ان لوگوں نے ہندوؤں کی ناراضی کا خیال کرکے اپنے مسلمان بھائی سے مقاطعہ کا فیصلہ کیا اور اللہ عزوجل کے غضب وناراضی کا خوف نہ کیا اون لوگوں کا یہ دوسرا جرم ہے اس سے بھی توبہ لازم، اور زید سے معافی مانگے جن لوگوں نے اوس نو مسلم کیساتھ کھایا پیا اور مدد کا وعدہ کیا اون کا فعل شرعًا محمود و مستحسن ہے بیشک اونکو یہی کرنا چاہیئے، قرآن مجید میں فرمایا - اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ - سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں جن لوگوں نے اونکو بھنگی کہا توبہ کریں اور ان سے

معافی مانگیں یہ تمام اعتراض کرنے والے اور مخالفت کرنے والے جب تک توبہ نہ کریں اور معافی نہ مانگیں اور جن کے متعلق تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ہے اس حکم کی تعمیل نہ کریں اور اشتعال سے باز نہ آئیں تو اون لوگوں کا خود مقاطعہ کیا جائے اور ان کے ساتھ کھانا پینا سلام و کلام میل وجول سب ترک کردیا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:- از بریلی۔ ۲۲ رجادی الثانی یوم یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہے صرف وہی سنت و جماعت ہے باقی تمام اہل سنت سے خارج ہیں جو امام ابوحنیفہ کے مقلد نہیں۔ لہٰذا علماء سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت پیران پیر غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کے علاوہ اور بزرگ بھی گذرے ہیں جو کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد نہیں دوسرے مذہب کے تھے۔ لہٰذا کیا اس شخص کے کہنے سے حضرت پیرانِ پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر بزرگ اہل سنت وجماعت سے خارج ہوسکتے ہیں اور اگر نہیں ہوسکتے ہیں تو ایسا شخص کس گناہ کا مرتکب ہوتا ہے؟

(۲) درود شریف پڑھنا زیادہ افضل ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر، یا نام آنے پر یہ سن کر انگوٹھے چومنا زیادہ افضل ہے، مہربانی فرما کر مع دستخط و مہر کے جواب مرحمت فرمایا جائے؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) مذہب حق اہل سنت حسب اجماع اہل حق مذاہب اربع حنفیہ شافعیہ مالکیہ حنبلیہ میں منحصر ہے، جو ان چاروں سے خارج ہے گمراہ اور بددین ہے[1]،

---

[1] طحطاوی علی الدر میں ہے۔ علیکم معاشر المومنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ
(بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہمارے اس ملک میں فرقۂ اہلسنت صرف مقلدین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا گروہ ہے[1] حنفیہ کے علاوہ اگر دوسرے لوگ یہاں ہیں تو وہ رافضی ہے یا وہابی غیر مقلد یا دوسرے گمراہ فرقہ کے لوگ ہیں، غالبًا اوس کہنے والے کا یہی مطلب ہوگا کہ اس زمانہ اور اس ملک میں اہلسنت صرف مقلدین امام اعظم ہیں، ورنہ آج بھی دوسری جگہ شافعی بھی ہیں اور مالکی اور حنبلی بھی۔ اور ہماری طرح وہ بھی سنی ہیں یوں ہی زمانہ سابق میں چاروں مذہب کے متبعین ائمہ و اولیاء گذرے ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اگر اوس شخص کا وہی مقصد ہے جس کو سائل نے ذکر کیا کہ سوائے حنفیہ کے دوسرا شخص سنی ہی نہیں۔ تو یہ نری جہالت ہے اور بہت شدید بیہودہ کلمہ ہے اور کھلی ہوئی ائمہ و پیشوایان مذہب کی تضلیل اور اس صورت میں شخص مذکور پر توبہ فرض ہے اور توبہ نہ کرے تو وہ خود گمراہ ہے، ایک بات یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ کسی شخص کا اپنے کو مقلد بتانا اور بظاہر تقلید کا دعوٰی کرنا سنی ہونے کیلئے کافی نہیں ہے، بہتیرے مقلدین ائمہ اربعہ کہلانے والے بھی سنی نہیں بلکہ گمراہ گر اور بدمذہب ہیں، زمانہ سابق میں معتزلہ اپنے کو حنفی کہتے تھے اور تقلید امام اعظم کا دم بھرتے تھے۔ مگر یقینًا وہ سنی نہ تھے بلکہ خود بھی وہ اپنے کو

بقیہ حاشیہ ص۴۸۳ کا:۔ فان نصرۃ اللہ وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتہم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتہم وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی مذاہب اربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمہم اللہ ومن کان خارجًا عن ھذہ الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار اھ ج ۴ ص ۱۵۳۔ واللہ تعالٰی اعلم

[1] بالعموم ایسا ہی ہے، ویسے بعض علاقوں میں مقلدینِ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بھی ہیں، جیسے کیرالا میں۔ واللہ تعالٰی اعلم آل مصطفٰی مصباحی

سنی نہیں کہلاتے تھے۔ اپنا نام "اصحاب العدل والتوحید" رکھتے تھے، اسی طرح اِس زمانے میں بھی بہت سے لوگ اپنے کو حنفی کہتے ہیں مگر وہ سنی نہیں مثلاً وہابیہ کہ باوجود ادعائے حنفیت یقیناً اہلسنت سے خارج بلکہ انہیں اللہ ورسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے یا ایسے کو مسلمان جاننے والے تو مسلمان ہی نہیں، یہی حال دیگر مذاہب کے متبعین کا بھی ہے چنانچہ نجدی اپنے کو حنبلی کہتے ہیں مگر اس سے وہ سنی نہیں ہو سکتے بلکہ یہ لوگ خارج اہلسنت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) درود شریف عمر میں ایک بار فرض اور ہر مجلس میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو ایک بار پڑھنا واجب اور بعض علماء کے نزدیک جتنی مرتبہ نام اقدس لے یا سنے ہر بار واجب ہے۔ مگر اصح یہ ہے کہ ایک بار واجب اور ہر بار مستحب[1] اذان میں نام اقدس سنکر انگوٹھا چومنا مستحب ہے۔ اور دوسرے موقع پر بھی ممانعت نہیں بلکہ یہ ایک قسم کی تعظیم ہے

---

[1] در مختار میں ہے۔ وھی فرض مرۃ واحدۃ اتفاقاً فی العمر، واختلف الطحاوی والکرخی فی وجوبھا علی السامع والذاکر کلما ذکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، والمختار عند الطحاوی تکرارہ ای الوجوب کلما ذکر، ولو اتحد المجلس فی الاصح، والمذھب استحبابہ ای التکرار وعلیہ الفتویٰ والمعتمد من المذھب قول الطحاوی کذا ذکرہ الباقانی۔

علامہ شامی نے محقق ابن ہمام کے حوالہ سے تحریر فرمایا۔

مقتضی الدلیل افتراضھا فی العمر مرۃ وایجابھا کلما ذکر الا ان یتحد المجلس فیستحب التکرار بالتکرار فعلیک بہ اتفقت الاقوال أو اختلفت اھ۔ (ج ۱ ص ۳۸۱ کتاب الصلوۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

آل مصطفیٰ مصباحی

لہذا تنظیم کرنے والا مستحق اجر و ثواب ہے مگر قرآن مجید کی تلاوت یا خطبہ میں نام اقدس سنے تو اس وقت اس کے سننے کی طرف متوجہ رہے اور کوئی حرکت نہ کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:- از پھپھوند ضلع اٹاوہ آستانہ عالیہ صمدیہ جامع مسجد حضرت مولانا الاعظم سید مصباح الحق صاحب۔

کیا فرماتے ہیں علماء ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں۔ زید نے ایک کتاب سیرت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں لکھی ہے اور مدعی ہے کہ کتاب انتہائی تحقیق سے لکھی گئی ہے۔ نیز مدعی ہے کہ وہ صوفی مشرب واہلسنت وجماعت سے ہے۔ اس میں سے اقتباسات ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

(۱) ص۳-۴: حق یہ ہے کہ حضرت ابوالبشر کی اولاد میں ایسے صفات حسنہ مجتمعہ کا انسان ہی پیدا نہیں ہوا؟

(۲) ص۴: یوں تو تمام صحابہ کو افضل ترین خلق بعد الانبیاء اور ان میں عشرہ مبشرہ کو بہترین صحابہ اور ان میں خلفائے اربعہ کو بہترین عشرہ سمجھتا ہوں مگر ان میں جناب امیر المؤمنین حضرت علی مرتضٰے علیہ السلام کو من جہت جامعیت فضائل دینی ودنیوی علمی وعملی وظاہری وباطنی مجازی وحقیقی منفرد الذات اور سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔

(۳) ص۵: ان سے (یعنی شیعہ) اہلسنت وجماعت نے مناظرہ کئے تو مناظرہ کے نشتقق میں اپنے اصل فرض سے ہٹ کر شیعوں کی ضد پر جناب امیر علیہ السلام کی تنقیص کی جرأت کرنے لگے نعوذ باللہ منہا اور ان پر جھوٹ الزامات اور زمانہ خلافت کے فتن وحوادث پر نکتہ چینی کے ساتھ ان حوادث اور فتن کو جناب امیر کی کمزوری خلافت پر محمول کرنا اور انکے مخالفین خصوصًا معاویہ اور

ان کے ساتھیوں اور یزید کے بدفعل کو خالصا لوجہ اللہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا مقتضائے سنیت قرار دے لیا۔

(۴) ص ۲۷۴: جنگ جمل کے متعلق لکھا۔ یہ ایک ایسی لڑائی ہے جس میں غلط رو سے اجتہاد کا برے سے برا پہلو اچھے سے اچھے لوگوں سے ظہور پذیر ہوا۔

(۵) ص ۲۷۷: حضرت امیر معاویہ کی نسبت لکھا.... درحقیقت ان کو جناب امیر و خاندان رسالت سے بغض تھا۔ پھر لکھا جناب امیر آنحضرت کے محبوب ترین اصحاب میں سے تھے۔ اور حضرت نسبت ولایت بھی رکھتے تھے۔ قرابت و محبت و فضل و شجاعت وغیرہ میں اپنے زمانہ میں بے بدل تھے۔ اور آنحضرت کے کمالات ظاہری و باطنی کا بہترین نمونہ اور مرتبہ ولایت محمدی کے حامل۔ ان وجہوں سے یہ ضروری تھا کہ جس طرح آنحضرت کو ابوسفیان نے تکلیفیں پہونچائیں اسی طرح ان کے بیٹے معاویہ آنحضرت کے محبوب و ولد نبوی جناب امیر کو بھی تکلیفیں پہونچائیں۔

(۶) ص ۲۷۹: جو دیرینہ مخالفت معاویہ کو جناب امیر سے تھیں اس میں جذبۂ انتقام نے جو کسی زمانہ میں عرب کا ایک شریفانہ جذبہ سمجھا جاتا تھا۔ بہت کچھ جوش پیدا کردیا مقتولین بدر میں ولید بن عقبہ، عتبہ، حنظلہ بن ابی سفیان جناب امیر کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ ان لوگوں میں سے حنظلہ معاویہ کا بھائی ولید انکا حقیقی ماموں اور عتبہ نانا تھا۔ جو واقعات جناب امیر کی خلافت میں پیش آئے اس میں معاویہ کی خواہش حکومت میں جذبہ انتقام بھی پنہاں تھا۔

(۷) ص ۴۵۶: معاویہ کو مجتہد ماننے کیلئے کوئی دلیل موجود نہیں، ان کے اجتہاد کا دعویٰ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ابن حزم کا ابن ملجم اشقی الاخرین کو قتل جناب امیر میں مجتہد قرار دینا؟

(۸) ص۳۶۹ : معاویہ پکے دنیادار تھے انکا مطمح نظر صرف دنیاوی حکومت تھا۔ اور اس غرض سے انھوں نے کوئی کوتاہی کسی معیوب سے معیوب فعل کے کرنے میں نہیں کی ؟

(۹) ص۳۷۱ : اگر کتب اسماء الرجال بغور دیکھیں جائیں تو معاویہ کے ہمراہ جو چند صحابہ نظر آئیں گے وہ عمرو بن العاص ۔ نعمان بن بشیر۔ مسلیمہ بن مخلد کے مثل مسلمین فتح مکہ میں سے نظر آئیں گے، جن پر صاحب فتح مغیث کی تاریخ کے مطابق صحابی کا اطلاق نہیں ہوسکتا ؟

(۱۰) ص۳۷۹ : امام شافعی بعض صحابہ سے اس قدر بداعتقاد تھے کہ ان کی شہادت قابل قبول نہ سمجھتے تھے، اسی وجہ سے اپنے شاگرد ربیع سے فرمایا کہ چار صحابہ کی روایت مقبول نہیں عمرو بن العاص، مغیرہ ابن شعبہ، زیاد، معاویہ

(۱۱) ص۳۸۱ : آنحضرت نے لفظ صحابی سے ہرگز وہ معنی مراد نہیں لئے جو عام طور سے سمجھے جاتے ہیں، ہم اپنی اس بحث کو ایک مثال سے واضح کر دینا چاہتے ہیں ۔ ایک موقعہ پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت خالد بن ولید سے کسی بات پر تکرار ہوئی آنحضرت کو جب اس کی خبر ہوئی تو آنحضرت نے حضرت خالد سے ارشاد فرمایا کہ اے خالد تم میرے صحابہ کی برابری نہیں کر سکتے ۔ صحیح مسلم میں ہے کہ اے خالد میرے اصحاب کو برا مت کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے گا تب بھی ان کی برابری نہ کر سکے گا ۔ اب اگر صحابی کی وہ تعریف رکھی جائے جو عوام میں شائع ورائج ہے ۔ تو پھر یہ حدیث بلا معنی ہوئی جاتی ہے ۔ اس لئے کہ عام تعریف کے مطابق حضرت خالد پر لفظ صحابی کا اطلاق قطعاً ہوسکتا ہے پھر آنحضرت نے حضرت خالد سے یہ کیوں ارشاد فرمایا کہ تم میرے صحابہ کی برابری نہیں کر سکتے ۔ لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت

نے لفظ صحابہ سے ایک خاص گروہ مراد لیا ہے۔ جن میں حضرت خالد کی سی شخصیت کا بھی گذر نہ تھا۔ تو پھر ہم کو دوسری احادیث میں بھی اسی محدود معنی میں استعمال کرنا ہوگا اس کے خلاف کوئی تاویل غلط ہوگی۔ ظاہر ہے کہ جب آنحضرت نے حضرت خالد کو گروہ صحابہ میں نہیں لیا تو پھر یہ کہنا کہ معاویہ اور ان کے رفقاء یا متبعین لفظ صحابہ میں آسکتے ہیں صریح زیادتی ہے۔

(۱۲) ص ۳۵۹: خود یہ دلیل کہ معاویہ صحابی تھے واقعی کوئی دلیل ان کی برأت کی نہیں ہوسکتی اس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ کوئی دلیل ان کی برأت کی موجود نہیں۔ مذہبی نقطہ نظر سے کسی کو ساکت کرنا کوئی دلیل نہیں ہوا کرتی نہ ایسے دلائل کی کمزوری صاحبانِ نظر سے مخفی رکھی جاسکتی ہے؟

(۱۳) ص ۳۸۴: جب نوبت اس کی پہونچ جائے کہ بحث میں نہ جائے دلائل پیش کرنے کے۔ عقیدہ خوف واعیدا ور دیگر احساسات پر بھروسہ ہونے لگے تو پھر ایسی بحث کا کیا ٹھکانہ۔ بہ الفاظ دیگر اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاویہ کے متعلق کوئی دلیل تو ہمارے پاس نہیں ہے مگر تم کو ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مستحق جہنم ہوئے جاتے ہو اس لئے ڈرو اور ڈر کر سکوت اختیار کرو۔ اس قسم کی حجت یا دلیل از قسم خطابیات ہے نہ بُرہانیات، ایسی لایعنی دلیل پر اکتفا کرنا اتیان حجت سے عجز کی دلیل ہے؟

(۱۴) ص ۳۹۱: ان واقعات و حالات کی بنا پر اگر معاویہ سے اظہار نفرت کیا جاتا ہے جیسا کہ وحشی قاتلِ حمزہ سے آنحضرت کا اظہار نفرت ثابت ہے پھر لکھا کہ جب آنحضرت ایسی بے مثل ذات کے قلب اقدس نے اسکو گوارہ نہ کیا تو پھر عوام معاویہ کی طرف سے بمقابلہ جناب امیر و جناب امام حسن علیہما السلام اظہار نفرت کیوں مطعون سمجھے جاتے ہیں؟

(۱۵) ص۳۹۲ : حضرت معاویہ کو لکھا۔ کہ بدن میں چربی بہت بڑھ گئی تھی شراب کا شغل بھی جاری رہتا تھا ؟

(۱۶) ص۳۹۲ : معتبر تاریخیں ان کے مصائب سے بھری ہوئی ہیں غرض کہ معاویہ کی دنیا طلبی نے دین چھوڑا کر تمام رعایا کو دنیاوی خواہشات و معاصی میں مبتلا کر دیا مسلمانوں کو ان کے جعل سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے اور ان سے پناہ مانگنا چاہیئے۔ ذلك هدى الله يهدى به من يشاء من عباده ومن يضلل الله فماله من هاد۔

(۱۷) ص۴۶۷ : آج تک بہت سے حضرات بوجہ حب معاویہ و بغض جناب امیر اس خطا میں معاویہ کو مجتہد مانتے چلے آرہے ہیں اور اس آیت شریفہ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً[1] کا مصداق بن رہے ہیں۔ فنعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد والقول وھو۔ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ[2]، فلا قوۃ الا باللہ ولا حول وھو علیم بنیات النواصب والحرور۔

(۱۸) ص۴۷۰ : وراثت کے اصول سے آنحضرت کی دنیاوی خلافت کا استحقاق حقیقتاً نہ حضرت ابوبکر کو حاصل تھا۔ نہ جناب امیر کو۔ از روئے استحقاق سب سے اول حق حضرت شاہ امام حسن کا تھا۔ ان کے بعد حضرت حسین کا، اسکے بعد پھر ان کی اولاد کا عرب کے لئے بلاشبہ سب سے بہتر یہی اصول تھا۔ اگر کیا جاتا ؟

(۱۹) ص۴۰۲ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق اگر کچھ کہا جا سکتا ہے تو یہ کہ فدک کے معاملہ میں ان سے خطائے اجتہادی سرزد ہوئی وہ مجتہد تھے معصوم نہیں تھے ، اور المجتہد قد یخطی وقد یصیب۔

[1] پارہ ۲۵ سورہ الجاثیہ رکوع ۱۹ [2] پارہ ۲۴ س المؤمن ع ۶

مخبر صادق کا ارشاد ہے، حضرت ابوبکر نے نص قرآنی میں یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ[1] کے مقابلہ میں حدیث ماترکتہ الاصدقۃ پر عمل کیا؟

یہ مُشتے نمونہ از خروارے ہے لہٰذا مصنف کا یہ دعوٰی کہ صوفی وسنّی ہے قابل قبول ہے یا نہیں؟ عمرو کہتا ہے کہ کتاب ہذا میں جو کچھ لکھا ہے مطابق اہلسنت وارشادات سلف صالح امت ہے یہ کہنا صحیح ہے یا غلط اور اس کتاب کو صحیح کہنے والے اور اچھا جاننے والے کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: سوال میں زید کے جو کچھ اقوال مذکور ہیں ان سے زید کا صوفی مشرب ہونا درکنار وہ سنّی بھی نہیں ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لکھنے کے مطابق غالی رافضی ہے۔ بلکہ بعض باتیں تو ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کے قلم سے نہیں نکل سکتیں اسکے پہلے قول سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو انبیاء پر فضیلت دیتا ہے جو یقیناً کفر ہے۔ دوسرا قول خود پہلے قول کے مناقض ہونے کے باوجود عقیدہ اہلسنت کا مخالف ہے کہ تفضیل الشیخین حضرات اہلسنت کا متفق علیہا عقیدہ ہے۔ اور زید اس کے خلاف حضرت مولٰی کو شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہ پر فضیلت دیتا ہے۔ ۳ محض افتراء ہے اہلسنت نے ہرگز مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تنقیص نہ کی ہے۔ نہ اسے جائز جانتے ہیں کسی خارجی نے سنیت کے نام پر کہیں ایسا کیا ہو تو اسے اہلسنت کا فعل نہیں قرار دے سکتے۔ البتہ زید خود امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر طعن کرکے اپنا رافضی ہونا ثابت کرتا ہے۔ ۴، ۵ میں بھی کھلا ہوا طعن موجود ہے۔ خصوصاً یہ کہنا کہ ان کو خاندانِ رسالت سے بغض تھا مصنف کی صریح بدگمانی پر دلیل ہے۔ ان بعض الظن اثم میں داخل ہے۔ یہ وہی مقولہ ہے جو ہمیشہ سے رافضی کہا کرتے ہیں سنّی بنکر مصنف نے اپنا عقیدہ رفض ظاہر کیا ۶ بلا دلیل محض اپنی بدگمانی کی

[1] القرآن ۴/ ۱۱ نسارع ۱۳

بناپر الزام قائم کرنا صحیح ہو تو یہ بات صحیح ہو سکتی ہے۔ دوسروں سے برہان قطعی کا مطالبہ اور خود وہمیات پر دلائل مبنی کرنا مصنف کی سراسر زیادتی ہے۔ ۸ صحیح بخاری دیکھو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد پڑھو معلوم ہو جائیگا کہ وہ مجتہد تھے، اس سے بڑھکر اجتہاد کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ صحابہ وتابعین نے انھیں مجتہد تسلیم کیا۔ ۹ وہ معاذاللہ بقول زید ہر قسم کے عیوب میں ملوث تھے باوجود اس کے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکی خلافت وحکومت تسلیم کی یہ صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن نہیں بلکہ مدعی محبت اہلبیت کرام پر بھی طعن کر رہا ہے۔ ۱۰ اگر زید کا قول صحیح بھی ہو تو کیا مسلمین فتح مکہ مسلم نہ تھے انکا اسلام شرعاً معتبر نہ تھا، آج تیرہ سو برس بعد والے مدعیان اسلام ان مسلمانوں کے اسلام پر طعن کریں جنھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اسلام قبول کیا غزوات کئے شرف صحبت سے مستفیض رہے قرآن مجید پڑھئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمین فتح مکہ کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ[1] اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو دو قسم پر منقسم فرمایا مؤمنین قبل فتح اور بعد فتح اور اول کو دوم پر فضیلت دی پھر یہ بھی فرمادیا کہ دونوں کے ساتھ اس نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اس کے ساتھ یہ جملہ بھی فرمایا واللہ بما تعملون خبیر جس سے تنبیہ کی جارہی ہے کہ ان سے کسی عمل کا صادر ہونا مانع وعدہ الٰہیہ نہیں ہے۔ اب قرآن ہی میں دیکھئے کہ جن کیلئے وعدہ حسنیٰ ہے ان کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ

[1] پارہ ۲۷، سورہ حدید رکوع ۱۷

اَنۡفُسُھُمۡ خٰلِدُوۡنَ[۱] ۔ دونوں آیتوں کو ملاکر نتیجہ نکالئے معلوم ہو جائے گا کہ یہ طعن کرنے والا کیا کہتا ہے ۔ اور اس کا کیا حکم ہے اگر کسی نے صحابہ کی ایسی تعریف کی کہ جس سے بعض صحابہ خارج ہو جائیں ، تو اس کی بات کہاں تک معتبر ہو سکتی ہے جب کہ خود حدیث میں خیر القرون یا من رأنی وغیرہا الفاظ موجود ہیں ، یوں تو روافض خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تضلیل و تفسیق بلکہ معاذ اللہ تکفیر تک کرتے ہیں ۔ تو کیا ان کا محض کہدینا کوئی حجت ہو سکتا ہے ، اگر اس قسم کے لغویات کا نام استدلال ہو تو دین ہی کو خیر باد کہنا ہوگا ۔ نیز یہ عجب منطق ہے کہاں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زمانہ اور کہاں صحابہ کرام کا زمانہ ، تاریخ کے فدائی کو یہ بھی نہ سوجھا کہ امام شافعی کے زمانہ میں صحابہ تھے ہی کہاں جو شہادت دیتے ، اور امام شافعی انھیں نامقبول فرماتے ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحابہ مذکورین کی روایت کا نامعتبر ہونا بھی بالکل افتراء ہے

۱۱ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں خالد بن ولید وعبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بالکل ذکر ہی نہیں ، اور ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے شعبہ اور وکیع نے جو روایت کی اس میں بھی خالد ابن ولید وعبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر نہیں خود صحیح مسلم میں ہے ۔ ولیس فی حدیث شعبۃ ووکیع ذکر عبد الرحمٰن بن عوف وخالد بن ولید ۔ پھر اس حدیث کے ترجمہ میں اے خالد کا لفظ ذکر کرنا صریح تحریف وزیادتی ہے ۔ حدیث میں یا خالد نہیں ہے بلکہ حضور کا ارشاد لاتسبوا سے شروع ہوتا ہے ۔ پھر اگر اس حدیث سے ثابت ہوا تو فقط اتنا کہ حضرت خالد کو صحابہ کے برا کہنے سے منع کیا جاتا ہے نہ یہ کہ حضرت خالد صحابی نہ تھے ۔ کیا ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی بدگوئی

[۱] پارہ ۱۷، سورہ انبیاء، رکوع ۷،

سے منع کیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ جس کو منع کیا جاتا ہے وہ مسلمان نہیں۔ اگر یہ استدلال صحیح ہو تو صرف یہی صحابہ نہیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ کی صحابیت سے انکار لازم آئے گا۔ صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین کچھ مناقشہ ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے معافی چاہی، انھوں نے معاف نہ کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ندامت ہوئی اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر گئے، ان کو نہ پایا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضرت ابوبکر سے معافی مانگیں اور صفائی ہو جائے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ عن ابی الدرداء قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ اقبل ابوبکر اخذاً بطرف ثوبہ حتی ابد عن رکبتیہ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واما صاحبکم فقد غامر فسلّم فقال انی کان بینی وبین ابن الخطاب شیئٌ فاسرعتُ الیہ ثم ندمت فسئلتہ ان یغفرلی فابیٰ علیَّ ذالک، فاقبلتُ الیک فقال یغفر اللہ لک یا ابابکر ثلثا ثم ان عمر ندم فأتی منزل ابی بکر فسال أثَمَّ ابوبکر قالوا لا فأتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجعل وجہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتمعّر حتی اشفق ابوبکر فجثا علی رکبتیہ فقال یارسول اللہ، واللہ انا کنت اظلم مرتین فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبتَ۔ قال ابوبکر صدقتَ وواسانی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکوا لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدھا[1]

اس حدیث میں حضور نے تمام گروہ صحابہ کے مقابلہ میں صرف حضرت ابوبکر کو اپنا صاحب فرمایا۔ تو جس طرح حضرت عمر وغیرہ باوجود اس ارشاد کے

---

[1] بخاری شریف ج ۱ ص ۵۱۷۔ باب مناقب المہاجرین۔ مصباحی

صحابہ سے خارج نہیں حضرت خالد وغیرہ کو کیونکر صحابہ سے خارج کیا جاسکتا ہے پھر اگر کسی قرینہ کی بنا پر اس حدیث میں لفظ اصحابی کسی مخصوص گروہ میں مستعمل ہو تو اس سے کب لازم آتا ہے کہ دوسری جگہ اگرچہ قرینہ نہ ہو تخصیص کی جائے۔ اگر تخصیص کا یہی قاعدہ رہے تو تمام اصول و فروع درہم برہم ہو جائیں گے۔ امام بخاری اپنی صحیح میں صحابی کی تعریف فرماتے ہیں۔ ومن صحب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او راٰہ من المسلمین فھو من اصحابہ، لہٰذا حضرت خالد و امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً صحابہ میں سے ہیں۔ مہمل تاویلات سے انکی صحابیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے متعلق فرماتے ہیں۔ فانہ قد صحب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بخاری شریف کی روایت ہے اس سے زیادہ اصحابیت کا کیا ثبوت چاہیئے ہاں یہ مسلم ہے کہ جو صحابہ کرام قبل فتح مکہ مشرف باسلام ہوئے وہ بعد والوں سے افضل ہیں مگر فتح مکہ میں ایمان لانا باعث طعن نہیں بلکہ وہ بھی ان بشارتوں کے مستحق ہیں۔ جو قرآن و حدیث میں صحابہ کیلئے وارد ہیں۔

۱۲ نری مہمل و بیہودہ بات ہے کہ یہ کوئی دلیل نہیں آخر دلیل کس کو کہتے ہیں پھر یہ کہنا کہ مذہبی نقطہ نظر سے ساکت کر دینا دلیل نہیں ہوا کرتی یہ اُس قائل کا مذہب پر شدید حملہ ہے یعنی مذہبی باتیں قابل اعتبار و اعتقاد نہیں نہ وہ دلائل سے ثابت ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک

۱۳ یہ کلام بھی مہمل ہے جس کے نزدیک عقیدہ کوئی چیز نہ ہو اور وہ مقام استدلال میں پیش ہی نہ کیا جا سکے۔ تو اس کی گمراہی میں کیا شک ہے عقیدہ پیش کرنے کا حاصل یہ بتانا کہ اس امر پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ عقیدہ لغو چیز ہے، جس کے خلاف یکر دلائل قائم ہیں

پھر یہ کہ اسکو از قسم خطابیات قرار دیکر لایعنی بتایا۔ قائل کو یہ بھی پتہ نہیں کہ خطابیات کسے کہتے ہیں۔ اور برہانیات کیا ہیں کیا جو دلائل از قسم برہانیات نہیں ہیں وہ لایعنی ہیں اور خود جن چیزوں سے استدلال کرتا ہے صرف وہ معترضین کے مہمل اقوال ہیں جن میں بیشتر حصہ مرفوعات کا ہے۔ یہ تو براہین ہوں اور جو امور آیات واحادیث سے ثابت ہوں وہ اس کے نزدیک لایعنی۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۱۴ کیا حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ اور جب وہ مشرف باسلام ہوئے تو جو کچھ انھوں نے زمانہ کفر میں کیا۔ وہ معاف نہ ہوا۔ آیتہ کریمہ والذین یدعون مع اللہ الٰہا آخر۔ سے کیا یہ ثابت نہیں کہ توبہ کے بعد مؤاخذہ نہیں۔ پھر اظہار نفرت کی نسبت کتنی سخت لغویات ہے۔ صرف بات اتنی تھی کہ حضرت وحشی کو دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حمزہ رضی تعالیٰ عنہ کا خیال آتا۔ اوران کی یاد سے غم پیدا ہوتا۔ اس لئے حضور نے ان کو حکم دیا کہ تم کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ اسکو اظہار نفرت سے تعبیر کرنا سراسر غلطی ہے۔

۱۵ اس کا یہ جواب کافی ہے۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ افترار کرنا مؤمن کا کام نہیں۔

۱۶ وہ کونسی معتبر تاریخیں ایسی ہیں جو احادیث وائمہ دین کے اقوال کے مقابل میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اوران تاریخی روایات کو اتنی اہمیت دی جاسکتی ہے کہ ان کی وجہ سے اقوال ائمہ بلکہ احادیث کو رد کردیا جائے۔ انھیں بے سروپا باتوں کو برہان کہا جاتا ہے جن کے لئے نہ کوئی سند ہے نہ ثبوت۔ ۱۷ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجتہد کہنا اس قائل

کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض کی بنا پر ہے، یعنی معاذ اللہ تمام اہلسنت اس کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اسلئے صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فاصاب انہ فقیہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ ارشاد صاف واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ مجتہد تھے کیونکہ اصطلاح قدماء میں لفظ فقیہ غیر مجتہد کیلئے نہیں بولا جاتا۔ جیسا کہ کتب اصول فقہ وفقہ میں اس کی تصریح موجود ہے، اب اس کہنے والے سے کوئی پوچھے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیلئے اس کا کیا فتویٰ ہے۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔ واما معاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو من العدول الفضلاء والصحابۃ النجباء واما الحروب التی جرت فکانت لکل طائفۃ شبھۃ اعتقدت تصویب انفسھا بسببھا وکلھم عدول ومتأولون فی حروبھم وغیرھا ولم یخرج شئی من ذالک احداً منھم من العدالۃ لانھم مجتھدون اختلفوا فی مسائل من محل الاجتھاد کما یختلف المجتھدون بعدھم فی مسائل من الدماء وغیرھا ولا یلزم من ذالک نقص احد منھم"[1]

یہ ائمہ جو مجتہد ہونے کی تصریح کرتے ہیں معاذ اللہ اس شخص کے نزدیک دشمنان اہلبیت ہی ایسا قول کرے گا۔ مگر رافضی کہ اس قسم کے افتراء کے عادی نہیں ہے۔

۱۵ ا اولاً صرف اس نے ابوبکر کیلئے دنیاوی خلافت بتائی جو کسی سنی کا

---

[1] نووی شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲ کتاب فضائل الصحابہ۔ مصباحی

قول نہیں ہوسکتا۔ ثانیاً خلافت کوئی مال نہیں جس میں وراثت جاری ہو اور اگر وراثت ہی کے اصول پر خلافت ہوتی تو حضرت امام حسین کیونکر وارث تھے۔ وارث حضرت فاطمہ تھیں جو ذوالفروض سے ہیں یا حضرت عباس تھے جو عصبہ تھے نہ کہ حضرت امام حسن کہ ذوی الارحام میں تھے اور اگر خلافت میں وراثت ہی جاری ہو اور ذوی الارحام کا حق ہو تو حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں ہی ایک ساتھ مستحق ہوں گے نہ کہ یکے بعد دیگرے اور دونوں حضرات کا بیک وقت خلیفہ ہونا جن قبائح پر مشتمل ہوگا وہ اہل نظر پر مخفی نہیں، اس شخص نے تو روافض سے بھی اپنا نمبر بڑھا دیا کہ وہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حقدار بتاتے ہیں اس نے حضرت امام حسین کو ایکدم محروم کردیا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

۱۹ المجتہد قد یخطی الخ کو حدیث بتانا نادانی ہے اور حدیث ماترکنا الخ کو آیت یوصیکم اللہ کے معارض و مقابل بتانا جہالت ہے، وقف وصدقہ میں کہیں وراثت جاری ہوتی ہے اور جب ایسا نہیں تو اس مسئلہ میں خطا بتانا قائل کی سخت غلطی ہے اور یہ وہی ہے جو روافض کہا کرتے ہیں بالجملہ ان اقوال مذکورہ کا قائل ہرگز سنی نہیں بلکہ وہ رافضی تبرائی ہے اگرچہ وہ اپنے کو سنی کہتا ہو۔ بلکہ یہ اس کا تقیہ ہے کہ ایسے اقوال خبیثہ بکنے کے بعد وہ اظہار سنیت کرتا ہے۔ جو اس کے ان اقوال پر مطلع ہوکر تاب کو اچھا بتائے وہ اسی کے حکم میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مرسلہ محمد خلیل احمد صاحب محلہ ڈکیا ۲۵/۱۴ الف بنارس

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص قوم و برادری کے چودھری سردار ہیں لیکن ان کے افعال یہ ہیں کہ کھلم کھلا سر بازار

تاڑی وشراب پیتے ہیں کئی بار زنا کرتے ہوئے پائے گئے ابھی بالکل حال کا واقعہ ہے کہ زنا کرتے ہوئے لوگوں نے گرفتار کیا ہے اس کے قبل کتنی مرتبہ قوم و برادری کے لوگوں نے ان کو سمجھایا کہ ایسا فعل نہ کرو کیونکہ ہم لوگوں کو شرمندگی ہوتی ہے لیکن اسکا کچھ اثر نہ ہوا حتی کہ آخری بار اس حیلہ کیسا تھا انکار کیا کہ شراب نوشی کے ترک سے ہماری تندرستی خراب ہوجائے گی اور جب نماز کیلئے کہا گیا تو صاف لفظوں میں جواب دیا کہ جو شخص نماز پڑھے گا وہ اپنے لئے پڑھے گا۔ اس سے بھی انکار ہی معلوم ہوتا ہے۔

اب علماء کرام سے بصد ادب التجا ہے کہ حالات مذکورہ بالا میں ہم اہل برادری ان کی برادرانہ اتباع کرسکتے ہیں یا ان سے قطع تعلق کرنا چاہئے اور جو لوگ ایسے شخص کی اتباع کریں وہ قابل مواخذہ عنداللہ ہوں گے یا نہیں ؟ مکرر استدعا ہے کہ جواب مع دلیل و نقل عبارت ارقام فرمادیں مشکور ہوں گے۔ وعنداللہ ماجور ہوں گے ؟

الجواب :۔ جب وہ شخص زانی وشراب خور و تارک نماز ہے تو بلاشبہ فاسق و فاجر ہے ایسے شخص کو قوم کا چودھری وسردار بنانا ناجائز ہے کہ چودھری کا عہدہ اعزازی عہدہ ہے اور فاسق کی توہین شرعاً واجب ہے غنیہ شرح منیہ میں امامت فاسق کے متعلق تحریر فرمایا۔ فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا، بعینہ یہی بات چودھری بنانے میں ہے ایسا شخص اس کا مستحق ہے کہ مسلمان اس سے میل جول ترک کردیں جب تک ان حرکات سے باز نہ آئے اس کو برادری سے علاحدہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ اور فرماتا ہے۔ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔مرسلہ محمد حبیب اللہ خاں سفیر انجمن اجرار مکاتب (گورکھپور)
۱۶ ر جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ معرفت پوسٹ ماسٹر بھٹنی ضلع گورکھپور

یہ تحریر خواب ایک عاشق رسول کی ہے جو چیف انجنیر ساسا موساملی ضلع سارن کے وہاں خانساماں ہے مولانا اشرف علی صاحب نے گول جواب دیا ہے۔ اسلئے آپ کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں مفصل پڑھکر تعبیر تحریر فرمائیے ورنہ جس شخص کی خدمت میں روانہ کرنیکو فرمائیے روانہ کردیا جائے۔؟ (نقل تحریر جو کہ ابتداءً مولوی اشرف علی کے نام بھیجی گئی تھی)
مجمع اوصاف جناب مولانا مرشدنا حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب دام ظلہ العالی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ مزاج شریف گذارش خدمت یہ ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی مفصل کیفیت ذیل میں درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اسکی تعبیر جو قرآن واحادیث کے مطابق ہو تحریر فرمایا جاوے۔ مجھکو ایک اچھے آدمی نے بتلایا کہ تم درود شریف کثرت سے پڑھا کرو میں ان کے بتانے پر درود شریف کثرت سے پڑھنا شروع کیا مگر بعض بعض دن ناغہ بھی ہوگیا۔

جس شخص نے مجھکو درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا انھوں نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس درود شریف کی فضیلت سے تم آنحضرت صلعم کو خواب میں دیکھو گے میں برابر درود شریف پڑھتا رہا مگر حضور صلعم کو خواب میں نہیں دیکھا۔ امسال بعد رمضان کا واقعہ ہے کہ میری طبیعت کچھ علیل ہوگئی تھی جس کی وجہ سے میری ایک ہفتہ کی نماز و درود شریف وغیرہ قضا ہوگئی تھی، اور میرا جسم بھی پاک وصاف نہیں تھا۔ ایسی حالت میں میں نے حضور صلعم کو خواب میں دیکھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ۔

میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چند آدمی قبر میں دفن کررہے ہیں جس میں دو لڑکے بھی ہیں لڑکوں کی عمر اندازاً ۱۱۔۱۲ برس ہے اور لباس لڑکوں کا یہ ہے کہ پائجامہ و اچکن سر پر گول ٹوپی۔ میں نے بھی ہاتھ میں مٹی لیا اور اپنے دل میں ارادہ کیا کہ یہ لوگ یہاں سے ہٹ جاویں تو میں حضور صلعم کے چہرہ مبارک کو دیکھوں میرے دل میں یہ ارادہ ہونے ہی کے ساتھ وہ لوگ وہاں سے پیچھے ہٹ گئے جب ہم یہ دعا، بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ پڑھکر مٹی دینا چاہا تو پھر میرے دل میں خیال ہوا کہ میں تو حضور صلعم کو مٹی دے رہا ہوں یہ دعا کیوں کر پڑھوں اگر کسی دوسرے کو مٹی دیتا تو ملت رسول اللہ کہتا اس خیال نے مجھکو مٹی نہیں دینے دیا اور میں نے اپنے ہاتھ سے مٹی باہر پھینک دیا بعدہ میں نے قبر شریف میں جھک کر حضور صلعم کے چہرہ مبارک کو دیکھا پھر میرے دل میں خیال ہوا کہ حضور صلعم کے دندان مبارک کو بھی دیکھیں میں نے حضور کے دندان مبارک کو بھی دیکھا اس کے بعد خیال ہوا کہ پاؤں مبارک کو بھی دیکھیں میں نے حضور صلعم کے پاؤں مبارک کو جب دیکھنے لگا تو دیکھا کہ ایک شخص وہاں بیٹھا ہوا حضور کے پاؤں مبارک میں کافور مل رہا ہے پاؤں مبارک ناخن سے لیکر گھٹنہ تک کھلا ہوا ہے اسی اثناء میں میں نے حضور صلعم کے ناخن مبارک کو بھی دیکھا جو بہت خوبصورت اور اچھی طرح کل ناخن گول گول تراشا ہوا ہے میں نے یہ بھی دیکھا کہ جس کفن میں آپ دفن کئے گئے ہیں اسکا رنگ ہلکا بادامی ہے اور کپڑا باریک ہے اور جس طرح مردہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے بجنسہ حضور صلعم کے بھی نعش مبارک کو رکھا گیا ہے اس کے بعد جب میں وہاں سے چلا تو دیکھا کہ کچھ لوگ کربلا میں اپنے ہاتھوں میں کتاب لئے ہوئے اور پڑھتے جارہے ہیں میں نے بھی کربلا کی طرف چلنے کا ارادہ کیا مگر میرے دل میں خیال ہوا کہ یہ لوگ جھوٹ وغیرہ کی کتاب

پڑھتے ہونگے اور اسی خیال نے مجھکو کربلا تک نہیں جانے دیا اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور اس خواب سے بیدار ہو کر سخت حیران ہوا یہ خواب دیکھے ہوے چھ مہینہ ہوگیا مگر جو کچھ لکھا گیا ہے ایکدم صحیح ہے کیونکہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ ابھی تک ٹھیک یاد ہے یہ خواب میں نے شوال المکرم کے مہینہ میں قریب دو یا تین بجے رات میں دیکھا ہے اس خواب کے بعد سے ابتک میں نے کبھی کوئی نماز قضا نہیں کی ہے اور درود شریف بھی کثرت سے پڑھتا ہوں ؟

الجواب:- حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اوس نے مجھ ہی کو دیکھا شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا، ایسے خواب تعبیر طلب نہیں ہوتے کہ یہ خواب ایسا نہیں کہ دیکھی جائے ایک چیز اور اس سے اشارہ ہو دوسری چیز کی طرف۔ حضور کا یہ کرم خاص ہے جس غلام کو چاہیں نوازیں جس طرح ایک نیکوکار کو نوازتے ہیں کبھی ایک گنہگار پر وہی کرم فرماتے ہیں مگر یہ بات قابل غور ضرور ہے کہ دیکھنے والے کی حالت ظاہری و باطنی کو بسا اوقات خواب کی کیفیت میں دخل ہوتا ہے خواب دیکھنے والے کا اوس زمانہ میں نماز کا قضا کر دینا اور درود شریف کا چھوڑ رکھنا اس ہئیت میں دیکھنے کا سبب ہوا۔ فرائض و درود شریف کے ترک سے اوسکی روحانیت میں فرق آچکا تھا اوس سے توبہ کرے اور ان نمازوں کی قضا پڑھے نیز یہ شخص جس سے تعلق رکھتا ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر مردوں کی طرح مردہ جانتا ہے حضور کی اس حیات مخصوص کا قائل نہیں ہے لہٰذا یہ شخص ایسے لوگوں کو اپنا دینی پیشوا نہ جانے ورنہ حضور کی ذات پاک اوسکے لئے مفید نہ ہوگی کاتب نے ہر جگہ درود شریف یعنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (صلعم) لکھا ہے اس طرح لکھنے کو فقہاء کرام نے ناجائز بتایا ہے پورا درود شریف لکھنا چاہئے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ

جس نے خواب اور بیداری میں لاالہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھا اور اللھم صلی علی سیدنا ومولینا ونبینا اشرف علی کہا جس میں مولوی اشرف علی کی علانیہ رسالت ونبوت کا اقرار ہے اوسکی تو انھوں نے تعبیر دی اور اپنے کو متبع سنت کہکر مرید کو تسلی وتسکین دی یا کسی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا تو مولوی اشرف علی نے اپنی جورو تعبیر کی اور اس خط میں وہ لکھتے ہیں کہ مجھکو تعبیر خواب سے اصلًا مناسبت نہیں پھر جب ان کو خود اقرار ہے کہ اس سے مناسبت تک نہیں رکھتے پھر ان خوابوں کی کیونکر تعبیر دی اور ان کو چھپوایا بات صرف یہ ہے کہ جہاں اونکی بڑائی انکی رسالت و نبوت کا کسی نے خواب دیکھا تو یہ تعبیر دینے کیلئے تیار ہیں تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جورو سے تعبیر کرنے کو موجود ہیں مگر جب خواب میں ان کے لئے کوئی فضیلت نہ ہو تو یوں کنی بچاتے ہیں۔ • لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

مسئلہ :- مرسلہ محمد عبدالمجید وجملہ مسلمانان قصبہ بسارکھپور ضلع علیگڈھ ۲۶ر جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و بید وشید ایک خاندان کے افراد ہیں اور بکر دوسرے خاندان کا۔ اور ان دونوں میں اختلاف ہے اور اس ذاتی اختلافات کو شرعی رنگ میں نکالنا چاہتے ہیں اور اس میں طرح طرح سے تحریف کرکے مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا کرتے ہیں۔

(۱) زید وشید نے جامع مسجد میں عام مسلمانوں کے سامنے بکر پر چند الزامات عائد کئے۔ بکر نے جواب دیدیا۔ تو دوسرے جمعہ میں دوسرے

الزامات پیش کئے جس میں زید و شید کے الفاظ نہ تھے۔ جس سے عام مسلمانوں میں اشتعال ہوجائے۔ بکر نے عام جلسہ میں زید و شید سے کہا کہ تم حلفاً کہو کہ یہ جملے میرے ہیں تو شید و بید نے کہا کہ جملے نہ ہوں مگر مفہوم وہی ہے تو کیا زید و شید کے مفروضہ جملوں پر بکر پر کوئی الزام شرعی لگایا جا سکتا ہے، جبکہ زید و شید و بکر کی عداوت قلبی عیاں ہے کہ جو سوال ۲ و ۳ سے ظاہر ہے؟

(۲) اور کیا ایسے من مانے الفاظ سے جو استفتاء مرتب کیا جائے وہ قابل قبول ہے اور دوسرے کیلئے قابل الزام ؟

(۳) شید نے حامد کے سامنے جلسہ عام میں کہا کہ خدا کی قسم بکر کافر ہے تو خالد نے اور مسلمانوں سے کہا کہ بکر کو تمام لوگ مسلمان جانتے ہیں اور وہ قیام و مولود و عرس کرتا ہے ہر شخص اسکی امامت کو قبول کرتا ہے جن میں علماء و مشائخ بھی ہیں آپ کافر کہتے ہیں مجھے کو غیر موافق پاکر شید نے کہا کہ غصہ میں کہدیا ہے تو خالد نے کہا کہ غصہ میں کسی مسلمان کو کافر کہنا جائز ہے تو کیا ایسی صورت میں شید نے کوئی جرم شرعی کیا ؟

(۴) قصبہ کے عام مسلمان بکر کو حنفی سنی قادری صوفی مشرب جانتے ہیں اسکو مسلمان صحیح العقیدہ سمجھتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز بلا تکلف پڑھتے ہیں مگر زید و بید و شید نہیں پڑھتے اور لوگوں کو اس پر مجتمع کرتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں زید و بید و شید پر تفریق جماعت کا الزام عائد ہوتا ہے اور اس بارے میں شریعت وغیرہ کا کیا حکم ہے ؟

(۵) زید کو بکر سے اس حد تک عداوت ہے کہ حامد جو شید کا قریب تر عزیز ہے اس نے شید سے کہا کہ بکر غریب کے پیچھے کیوں پڑے ہو تو شید نے کہا کہ وہ بڑا جھوٹا ہے اسکی بات کا مجھے اعتبار نہیں تو حامد نے کہا کہ بکر

خدا کو ایک کہتا ہے تو شید نہایت دلیری سے کہتا ہے کہ میں دو کہتا ہوں، (استغفر اللہ) تو کیا ایسے اختلاف کے بعد بھی شید کے من مانے الفاظ بکر کو ملزم بنانے کیلئے حجت ہو سکتے ہیں۔ اور زید نے اس میں کوئی جرم شرعی کیا اور کیا تو کیا کیا۔؟

(۶) بید کے سامنے زید نے کن فیکون کی بحث ایک رسالہ سے پیش کی اور کہا کہ جب کوئی شئی موجود نہ تھی تو کن کا مخاطب کون ہے بید نے کہا کہ اجزاء منتشر ہوں گے جن کو کن کہا گیا اور بحکم حسب اشارہ ہو گئے تو کیا بید نے اس اظہار خیال سے کوئی جرم کیا اور کیا تو کیا کیا اس کی امامت اور تعلقات مسلمانوں کو رکھنا چاہئے یا نہیں؟

(۷) شید کہتا ہے کہ خداوند کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کو شجر ممنوعہ کے پاس جانے کو منع کیا تھا نہ کھانے کو حضرت آدم نے پھل کھایا اور ان پر عذاب یا عتاب جو ہوا اسکو ہم نہیں مانتے تو کیا شید نے قرآن سے انحراف کیا اور کیا شید نے کوئی جرم کیا؟

(۸) مستقل جو داڑھی کترواتا ہو ماں باپ کو مارتا ہو اور گستاخی کرتا ہو اس کی شہادت اور اس کا بیان مسائل شرعیہ میں مسلمانوں کے خلاف اور رویت ہلال میں درست ہے یا نہیں؟

(۹) زید کہتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہر شئی کا علم بذاتہ تھا کوئی ایسا غیب نہ تھا۔ جس کا آپ کو علم نہ ہو حدیث سے ثابت ہے بکر کہتا ہے کہ حدیث شریف میں جملہ علوم غیبیہ کا ثبوت اعتبار کے لئے میرے نزدیک قابل سند نہیں ہاں قرآن کریم سے جملہ غیوب ذاتی کا ثبوت قابل قبول اور ناقابل انکار ہے۔ زید کہتا ہے کہ کیا حدیث قرآن شریف سے علیحدہ ہے جو حدیث

نہ ماننے والے کا حکم ہے وہی قرآن نہ ماننے والے کا حکم ہے۔
بکر کہتا ہے کہ حدیث تو حدیث (جس میں سیکڑوں بحثیں ہیں) قرآن شریف کا نہ ماننے والا بھی کافر نہیں ہے ایک تیسرا شخص جو گفتگو سن رہا تھا بکر سے دریافت کرتا ہے کہ کیا واقعی قرآن کا نہ ماننے والا کافر نہیں ہے بکر نے کہا کہ یہاں سمجھو، تم سود لیتے ہو زنا کرتے ہو چوری کرتے ہو خیانت کرتے ہو جھوٹ بولتے ہو ظلم کرتے ہو جوا اُ شخص ثالث نے کہا۔ ہاں کرتے ہیں تو بکر نے کہا کہ تم کافر ہو گئے اس لئے کہ تم نے قرآن نہ مانا، اس نے کہا گنہگار ہوا تو بکر نے کہا کہ ہاں عدم عمل اور ہے اور انکار اور ہے۔ انکار ان چیزوں سے کون کر سکتا ہے۔ اس پورے مکالمہ کو زید نے صرف یہ بیان کیا کہ کوئی حدیث نہ مانے تو کوئی حرج نہیں ہے ظاہر ہے کہ کس قدر فرق ہو گیا تو کیا زید نے اس تحریف سے جو الزام بکر پر عائد کرایا ہے شرعی حیثیت سے کسی جرم کا مرتکب ہوا یا نہیں؟

(۱۰) زید کہتا ہے کہ تھانوی نے اپنی کتاب میں (نعوذ باللہ) ایسا علم غیب تو ہر صبی و مجنون الخ (لعنۃ اللہ علیہ) لکھا ہے تو کیا یہ کفر نہیں ہے۔ بکر بلاشبہ توہین رسول کفر (خواہ وہ لسانی ہو یا تحریری یا خیالی) شاید یہ خلیل انبیٹھوی نے لکھا ہو اور تھانوی نے تائید کی ہو (بہر نوع کوئی لکھے توہین رسول کفر ہے) مگر وہ تو توہین نہیں کہتے تمثیل کہتے ہیں اب آپ کیا کہیں گے۔ اس کا جواب زید نے کچھ نہیں دیا اور اس کو یہ کہکر مشہور کیا کہ بکر (استغفر اللہ) تھانوی کی اس ملعونہ عبارت کا عقیدہ رکھتا ہے تو کیا زید نے اس تحریف اور تضعیف سے کوئی جرم کیا؟

گذارش۔ ہر سوال کا جواب نمبر وار عطا فرمایا جائے۔ کتاب کے حوالے یا کتاب کی ضرورت نہیں ہے؟ صرف کتاب کی چھوٹی سے چھوٹی عبارت اور مہر

سم حنفی سنّی قادری کے لئے کافی سے زیادہ ہے اور سکون قلب اور رفع انتشار کے لئے سند کامل ہے ؟

الجواب (۱) کسی پر جھوٹا الزام قائم کرنا سخت جرم ہے کہ یہ افترا ہے اور افترار حرام۔ بکر کے الفاظ کا اگر صحیح مفہوم ادا کیا گیا ہے تو حرج نہیں کہ کبھی روایت بالمعنی بھی ہوتی ہے اور یہ جائز ہے اور اگر بکر کے کلام میں معنوی تحریف کی ہے کہ بکر کا مضمون صحیح طور پر ادا نہ کیا جس سے بلاوجہ بکر کی طرف بدظنی پھیلے اور بکر کو مجرم قرار دیا جائے تو ان الفاظ پر جو کچھ شرعی حکم ہوگا وہ بکر کے متعلق نہ ہوگا بکر اس کا قائل ہی نہیں جس کا یہ حکم ہے اور اس بیجا الزام لگانیکی وجہ سے یہ لوگ خود گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) غلط استفتاء مرتب کرکے جو جواب حاصل کیا جائیگا اس سے مخالف کو ملزم نہیں کہا جا سکتا ہے کہ فتوی کا اس سے تعلق ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ایسا غصہ تو ہوگا نہیں جس سے مجنون کی حد تک ہو نیکر مرفوع القلم ہو جاتا ہے لہذا جو کچھ کہا اس پر ضرور مواخذہ ہوگا اگر بکر نے کفر نہیں کیا ہے اور رشید نے اسے کافر کہدیا تو رشید سخت مجرم ہے حدیث میں ہے، فقد باء بها احدهما - کلمہ کفر دونوں سے ایک کی طرف جاتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر بکر قابل امامت ہے اور بلاوجہ شرعی اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہوں تو ضرور تفریق جماعت کے مجرم ہیں اور گنہگار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) بلاوجہ جس نے یہ کلمہ کہا کہ میں خدا کو دو کہتا ہوں وہ کافر مشرک مرتد ہے اور جب عداوت اس حد کی ہے کہ اسے کفر بکتے باک نہیں تو اسکی بات قابل اعتبار نہیں، اولًا تو وہ کافر ہو چکا اور کافر کی شہادت مسلم کے خلاف درست نہیں اور کافر نہ ہوتا جب بھی عداوت کے سبب اسکی شہادت قابل رد ہے حدیث میں ہے

ولا لذی غمر علی اخیہ ۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۶) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے سوا سب اشیاء مخلوق وحادث ہیں اور ہر شئی امر تکوین سے موجود ہوتی ہے ۔ انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون ۔ جو غیر خدا کو قدیم اور غیر مخلوق بتائے کافر ہے اجزاء منتشر سے اگر خطاب تھا تو یہ اجزاء اگر غیر مخلوق مانے جائیں تو تعدد وجبا لازم آتا ہے اور توحید باطل ہوتی ہے یہ عقیدہ کفر ۔ اور اگر یہ اجزاء حادث ہیں تو انکی تخلیق میں کن کا مخاطب کون تھا اور چونکہ امر تکوین میں بھی یہ قائل مخاطب کا وجود ضروری خیال کرتا ہے لہذا یہ قول یقینًا اسلام کے خلاف اور کفر ہے ، اس پر اسلام لانا اور اس عقیدہ باطلہ سے توبہ کرنا فرض قطعی اور لازم ہے ۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۷) یہ رشید کی ناواقفیت وجہالت ہے یہ نہیں سمجھتا کہ لاتاکلا کی بہ نسبت لاتقربا ھذہ الشجرۃ نہی عن الاکل کے افادہ میں ابلغ ہے ۔ اور جبکہ کھانے پر عتاب ہوا چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا فلما ذاقا الشجرۃ بدت لھما ۔ الآیۃ دوسری جگہ فرمایا فاکلا منھا فبدت لھما ۔ الآیۃ ۔ ان آیات سے صاف وصریح طور پر واضح ہوگیا کہ لاتقربا سے کھانے کی ممانعت بروجہ ابلغ تھی اس سے انکار قرآن شریف سے انکار ہے اور یہ کفر ہے اور اگر ایسا ہی استدلال کیا جایا کرے تو قرآن مجید میں حیض کے حکم میں فرمایا ۔ ولاتقربوھن حتی یطھرن ۔ یعنی اس کے نزدیک جماع کی ممانعت نہیں ہے بلکہ قریب جانے کی ممانعت ہے اور تلک حدود اللہ فلا تقربوھا ۔ کا اس کے نزدیک یہ مطلب ہوگا کہ محرمات کرنے میں کوئی حرج نہیں قریب جانے کی ممانعت ہے ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ، واللہ تعالٰی اعلم

(۸) داڑھی کو حد شرع سے کم کرنا ناجائز وگناہ اور اسکی عادت گناہ کبیرہ ہے ۔ ماں باپ کو مارنا ان کے ساتھ گستاخی سے پیش آنا گناہ کبیرہ ہے مارنا تو بڑی چیز ہے ان کو اف کہنا اور جھڑکنا بحکم قرآن حرام ہے ولاتقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ۔ ایسا شخص فاسق ہے اور اس کی شہادت ناقابل قبول ۔ اور مسائل شرعیہ میں بھی اس کی

بات ناقابل اعتبار جب تک کسی معتبر عالم سے اسکی تصدیق نہ کرلیں رویت ہلال میں بھی اسکی شہادت کا وہی حکم ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) علم ذاتی خاصہ الوہیت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی مخلوق اور حضور کی ہر صفت مخلوق خدائے تعالیٰ نے آپ کو ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا اور غیوب آپ پر روشن کئے ۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عطائی ہوا نہ کہ ذاتی اور اگر ذاتی کا یہ مطلب ہے کہ علوم غیبیہ کی نسبت حضور کی طرف حقیقتاً ہے یعنی حضور ان کے ساتھ متصف ہیں یہ نسبت مجازاً نہیں تو یہ بات صحیح ہے، مگر اس لفظ ذاتی سے احتراز لازم کہ معنی اول کا موہم ہے یعنی بغیر خدا کے دیے ہوئے آپ جانتے ہیں، اور یہ باطل، بکر کا بھی کلام کہ حدیث شریف سے جملہ علوم غیبیہ کا ثبوت اعتبار کیلئے میرے نزدیک قابل سند نہیں بالکل مہمل و مختل کلام ہے ۔ حدیث خود ایک دلیل شرعی ہے اس سے ثبوت کیوں قابل اعتبار نہیں ۔ اگر حدیث کی سند پر کچھ کلام رہتا تو اس کا ذکر کرنا چاہئے، نہ کہ حدیث شریف کے متعلق ایسی بے جا بات کہدینا ۔ جملہ علوم غیبیہ یعنی ما کان و ما یکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سے ہے، اور فضائل میں ضعیف حدیثیں بھی معتبر ہوتی ہیں اور اس مسئلہ میں تو حدیث حسن و صحیح موجود ہیں پھر ناقابل اعتبار کیوں ۔ جو تقریر بکر نے اس مسئلہ میں کی دوسرے مسائل میں ایسی ہی لاطائل کلام سے ان مسائل کو رد کر دینا اگر صحیح ہو جائے تو دین کی بہت سی باتیں رد ہو جائیں گی ۔ پھر بکر کا یہ کہنا کہ قرآن کا نہ ماننے والا بھی کافر نہیں ہے بہت سخت کلمہ اور کفر ہے ۔ ماننا ایمان کا ترجمہ ہے، جس کا یہ مطلب ہوا کہ قرآن پر ایمان نہ لانیوالا بھی کافر نہیں ہے ۔ شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ قرآن دیکھئے کہ وہ ایمان کا ترجمہ ماننا کرتے ہیں، اسی وجہ سے شخص ثالث کو تعجب ہوا کہ وہ کون مسلمان ہے جو قرآن کو نہیں مانتا بکر نے یہ تاویل کی کہ ماننے کے معنی عدم عمل کے ہیں، یہ تاویل

مسموع نہیں پھر یہ کہ قرآن مجید میں جس طرح ایمان کا بیان ہے عقائد کا بھی بیان ہے۔ الوہیت، نبوت، بعث و حشر جنت و دوزخ وغیرہا ایسی چیزیں جنکا تعلق عمل سے نہیں تو کیا ان آیات کے نہ ماننے سے کافر نہ ہوگا۔ اور یہ تاویل وہاں کیونکر چلے گی۔ کیونکہ وہاں عمل و عدم عمل دو شقیں نہیں اور جب عمل ہی نہیں تو بقول بکر ہر شخص ان آیات کو نہیں مانتا۔ نعوذ باللہ من ذلک

بالجملہ بکر پر لازم ہے کہ اس کلام سے توبہ کرے اور تجدید اسلام کرے زید نے اگرچہ اس بکر کے کلام کو مختصر کہا مگر اس چیز کو چھوڑ دیا جو بکر کا قرآن مجید کے متعلق نہ ماننے کے متعلق قول تھا۔ اور یہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۰) بکر کے الفاظ سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ وہ تھانوی کی اس عبارت ملعونہ کا عقیدہ رکھتا ہے۔ اگر زید نے اس کے متعلق یہ غلط بات مشہور کردی تو بکر کو بلا تامل اعلان کر دینا چاہیئے کہ میں اس عبارت کو کفر قطعی جانتا ہوں کیونکہ وہ یقیناً شانِ رسالت کی توہین ہے۔ بکر کے کمزور الفاظ سے اور اس نے کہ وہ توہین نہیں کہتے آپ کیا کہتے ہیں۔ زید کو ایسا کہنے کا موقعہ دیا جب بکر اس کا معتقد نہیں ہے تو صاف طور پر کہدینا چاہیئے۔ رہا یہ کہ وہ توہین کہیں تو توہین ہو ورنہ نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے گالی دی اور دوسرا کہتا ہے کہ تم نے گالی دی برا کیا اس کا جواب اس نے یہ دیا کہ گالی دینے کو تو میں بھی برا کہتا ہوں مگر میں نے گالی دی نہیں، تو محض اس کے کہدینے سے گالی نہ ہوگی نہیں، نہیں، بلکہ عرف میں جو گالی ہے وہ گالی ہے چاہے اسکا بکنے والا اس کے گالی ہونے سے انکار کرے اسی طرح وہ عبارت یقیناً توہین ہے وہابیہ کے کہدینے سے کہ توہین نہیں۔ توہین کو ہم بھی برا کہتے ہیں وہ عبارت توہین سے خارج نہ ہوگی بکر کے صاف اعلان کر دینے کے بعد اگر زید اس کے مطابق یہ جھوٹا الزام قائم کرے

توزید مفتری وکذاب اور بلا وجہ ایک شخص پر کفر کا الزام دینے والا قرار پائے گا۔ جو بلاشبہ سخت جرم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از مارہرہ مقدسہ مسئولہ حکیم فریدالزماں خانصاحب حسن پوری

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سے دن بھر میں پانچ مرتبہ یعنی نماز میں فعل مکروہ تحریمی سرزد ہوتا ہے وہ فاسق ہے یا نہیں ؟

(۲) دوسری یہ کہ یہ عبارت درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو کیونکر اور اگر نہیں تو قائل کیلئے کیا حکم ہے ذیل میں عبارت درج ہے ؟

"اللہ تعالیٰ مسلمان اہلسنت کو تمام بدمذہبوں اور بے دینوں رافضیوں خارجیوں وہابیوں دیوبندیوں مرزائیوں چکڑالویوں نیچریوں گاندیوں خاکساروں کانگریسیوں لیگیوں کی زہریلی کفری ہوا سے محفوظ ومصئون ومامون رکھے"

الجواب(۱):۔ مکروہ تحریمی کا فعل گناہ ہے جیسا کہ کتب معتبرہ میں اس کی تصریحات ہیں اور صغیرہ گناہ بھی بار بار کرنے سے کبیرہ ہوجاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص ایسے افعال برابر کرتا رہتا ہے وہ فاسق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب(۲):۔ سائل کی مراد غالباً اس عبارت کی نقل سے مسلم لیگیوں کے متعلق دریافت کرنا ہے مسلم لیگ میں ہر قسم کے لوگ شریک ہیں اس میں بدمذہب اور مرتدین بھی شریک ہیں اور سنی بھی ہیں۔ لہٰذا مسلم لیگ کو علی الاطلاق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کفار کی جماعت ہے اور اس میں شرکت کفر ہے ممکن ہے کہ اوس کے شرکا میں سے کسی نے کوئی کفری بات کہی ہو اس بنا پر کسی نے ایسا لکھا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی رفاقت حسین صاحب از جائس محلہ قضیانہ کلاں ۲۲ محرم ۶۰ھ

کرمانی شرح بخاری کے حوالہ سے یہ حدیث پڑھی گئی یا عمار تقتلك الفئة الباغية انت تدعوهم الی الجنة وهم يدعونك الی النار۔ قتلہ اصحاب معاویہ" اس حدیث کے متعلق کیا رائے عالی ہے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے حضرت امیر کو داعی الی النار کہا جاتا ہے۔ معاذ اللہ؟

الجواب:۔ حدیث کا مفہوم ظاہر ہے۔ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ برسر حق تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا تھی جب بات یہ ہے تو حضرت امیر معاویہ کی جانب حق نہ تھا مگر چونکہ اجتہادی غلطی تھی اس وجہ سے اس پر مؤاخذہ نہیں کہ مجتہد سے اگرچہ اجتہاد میں غلطی ہو مواخذہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ دوسرا شخص غلطی پر ہے اسکو وہ راستہ اختیار کرنا جائز نہیں اگر یہ جان کر ادھر جائیگا تو نار کی طرف جارہا ہے کیونکہ داعی سے رفع اثم اجتہادی غلطی کیوجہ سے ہے اور جو اس غلطی میں مبتلا نہیں ہے اس سے رفع اثم کی کیا وجہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ آمدہ از آگرہ بھائی ماموں بھانجہ مرسلہ قاضی وحید اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔

(۱) زید کہتا ہے کہ اقوال کفریہ سے کفر لازم نہیں ہوتا کیا زید کا یہ کہنا صحیح ہے یا غلط؟

(۲) زید کہتا ہے کہ حضرت علی کے خاندان نے اسلام کی خاطر اتنی بھی قربانی نہیں کی جتنی کہ جواہر لال کے خاندان نے ملک و قوم کی خاطر کی شریعت میں ایسے کہنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اقوال کفریہ دو قسم کے ہیں ایک وہ جسمیں کسی معنی صحیح کا بھی احتمال ہو، دوسرے وہ کہ اس میں کوئی ایسے معنی نہیں بنتے جو قائل کو کفر

سے بچا دے۔ اس میں اول کو لزوم کفر کہا جاتا ہے اور قسم دوم کو التزام، لزوم کفر کی صورت میں بھی فقہاء کرام نے حکم کفر دیا مگر متکلمین اس سے سکوت کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں جب تک التزام کی صورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سکوت کیا جائیگا اور احوط یہی مذہب متکلمین ہے واللہ اعلم

(۲) زید کم از کم خارجی ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کو ایک مشرک سے بھی کم بتاتا ہے حضرت سید الشہداء امام عالیمقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ قربانیاں جو میدان کربلا میں ہوئیں جنکی نظیر دنیا نہیں پیش کرسکتی اسکو فراموش کر جانا اور ایک مشرک سے کمتر بتانا کسی مسلم کا کام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی ۲۵ ذیقعدہ ۵۸ھ

بملاحظہ گرامی حضرت صدر الشریعہ مولینا شاہ حکیم محمد امجد علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(الف) زید بحمد اللہ ایک سنی عالم ہے مگر اسکا طریق عمل یہ ہے کہ اپنے چند مخصوص اشخاص کے علاوہ اہلسنت کے اکابر علماء کی نسبت اپنی عام خاص مجلسوں میں ایسے کلمے بے محابا کہا کرتا ہے جنکو سن کر سننے والے ان علماء کے ساتھ دینی حیثیت سے بدگمان ہوجائیں اور انکی مذہبی وقعت دلوں سے جاتی رہے یا کم ہوجائے اور انکا وقار کم کرنیکے لئے اکابر علماء اہلسنت کے دینی القاب جو ان کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ امتیازی طور پر معروف میں انھیں ترک کرکے سادہ لفظوں میں معمولی لوگوں کی طرح ان کے نام لیکر انکا ذکر کرنا زید کی عادت ہے زید نے اپنے رفیقوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بھی بنائی ہے۔ اور اس کے افراد کے نام سے جو زید خود یا زید کی رضا یا ایماء سے اس جماعت کے افراد علمائے کرام اہلسنت کی شان میں تحیف کلمات اور سبک الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو ان سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور زید اشارۃً یا کنایۃً بھی انھیں منع نہیں کرتا بلکہ لوگ جانتے ہیں کہ زید اس پر خوش ہوتا ہے یا خود ہی وہ ان کے پردہ میں ایسا کرتا ہے

اس زید کا اور اس کے ان رفقاء کا شرعًا کیا حکم ہے ؟

(ب) زید خالص سنّی جماعتوں کو جو حمایتِ دین اور اعلائے سنّیت کیلئے قائم ہیں، ندوہ بتاکر سنّیوں کو ان سے منحرف کرنیکی کوشش بھی کرتا ہے۔ یہی زید مقتدر علمائے اہلسنت کو خلاف واقع اور بالکل غلط طریقہ پر بلیلے، مداہن اور لیگی تک کہکر اہلسنت کو ان سے منحرف کرنیکی کوشش کرچکا اور ابھی تک اس طرز عمل سے باز نہیں آیا۔ اس کا یہ طریق عمل کیسا ہے ؟

(ج) زید کی مذکورہ بالا جماعت کا ایک رکن یہ عبارت شائع کرچکا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت آقائے نعمت دریائے رحمت رضی اللہ عنہ اہلسنت والجماعت کے سچے امام ہیں اور ان کی پیروی کرنا ہر ایک سنی پر واجب و فرض ہے اور جو شخص ان کی امامت کو نہ مانے اور اس میں شک بھی کرے تو وہ شریعت کے حکم سے کافر و مرتد ہے، اور زید نے اس کے خلاف زبان و قلم کو جنبش نہ دی تا آنکہ لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ زید اور اس کی جماعت اپنے چند افراد کے سوا باقی تمام دنیائے اسلام و سنت کو مرتد جانتی ہے۔ اور جس طرح روافض حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خلافت کی آڑ لیکر اہلسنت پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اسی طرح یہ گروہ بھی تمام علمائے اہلسنت کا وقار مٹانے اور دنیائے سنیت پر زبان طعن دراز کرنیکے لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی امامت کو آڑ بناتا ہے، اس لئے بہت سے لوگ زید اور اس کے ہمنواؤں کی اس چھوٹی سی مخصوص جماعت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں اور ان میں بھی ضد پیدا ہوگئی۔ اور بعض لوگ طیش میں آکر کہہ گئے کہ یہ فرقہ بھی مثل وہابیہ وغیرہ مرتد فرقوں کے ایک فرقہ خارج از اہلسنت ہے دونوں کا کیا حکم ہے ؟

(د) اخبارات، اشتہارات، لکچروں میں جو بعض مسلمان سنی صحیح العقیدہ تمام مدعیان اسلام کو بنام نزد اسلامی بھائی مدعو کرتے ہیں اور شرکت جلسہ کو سبب ثواب درج کرتے ہیں۔ تو کیا محض اس تعبیر کیوجہ سے وہ کافر و مرتد ہوجاتے ہیں ؟

الجواب (الف) رب اعوذبك من همزات الشیطین وان یحضرون۔ افسوس کہ اس زمانہ میں جبکہ گمراہی شائع ہو رہی ہے اور بدمذہبی زور پر ہے زید جو ایک سنی عالم ہے جیساکہ سوال میں ظاہر کیا گیا ہے تعجب ہے کہ اوس کے رفقار کار خود علمائے اہلسنت کو سب وسخیف الفاظ سے یا دکرکے علمار کے اعزاز وقار کو مٹائیں اور زید خاموش رہے بلکہ اپنے طرز عمل سے اس پر رضامندی ظاہر کرے، اگر واقعی وہ سنی عالم ہے تو اسکا یا اسکے رفقار کا یہ فعل بنابر حسد ہوگا عوام کو علمار سے بدظن کرنا بہت سخت گناہ ہے کہ جب بدظن ہونگے اون سے بیزار ہونگے اور ہلاکت میں پڑیں گے، بالجملہ زید کا یہ طرز عمل بالکل جائز نہیں جب علمائے اہلسنت کا وقار جاتا رہے گا اور ان سے بدظنی پیدا ہوگی تو خود زید جس کو سنی عالم بتایا جاتا ہے اس سے کب محفوظ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ب) زید کا یہ طرز عمل ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ج) میں بھی کہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ امام اہلسنت ہیں مگر یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ جو ان کی امامت نہ مانے وہ معاذاللہ کافر ہے اس شخص کا یہ قول نہایت شنیع ہے اس قائل پر اس قول سے توبہ لازم ہے جس نے ایسا لکھا وہ حقیقۃً اعلیٰ حضرت قبلہ ہی کا مخالف معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طرف سے مسلمانوں کو بدظن کرتا ہے زید اگر اسکی اطلاع ہے تو زید پر بھی لازم ہے کہ اس سے انکار کرے ورنہ زید بھی اس گناہ میں شریک ہے۔ دونوں جماعتیں ناحق پر ہیں ایک شخص کے کہنے سے پوری جماعت کو گمراہ نہیں کہا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(د) مدعی اسلام کا حقیقۃً مسلمان ہونا ضروری نہیں چنانچہ اس زمانہ میں بہترے مدعیان اسلام حقیقۃً کافر ومرتد ہیں مگر کسی مدعی اسلام کو مسلمان کہنا کفر وارتداد نہیں کہ اس قائل کو کافر ومرتد کہا جائے۔ اسلام کا استعمال حقیقۃً وہیں ہوگا جو تمام ضروریات پر ایمان رکھتا ہو اس سے کوئی قول وفعل ایسا ظاہر نہ ہو جس پر

اسے کافر کہا جائے۔ مگر کبھی مجازاً اسکو بھی مسلمان کہدیا جاتا ہے جو حقیقۃً مسلمان نہیں۔ قرآن مجید میں دونوں استعمال موجود ہیں۔ ان الدین عند اللہ الاسلام قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا۔ محض تعبیر سے ہرگز اسکو کافر مرتد نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ کسی مرتد کو اسکے ارتداد پر مطلع ہوکر اسے حقیقی معنی میں مسلمان نہ بتائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ عبدالرحمٰن برمکان ظہور میاں جی محلہ برکت پورہ خانقاہ برکاتیہ مالیگاؤں ناسک ۲ر جمادی الآخرہ ۱۳۶۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اہلسنت اس مسئلہ میں

حافظ عامل اور غیر عامل کی کیا علامت اور کیا کیا پہچان ہے، اسی طرح سے عالم باعمل اور بے عمل کی کیا پہچان ہے اور علامتیں ہیں؟

مسئلہ (۲) زید نے بکر کی بیوی کے ساتھ زنا کیا تو یہ حق اللہ حق العباد دونوں کا خطاوار ہوا یا ایک ہی کا، اور بکر اور بکر کی بیوی دونوں مرگئے، زید زندہ ہے اور اس فعل کے کرنے سے بہت ہی نادم اور پشیمان ہے اور توبہ واستغفار کرتا ہے۔ اور اب بکر زندہ بھی نہیں ہے کہ اس سے معاف کرائے تو اب اس سے اس گناہ سے معافی کی کوئی صورت شرعاً ہو سکتی ہے، تو تحریر فرماویں کہ حق العباد سے بری ہو جاوے۔ اگر بری ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے تو کس عذاب کا مستحق ہے جس عذاب کا مستحق ہے اس عذاب کا نام تحریر فرماویں؟

الجواب (۱) کون باعمل ہے اور کون بے عمل ہے اس کو دیکھکر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ حکم شرع پر اس نے عمل کیا تو باعمل ہے اور حکم شرع کے خلاف عمل کرتا ہے تو بے عمل ہے، جو شخص احکام شرع سے واقف ہے وہ جان سکتا ہے کہ فلاں کا عمل موافق شرع ہے یا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۲) کسی کی بیوی سے زنا کرنے میں حق اللہ و حق العبد دونوں ہیں اگر صاحب حق زندہ ہو جب تو اس سے معافی مانگنا اور اس کا معاف کردینا کافی ہے، اور مرگیا ہو تو معاملہ بہت سخت ہوگیا حق العبد کی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی نیکیاں لیکر اس صاحب حق کو دیدیگا اور اگر نیکیاں لے لینے کے بعد بھی حق پورا ادا نہ ہوا تو اس کے گناہ اس کے ذمہ کردیئے جائیں گے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی کا حق تلف کیا ہو اور صاحب حق مرگیا یا غائب ہوگیا تو اسکو چاہیئے کہ نیکیوں کی کثرت کرے کہ اس کے حق میں اگر نیکیاں لے لی جائیں پھر بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۱) مرسلہ عبدالرحمن بر مکان ظہور میاں جی محلہ برکت پورہ خانقاہ برکاتیہ مالیگاؤں ناسک ۲ر جمادی الآخرہ ۱۳۶۱ھ

جو شخص عقائد دیوبندیہ وہابیہ کو مسلمان کہے یا جانے تو وہ خود ہی کافر ہوجاتا ہے اس مسئلہ کی دلیل زید اس آیت سے ثابت کرتا ہے وہ آیت یہ ہے سورہ توبہ میں ہے۔ یایھا الذین آمنوا لا تتخذوا اباءکم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان و من یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون۔ جناب مولانا صاحب زید جو اس آیت سے ثابت کرتا ہے آپ کی تحقیق میں اس کا کہنا صحیح ہے یا غلط ہے اور آیت کی شان نزول کیا ہے بیان فرمادیں ؟

مسئلہ (۲) ۱ زید عقائد سنت جماعت کا ہے بکر ۲ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کا ہے، بکر امامت کرتا ہے زید بکر کے پیچھے جان کر نماز پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ بکر کے پیچھے میری نماز بخوبی درست ہوجاتی ہے آیا یہ زید کا عقیدہ کیسا ہے وہابیہ دیوبندیہ والا کا ہوگیا ہے یا عقیدہ سنت جماعت ہی کا ہے اور نماز زید کے پیچھے پڑھنا کیسا ہے درست ہے یا نہیں کراہت یا بلاکراہت ہوتی ہے۔

نمبر۳ والا خالد بھی جان کر (۱) والے کے پیچھے جان کر پڑھا کرتا ہے۔ خالد کی نماز درست ہوتی ہے یا نہیں یہ خالد کس عقیدہ میں داخل ہے، سنت جماعت میں ہے یا عقائد وہابیہ دیوبندیہ میں نمبر۴ والا عمرو سنی جان کر کے نمبر۳ والے کے پیچھے نماز پڑھا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میری نماز نمبر۳ والے کے پیچھے بلاکراہت درست ہوجاتی ہے، اور مولانا صاحب نمبر۴ والے کی نماز درست ہوتی ہے یا نہیں، اور نمبر۴ والا کس عقیدہ میں داخل ہے سنی یا وہابیہ میں ہے نمبر۵ والا جان کر نمبر۴ والے کے پیچھے پڑھا کرتا ہے آیا نمبر۴ والے کی نماز نمبر۵ والا کے پیچھے کیسی ہوتی ہے درست یا نادرست، اور نمبر۵ والا کس عقیدہ میں داخل ہے اس طرح سے نمبر۶ والا نمبر۵ والے کے پیچھے جان کر پڑھا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میری نماز نمبر۵ والے کے پیچھے بلاکراہت درست ہوجاتی ہے نمبر۶ والا کس عقیدہ میں داخل ہے سنی ہے یا وہابیہ دیوبندیہ اسی طرح سے نمبر۷ والا نمبر۶ والے کے پیچھے پڑھا کرتا ہے معلوم کر کے، آیا نمبر۷ والا کس عقیدہ میں ہے سنی ہے یا عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ، علیٰ ہذا القیاس اسی طرح سے نمبر سو ۱۰۰ تک یکے بعد دیگرے پڑھتا رہا اب نمبر سو والے کے پیچھے نماز کیسی ہوتی ہے خلاصہ تحریر فرمائیں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب :۔ زید اہلسنت والجماعت ہوکر اپنی نماز بکر وہابیہ کے پیچھے جائز بتاتا ہے یہ غلط ہے وہابیوں کے پیچھے نماز ہرگز نہیں ہوتی زید نے جس قدر نمازیں وہابی کے پیچھے پڑھی ہیں سب باطل و فاسد ہیں۔ ان سب نمازوں کا اعادہ واجب ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔ سنیوں کو اس زید کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب تک اپنے خیال سے باز نہ آئے اور جو سنی لوگ زید کے پیچھے نماز پڑھنے والے ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ نہ ہوگی بشرطیکہ وہ زید کا سا

خیال نہ رکھتے ہوں باقی نمبروں کا بھی جواب یہی ہے بجز زید سنی کو صرف اتنی سی بات پر کہ وہ اپنی نماز وہابی کے پیچھے جائز بتاتا ہے کافر نہ کہیں گے جب تک وہ وہابیوں کے ان عقائد کا معتقد نہ ہو جائے جن پر کفر کا فتوی دیا گیا ہے، اور زید کا عقاید وہابیہ کا معتقد ہونا سوال میں ذکر نہیں کیا گیا تو زید کو کیونکر کافر کہا جائے ستّو نمبری سوال کا جواب خالد نے یہ دیا ہے دیگر جواب یہ خالد عقائد وہابیہ دیو بندیہ کا ہے یہ کافر ہے، کتبہ عمرو۔ دیگر جواب یہ خالد عقائد وہابیہ دیو بندیہ کا ہے۔ سنیوں کو دھوکا دیتا ہے۔ جو شخص خالد کے فتوی پر عمل کرے وہ بھی کافر ہے، کتبہ بکر۔ جناب مولانا صاحب عمرو اور بکر کا جواب دینا آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا غلط ہے صاف لفظوں میں تحریر فرماویں جواب کے منتظر ہیں ؟

الجواب :۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے اپنے اہل وعیال و اموال کی وجہ سے ہجرت نہیں کی تھی اون کو چھوڑ کر کیونکر ترک وطن کریں اوس پر یہ آیت نازل ہوئی مقاتل نے کہا کہ کچھ لوگ مرتد ہو کر مکہ کو چلے گئے تھے اوس پر اللہ تعالی نے مؤمنین کو اونکے موالات سے منع فرمایا جمل میں بحوالہ خازن یہ فرمایا کہ اللہ تعالی نے جب مؤمنین کو حکم دیا کہ مشرکین سے تبری کریں تو بعض لوگوں نے کہا کہ باپ بیٹوں سے کیونکر مقاطعہ کیا جائے اوس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس صورت میں کہ وہ کافر ہیں مقاطعہ واجب ہے مؤمن کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ کافر سے موالات نہ کرے اور کریگا تو ظالم ہوگا آیت میں موالات کرنے والے کو ظالم فرمایا ہے اور ظالم جس طرح کافر کو کہا جاتا ہے فاسق کو بھی کہا جاتا ہے اس آیت سے کفر پر استدلال میں دشواری ہے۔ واللہ تعالی اعلم

الجواب :- یہ سب نمبر ایک ہیں ان میں سے جو شخص ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہے اور باوجود اس کے اس کو مسلمان جانتا ہے اسکو پیچھے نماز پڑھنے کو جائز جانتا ہے وہ کافر ہے اگر زید اس وہابی کے عقائد کفریہ پر مطلع ہے تو باوجود اسکے پیچھے نماز پڑھنے کے اسکو سنی کیونکر کہا جاسکتا ہے اور اگر اسکو معلوم نہیں کہ اس کے عقائد اس قسم کے ہیں تو اب معلوم ہونے کے بعد اپنی ان نمازوں کا اعادہ کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مرسلہ محمد سجاد صاحب محلہ اودھو پورہ شہر بنارس ۲/۱۲ نمبر مکان ۲۲ جمادی الاخری ۶۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ رجب یا شعبان سنہ ۶۰ھ کا واقعہ ہے حسب معمول ایک طالب علم زید مدرسہ میں ہم لوگوں کے پاس رات کو آئے۔ نعوذ باللہ کہ یہ تمہارے خدا کا ثبوت کہاں سے ہے، میں خدا ہوں، میں نے کہا آسمان وزمین خدا کی بنائی ہوئی ہیں، یہی ثبوت ہے، اگر تم خدا ہو تو پیدا کرکے دکھلاؤ تو زید نے کہا یہ تمہارا کہنا غلط ہے، بلکہ ان چیزوں کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اگر تمہارے ہی خدا نے پیدا کیا ہے تو اپنے خدا سے کہو کہ دوبارہ پیدا کرے۔ میں نے کہا ایسا کرنے سے اس کے نظام میں انقلاب ثابت ہوگا اور ہم گنہگار کی دعا ہی کیا۔ زید نے کہا اگر ایسا نہیں ہوسکتا، میرا دعویٰ ثابت ہوگیا۔ میں ہی خدا ہوں اور میں اس وقت ایسی نظیر لاؤنگا جب تم اپنے خدا سے کہکر لاؤ۔ پھر چند دنوں کے بعد میں نے زید سے پوچھا کہ ایسی بڑی بات تم کیوں کہتے ہو۔ زید نے کہا ایک آریہ سے اور مجھ سے گفتگو ہوئی تھی اس نے اس طرح کہا مدرسہ کے اکثر طلباء نے باتوں کو سنا اور یہ سمجھ کر کہ زید بیوقوفی کی باتیں اکثر زبان سے نکالتا ہے، خاموش رہے۔ پھر ربیع الثانی سنہ ۶۱ھ میں تمام طلباء نے کسی

اپنے مطالبہ پر تعلیمی مقاطعہ کیا۔ جس میں یہ زید شریک نہ ہوا اور طلباء کا ساتھ نہ دیا دوران مقاطعہ میں ایک روز مدرسہ کے ایک فارغ التحصیل اور ایک ہمدرد طلباء ہم سب طلباء کے ساتھ صدر مدرس کے قیام گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے، جب ان دو شخصوں کو ہم لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ زید ہم لوگوں کے مقاطعہ میں شریک نہیں تو بہت اظہار افسوس کرنے لگے تو ہم میں سے کسی نے کہا کہ اس کا کیا کہنا وہ تو خدائی کا دعوی کر بیٹھتا ہے، پھر انھیں دونوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ زید کے بیبا کانہ الفاظ کی خبر مدرسہ انتظامیہ مجلس کے ناظم کو پہنچی اور مقاطعہ کے سلسلے میں انتظامیہ کی کمیٹی ہوئی ممبران نے مدرسہ کی مالی مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امسال زید وغیر کی دستار فضیلت کا جلسہ ہونا چاہیئے، اس پر ناظم مجلس نے کہا کہ زید تو ایسی ایسی باتیں زبان سے نکالتا ہے۔ اس مجلس میں زید کے موافق و مخالف سبھی لوگ تھے۔ اور یہ بات خوب مشہور ہوگئی۔ اور اساتذہ مدرسہ کو بھی اس کمیٹی کے بعد زید کے کلمات کا علم ہوا۔ پھر چار یا پانچ یوم کے بعد ایک استاذ نے زید سے کہا جو کلمات تم نے کہے ہیں اسکو لکھو۔ اولاً اس نے انکار کیا پھر کہا مجھ سے ایک آریہ سے بحث ہوئی تھی استاذ نے کہا بہر حال جو واقعہ ہو لکھدو، چنانچہ زید نے مندرجہ ذیل تحریر لکھی۔

ایک آریہ نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ خدا کا ثبوت کہاں سے ہے میں اس کا جواب نہ دے سکا تو پھر میں نے اس کا جواب معلوم کرنے کیلئے طلبہ سے بھی کہا کہ خدا کا ثبوت کہاں سے ہے تو طلبہ جو جواب دیتے تھے تو میں اسکو توڑ دیتا اس طرح سے اگر وہ لوگ کہتے کہ آسمان و زمین کس نے بنایا تو میں کہتا میں نے بنایا۔ تو میں کہتا کہ کیا جواب ہے میرے بنانے پر تو میں کہتا کہ میں خدا ہوں اور یہ اسلئے کہ وہ آریہ ایسے ہی جواب توڑتا تھا جس طرح میں نے توڑا۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید نے کلمات بالا کہتے وقت یہ ظاہر نہ کیا تھا کہ آریہ سے بحث ہوئی تھی اور نہ یہ ظاہر کیا کہ میں آریہ کا قول نقل کررہا ہوں بلکہ چندیوم کے بعد میرے پوچھنے پر یہ کہا کہ آریہ سے بحث ہوئی تھی اور وہ نہ ظاہر کرنے کا اقرار چند اہل محلہ سے بھی کرچکا ہے توکیا زید پر تجدید ایمان و نکاح لازم ہے یا نہیں؟

(۱) اس قول کے بعد فقہ و حدیث کا درس برابر لیتا رہا؟

(۲) نماز پنجگانہ بجماعت ادا کرتا رہا تجدید ایمان کیلئے کافی ہے یا نہیں؟

(۳) کلمہ کفر کہنے کے بعد دو چار دن کے قائل نے تصریح کی یہ قول ایک آریہ کا ہے یہ تصریح اس کے قصد و نیت کی مظہر ہے یا نہیں؟

(۴) دس مہینے کی تاخیر سے شہادت قابل قبول ہے یا نہیں؟

(۵) دس مہینے کا سکوت الرضا بالکفر کفر ہے یا نہیں؟

(۶) دس مہینے کے بعد جو لوگ شہادت قبول کرتے ہیں انکا کیا حکم ہے کہ انھوں نے مردود الشہادۃ کو مقبول الشہادۃ بتایا؟

(۷) کوئی گواہی بلفظ اشہد نہیں ہے کیا قبول کی جاسکتی ہے؟

(۸) اشہد نہ ہونے سے قاضی اور پنچوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا یہ قضا کیسی ہے؟

(۹) شہادت رجب یا شعبان شک کے ساتھ ہے آیا قابل قبول ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ زید ان کلمات کے بولنے سے یقیناً کافر مرتد ہوگیا جب اس وقت اوس نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ کسی آریہ نے اوس سے کہا تھا نہ اور کسی قرینہ سے ایسا ثابت کہ آریہ کا قول نقل کررہا ہے تو زید ہی کا قول کہا جائیگا اور زید ہی پر حکم ہوگا ایک مدت کے بعد ایسا کہنا کہ آریہ کا یہ قول نقل کیا تھا زید کی

برأت کیلئے کافی نہیں۔ زید اگر اپنے قول خبیث سے توبہ نہ کرے اور مسلمان نہ ہو تو اوس سے تمام مسلمان ترک تعلق کریں اور زید کا اگر نکاح ہو چکا تھا تو اسکی عورت نکاح سے باہر ہو گئی مسلمان ہونیکے بعد عورت کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے زید کا فقہ وحدیث پڑھنا یا نماز پڑھنا اوسکی توبہ کیلئے کافی نہیں رہا۔ یہ امر کہ گواہ نے لفظ اشہد نہ کہا یا اتنے زمانے تک سکوت کیا یہ سب باتیں اوس وقت دیکھی جاتیں جب وہ انکار کرتا، رجب یا شعبان کہنا اس جگہ قادح شہادت نہیں۔ و ہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی نور محمد صاحب از گوالیار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ہر مسلمان کو علم غیب ہے اور جو ہر مسلمان کیلئے علم غیب نہ مانے کافر ہے۔ اولیاء کرام کیلئے علم غیب ہے، ہر مسلمان کیلئے علم غیب کا ثبوت نہیں معلوم ہوا اور نہ سنا گیا۔ اس لئے عرض ہے کہ اگر ہر مسلمان کیلئے علم غیب نہ ماننے کی صورت میں کیا کافر ہو جائیگا۔ حضرت شیخ بہاءالدین نقشبند قدس سرہٗ کے اقوال ہیں،، رسالہ علم غیب میں یہ دیکھا گیا ہے۔ مرد وہ ہے کہ دنیا اس کے سامنے مثل ہاتھ کی ہتھیلی کے ہو۔ شیخ مذکور قدس سرہ کی ذات واقعی اسی کی مقتضی ہے زید کہتا ہے کہ جنت و دوزخ اور ذات باری تعالیٰ اور ایسی ہی اور بھی ہیں کہ اس کا علم ہر مسلمان کو ہے اور ان سب کو دیکھا نہیں تو یہ علم غیب ہی ہے اور قرآن کریم میں مولیٰ تبارک و تعالیٰ ۔ یؤمنون بالغیب شروع پارہ الٓمٓ میں فرماتا ہے اس سے مراد علم غیب ہے یا ایمان بالغیب، اور علم بالغیب اور ایمان بالغیب دونوں ایک ہی ہیں۔ یا فرق ہے۔ یؤمنون بالغیب سے کیا مراد ہے یومنون بالغیب میں ہر مسلمان داخل ہے اگر علم غیب مراد ہے اور ہر مسلمان کے لئے علم غیب ثابت ہے،۔ بینوا توجروا؟

الجواب:۔ ایمان بالغیب تو ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے جس پر نص قطعی قرآنی شاہد

ہے اور ایمان کے معنی تصدیق ہے اور تصدیق علم کی قسم ہے بلکہ متکلمین کے نزدیک تصدیق ہی کو علم کہتے ہیں اونکے نزدیک علم کے معنی ہیں۔ صفة توجب تمیزاً لا یحتمل النقیض۔ بلکہ اصطلاح شرع میں ظن کو بھی علم سے خارج کہتے ہیں چہ جائیکہ شک و وہم پس ایمان بالغیب علم بالغیب ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا پھر علم غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ اوس پر دلیل قائم نہ کی گئی ہو دوسری وہ کہ اوس پر دلیل قائم ہو آیت میں قسم دوم مراد ہے تفسیر قاضی بیضاوی میں ہے۔ وھو قسمان قسم لادلیل علیہ وھوالمعنی بقولہ تعالٰی وعندہ مفاتح الغیب وقسم نصب علیہ دلیل کالصانع وصفاتہ والیوم الآخر واحوالہ وھوالمراد بہ فی الآیۃ۔ اور عامہ مومنین سے جہاں علم کی نفی کی جاتی ہے وہاں مراد قسم اول ہے لہذا مومن کیلئے اس کا اثبات و نفی دونوں صحیح ہیں و ھو تعالٰی اعلم اور عامۂ مومنین کیلئے علم غیب نہ ماننے پر تکفیر صحیح نہیں و ھو تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ آمدہ از مقام ابا نگر کلاں ڈاک خانہ خاص تحصیل شاہدرہ ضلع شیخوپورہ

بغدادی دواخانہ یونانی دہلوی مرسلہ حکیم میر سید اسد اللہ جیلانی القادری محب خاندان اقدس حضرات قادریہ عالیہ حضرت مولانا مولوی حکیم ابوالعلا امجد علی صاحب اعظمی رضوی دامت برکاتہم از جانب کمترین احقر العباد میر سید اسد اللہ جیلانی القادری السلام علیکم بعد ادائے آداب تسلیمات کے گذارش یہ ہے کہ ہمارے امام مسجد مولوی چراغ الدین صاحب فرماتے ہیں کہ سید اہلبیت ہے یہ ٹھیک ہے اور آل رسول سیدوں کو نہیں کہنا چاہئے آل کا اطلاق امت پر ہوسکتا ہے کیونکہ آل فرعون آل موسٰی وغیرہ وغیرہ قرآن مجید میں آگیا ہے اور درود شریف میں جو پڑھا جاتا ہے اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم، یہ بھی ابراہیم علیہ السلام کے قوم پر درود ہے ورنہ بتاؤ ابراہیم علیہ السلام کی کون سی آل ہے اس واسطے

سید آل میں شامل نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں صریح آل کا اطلاق قوم پر ہو سکتا ہے وہ امت ہے نہ کہ آل، اگر آل رسول ہے تو وہ امت نبوی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جناب والا یہ مرض لا علاج عام جاہلوں کے دل میں جم گیا اس واسطے آپ براہ مہربانی مجوب قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے پورا پورا ثبوت دین آیات مبارکہ احادیث شریفہ بالوضاحت تحریر فرمائیں بلکہ نمبر صفحہ کتب ہائے حدیث شریف اور سپارہ رکوع بھی ضرور لکھیں تاکہ آسانی سے ہم دیکھ سکیں؟

(نوٹ) جناب والاشان یہ سادات کرام کی چادر سیادت پر کا یہ بدنما داغ ہے اسکو جہانتک ہو سکے اسکو مٹادیں آپ کو عنداللہ عندالرسول اجر عظیم ملیگا یہ مولوی علانیہ لوگونکو آل نبی آل رسول کی تردید کرکے بتارہا ہے کہ آل رسول کے معنی امت ہے، زیادہ کیا عرض کروں بوقت روانہ فتاویٰ آل رسول کی مہر ثبت فرمادیجئے؟

الجواب: آل کا اطلاق متبعین پر ہوتا ہے اس معنی کے اعتبار سے قوم فرعون کو آل فرعون کہا گیا مگر اس سے یہ لازم نہیں کہ سادات کو آل نہ کہا جائے وہ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں صحیح بخاری و مسلم میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انھوں نے فرمایا۔ سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله كيف الصلوة عليكم اهل البيت فان الله قد علمنا كيف نسلم عليك قال قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد، اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ پر یعنی آپ کے اہلبیت پر کس طرح درود بھیجیں ارشاد فرمایا کہ یوں کہو، اللهم صل على محمد وعلى آل محمد (الحدیث) اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے اہل بیت کو آل کہا جائیگا دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا انما الصدقت اوساخ الناس لا تحل لمحمد و لا آل محمد یعنی صدقہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حلال نہیں، ظاہر ہے کہ آل سے صرف وہی لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے نہ کہ تمام امت کیونکہ امت پر صدقہ جائز ہے جبکہ وہ

شخص جس کو قبضہ دیا جائے فقیر ہو۔ جو شخص اہل بیت کرام کو آل سے خارج کرتا ہے وہ نہایت سخت غلطی پر ہے اگر آل بمعنی تبیع ہو جب بھی اہل بیت کو شامل نہ کہ اہلبیت کے منافی علامہ طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا۔ اختلفوا فی الآل من ھم قیل من حرمت علیہ الزکوٰۃ کبنی ھاشم وبنی المطلب والفاطمۃ والحسن والحسین وعلی واحویہ جعفر وعقیل واعمامہ صلی اللہ علیہ وسلم العباس والحارث وحمزۃ واولادھم وقیل کل تقی آلہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخ محدث دہلوی نے فرمایا ان ازواجہ صلی اللہ علیہ وسلم داخلۃ فی ھذا الخطاب والآل ایضاً یجیئ بمعنی الاتباع وبھذا المعنی ورد آلی کل مومن اس شخص کا یہ کہنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل نہ تھی باطل محض کیا انبیاء بنی اسرائیل اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل نہ تھے۔ یقیناً انھیں کی آل اور ذریت ہیں جس پر قرآن مجید کی بہت سی آیتیں شاہد ہیں جو کچھ یہاں کہا جا سکتا ہے وہ صرف اتنا کہ کبھی متبعین اور متبعین پر بھی لفظ آل کا اطلاق ہوتا ہے نہ یہ کہ اولاد پر اطلاق نہیں ہوتا، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ آمدہ از اٹاوہ محلہ ثابت گنج مرسلہ امتیاز حسین دفتری دوکاندار جلد سازی ۱۶ / شوال ۱۳۶۶ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید باوجود نیک چلن ہونے کے اپنے والد کے ساتھ بہت برے برتاؤ کرتا ہے اور سخت کلامی و ناگفتہ بہ الفاظ کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اور والد کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے جس سے اس کے والد کے قلوب کو نہایت درجہ تکلیف پہونچی اور زید کی صورت سے بیزار ہو گئے اور اسکے والد قابل امداد ہیں لیکن وہ کسی قسم کی مدد نہیں کرتا اسکے والد نے تنگ آکر اسکو عاق کردیا صورت حالات مدنظر رکھتے ہوئے زید مطابق شریعت مطہرہ عاق ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ جب زید اپنے والد کیساتھ ایسی بیجا حرکتیں کرتا ہے تو اب وہ نیک چلن کہاں رہا ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا فرض ہے قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ اور ارشاد ہوا وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ماں باپ کی نافرمانی اور ان کو ایذا رسانی گناہ کبیرہ اور اشد کبیرہ ہے۔ حدیث میں

ارشاد ہوا۔ اجتنبوا سبع الموبقات الاشراک باللہ وعقوق الوالدین (الحدیث)
اگر باپ نے اسے عاق نہ کیا ہوتا جب بھی وہ عاق ہے کیونکہ شرعًا عاق ہونے کا یہ مقصد نہیں کہ ماں باپ اسے یہ کہدیں کہ میں نے تجھے عاق کیا بلکہ اولاد اگر نافرمانی کرے تو وہ خود ہی عاق ہو جائیگی اگرچہ ماں باپ اسے یہ نہ کہیں کہ میں نے عاق کیا بالجملہ زید گنہگار اور اشد کبیرہ کا مرتکب مستحق عذاب نار وغضب جبار ہے اس پر لازم و فرض ہے کہ اپنے والد کو جس طرح ہو سکے راضی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ یاد علی وارثی صاحب از قصبہ مہنداول ضلع بستی، ۲ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ
بکر حکیم ہے اور حکیمی کرتا ہے مریضوں کو جو دوا کا نسخہ لکھکر دیتا ہے اس میں اگر ڈھائی روپے کی دوا ہوتی ہے تو ایک چوتھائی یعنی دس آنہ بکر خود لے لیا کرتا ہے، اور تیس آنے کی دوا مریض کو ملتی ہے ایک روز عمرو نے بکر سے کہا کہ تمکو دوا میں بہت آمدنی ہوتی ہے۔ بکر نے جواب دیا کہ جو پیسہ میں پہلے دوا میں ایک چوتھائی لیا کرتا تھا اسکو اب مثل سور کے حرام سمجھتا ہوں۔ عمر نے کہا کہ تمہاری بات کا کیا اعتبار ہے اس پر بکر نے کہا کہ جو مسلمان کی قسم کا اعتبار نہ لائے وہ کافر ہے۔ اس کا یہ کہنا کیسا ہے ؟

الجواب:۔ بکر کا یہ قول نہایت بیجا اور غلط ہے بہت سے مسلمان اس زمانے میں جھوٹ بولتے رہتے ہیں اگر ان کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے تو اس سے کافر نہیں ہوتا بکر کو اپنے اس قول سے توبہ کرنا چاہئیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ جناب محمد بخش صاحب عرف بلاقی از فتح پور ہسوہ ۳ ذی الحجہ ۶۶ھ
(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین صورت مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے کلمہ پڑھنے کیلئے کہا بکر نے جواب دیا کہ ہم ہندو ہیں اتنا کہکر بھاگ گیا ایسی صورت میں بکر دائرہ اسلام میں رہا یا اسلام سے خارج ہو گیا۔ اگر اسلام سے

خارج ہوگیا تو بکر کی عورت اس کے نکاح میں رہی یا نکاح سے خارج ہوگئی اگر نکاح سے خارج ہوگئی تو عدت گذرنے پر نکاح دوسرے سے کرسکتی ہے یا نہیں اور عورت اپنے شوہر سے یا شوہر کے ورثہ سے مہر اور جہیز جو اپنے والدین کے یہاں سے پائی تھی۔ اس کو اور عدت کا نان نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں اگر نان نفقہ لے سکتی ہے تو کتنا از روئے شرع شریف جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمایئے عین مہربانی ہوگی ؟

الجواب:۔ صورت مستفسرہ میں بکر کا یہ لفظ کہ ہم ہندو ہیں، اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کیا ہم ہندو ہیں، جو ہم سے کلمہ پڑھواتے ہو۔ یعنی اس جملہ میں حرف استفہام محذوف ہے اور اردو بلکہ ہر زبان میں حرف استفہام حذف کرنے کا طریقہ دائر و سائر ہے۔ ایسی صورت میں نہ بکر کافر نہ اسکی عورت نکاح سے باہر۔ اگر حرف استفہام محذوف نہ ہو، اور یہ جملہ جملہ خبریہ ہو تو بکر جو اس کا قائل ہے کافر ہوگا۔ اسکی عورت نکاح سے باہر ہو جائے گی مہر و نفقہ و جہیز سب کچھ بکر سے وصول کرے گی اور بعد عدت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورت مسئولہ میں کہ بعد نماز مغرب ایک جگہ چند اشخاص بیٹھے ہوئے تھے۔ تو زید نے ہر شخص کو نماز اور کلمہ کی ہدایت کرنے لگے اور نماز کی فضیلت بیان کرتے رہے اور ہر شخص سے فرداً فرداً کہتے رہے تم مسلمان ہو کلمہ پڑھو جب زید نے بکر سے کہا تم بھی مسلمان ہو کلمہ پڑھو بکر نے جواب دیا ہم مسلمان نہیں ہندو ہیں، اتنا کہکر بکر چلا گیا۔ ایسی صورت میں بکر دائرہ اسلام میں رہا یا اسلام سے خارج ہو گیا اگر اسلام سے خارج ہو گیا تو بکر کی عورت بکر کے نکاح میں رہی یا نکاح سے خارج ہو گئی اگر عورت نکاح سے خارج ہو گئی تو بکر سے یا بکر کے ورثہ سے اپنا مہر اور جہیز جو کہ اپنے والدین کے یہاں سے

پائی تھی۔ اور عدت کا نان نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔ اور اگر عدت کا نان نفقہ لے سکتی ہے تو کتنا؟ جواب معہ حوالہ کتب تحریر فرمائیے عین مہربانی ہوگی؟

الجواب:۔ بکر کا یہ کہنا کہ میں مسلمان نہیں ہوں ہندو ہوں، یہ اسکا اپنے متعلق کفر کا اقرار ہے اس اقرار کی بنا پر بکر کافر مرتد ہوگیا۔ اسکی عورت نکاح سے باہر ہوگئی بکر سے اپنا مہر اور نفقہ وجہیز وصول کرسکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین صورت مسئولہ میں کہ زید یہ کہتا ہے کہ خدا ایک نہیں ہے اور بیٹی بیٹا بھی رکھتا ہے۔ ایسا کہنے والا دائرہ اسلام میں رہا یا اسلام سے خارج ہوگیا۔ اگر اسلام سے خارج ہوگیا۔ تو عورت اسکے نکاح میں رہی یا نکاح سے خارج ہوگئی اگر عورت نکاح سے خارج ہوگئی تو عدت گذرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیے عین مہربانی ہوگی۔

الجواب:۔ ایسا کہنے والا قطعا یقیناً کافر ہے ایسے کہنے والا سورۂ اخلاص اور قرآن کی بہت سی آیتوں کا انکار کرکے کافر ہوگیا۔ اور اسکی عورت نکاح سے خارج ہوگئی، بعد گزرنے ایام عدت جہاں وہ چاہے نکاح کرسکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ محمد یعقوب صاحب بنارس محلہ کمن گڑھا ۲۱ ذی الحجہ ۶۶ھ

زید کہتا ہے کہ مولوی کی مخالفت کرنا خدا و رسول کی مخالفت کرنا ہے اور خدا اور رسول کی مخالفت کرنا گناہ کبیرہ ہے، اور بکر کہتا ہے کہ مولوی کی بالذات قول وفعل کی مخالفت خدا و رسول کی مخالفت نہیں ہے نہ باعث گناہ کبیرہ ہے، البتہ مولوی امور شرعیہ بیان کرے اور کوئی شخص مخالفت کرے تو یقیناً گناہ کبیرہ ہے اور باعث عذاب الٰہی لہٰذا ایسی صورت میں زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا؟

الجواب:۔ حقیقتاً دونوں کے قولوں میں اختلاف نہیں معلوم ہوتا، زید کا بھی مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ عالم جب حکم شرع بیان کرے۔ تو اسکی مخالفت ناجائز ہے۔ یہ مقصد ہرگز نہ ہوگا کہ امور خانہ داری یا دیگر دنیا کی باتوں میں کسی عالم کی مخالفت درست نہیں اور اگر زید کا مقصد یہی ہے کہ مولوی کے منہ سے جو بات بھی نکلے خواہ وہ دین کے متعلق ہو یا دنیا کے متعلق اس کی مخالفت ناجائز ہے تو زید کا قول غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فہرست مضامین فتاویٰ مجدیہ چہارم